

مہیج الاحزان

علامہ حسن بن محمد علی یزدی



وَلِي الْعَصْرِ طُوسْت

پنج الہ سن

سید محمد شہر عباس
حیدرآباد، سندھ، پاکستان

تالیف

آقائی حسن بن محمد علی یزدی

مترجمو

مولانا سید ظل حسنین زیدی سرسوی

پیشہ کتہ : سید محمد شہر عباس

ولی العصمہ رٹ

ضلع جھنگ

۱۹۴۰ء



جملہ حقوق دائمی بحق السید محمد شہیر عباس

محفوظ ہیں

حلیل سکینہ

نام کاتب	_____	ہدیہ اللطف
نام مولف	_____	انامی حسن بن محمد علی یزدی
نام مترجم	_____	مولانا سید ظل حسین زیدی ستروی
سال طباعت	_____	۱۹۹۶ء بمطابق ۱۴۱۷ھ
تعداد	_____	۱۰۰۰
کتابت	_____	حضرت کیلیا نوالہ
مطبع	_____	
ہمیر	_____	
ناشر	_____	

ولی العصر، رتہ منہ ضلع جھنگ

اسٹاکسٹ

افتخار یک ڈپو۔ مین بازار اسلام پور لاہور

سیدتی سکیفہ
 حضرت اہل بیتؑ کے بارے میں نمبر ۸-۷-۱

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۷	عرض ناشر	۰
۹	مقدمہ	۰
۲۳	پہلی مجلس حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ معظمہ روائی۔	۱
۵۶	دوسری مجلس حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا مکہ معظمہ سے بسوئے عراق سفر اور ورود کربلا۔	۲
۱۱۶	تیسری مجلس حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا کربلا پہنچنا اور واقعات تا شب	۳
۱۲۸	عاشوراء محرم چوتھی مجلس شب، عاشوراء محرم کے غم اندوز واقعات	۴

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۷۸	پانچویں مجلس واقعاتِ صبح عاشوراءِ محرم قبل از ظہر۔	۵
۲۰۵	چھٹی مجلس شہادتِ بعض انصار حضرت سید الشہداء علیہ السلام	۶
۲۲۶	ساتویں مجلس شہادتِ اولادِ عقیلؑ، اور شہادتِ پانچواں حضرت امیر قاسم ابن حسن علیہ السلام۔	۷
۲۸۱	آٹھویں مجلس شہادتِ اولادِ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام	۸
۳۲۶	نویں مجلس شہادتِ شبیر رسولؑ خدا حضرت علی اکبر علیہ السلام	۹
۳۶۹	دسویں مجلس شہادتِ حضرت علی اصغرؑ اور جہاد و شہادتِ امام حسین علیہ السلام۔	۱۰
۴۳۲	گیارہویں مجلس تاریخِ خیامِ اہلبیتؑ الطہار	۱۱
۴۶۳	بارہویں مجلس اسیرانِ اہلبیتؑ کی کوثر میں آمد	۱۲

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۵۱۰	تیرہویں مجلس اسیران اہلبیتؑ کی شام میں آمد	۱۳
۵۷۳	چودھویں مجلس اسیران اہلبیتؑ کی شام سے رہائی اور مدینہ منورہ پہنچنا۔	۱۴



انتساب

میں اس کتاب کو مظلومہ
 کربلا شریکتہ الحسینؑ حضرت
 زینب کبریٰؑ کی خدمت میں پیش
 کرتا ہوں





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض نامہ

خدا کے تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارا ادارہ ”ولی العصر“ رتہ مرتہ ضلع جھنگ
یونان الہ ۳ طاہرین تھوڑے سے عرصہ میں متعدد عظیم ایشان کتب فارسی کو اردو زبان
میں ہدیہ قوم کر چکا ہے۔ اب ایک قدیم ترین کتاب ”ہیج الاوزان“ مولفہ حضرت
علامہ حسن بن محمد علی یزدی اعلیٰ اللہ مقامہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے
یہ کتاب زبان فارسی کی ہے منقول کر بلا اور واقعات مصائب پر یہ ایک مستند و عظیم
کتاب ہے

کتاب ہیج الاوزان علامہ مرحوم نے ۱۲۴۶ھ میں مکمل کی تھی۔ اب پہلی مرتبہ
اردو زبان میں پیش کی جا رہی ہے۔ جو دو عظیمین و ذاکرین کے لیے پیش بہا تحفہ ہے۔

خداوند عالم بخاری خدمات کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم
 اپنے ادارہ کی جانب سے مزید کتب ہدیہ کر سکیں۔ اور پوسٹل چارج معصومین
 علیہ سلام میرے والدین اور دوسرے مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔

فاک پائے اہلبیت
 محمد شہر عباس



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الحمد لله المتقرب بالقدم والبقاء المتوحد بالعظمة والكبرياء
 المحاكم بما يريد والقاعل لِمَا يَشَاءُ مَوْلَا كُلِّ بِلَادٍ اَنْبِيَاءُ ثُمَّ بِالْاَوْلِيَاءِ
 ثُمَّ بِالْمَثَلِ فَا الْمَثَلُ فِي وَرَجَاءِ الْمَحَبَّةِ وَالْوَلَاءِ رَافِعِ الدَّرَجَاتِ السَّعِيدِ
 وَالشَّهَادَةِ وَمَعْوِظِهِمْ عَنِ الْحَيَاةِ الْقَلْبِيَّةِ الْغَانِيَةِ وَالنَّعْمَةِ
 الْمَدْنِيَّةِ حَيَاةٍ دَائِمًا وَنِعْمًا يَا قِيَامًا بِلَا فَنَاءٍ فَقَالَ وَلَا تُحْسَبَنَّ الَّذِينَ
 قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَصْوَاتًا طَبِيلُ اَحْيَاءٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
 اَشْرَفِ اَهْلِ الْاِتْبَاعِ وَافْضَلِ سُكَّانِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ مُحَمَّدِ
 سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَخَاتَمِ الْاَوْلِيَاءِ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِ الَّذِينَ جَلَّتْ مَنَابِقُهُمْ
 عَنِ الْعَدُوِّ وَعَلَّتْ مَرَاتِبُهُمْ مِنْ اَنْ يُقَاسَ بِهِمْ مِنْ اَخْدِ مَلُوكِ الدَّارِ
 وَرُؤَسَاءِ الْعَالَمِينَ الْمَبْعُوثِينَ لِقِيَامِ الْقِسْطِ فِي اِبْتِدَاءِ الْمَوْجُودِ اِلَى يَوْمِ الْاٰخِرِ
 وَلِعَنَةَ اللَّهِ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ نَعْنَةً مُتَّصِلَةً مَا دَامَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَيَعُدُّ -

جناب علامہ حسن ابن محمد علی بیزوی الحائری (اعلیٰ اللہ مقامہ) اس کتاب منسٹھا
 کے مقدمہ میں اس طرح رقم طراز ہیں کہ بحمد اللہ مجھے تو سب اللہ طاہرین صلوات اللہ
 علیہم اجمعین حاصل ہے کہ جو عودۃ الوقتی اور جبل المتین میں خداری کا ذریعہ برحق
 ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی برحق ہیں اور وسیلہ عظیم سب سے
 خدائے برتر ہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ مصومین کو جو عترت پیغمبر خدا میں وسیلہ قراء

دیتا ہے اس پر فرض ہے کہ وہ ان سے موذت رکھے۔ اور اطاعت و بندگی میں ان کی موذت کا اظہار لازمی ہے۔ کیونکہ اجر رسالت اگر ادا نہ کیا تو پھر عبادت کی قبولیت کا حکم مشکل ہے۔ پس ان کے ارشادات اور ان کے آثار کی حفاظت کرنا ایمان میں داخل ہے۔ بنا بریں جمیع علماء کرام نے ہر زمانہ میں اور ہر شہر میں تفسیر و تالیف کے ذریعہ ائمہ اہلبیتؑ کے حالات جو کہ شعائر ائمہ ہیں قوم و ملت تک پہنچائے ہیں۔ اور واقعات کو بلا یا انداز صحت قلمبند کے نہیں اور خصوصاً چونکہ بعض مخالفین عزا داری امام حسین علیہ السلام پر ایراد و اعتراض کرتے ہیں اور ایسی ہی کتب و اشتہار شائع کرتے ہیں جس سے شعائر اسلامی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کے محو ہونے کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے۔ بس ضروری ہو اگر اخبار معتبرہ اور احادیث ماثورہ پر کوئی جامع کتاب مرتب و مدون کی جائے اور کافول کی زبان بندی کی جائے۔ چنانچہ ہم نے احادیث صحیحہ کی روشنی میں اس کام کو شروع کیا۔ حالانکہ ہمارے حالات سازگار تھے۔ اور اپنے دور میں ہماری ملکی حالت بھی دگرگوں تھی مگر بفضلہ تعالیٰ اور بھون پنجتن پاکؑ حالات بدلے اور خدمات سے ہمیں نجات ملی کتاب پیشی نظر تدوین کی طرف توجہ دی۔ آخر کار کامیابی دست بوس ہوئی اور آستانہ ترمین، حسین و عباس علمدار میں ہماری دعائیں رنگ لائیں اور یہ کتاب اگرچہ بجز اشکِ خشکیدہ ہے۔

لیکن نفع بخش ضرور ہے، ہمیں امید ہے کہ ناظرین کتاب اگر کسی قسم کی نسرشش و کوتاہی پائیں گے تو بقلم صحت، اصلاح فرما کر مطلع فرمائیں گے۔ ہم ان کے ممنون و متشکر ہوں گے۔

ہم نے اس کتاب عن انتساب کا نام ”میخ الاحزان“ قرار دیا ہے یہ کتاب

مشہد الحسینی سے مربوط ہے لیکن اس میں بعد ذکر آداب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عزادار کی پہچان اور اس کی ہیئت ظاہری یہ ہے کہ سر کھلا ہو اور بند گریبان چاک ہو۔ برہنہ پاء ہو۔ اور اس صورت عزاء کو بعض علماء اعظام نے مستحب قرار دیا ہے۔ اور اس ہیئت و صورت غم کے ساتھ داخل روضہ مبارکہ ہونا ضروری ہے اور یہی آداب عزائی ہیں۔ جن کو مجلس عزاء اور امام بارگاہ میں بوقت حاضری مد نظر رکھنا لازمی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
 مَا اخْتِيصْتُ مِثْرًا مِرَاةً وَلَا اَزْهَنْتُ وَلَا اَكْتَحَلْتُ وَلَا رَحَلْتُ
 حَتَّى اَتَانَا رَسُولُ عَبْدِ اللَّهِ - یعنی کہ ہماری عورتوں نے غم حسین مظلوم کر بلا
 میں خضاب کرتا۔ بالوں میں تیل ڈالنا۔ آنکھوں میں سرمہ ترک کر دیا تھا۔ یہاں تک
 کہ امیر مختار نے ابن زیاد ملعون کا ناپاک ہاتھ نہیں بھیجا اور اس وقت ہمارے گھر سوگ
 ختم ہوا۔ سرمہ لگانا ترک کر دیا تھا۔

یہاں تک کہ ابن زیاد ملعون کا سرمہ ہمارے پاس پہنچا۔ پھر اہلبیت اطہار نے
 سوگواری ختم کی۔

بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ للعاد یعنی فی دارہا شمیخان
 خمس حججہ۔ یعنی کہ بنی ہاشم کے گھروں سے پانچ سال تک دہواں نہیں اٹھا
 پس ایام عزاء میں باورچی خانے صرف قوف لاموت بقدر خوراک کھٹنے چائیں
 یا لباس غیر ضروری سے وابستہ ہونے تک کرنا ضروری ہے تاکہ ہم مصیبت
 اہلبیت ظاہرین میں شریک متصور ہوں۔ جو کہ ہمیں بوجہ دوری زمانہ نصیب نہ ہو
 سکی۔ امام بارگاہ اور مجلس عزاء کی جگہ کو تشریفی اظہار کے لیے مناسب صورت کے بعد میں

ایک مقدمہ اور چودہ مجالس پر مشتمل ہے۔ اور مقدمہ کتاب میں دو مطالب ہیں،

مطلب اول

و

مطلب دوم

مطلب اول آداب تعزیرت کو محیط کئے ہوئے ہے اور اس میں دوسرے امور متعلقہ باعزازاداری ہیں۔ تاکہ تعزیرہ واران آداب عزاء کو ملحوظ رکھیں اور ایسی چیزوں سے اجتناب کریں کہ جو عزاء امام حسینؑ کے شایان شان نہیں ہیں۔ آداب تعزیرت میں پہلی چیز یہ ہے کہ غم امام حسین علیہ السلام میں کس حد تک گریہ و بکا کرنا اور مفہوم و محزون رہنا چاہئے۔

اس کی آگہی حاصل کرنا ہر شیعہ کے لیے ضروری ہے۔ بعض علماء حضرات نے گریہ و بکا کو آداب عزاء میں شمار کیا ہے۔ اور ہم نے بھی انہی حضرات کی تاسی کی ہے۔ لیکن فی الحقیقت یہ چیزیں مستقلاً نشان عزاداری ہیں۔ اور باوازی بند گریہ و بکا کرنا ضرورت ہے۔ تاکہ اظہار دعوت عزاء میں لگے اگرچہ آنکھ سے آنسو نہ بھی نکلے تب بھی باوازی بند گریہ کرنا مطلوب آداب عزاء ہے۔ لیکن عمد اگر یہ ترک کرنا مستحسن امر نہیں ہے۔ بہر کیف غم امام حسینؑ میں رونا مستحب ہے۔ امور عزاداری میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ پاک و پاکیزہ لباس پہنے۔ اس میں پاک ارواح کا گزر ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بند قمیض و کرتہ کھلا ہوا اس لیے کہ یہ نشان غم ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن سنان کی روایت سے متفق ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ روایت آداب زیارت

میں آراستہ کرے کہ عظمت و تقدیس مجلس عزرائلیفین پر واضح ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ منبر اور تخت پوشش پر سیاہ چادر ڈالنا ضروری ہے علم اور ضریح مبارکہ بھی رکھنا نشانِ عزاء امام حسینؑ ہے پس عزراخانوں کو آراستہ کرنا مستحب ہے۔

سیاہ پوشی، (عمامہ و عبا اور موزے کے علاوہ) غیر از ایام عزاء مکروہ ہے۔ لیکن اس میں بھی ایک قسم اظہار عزاء انشاء اللہ خالی از اجز نہیں ہے۔ منہ پر طمانچہ مازنا اور خراشیں ڈالنا، سر کے بالوں کو نوچنا (علاوہ ایام عزاء اہلبیت) علماء نے حرام قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علماء کرام کے نظریات کی تائید فرمائی ہے اور مذکورہ امور کو بجالانے کی مخالفت فرمائی ہے۔ خالد بن سدید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: وَلَا تَشِي فِي لَطْمِ الْخُدُودِ سَوِيَّيِ الْأَسْتَعْقَارِ۔ کہ میت پر اپنے پٹے پھاڑنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن ادریس کے نزدیک مطلقاً حرام ہے اور دوسرے علماء کے نزدیک۔ اپنے باپ، ماں، اور بھائی کی میت پر ان امور کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان علماء نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس فعل کو مد نظر رکھا ہے کہ آپ نے اپنے پد بزرگوار کی میت پر اس کا عملی اظہار کیا ہے۔

خالد بن سدید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی خوف نہیں ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ میت پر اپنا گریبان پھاڑے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارون کی میت پر اپنا گریبان چاک کیا تھا پس مزید فرمایا کہ باپ اپنے اولاد کی میت پر اور شوہر اپنے زوجہ کی میت پر لباس چاک کرے (خصوصاً گریبان) تو کوئی خوف نہیں ہے۔

یہ بھی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت سید الشہداء امام حسینؑ نے مکرر وصیت فرمائی ہے کہ جب میں قتل ہو جاؤں تو پکڑے چاک نہ کرنا۔ منہ پر طمانچہ نہ مارنا اور کلمہ افسوس و ہلاکت سے اجتناب کرنا بلکہ بعض روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ زانو پر بحالت افسوس ہاتھ مارنا بھی منع وارد ہوا ہے۔ موسیٰ بن بکیر نے حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں۔ کہ مصیبت کے وقت زانوں پر ہاتھ مارتا۔ اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ ان دلائل کو مدنظر رکھا اور عزاء امام حسینؑ میں مذکورہ امور سے پرہیز کرنا عمل تامل ہے امام حسینؑ کے غم میں گریبان چاک کرتے کی یہ نسبت دل کا غم زدہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسے امور کا مظاہرہ نہ ہو سکے گا کہ جو منافی عزت میں۔ اور یہی چیز روح عزاداری ہے۔ (از مترجم مصائب امام حسینؑ میں بالوں کا لوچنا سینہ کو بی اور زانو پر دست افسوس مارنا یہ سب فطری امور ہیں اور بخت کے تقاضوں پر حد عائد نہیں ہو سکتی)

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شہادت امام حسینؑ علیہ السلام کے بعد بنی ہاشم نے پوست (کھال) کے لباس پہننے اور موسم گرم و سردی بھی خیال نہیں کیا اور رات دن بے قراری میں گزرا بلکہ ہمیشہ نوحہ و زاری اور گریہ و بکا شعار رہا۔ نہ کھانے کی پرواہ، نہ آرام و استراحت کا خیال۔ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام طعام وغیرہ کا بندوبست فرماتے اور بنی ہاشم اور چند امام عالی مقام اس قدر روتے تھے کہ آنکھوں کے اشک خشک ہو جاتے تھے کیا مذکورہ امور عزادوں کے بارے میں جو کہ افعال فاطمیات میں توقع کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے منہ پر طمانچہ نہ مارے ہوں یا زانو پر ہاتھ مار کر اظہار غم نہ کیا ہو جب کہ محاورہ عرب میں نوحہ یعنی

لظام ہے یعنی کو نوحہ کے معنی ہی اپنے منہ پر ٹھانچہ مارنے کے ہیں۔ البتہ سر کے بال نوجنا، اور منہ پر تراشیں ڈالنا۔ ان دونوں امور محل اشکال ہیں۔ تیغ اپنی پیشانی پر مارنا۔ یا اپنے بازو کو زخمی کرنا یہ بھی اسی حکم میں ہیں۔ لیکن اعضا کو زخمی کرنا اور دین کو قفل لگانا یعنی کوئی کلمہ زبان سے نہ کہنا۔ اور اسی قسم کی اور باتیں جو عوام کا خیال ہیں۔ یہ مصیبت کا اظہار نہیں ہے۔ دراصل اظہار مصیبت یہ ہے کہ دل غمگین ہو گیا کہ دل نے لباس غم پہنا ہو۔ اور سوزش قلب کا اظہار آنکھوں کے اشکوں سے کیا جائے اور آہ سوزان سینہ سے نکلے۔ ہاں چونکہ شیطان انسان پر جلد قابو پالیتا ہے۔ اور ہر عمل خیر کو بیک نفس ضائع کر دیتا ہے چنانچہ ارکان اسلام مثل نماز و زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ کو بھی خراب کر دیتا ہے کہ سوشل سے اشخاص میں سے ایک دو شخص بقواد شرعیہ ان پر عمل کرتے ہیں اس اعتبار سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جلد تر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔

لَا يَبْقَىٰ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا رِسْمُهُ۔
 یعنی کہ ایمان میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مگر لفظ ایمان یعنی کہ ایمان نام کی حد تک باقی رہے گا۔ اور اسلام میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مگر رسم باقی رہ جائے گی۔ روح ایمان و اسلام دونوں ہی باقی رہیں گی۔ اور اس حدیث کے مطابق ایسا ہی مشاہدہ بھی ہے کہ اکثر شہرہوں میں اکثر لوگوں نے اسلام و ایمان میں نصرت سے کام لیا ہے۔ اور اسلام و ایمان کے متحقق فوائد میں ان سے محروم ہیں اس ضمن میں یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بہت زیادہ مجالس عزرا اس میں کہ جن میں لوگوں نے تصرف کر کے ان کی افادیت ختم کر دی ہے۔ اور ان میں معاصی امور شامل کرتے ہیں۔ مثل اس کے کہ اشعار پڑھنے میں عفت کی صورت پیدا کرتے ہیں۔ ریبا کاری شامل ہوتی ہے۔

کذب، بیانی افتراء (بہتان) وغیرہ ہوتا ہے اور لوگوں پر نظر رہتی ہے کہ وہ خوش ہوں خواہ خدا خوش ہو یا نہ ہو۔ میرے نام عزاداری ہے۔ اور تعزیرت کے علاوہ سب چیزیں داخل ہوتی ہیں اور اسی کو شعائر اسلام کا قائم کرنا تصور کرتے ہیں حالانکہ ایسی صورت میں اسلام کے ضائع ہونے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ یعنی اس صورت میں اسلام ضائع ہوتا ہے۔ تعظیم شعائر ائمہ دین نہیں ہے کہ غلط اور دروغ چیزیں یا روایات بیان کی جائیں۔ اس طرح اسلام خفیف ہوتا ہے اور اس روش سے علماء اعلام حضرت کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ کہ لوگ بالائے منبر جاتے ہیں اور اپنے آپ کو خصوصی طور پر نائب رسول خدا سمجھتے ہیں اور تمام ایام عزاء محرم سے لے کر ہفت تک ایسے لوگ اپنی تجارت چکاتے ہیں۔ ذاکرین دو اہلین حضرات کو مدعا ذکر و اذکار اور وضو خوانی قریہ "الی ائمہ" کرنی چاہتے خواہ کسی ذاکر سے خوش ہوں یا نہ ہوں البتہ خدا اور رسول اور ائمہ کی خوشنودی مد نظر انہیں ضروری ہے۔ اسے بلا در اگر عام لوگ بوجہ کم علمی ایسا کرتے ہیں تو تجھے خوشنودی خدا کے لیے عزاداری کرنی لازم ہے۔ اگر لوگ دنیا کے لیے عزاداری کرتے ہیں تو تجھے آخرت کے لیے عزاداری کرنی چاہئے۔ اگر لوگ اس میں معصیت شامل کرتے ہیں تو تجھے اس میں تھوڑی اختیار کرنا ضروری ہے۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جانے پر خوشی نہیں ہوتی۔ کہ ہر ایک شخص مع اپنے اہل و عیال زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کو سبب شہرت بناتا ہے۔ امام عالی مقام نے سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اگر لوگ بوجہ حصول شہرت زیارت کے لیے جاتے

ہیں تو قرینہً اہل اللہ زیارت کے لیے جا اور زیارت کے لیے جانا ترک نہ کر فرمایا
 آیا۔ اظہار اندوہ و غم اور قائمہ عزائمہ ایام اور ہمہ وقت مستحب ہے؛ یا مخصوص ایام
 عزاء کے ساتھ؛ فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی عالم اس پر متعرض ہوا ہو۔ لیکن
 بدلائل یہ ثابت ہے کہ عزاداری ہمہ وقت لازم ہے۔ اور حضرت امام زین العابدین
 علیہ السلام کا عمر بھر گریہ و بکا اور بنی ہاشم کے گھروں سے پانچ سال متواتر کھانا پکانے
 کے لیے دھوئیں کا بلند نہ ہونا حکایت کرتے ہیں کہ قائمہ عزائمہ وقت مستحب ہے
 (از مترجم؛ اگر مخالفین کسی امر مستحب کو مٹانا چاہیں۔ تو اس مستحب کو باقی رکھنا
 واجب و لازم ہو جاتا ہے۔ اور اس مستحب کی حفاظت کرنا۔ ہر دیندار پر فرض ہو
 گا کہ اس مستحب کو نہ مٹے دے عزاداری کی مخالفت ہر دور میں ہوتی رہی ہے اور
 آج بھی مخالفت جاری ہے۔ پس عزاداری برقرار رکھنا واجب و لازم ہے۔ تفصیل
 کے لیے ہماری کتاب عقیدہ و عمل اور نجات ملاحظہ فرمائیں)

ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک ایام کے
 وقت میں کوئی نہ کوئی شاعر ضرور رہا ہے کہ جو بھنورا امام شیعہ امام حسینؑ مسنانا تھا
 اور امام عالی مقام اور ان کی بزم میں حاضر ہونے والے سب ہی گریہ کرتے تھے اور
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ مجلس عزاء
 امام حسینؑ منعقد نہ ہوتی ہو اور اہلبیتؑ اور خود امام عالی مقام گریہ نہ فرماتے ہوں۔
 بلکہ جو اصحاب موجود ہوتے وہ بھی گریہ فرماتے۔ پس عزاداری ہمہ وقت مستحب ہے
 اور امام کا عمل بذایہ مستحب ہے اور ہمارے لیے حجت ہے۔ چنانچہ یونس بن
 یعقوب روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ
 سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ اے جعفر عمیرے مال میں سے اس قدر مال برائے

عزاداری وقف کر دے۔

تاکہ عزاداران چار سے درپر تعزیت ادا کریں اور نوحہ و بکا کریں تو ان کے لیے اہتمام کر چنانچہ دس سال تک اہتمام عزا ہوتا رہا۔ شہیدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ مراد تھی کہ لوگوں میں عزاداری امام حسینؑ کی طرف رجحان پیدا کیا جائے۔ اور لوگ ہماری ناسی میں اہتمام عزا مستقل طور پر انجام دیں اس کے انتظامات کے لیے صاحبان حیثیت وقف مالیات کو ذریعہ بنائیں اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اہلبیت اطہار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ جائیداد اور مال برائے عزاداری امام حسینؑ وقت کرتے تھے اور اگر دوسرے لوگ جو اہلبیتؑ طاہرین کو اپنا دینی رہبر و پیشوا مانتے ہیں اقدار کریں۔ اور عزاء امام حسینؑ کا رواج قائم ہو۔ پس ہمہ وقت اقامت عزا میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

اس امر میں اشکال ہے کہ جب کہ اقامت عزا مستحب ہے تو کیا ان ایام میں جو اہلبیتؑ طاہرین کی خوشی و مسرت کے دن ہیں جیسے نویں ربیع الاول، روز عید غدیر، اور اسی نوعیت کی اور دیگر خوشی کی تاریخیں، مثلاً روز مبارک عیدین کے دن ۱۷ دین ربیع الاول، تیرہ رجب وغیرہ یا خصوصاً تیسری شعبان، میں اظہار غم و مسرت مطلوب ہے آیا ان تاریخوں میں عزاء امام حسینؑ مستحب ہے یا متروک اگر مذکورہ تاریخوں میں خوشی و مسرت ہے تو حزن و ملال بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں متضاد ہیں اور ایک ہی شخص واحد سے ہر دو امور کا بجا لانا بے وجہ ہے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اجتماع امر و نہی کی کوئی نظیر (مثال) نہیں ملتی۔ چونکہ مطلوبیت مسرت تاریخ ہاء مذکورہ میں مخصوص ہے۔ اور مستحب ہے لیکن ضرورت سید سجاد علیہ السلام کا ارشاد مبارک یہ ہے کہ

فَأَتَى رَجَالَاتٍ مِنْكُمْ يُسْرُونَ بعد قَبْلِهِ أَبَاهُ عَيْنٌ مَحْبَسٌ دَمْعَهَا بَانِدٌ
 قول حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہے کہ زیارتِ نامیہ مقدمہ (اخْلَا سَدُّ
 بَنَاتِكَ صَبَاحًا وَمَسَاءً وَلَا يَكْفِيَنَّ لَكَ بَدَلُ الدُّمُوعِ دَمًا) (میں چونکہ آپ
 کے دشمنوں سے مقاتلہ نہ کر سکا پس صبح و شام بے قراری سے آپ کے غم میں رویا
 کروں گا اور خون کے بدلے آنکھوں سے اشکِ غم کی برساؤں گا) اور وقتِ شہادت
 امام مظلوم منادی کہو آسمان سے کی گئی کہ

الْيَوْمَ نَزَلَ الْبَلَاءُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ فَلَا يَرُونَ فَوْحًا حَتَّى يَقُومُوا
 فَأَقِمَّكُمْ وَيُشْفِي صُدُورَكُمْ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ یعنی کہ اس امت پر بلا نازل ہوگی اور یہ لوگ
 کبھی فرحت و مسرور نہ دیکھیں گے یہاں تک کہ قائم کا ظہور ہو۔ اور سبوتوں کو ٹھنڈک
 حاصل ہو۔ پس یہیں سے ثابت ہوتا ہے خوشی و مسرت بے جا ہے۔ بلکہ ان کی
 خوشی مسرت میں بھی عزا و امام حسینؑ کو فوقیت حاصل ہے۔ یہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ
 فرماتے ہیں۔

إِنَّ يَوْمَ الطَّغْيَانِ يَوْمًا كَانَ لِلدِّينِ عَصِيْبًا لَمْ يَدْعَ لِقَلْبٍ
 مَتَّى لِلْمُسْتَرَاتِ نَصِيْبًا العن الله رجالاتنا زعوا الدنيا عصبوا
 سألوا عجزاً فلما قدروا وشنوا المحروبا طلبوا اذناد يدس
 عندنا ظلماً وجوراً۔

یعنی کہ جس روز کہ بلا میں مصیبت واقع ہوئی یعنی کہ حضرت امام حسینؑ شہید ہو گئے
 تو وہ مصیبت دینِ محمدیؐ پر شدید ترین مصیبت تھی۔ اور ایسی مصیبت کہ تمہیں کے
 بعد اہلبیتؑ کے دلوں کے کو خوشی نصیب نہ ہوتی۔ (یعنی کہ اہلبیتؑ اور شیعوں
 کے لیے خوشی نہ تھی) اور ان دنوں میں غم میں خوشی داخل کر دی کیونکہ ان ظالموں

کو بظاہر فتح ہوئی تھی لیکن ہمارے کربلا سے پہلے دور میں یہ ہی لوگ عاجز و پس ماندہ تھے لیکن اب جب کہ انہیں قدرت و طاقت حاصل ہوئی تو شکر ہلال و ہلال سے نام پنجتن پاک مٹانے لگے اور ہم سے کافروں کا خون طلب کرنے لگے ان لوگوں کا خون کہ جو بدر و احد میں کافر مارے گئے تھے۔ پس ہمیں اہلبیت کی خوشی کے موقع پر بھی غم حسینؑ کو فوقیت دینا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں اہلبیت اطہار پر کربلا کی مصیبت سخت اور عظیم ابتلاء تھی کہ جس سے ہر قسم کی خوشیاں ختم ہو گئیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اہلبیت کی خوشی و مسرت اور اہلبیت کی مصیبت جو کربلا میں واقع ہوئی اور پھر ان کو حقیقی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ یہ مصیبتیں فوقیت رکھتی ہیں۔ ان کی خوشی و مسرت سے پس روز عاشورا، روز غم بنے خواہ وہ اس سے قبل کس قدر ہی یوم مسرت ہو۔ امام حسینؑ کی شہادت اور مصیبتوں نے یوم عاشورا کی خوشی کو غم سے بدل دیا لہذا آپ یوم عاشورا تا قیامت یوم غم و اندوہ بنے اسی لیے اہل ایمان عزاداری قائم کرتے ہیں۔ پس اگر محرم اور تو روزِ حساب ماہِ انگریزی اگر اتفاقاً ساتھ ساتھ واقع ہو جائے۔ تو خوشی کا ترک کرنا اور غم امام حسینؑ کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

مطلبِ دوم

واضح ہو کہ بعض علماء کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ اخبار (احادیث) ضعیفہ مقام تعزیرت و مصائب میں اور مناقب و فضائل اللہ از قسم معجزات بیان کرنا جائز رکھا گیا ہے تاکہ دلائل دینے میں آسانی ہو جائے۔ اور اگر احادیث معتبرہ و صحیحہ حاصل ہو جائیں

نواس پر ثواب ملے گا۔ لیکن اول صورت یہ ہے کہ فضائل و مناقب جو کہ روایات ضعیفہ سے مربوط ہیں۔ اگر صاحب فضیلت یعنی امام میں فی الواقع ہی تو ان کے بیان کرنا موجب ثواب ہے۔ اسی طرح وہ مصیبت جو واقعہ کربلا سے مربوط ہے یا کسی دوسری مصیبت واقعہ سے تعلق ہے۔ یا اس کا کسی دوسری روایت سے مؤید ہونا ثابت ہے نواس کو بیان کرنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ورنہ اگر احادیث کے ضعیفہ ہونے پر یقین ہے نواس کو ترک کرنا بہتر ہے۔ اور بعض امور جو گریہ و بکا کے لیے واقعہ بیان میں رونما ہوتے ہیں۔ وہ اس صورت بیان کرنے چاہئیں کہ حقیقی صورت واقعہ برقرار ہے۔ بزبان حال بھی مصیبت بیان کی جاسکتی ہے۔ تاکہ گریہ و بکا میں اضافہ ہو جو کہ مالِ مجلس عزاء ہے۔ رہا اعتقاد کا معاملہ۔ جب تک کہ کسی چیز کا علم نہ ہو اس پر اعتقاد قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہے کہ آگہی و انفاقت حاصل کریں اور شخص سنی ستانی چیزوں پر و انظہین اکتفا نہ کریں۔ کیونکہ عدم معلومات کی بنا پر بیان کرنا مستحسن امر نہیں ہے۔ اگر واقعہ بیانی میں حقیقت سے انحراف ہو جائے۔ تو صریح کذب بیانی سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ پر بھونٹ باندھنا یعنی کہ کوئی شخص میری طرف سے کوئی ایسی بات کہے جو فی الواقع ہی میں نے نہیں کہی ہے تو وہ شخص اپنے لیے جہنم میں جگہ بنا تا ہے۔ اور امام علیہ السلام کے فرمودات میں سے کسی چیز کو بیان کرنے وقت اپنے انداز بیان میں کمی و بیشی ہو جائے کہ یا اس صورت فی نفسہ روایت مجروح نہ ہو تو اس کے بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کلابا س یکسب الناحۃ اذا قلت صدقا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے نہ نوحہ کر کہ حاصل کرنے میں بشرطیکہ

وہ راست گو ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ ابو بصیر کہتا ہے کہ صادق آل محمد نے فرمایا۔ لَا يَأْخِزُ بَأْسَ النَّاسِ النَّاسَةَ۔ یعنی کہ نوحہ کر عورتوں کا اجرت لینا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن حنن بن سدير نے حضرت صادق آل محمد سے روایت کی ہے کہ۔ آپ نے فرمایا۔ لَا نَشَارُطُ وَنَقْبِلُ كَلَامًا اعْطِيَتْ چاہتے کہ شرط معاذضہ (اجرت) نہ کرے کہ اس قدر اجرت ہوئی بلکہ جو کوئی دعوت دینے والا عطا کرے اس پر انکفار کے ورنہ اس کے برعکس جواز منسک ہے۔ تمام مردوں پر نوحہ کرنے اور اجرت لینے کے بارے میں علماء کے درمیان طوسی نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے اور بعض اصاریت میں اس کی حائثت بھی کی گئی ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے والے پر لعنت کی ہے اس وقت کہ جب ایک نوحہ کرنے والے کی آواز گوشس ہمایول میں پہنچا۔ لیکن دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر عورت نوحہ کرے بغیر تو یہ مر جائے تو روز قیامت محظور ہوئی۔ اس حالت میں کہ اس کے جسم سے قطران کی بو آتی ہوگی (قطران ایک بدبو دار روغن ہے) لیکن ظاہر یہ ہے کہ مشہور علماء کرام نوحہ خوانی کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے جواز پر اور احادیث بھی پائی جاتی ہیں کہ جن کی موجودگی میں نوحہ خوانی کا باطل ہونا کالعدم ہو جاتا ہے۔

(از مترجم) زنانی مجلس عزائیں نوحہ و مرثیہ و ذاکری کرے یہ لاؤ اسپیکر کا استعمال کوئی مستحسن عمل نہیں ہے کیونکہ مستور کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنی آواز نامحرم تک نہ پہنچاے جب کہ لاؤ اسپیکر کی موجودگی میں آواز کا درز تک جانا یقینی بات ہے) وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

(مؤلف کتاب) حسن بن محمد علی یزدی

پہلی مجلس

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ معظمہ روانگی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ مُحَبَّتَهُ فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَآءِ حَتّٰی تَرَکُوْا مَا سِوَاهُ
شَوْقًا اِلَیْهِ وَسَقَاهُمْ مِنْ رَحْمَتِکَ مُوَدَّتِهِ حَتّٰی هَجَرُوْا مِنْ
وِیَارِهِمْ اَسْفَا عَلَیْهِمْ وَاَوْلَهُمْ یَجَالِهْ حَتّٰی اِخْتَارُوا فِرَاقَ
الصَّدِیْقِ وَاَحْتَمَلُوْا الرَّاغِثَ وَاَلطَّرِیْقَ طَلَبًا لِلزَّلٰتِیْ لَدَیْهِ وَ
یَمِّمَهُمْ فِیْ عَشِیْقِهِ حَتّٰی کَمَّ یُبَالُوْا بِاَمْطَارِ السَّهَامِ وَاَلِاسْتِیْ
کَمَنْ کَمَّ یَشْعُرُ بِجَانِبِیْهِ وَاَلسَّلَامِ وَاَلصَّلٰوَةِ عَلٰی اَزْلِ مُهَاجِرِ هَاجِرٍ
مِنْ وِیَارِهِ لَهَاوَهُ وَاَفْضَلَ سَالِکِ سَلٰکِ سَبِیْلِ رِضَاہُ
وَاقْرَبِ الْخَلْقِ اِلٰی رَبِّہِمْ وَسَیِّدِہِمْ وَمَوْلَاہُ سَیِّدِ نَادِمَوْلَانَا
مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَلٰی اَهْلِیَّتِہِ اَفْضَلِ السَّالِکِیْنَ اِلٰی اللّٰهِ وَ
اَشْرَفِ الْمُهَاجِرِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ سَیِّمًا عَلٰی وَکِیْدِہِ وَحَبِیْبًا قَلْبِہِ
وَظَلَمًا کَبِدِہِ الَّذِیْ هَاجَرَ مَعَ اَوْلَادِہِ وَعَشِیْرَتِہِ وَاَخْرَجَ عَنْ
حَرَمِ اللّٰهِ مَعَ اِخْوَانِہِ وَقَبِیْلَتِہِ وَجَاهَدَنِیْ اللّٰهُ مَعَ اَنْصَارِہِ

وَأَحْبَبِيهِمْ وَقَتَلَ لُوحَهُ اللَّهُ مَعَ أَعْوَانِهِ وَخَاصَّتَهُ وَالْغَرِيبَ الْوَجِيدَ
 وَالْأَسِيرَ الشَّهِيدَ الَّذِي أَحَاطَهُ بِهِ كِلَابُ أَهْلِ الدُّنْيَا وَ
 سَبَاعُ أَرَاذِلِ الْوَرَى فَجَعَلَ يَفْتَرُ بَعِيَالِهِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ وَمِنْ
 دَارٍ إِلَى دَارٍ حَتَّى أَنَاخُوا عَلَيْهِ وَأَحَاطُوا بِجَانِبِيهِ ففَعَلُوا بِهِ مِنْ
 الْقَتْلِ وَالْمَغَارَاتِ وَسَبِيِّ النِّسَاءِ وَالْبَنَاتِ مَا كَلَّتِ الْأَلْسُنُ
 عَنْ تَقْرِيرِهِ وَعَجَزَتِ الْأَيْدِي عَنْ تَحْرِيرِهِ قَوْلًا لَدَى هَذَا
 الْأَمْرِ تَكَادَ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ وَمِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَمْرُضُ وَ
 نَخْرَةُ الْجِبَالِ لَهُ هَذَا أَفْوَاجَ سَرَتَاهُ عَلَى تِلْكَ الْأَجْسَامِ الْمُرْمَلَةِ
 بِالْمَاءِ وَالْأَفْوَاءِ الْيَابِسَةِ مِنَ الظَّمَاءِ وَوَالْهَفَاءِ عَلَى تِلْكَ
 الْأَجْسَادِ وَالْإِيدَانِ الْمَدْفُونَةِ مِنْ غَيْرِ غَسَلٍ وَكَفَانٍ وَوَأَطُولُ
 لِيَفِي عَلَى تِلْكَ حُبِّ اللَّهِ الْمَجْدَلَةِ فِي الْقُلُوبِ وَالْأَعْضَاءِ الْيَابِسَةِ
 الْعَارِيَاتِ وَيَأْتَا سَفَى عَلَى تِلْكَ الذَّرَارِي الْمَوْتُورَاتِ وَالنَّسُوءِ
 الْمَسُورَاتِ وَيَأْخُزُّنِي عَلَى الْأَيْدِي الْمَقُولَاتِ وَالْإِمْتِاقِ
 الْمِكْبَلَاتِ قَالُوا لِي لِلْعَصَاةِ الْفُسْطَاقِ كَيْفَ سَلَكَ بِهِنَّ الدُّنْيَا طَرِيقَ
 الْعَمَى وَأَحَارَتِ يَا أَصَارَهُمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى فَاتَّخَذُوا هَارِبًا وَاتَّخَذَتْهُمْ
 عَمِيدًا أَفْلَعِبَتْ بِهِمْ وَلَعَبُوا بِهَا وَنَسُوا مَا وَرَأَتْهُمُ أُرُودًا لِيَفِرَ الظَّلَامُ فَسَبِعَ لِمَنْ
 الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيْ مَنْقَلَبَ يَنْقَلِبُونَ . وَبَعْدَ قَالِ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ
 وَكَلَامِهِ الْمُبِينِ أُولَئِكَ يَتَّقُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَعْمِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ
 أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقْتُلُوا يُقْتُلُوا يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا فَعَلَّ اللَّهُ النَّاسَ
 بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَدَمْتُمْ صَوَامِعَهُمْ وَبِعَرِّصْتُمْ مَسَاجِدَهُمْ وَبَعَدْتُمْ عَنْ مَسْجِدِ اللَّهِ فَكُفِرُوا بِهِ لَبِئْسَ مَا كَفَرُوا

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَبْغِزُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (سورہ الحج آیات ۳۹-۴۰)

یعنی کہ جن (مسلمانوں) سے کفار لڑا کرتے تھے چونکہ وہ بہت ستائے گئے اس وجہ سے انہیں بھی (جہاد) کی اجازت دے دی گئی۔ اور خدا تو ان لوگوں کی مدد پر یقیناً قادر و توانا ہے۔ یہ وہ (مظلوم) ہیں کہ جو (بیچارے) صرف اتنی بات کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے ناحق اپنے اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے دور دفع نہ کرتا رہتا تو گر بجے، اور یہودیوں کے عبادت خانے اور جو جس کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ کب کے کب ڈھا دیئے گئے ہوتے۔ اور جو شخص خدا کی مدد کرے گا خدا بھی البتہ اس کی مدد ضرور کرے گا بے شک خدا ضرور زبردست و غالب ہے۔

یہ لفظ ترجمہ ہے اس آیت مجیدہ کا۔ اس آیت مجیدہ سے بظاہر شاید یہ مراد ہو کہ خداوند عالم نے اپنے لطف و کرم سے اپنے ان بندوں کو کہ جن پر ظلم ہوا ہے ان کو شہر سے ہجرت کرنا پڑی ہے اور وہ بے جرم ویلے خطا ہی یہ حق دیا ہے کہ وہ اعدا حق سے جدال و قتال کریں۔ وہ جماعت کہ جس نے حق پرستوں پر ظلم کیا ہے اور اہل حق کو وطن سے نکالا ہے حالانکہ ان کی کوئی تقصیر و خطا نہ تھی وہ تو کہتے تھے کہ رَبَّنَا اللَّهُ - کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے وہی ہمارا معبود و رب حق ہے اور ہم شرک و کفر سے بیزار ہیں۔ اگر خدا ان نیک بندوں اور ظالموں کو جہاد نہ کرتا تو یقیناً عذاب نازل ہو جاتا۔ اور پھر عبادت خانے اور مساجد کو جو ذکر الہی کے لیے مخصوص ہیں برباد ہو جاتے وہ کب کے منہدم و خراب کر دیئے گئے ہوتے اور جو شخص خدا کی مدد کرے گا خدا بھی اس کے کام درست فرما دے گا۔

کیونکہ خدا غالب و توانا اور صاحب عزت و جلال ہے چنانچہ بعض تفاسیر اور متنبیہ احادیث سے یہی متنبط ہوتا ہے کہ اس آیہ مبارکہ کے نازل ہونے سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور بہ جہاد نہ تھے یعنی کفار و مشرکین سے قتال کرنے کا حکم خداوندی نہیں آیا تھا۔

پس کفار و مشرکین برابر اذیت رسان تھے اور مسلمانوں کو جو سر و پا پرہنہ تھے یعنی کہ آلات حرب سے مسلح نہ تھے کفار اذیتیں پہنچاتے رہے اور اسلام و مسلمین کی بے حرمتی کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت جبرئیل یہ آیہ مذکورہ لے کر نازل ہوئے اور حضرت جبرئیل نے آنحضرتؐ کی کرمبارک میں تلوار لٹکائی۔

پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار و مشرکین سے مامور بہ قتال و جہاد ہوئے۔ کتاب کافی میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نَزَلَ فِي عَلِيٍّ، وَجَعَفِرٍ وَحَمْزَةَ وَجَرَّتْ فِي الْحُسَيْنِ۔

یعنی کہ یہ آیہ مجیدہ حضرت علیؑ، جعفر طیار اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ لشکر ظلم و ستم کی یورش کی وجہ سے اپنے گھروں اور شب کو یعنی مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے حالانکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ صرف اتنی سی بات تھی کہ انہوں نے کافروں، مشرکوں کے طریقہ کو چھوڑ دیا تھا۔ اور راہ حق و صداقت، صراط مستقیم پر ثابت قدم تھے۔ یہ ہی چیز ظالموں اور شرکوں کو گرہ لگاتی تھی۔ پس ان کافروں اور شرکوں نے ان اہل حق کو ہجرت کرنے اور راہ مسافت اختیار کرتے پر مجبور کر دیا اور زمین مکہ ان کے لیے تنگ کر دی۔ ان پاک و پاکیزہ خدا رسیدہ بندوں نے اعدا و دین سے جہاد کیا اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ جب حضرت حمزہ غم نامدار رسول خدا درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور اکثر مسلمان مدینہ میں

شہید کر دیئے گئے۔ بعدہ مسلمان واپس مدینہ پہنچے۔ تو مدینہ کے گھروں میں حدائے نوحہ وزاری بلند ہو رہی تھی۔ اور تمام عورت مدینہ اپنے اپنے مقتول کو رو رہی تھیں۔

لیکن جناب حمزہؓ پر کوئی رونے والا نہ تھا۔ کوئی نہ تھا۔ کہ عزا جناب حمزہؓ پر کرتا۔ جناب حمزہ کے گھر سے جب گریہ وزاری کی آواز نہ آئی تو حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ۔ **أَمَا عَجِبِي حَمْرَةَ فَلَا بَوَاكِي لَهَا هَهُنَا**۔ یعنی کہ میرے غم نامدار حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں ہے حمزہ یہاں پر غریب ہے۔ یعنی مسافر ہے پس جب انصار نے آنحضرتؐ کا یہ حزن و طلال دیکھا کہ آپ کے چچا کی لاش پر کوئی رونے والا نہیں ہے اپنی عورتوں سے کہا کہ جاؤ حمزہ پر روؤ اور نو حکم کو پڑھو اور پھر اپنے کشتوں پر روؤ۔ چنانچہ عورت انصار پہلے جناب حمزہؓ کے گھر گئیں اور وزاری کیا۔

جب ان کے رونے اور نوحہ کی آوازیں گوشش ہمایونی بنوی میں پہنچیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کون رو رہا ہے اور کس پر رویا ہے تو بتلایا کہ امیر حمزہ کا ماتم ہو رہا ہے۔ اور انصار کی عورت ماتم کر رہی ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان کو دعا دی اور فرمایا خدا تم سے راضی ہوا۔

(الترمذی) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہید راہ خدا پر رونا موجب خوشنودی خدا و رسول ہے اور شہید راہ جس قدر بلند درجہ پر نائزی گاہ وہ جس قدر ظلم و ستم سے شہید کیا جائے گا اسی اعتبار سے اس پر زیادہ رونا اور ماتم کرنا روا ہوگا۔

وَجَرَّتْ فِي الْحُسَيْنِ اور احادیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ آئینہ مذکورہ حضرت امام حسینؑ سے متعلق ہے۔ سے پوری طرح مربوط ہے اور اس

کلی طور پر مصداق حضرت امام حسینؑ ہیں۔ کیونکہ آپ نے یزیدی ظلم و جور سے وطن چھوڑا ہے۔ آپ کو دشمنوں نے بے جرم و خطا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا ہے اور آخر الامر۔ امر الہی بھی آپ کی ہجرت میں شامل ہے۔ اور امام حسینؑ کا لشکر بن زیاد و عمر بن سعد سے جنگ کرنا علم الہی ہی کی تعمیل میں ہے۔ آپ کا جہاد فی اللہ ہے۔ یعنی خاص اللہ کے لیے جہاد ہے نہ کہ دنیاوی غرض و غایت کے تحت راز و ترجمہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاد دینی منفرد ہے اگر کوئی اس کی انفرادیت کو ختم کرتا ہے تو وہ عارف جہاد امام حسینؑ نہیں ہے (امام حسین علیہ السلام خالصاً بوجہ اللہ قتال کرتے تھے۔ اور آپ خصوصی طور پر ولایت کی طرف کہ جو اعظم توجیہ خداوندی ہے دعوت دے رہے تھے۔ اور یہ چیز آئینہ مجیدہ میں رُنا اللہ کی تفسیر ہے جو کہ آپ نے روز عاشورا و محرم قوم بے حیا و اورث کر عمر بن سعد ملعون کے سامنے فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا۔ خَبَرُونِي هَلْ تَطْلُبُونِي بِقَبِيلِ قَتْلِهِ أَوْ بِقَصَاصِهِ أَوْ جِرَاحَتِهِ أَوْ بِمَا اسْتَمَلَكْنَهُ أَمْ عَلَى سُنَّةِ عِيَّتِهَا أُمَّ عَلَى شَرِيعَةٍ بَدَّلَهَا۔

یعنی کہ مجھے بتلاؤ کہ تم نے کیوں میرا محاصرہ کیا ہے۔ کیوں میرے قتل پر آمادہ ہو گیا کسی کا خون بہا میرے ذمہ ہے یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے۔ یا کوئی قصاص میرے ذمہ ہے۔ کس امر کا تم مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔ کیا میں نے کسی کا کوئی مال غضب کر لیا ہے۔ کیا میں نے شریعت میں کوئی تغیر کیا ہے۔ کیا سنت رسول خدا کو بدل دیا ہے۔ آپ کی ان باتوں کا جواب دشمن کے پاس نہ تھا۔ لاکھ عمر ابن سعد میں خوشی طاری تھی۔ اگر کوئی جواب تھا تو یہی کہ باران تیر کر دی۔ حالانکہ آپ نے مکرر ان کلمات کا اعادہ کیا۔ لیکن ان بد نہاد قوم پر آپ کے مواعظ کا کوئی

اثر نہ ہو اِنّی کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَا لَيَشَقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ

(سورة البقرآیت ۷۷)

(پس وہ مثل پتھر کے سخت تھے یا اس سے بھی زیادہ کرسٹ کیونکہ پتھروں میں تو بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں دریا پڑ جاتی ہے۔ اور ان میں سے باقی جاری ہو جاتا ہے)

پس یہ آیت شریفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں بدرجہ کمال وارد ہوتی ہے۔ وَلَوْ اَدْفَعُ اللهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتِ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدٌ يُذَكَّرُ فِيهَا اِسْمُ اللهِ كَثِيْرًا

(سورة الحج آیت ۳۰ کہ جسے عنوان مجلس قرار دیا ہے)

وگرنہ خدا اگر لوگوں کو ایک دوسرے سے دور دفع نہ کرتا تو عبادت خانہ تباہ و برباد ہو جاتے۔ پس خدا نے اپنا عذاب ان لوگوں سے دفع کیا جو اسطے بغیر ذریت طیبہ، لیکن ان ظالموں پر عذاب ہمزور نازل ہوگا کیوں کہ انہوں نے زمین پر اہل اشد کو سہنگوں کیا اور دوسرے عبادت خانے اور مساجد کو تباہ کیا یہ چیزیں کہ جن کی بنا پر عذاب الہی نازل ہوگا اور غیرت الیہ اس کی مقتضی بھی ہے کیونکہ جب قوم نمود و عادت نے ناقہ مصالح کو پے کیا۔ اور اس کے بچہ کو ذبح کیا۔ عذاب خدا نازل ہوا اور کئی ہزار اشخاص مبتلاء عذاب ہوئے۔ اس مقام پر یہ چیز غور طلب ہے کہ ناقہ مصالح خدا کی نظر میں زیادہ عزیز ہے یا قرند

ختمی مرتبہ نواسہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ناقہ صالح نظرِ خدا میں
 عظیم نہ تھا لیکن چونکہ خداوند عالم نے اس ناقہ کی اپنے رسول سے سفارش کی
 تھی اس کو خداوند عالم نے آیت قرار دیا تھا۔ یعنی کہ اپنی نشانی اور حکم دیا تھا۔ کہ
 اس کو اذیت نہ پہنچائی جائے۔ لیکن جب قوم نے اس کو قتل کر دیا تو خداوند عالم
 ان کے اس عمل سے غضبناک ہوا اور عذاب نازل فرمایا۔ کہ زمین میں زلزلہ
 آیا اور پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئے گئے۔ ناقہ صالح کو پے کر نیکی وجہ سے عذاب
 نازل ہوا۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کو حق شہرِ عیر سب لوگوں پر ہے
 مگر ظالموں نے ان کے حق کی رعایت نہیں کی اور امام حسین علیہ السلام کو تشنہ
 دین شہید کیا جسے مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ جبرئیل امین جب زمین پر گئے ہیں
 تو لاشِ امام حسین پر کوئی جگہ صحیح و سالم نہ تھی بلکہ قطعہ قطعہ تھی۔ جناب جبرئیل نے
 اس وقت بھی صیبر کیا کہ جب ناقہ صالح کو قوم ثمود نے پے کیا ہے اور اس ناقہ کی
 کونچیں کاٹ ڈالی ہیں۔ جبرئیل سے وہ حالت دیکھی نہ گئی حالانکہ وہ ناقہ تھا اور
 امام حسینؑ فرودِ رسولؐ خدا جگر گوشہ تر تول عندا ہیں جبرئیل کی کیا حالت ہوئی
 ہوگی۔ امام حسینؑ نے وقت ذبح صیبر کیا ہے اور نالہ بلند کیا ہے۔ اس وقت
 تمام عالم زبر و زبر، درہم و برہم تھا۔ لے آسمان یہ ظلم و ستم امام حسینؑ پر فیا سماء
 حیرت ہذا الامور علی الحسینؑ قموری بعد قموری یعنی کہ لے آسمان یہ
 تمام ظلم حسینؑ علیہ السلام پر جاری ہوئے۔ اور سینؑ تشنہ شہید ہوئے اور
 ان کے اہلبیت اسیر ہوئے۔ پس آسمانوں میں تلاطم برپا تھا اور آسمان سرنگوں
 تھے۔

وانت یا ارض صیبری بعداً قطعاً، ویا جبال علی وجہ اللہ صیبری

یعنی کہ اے زمین تجھ پر حسینؑ شہید ہو گئے تھے بعد حسینؑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا چاہے تھے شق ہو جانا چاہتے کہ فرزند بوزراب کا خون ناحق زمین کو بلا پر بجایا گیا۔ اور اے پہاڑو۔ تمہیں پارہ پارہ ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنی جگہ سے ٹل جانا چاہیئے۔ وقار کوہ دین پارہ پارہ ہو گیا ہے۔

و یاصیاء بن ساقی الخوض مملکتہ عطشی قضب نجیہ ما من بعد فتویٰ
آہ فرزند ساقی کو زرقانی روزِ محشر، بالباب خشک اور با جگر سوختہ شہید کیا
پس چشموں میں پانی، اب رحمت کا برس مناسب کچھ کیوں نہ بند ہو جائے۔

یا خیل یا خیل من بعد الحسین فلا شدت علیک سرجہ للمغاز
سرخیل شجاعان عالم اور سردار بہادران عالم یعنی امام حسینؑ ٹیپ گھوڑے سے زمین
پر تڑپ لائے۔ گویا عرش الہی زمین پر گرے۔ اور آپ کا گھوڑا اذا الجناح۔ باگیں
کٹی ہوئیں۔ زمین خالی۔ تیروں سے زخمی۔ بجا م گری ہوئی۔ درنیمہ پر پہنچا تو گھوڑے
صیجر کیا۔ امام حسینؑ کے گھوڑے نے حق رفاقت ادا کر دیا۔ قتل حسینؑ کی سنانی اہم
کوئی۔ ابن الرسول عن الشبل الحسین وقد امین مزاراً لقطعان الیعا فیرا۔

یعنی کہ یا رسولؐ خدا کہاں تھے کہ وہ اپنے ہے فرزند حسینؑ بن فاطمہؑ کو اس حال
میں دیکھتے کہ وہ یکے و تین میدان قتال میں کھڑے ہیں۔ کوئی مددگار و نام نہیں ہے
کہاں تھے رسولؐ خدا کہ جو اس مصحف ناطق کے اوراق بکھرے ہوئے دیکھتے
کہاں تھے رسولؐ خدا کہ اپنے حسینؑ کا سر مبارک نیزہ پر بلند دیکھتے۔ وہ حسینؑ کہ جس
کو ہمیشہ اپنے سینہ پر سلایا۔ رسولؐ خدا شافع روز جزا ہمیشہ آپ کے دندان
مبارک کو چومارتے تھے آج اسی حسینؑ کے لب و دندان خاک و خون میں بھرے
ہوئے ہیں۔ آپ کے لبائے مبارک پر ہمیشہ ذکر خدا جاری رہتا تھا۔ کہاں تھے

رسول خدا کہ جو میں کے پیغمبروں کی آہ و زاری سنتے۔ اور الحرم کی فریاد و مگانستے اور اپنے ناموس کو شتران بدرفتار پر سوار دیکھتے۔

خطب تَضْبِضُ مِنْهُ الدِّينَ وَاضْطَرَّتْ قَوَاعِدُ الْمِحْدِ فِي الْاَعْرَافِ وَالطُّورِ
یعنی کہ خدا کی قسم امام حسین علیہ السلام کی مصیبتیں ایسی ہیں کہ ارکان الہی متزلزل ہیں اور خانہ بزرگ کی اساس یعنی بنیاد کہ جنہیں خداوند عالم نے اعراف و طور سے تاسیس فرمائی ہے جو کہ حضرت رسول انرا زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند کی ہیں متزلزل ہیں اور قریب ہے کہ منہدم ہو جائیں۔

خطب تَزَلُّزَ صِنْتَهُ الْعَرْشِ وَالظَّمْسُتِ مَعَالِمِ الرُّشْدِ وَالْاِحْتِقَاقِ وَالنُّورِ
یہ ایک حادثہ ہے اور ایسا عظیم حادثہ کہ عرش اعظم الہی اس حادثہ سے متزلزل ہو گیا۔ اور آثار ہدایت و نشانای رشد و راہ مستقیم دکھلانا۔ ان سب چیزوں کا محور شہادت امام حسین ہے کیونکہ شہادت ہی کی وجہ سے یہ تمام آثار ہدایت برقرار ہیں۔

اس مصیبت کے ساتھ یہ مصیبت تھی کہ آثار توحید و خدا پرستی بے دست اور شرک و کفر کی نشانیاں ابھر رہی تھیں۔ اور اہل کفر و نفاق کے بازوؤں میں طاقت آرہی تھی۔ جاننا چاہتے۔

اگرچہ خداوند عالم نے خود عذاب نازل نہیں فرمایا۔ اور تہی دنیا میں ان ظالموں کو سدرنگوں کیا بلکہ آخرت میں ان کے لیے عذاب ہبیا کیا ہے اور چونکہ خداوند عالم حکیم مطلق ہے وہ جب چاہے۔ عذاب دے خداوند عالم عذاب دینے میں تعجیل نہیں کرتا۔ طبرسی نے کتاب احتجاج میں اپنی استاد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ ایک حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام

سے بنی اسرائیل کی جماعت کے متعلق تذکرہ ہوا کہ خدا نے ان کو مسخ فرمایا حالانکہ وہ انسان تھے مگر بندروں کی شکل میں بدل گئے۔ اور ان کو یہ عذاب اور امر الہیہ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہوا کہ خداوند عالم نے منع فرمایا تھا کہ مچھلی کا شکار بروز شنبہ نہ کریں کیونکہ یہ ان کی عید کا دن ہے۔ پس بوجہ حرمت شنبہ بیان کرتے ہوئے آخر قصہ تک پہنچے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی مَسَخَ اَوْلِیٰکَ الْقَوْمِ لَا عَطِیَادَ السَّمٰکِ فِکَیْفَ تَرٰی عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَکُوْنُ حَالٌ مِّنْ قَتْلِ اَوْلَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهَتٰکَ حَرِیْمِیْہٖ۔ یعنی کہ خدا نے اس جماعت کو بوجہ شکار ماہی کرنے مسخ کر دیا۔ پس جن لوگوں نے اولاد بیغیر خدا کو قتل کیا۔ حرمت ضائع کی۔ اور الحرمین کو بے پردہ کیا۔ نبی حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا کہ ہم نے آپ سے جو کچھ سنا وہ ہم نے ایک دشمن خاندان رسول سے بیان کیا۔ تو اس نے کہا کہ اگر حسینؑ کا قتل از روئے باطل تھا تو اس کا قتل شکار ماہی سے عظیم تر تھا۔ پس خداوند عالم نے عذاب کیوں نازل نہیں فرمایا۔ جیسا کہ شکار ماہی کرنے والوں پر عذاب نازل کیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ شیطان مردود کی اس سے زیادہ معصیت تھی۔ بہ نسبت جماعت کی معصیت کے کہ اس کے اغراء کرنے پر کافر ہو گئی۔ پس خدا نے اس جماعت کو کہ جو جماعت فرعون تھی۔ یا قوم ہنود تھی کیوں ہلاک کیا۔ اور شیطان کو ہلاک نہ کیا حالانکہ یہ شیطان زیادہ مستحق عذاب و ہلاکت ہے بہ نسبت جماعت کی ہلاکت کے خداوند عالم حکیم علی الاطلاق ہے۔ اور اس کی تدبیر حکمت پر مبنی ہے۔ جب کسی کو مہلت دینا ہے تو کوئی نہ کوئی حکمت ضروری ہوتی ہے۔ اور جب ہلاک کرتا

ہے۔ اس میں بھی حکمت کو دخل ہے۔

فَذَلِكَ هُوَ لَاءِ الصَّامِدُونَ فِي السَّبْتِ وَهُوَ لَاءِ الْقَاتِلُونَ لِلْحَسَنِ
وَيَفْعَلُ فِي الْفَرِيقِينَ مَا يَعْلَمُ أَنَّهُ أَوْلَىٰ بِالصَّوَابِ وَالْحِكْمَةِ -
پس شکار ماہی کرنے والوں کا ہلاک ہونا اور قاتلانِ امام حسین کی مہلت
دینا۔ جو کچھ ان دونوں کے بارے میں خدا نے کیا وہ ہی حکمت پر مبنی ہے۔
لَا يَسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ ۝

خدا سے باز پرس کسی کا حق نہیں ہے۔ البتہ وہ تمام لوگوں سے باز پرس
کرنے کا حق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف حکیم مطلق ہے بلکہ قادر و توانا و غالب ہے
پس خدائی کاموں پر کرنا روا نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ خداوند عالم نے خود فرمایا
ہے کہ لَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ وَبَعْضٌ لَّهَدَىٰ صَوَامِعَ
وَبِيعٌ وَصَلَوَاتٍ وَمَسَاجِدَ يُدْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۝

اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے دور اور دفع نہ کرتا اور شرِ انسانی سے
بواسطہ مردمانِ پاکِ حفاظت نہ کرتا۔ تو گریبے، یہودیوں کے عبادت خانے
جو جس کی عبادت گاہیں اور مسجدیں کہ جن میں تم خدا کی عبادت کرتے ہو اور کثرت
سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کب کے کب مہندم کر دیئے گئے ہوتے۔ لیکن
خداوند عالم نے نیک اور متقی و پرہیزگاروں کو اشرار یعنی شرپسندوں سے جدا
کیا ورنہ عذاب نازل ہو جاتا۔ لیکن عذاب نازل نہیں ہوا۔ بلکہ عذاب ٹل گیا حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ یہ آیت مجیدہ حضرت امام حسین کے
حق میں جاری ہوئی ہے۔ پس اگر امام حسین نہ ہوتے تو ان کی ذریت طاہرہ نہ
ہوتی تو حضرت صاحب الزمان مہدی آخر الزمان قائم آل محمد کہاں سے ہوتے

جو محل فیوضات و برکات الہی ہیں۔ اور سبب نزول رحمت ہیں۔ اگر آپ کا وجود ذمی ہو نہ ہوتا تو بہر صورت دینا سترنگوں ہو جاتی اور فنا ہو جاتی۔ اس واسطے کہ جگر گوشت رسولؐ، پارہ بچکر بتول کو قتل کرنا کوئی سہل کام نہ تھا اور نہ ہی دختران علیؑ و فاطمہؑ کو اسیر کرنا کوئی سہل کام نہ تھا۔ بلکہ قتل امام حسینؑ اور اسیری دختران علیؑ و فاطمہؑ عظیم ترین مصیبت ہے۔ اور جب کہ خداوند عالم نے صید ماہی شکار ماہی دریوم السبت کی بنا پر عذاب نازل کر دیا اور اس جماعت کو مسخ کر دیا تو پھر کیا خیال ہے کہ اگر کوئی ٹحمت خدا ہو، خلیفہ رسولؐ خدا ہو۔ امام امت ہو زوال قرآن ہو۔ زینت عرش کبیر یا ہو، اور مثل ماہی اپنے دریائے خون میں غرق ہو اور اس کو گروہ عظیم مل کر قتل کر دے اور روز عید کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا جائے ملائکہ اس خدا کی طرف سے اس روز شکار ماہی کرنا بھی منع تھا۔ پس اس گروہ جفا کار کا کیا حال ہوگا کہ جس نے امام حسینؑ کو جو سید و سردار جو امان جنان میں قتل کر دیا اور روز قتل امام حسینؑ، یوم جمعہ تھا۔ جو یوم السبت سے مرتبہ میں افضل و اعلیٰ ہے اس کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔ حرمت امام حسینؑ، حرمت ذریت رسول خدا اور حرمت جمعہ کی کو جو اہل اسلام کے لیے یوم السبت سے زیادہ افضل ہے برباد کی۔ دلائل جمعہ کے دن بوقت ظہر خدائے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ اور خدا کا حکم۔ حکم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس باطناً حکم خدا کی خلافت و وزی منافی اطاعت رسولؐ ہے اور آنحضرت کی ہتک حرمت کا سبب ہے اس لیے روز جمعہ کی حرمت قائم رکھنا ضروری ہے اور اس لیے جمعہ کو یوم السبت اہل اسلام قرار دیا ہے جس طرح یوم السبت میں صید ماہی حرام تھا اسی طرح روز جمعہ جنگ و جدل و قتال حرام ہے اور وہ بھی

اشرف مخلوقات کو اس روز شہید کرنا۔ اسی لیے بعض روایات میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو المقتول یوم السبت کہا گیا ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام روز شنبہ شہید ہوئے ہیں اور اس کی تاویل یہی کی گئی ہے کہ جس کا ذکر کیا جا چکا کہ روز سبت اہل اسلام جمعہ کا دن ہے۔ اگرچہ علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام روز شنبہ شہید ہوئے ہیں۔

مثلاً شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور بعض دوسرے علماء نے بھی یوم شنبہ لکھا ہے مگر ان کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے کیونکہ کثیر روایات اس امر پر شاید ہیں کہ حضرت امام حسین کا روز شہادت روز جمعہ ہے اور اس لیے اس کو مسلمانوں کا یوم السبت کہا گیا ہے۔ بہر حال وہ گروہ کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو مسلمانوں کا اس پر عذاب نازل نہیں ہوا۔ اور عذاب اس لیے نازل نہیں ہوا کہ اہل زمین میں حجت خدا موجود تھا۔

(از مترجم) امام حسین علیہ السلام کے بعد ایک حجت خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بقیقہ اٹھتے اور آپ کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام حجت خدا ہوئے اور یہ سلسلہ حضرت امام مہدی علیہ السلام عجل اٹھ فرج پر ختم ہے اور آپ بقیہ حیات ہیں جن کی وجہ سے عذاب دفع ہو گیا۔ اور آخرت پر رکھا گیا)

نِعْمَ دَوْلًا شَمْسُ مِنْهُ مَاطَلَعَتْ شَمْسٌ وَكَوْلَا كَان سَهْرًا لَا وَلا حَسْرَن
وَلَمْ يَدْرِ فَلَكَ كَلَا وَلا سَكَنْتِ اَرْضٌ بَلِ اضْطَرَّتْ بِهَا سَكَنُوا
ہاں اگر آفتاب باء آسمان عصمت و طہارت، ماہ ہائے برج ہدایت و امامت جو کہ ذریتِ طیبیہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہیں، عالم وجود میں

نہ آتے تو ہر گاہ آفتاب طلوع وغروب نہ کرتا۔ افلاک گردش نہ کرتے، زمین قرار نہ پکڑتی اور زمین و پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ لَوْ كُنَّ يَدْرِيْنَا اَظْهَارَ حُجَّتِهِ مِنْ صَلِيهِ مَا اسْتَقَامَ الدَّهْرُ وَالزَّمَنُ یعنی کہ اگر اللہ معصومین نہ ہوتے جو حجت خدا میں رسول خدا کے خلفاء برحق ہیں اور طاہر و مطہر اصلاب سے خلق ہوئے ہیں تو نہ زمین ہوتی اور نہ آسمان ہوتا۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے۔ آئمہ خدا، حج اللہ کے دم قدم سے قائم ہے۔

مَا عَطَّلَ الْكُوْنُ اِذْ كَانَتْ قَلَابِدَهُ مِنْهُ هُدَاةٌ عَلٰى فِعْلِ النَّبِيِّ صِرْوًا
 دنیا مافی ہے۔ دنیا کی چیزیں برقرار ہیں اور دنیا معطل نہیں ہوئی۔ اس لیے درہم امامت (یعنی ذریت رسول خدا) اپنی تائینا کیوں کے ساتھ چمکتے رہے ہیں۔ اور آخری در امامت آج بھی تابندہ ہے یعنی آقامت دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان ہی وجہ سے خدا کی عبادت ہو رہی ہے۔ ان کی تخلیق کی غرض وفیات عبادت خدا ہے۔

فَلْيَنْدِبِ الْجِدَّ اَهْلِيْهِ كَذَا اَوْ كَذَا . فَلْيَعْظِمُ الْخُطْبَ اَوْ قَلِيْتِكَبِرُ الْمَحِقُّ

پس ندب، نوحہ کی بزرگی جو اس کے اہل ہیں عظیم ہونی چاہیے۔

وَ كَيْفَ لَا وِرْثِي السَّادَاتِ مِنْ مُصِيْرٍ اصْحٰتِ تَسْوَدُ عَلِيْهَا اَعْبَادُ قَتَنِ

میں یہ حال دیکھ رہا ہوں کہ شہر کے بزرگ اور سادات پر ذلیل لوگ اور غلام

علیہ پارہے ہیں۔ جس سے فضا و حرمت متاثر ہو رہی ہے۔

وَاللّٰهُ جِرٌّ جَوْرًا الظَّالِمِيْنَ عَلٰى اِبْنَاءِ اَحْمَدِ اِلَّا مَعْشَرَ قَتَبِيَّا

اعنی الاولیٰ انصیبوا میراث حیدرہ اخوی النبوی رسول اللہ والحقن

بخدا یہ کمین لوگوں کو ہرگز جرات نہ ہوتی کہ اہلبیت اطہار پر ظلم و ستم کریں

لیکن ایک گروہ نے میراث حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو غضب کر لیا۔ اور قربت رسول خدا کا خیال تک نہ کیا اور الجناحیت نے حکم خدا صبر کیا۔

هُمُ اسْتَسْوُوا وِشَاوِرَةُ اُمِّيهِ اِذَا حَقَّ اَدَهُمْ فِي الطَّفِّ وَالظُّعْنِ
یعنی کہ وہ لوگ کہ جنہوں نے ظلم و غضب کی بنیاد رکھی تھی۔ نبی امیرؑ نے ان کی اسل کو زمین کر بلا میں تقویت پہنچائی۔ یعنی حقوق آل محمدؑ غضب کر کے بنیاد ظلم رکھی اور کہ بلا میں امام حسینؑ فرزند رسول خدا کو قتل کر کے قہر یزیدی تعمیر ہوا۔

نَفْسِي فِذِ النَّفُوسِ فِيهِ سَأَلْتُ عَلِيَّ الصَّمِيانِ هَيْتَ اِجَادَ هَالِدًا لِدَانَ
یعنی کہ میری روح اور جان ان پاک و پاکیزہ نفوس پر قربان ہو جائیں۔ کہ جن کو دشمنوں نے قتل کیا اور وہ اپنے خون میں غلطیاں ہوئے اور اعداء دین نے ان کے بدن ہاؤ مبارکہ کو میزوں سے غارت کیا۔

لَعُوسِ اشْرَفَ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ لِهِمْ اَسَادَاتُ مَشَاعِرِ بَيْتِ اللّٰهِ وَالرُّكْنِ
اَفْدَى هُنَاكَ حَسِبْتَا وَهُوَ يَفْتَحُ الْهَيْجَا لِسَطْوَا يَقْلِبُ قَلْبَهُ الْبَدَنِ
میری روح و جان بلکہ تمام عالم کی روحیں اور جانیں حضرت امام حسینؑ پر قربان کر وقت غربت کہ جب آپ اس گروہ بد شکار میں گھیرے ہوئے تھے۔ مثل شیر و زندہ دریا ہر حرب و ضرب میں غوطہ زن ہوئے۔

اَفِيهِمُ وَاللَّيْمِ مِنْ صَوْبِ الدَّمَاءِ عَدَا تَجْرِي عَلِيٌّ وَجِدَ خَيْلِ الْعَدَى سَفَرِ
اس حال میں کہ جب اعداء دین کا خون دریا کی مانند بہ رہا تھا۔ اور ان کے گھوڑے اور سامان حرب اس دریا خون میں اس طرح رواں تھا۔ جیسے پانی پر شستی رواں ہوتی ہے۔

فاصدہ عن لقاء القوم کثر تهجو والاسد هل سد هاعن تصور هان

اور اس گروہ نابکار نے ظلم و ستم میں جو زیادیتاں کیں ان کا شکوہ کرنا عبرت ہے

کیونکہ شیر غضبناک کے روبرو وحشی جانوروں کی کیا حقیقت ہے اور حق تو یہی

ہے کہ شیر صحرا کو شیر کہ دگارسے کہ جو قوت ہیں منظر ذوالجلال ہے کوئی نسبت

نہیں دی جاسکتی۔ شیر حق کے مقابلہ میں دشمن کے لشکر کی کیا مجال تھی کہ قائم

رہتا اگر حضرت امام حسین ذرا اشارہ فرماتے تو شکر عمر ابن سعد میں سے کوئی باقی

نہ رہتا۔ اور صفحہ روزگار سے مٹ جاتے اور جہنم آباد ہوتے۔ لیکن حضرت

سید الشہداء نے حکم خدا صرف قوت بشریہ سے کام لیا۔ اور شجاعت جسمانیہ

کا مظاہرہ فرمایا کہ کشتوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

حشی اذا اشتاق دار الاقنآء کہا . وشاقه سادۃ فی عد تمداعد لوانا

یہ کہ اس ظلمت کدہ دنیا کو خود انوار قدسیر نے قابل تابناکی نہیں سمجھا۔ اور

صاحبان انوار قدسیر کے دل اس دنیا میں زندگانی سے سیر ہو گئے تھے یعنی وہ

پاکیزہ ہستیاں عالم نور میں رہنے والی ہیں ان کے لیے دنیا ایک جگہ کی مانند

ہے۔ ان کی نگاہ کے سامنے ہمیشہ عالم بقا رہتا ہے اور امام حسین اسی انوار قدسیر

میں سے ایک فرد ہیں۔

ان کے جد نامدار پدر بزرگوار اور مادر گرامبمقدر عالم بالا میں ان کے

استیاق میں ہیں۔

فاخذت الی القدس نفس منہ طاہرۃ ماشانہما فی الوفاء خوف و کاحزن

یعنی کہ ان کے نفس زکیہ نے ان کے بدن سے پرواز کی۔ یعنی روح بدن سے

جدا ہو کر اعلیٰ علیین میں پہنچی۔

بكتة احكام دين الله اذ نكست اعلامه اسفاً والفرص والسنان۔

پس امام حسینؑ کے قتل ہو جانے سے علم ہا و دین الہیہ سرنگوں ہو گئے۔ آثار فریق و سنت فرسودہ و کینہ ہو گئے۔ لیکن خداوند عالم نے اپنی حجت کی وجہ سے زمین کو سرنگوں نہ ہونے دیا بلکہ زمین پر قرار رہی۔ اور آسمان کو درہم ویرہم نہیں کیا لیکن زمین و آسمان دونوں میں امام حسینؑ کے قتل ہو جانے پر کے بعد متزلزل پیدا ہو گیا ایسا ہی نہیں بلکہ آسمان سے خون برسا۔ ہلک نیلگوں کی آنکھ سے اشک غنی برسے۔ اور زمین سے پانی کے خون آلودہ چشمہ جاری ہوئے۔ چنانچہ اکثر روایات، بطریق شیعہ و سنی وارد ہوئی ہیں علاوہ ازیں ابن قلوبیہؒ کا مل الزیارة میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ زمین و آسمان مصیبت حسینؑ پر رویا ہے۔

اور یحییٰ بن ذکریاؒ پر بھی آسمان رویا ہے۔ امام حسینؑ اور یحییٰ بن مہملکت بھی پائی جاتی ہے۔ ابن شہر آشوب نے نصرہ ازدیہ سے روایت کیا ہے کہ کہا۔

لَمَّا قَتَلَ الْمُحْسِنِينَ امْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَحَمِيًا يَبْدُو جَوَارِحًا صَارَتْ مَمْلُوءَةً دَمًا

کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ تو آسمان سے خون برسا اور عمارت برتنوں پر خون کے چھنٹے پڑے ہوئے تھے۔ اور بعض برتن خون سے بھر گئے تھے ابن قلوبیہؒ نے روایت کی ہے کہ بیت المقدس کے ایک شخص احمد بن عبد اللہ

نے کہا بخدا ہم لوگوں کو اسی روز شہادت امام حسینؑ کا علم ہو گیا تھا کہ جس روز آپ شہید ہوئے ہیں۔ راوی نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں کہ معلوم ہوا حالانکہ بیت المقدس سے کہ بلا کا بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں یہ صحیح ہے کہ فاصلہ بہت زیادہ ہے لیکن ہمیں اس طرح خبر ہوتی کہ مَا رَفَعْنَا

حجراً ولا مدراً ولا صغراً الا ورايتنا تحتها دماً بغلى۔

یعنی کہ بیت المقدس کے اطراف میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے خون تازہ جوش زن نظر آتا ہے۔ اور درود یار بیت المقدس پر خون جما ہوا تھا۔ اور نین روز تک خون برستا رہا۔ اور رات کے وقت ندائے عیسیٰ سنی کہ۔

اترجوا امّة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب

کیا وہ گروہ کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ان کے جد بزرگوار کی شفاعت اس گروہ کو نصیب ہوگی۔

معاذ اللہ لا ینلتم یقیناً ! شفاعة احمد و ابی تراب

معاذ اللہ شفاعت احمد مختار و جید رکار ہرگز نصیب نہ ہوگی۔

قتلتم خذ من ركب المطايا و خیر الشیب طراً و اللشباب۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ

حسین کے نانا، بابا اور ماں کی شفاعت قافلان حسین کو نصیب ہو کیوں کہ

انہوں نے حرمت رسول خدا کو ضائع کیا اور سالار معرکہ شجاعت فرزند رسول خدا

کو قتل کیا۔ امام حسین کے قتل کے بعد تین دن تک آفتاب کو گہن لگا رہا اور اس

قدرت تاریکی چھا گئی کہ چند روز کے بعد خیر قتل سید الشہداء و بیت المقدس پہنچی

اور اس دن تک آثار خون باقی تھے۔

اور آنسو جو غم امام حسین علیہ السلام میں مومنین کی آنکھوں سے جاری ہوتے

ہیں وہ آثار خون میں سے ہے۔ اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں کہ۔

یا بی انت و اخی۔ دل بے قرار رہتا ہے تشدد ہانی امام کا تصور

رہتا ہے۔ روز عاشورا کا خیال آتا ہے تو بے ساختہ دل سے آہ نکلتی ہے

کہ واسر تا فرزند رسول پیا سا شہید کیا گیا۔

لله ما وقعت عاشوراء بان لها - في جبهة المجيد جرحا غير مندمل ابدا
روز عاشوراء حضرت امام حسین علیہ السلام کی پیشانی مبارک پتھروں سے زخمی
ہوئی اور پھر مندمل نہ ہو سکی۔

مصيبة يكت السبعة الشدا لها دما وزدء عظيم غير محتلى
یعنی کہ اگر آسمان سے بجائے اشک، خون برسا اور مصیبت عظیم تھی کہ تاب تحمل
نہ تھی مقصد یہ ہے کہ مصیبت امام حسینؑ سے زمین و آسمان اور کل مخلوق متاثر و
غم زدہ تھی۔

كهي فني له عاقرا ملقي بلا كفن سوس السوائس ولا لحد ولا غسل
وا حسرتا و امهيتا کہ جد مطہر امام حسینؑ نے غسل و کفن زمین کہ بلا پر پڑا رہا اور درشت
کہ بلا کی گرد اور غبار بجائے کفن تن مبارک پر پڑ رہی۔

مترب الخدرا ام لتحر منعقرا !
الجيسن نحر فصي ظاهي الى الومل

افسوس کہ جو صورت مبارک بوسہ گاہ پیغمبر خدا تھی خاک و خون میں غلطاں تھی
اور اس فیض و بابرکت ذات کو پیاسا شہید کر دیا گیا۔

واقبلت زينب الكبرى وقد سفت من منظر برداء الدل مشتدل
حسرت و ادمعها تترى ومقلتها عذى وانفسها حوى من لشكل

آہ اس حال میں خواہر امام مظلوم حضرت زینبؑ خاتون خیمہ سے نکلیں اس طرح
کہ لباس مذلت و خواری اور جامہ مصیبت و سوگواری امام حسینؑ پہنے ہوئے
آنکھوں سے آنسو جاری جسم خونی شک برساتی ہوئی۔ بول پر آہ سوزاں تھی۔

تشكو الى حيدها فعل الطغات بهم بمد معرفوق صحن الخد منهما

یعنی کہ حضرت زینب مائتوں نے اپنے جد بزرگوار سے اپنی مصیبتوں کی شکایت کی۔ اور کہا۔ **يَا حَيْدًا قَدْ فَتَكَتَ قَيْدَنَا عَلَوْجَ بَنِي امِيَّةَ وَبَقَايَا عَابِدِ الْحَبِيلِ**۔ یعنی کہ اے جد نامادار بنی امیہ کے بڑے لوگ اور باقی صمیل کی پرستش کرنے والے! لیکن گاہ میں بیٹھے تھے کہ آپ کی رحلت کے بعد ہمیں ہلاک و بھرت کر دیں۔ **يَا حَيْدًا هَلْ جَاءَكَ النَّاسُ بِقَتْلِ اخِي وَهَلْ عَرَفْتَ بِمَالِ اَقِيَّتِ مَنْ وَهَلْ لَے نَا نَا جَانِ اِيَا كَيْسَى نَے آپ کو ہمارے بھائی کی خیر شہادت سنائی ہے۔ اور کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم پر کیا مصیبتیں گزر گئیں۔ **يَا حَيْدًا هَذَا اخِي عَارٍ تَكْفَنُهُ الرِّيَاحِي فِي نَسَبِجْهَا مَنْ مَطْرَفٌ مَعْمَلٌ يَعْني كَ لَے نَا نَا جَانِ يِه بدن ابي الحسين ہے جو بے گور و کفن پڑا ہے۔ ہوائے دشت کر بلانے اس پر گور و غبار کا کفن ڈالا ہے۔****

يَا حَيْدًا هَذَا اخِي ظَامٌ يَا وَقَدْ صَوْرَتْ۔ عن صدره اليض بعد العلى والنمل لے نانا جان میرے بھائی حسین کو وقتِ فوجِ پانی تک نہ دیا پیا سا قتل کیا۔ اور عدم ہو گئی۔ پانی کے عوض اس کو آبِ شیبہ و تیر پینے کو ملا۔

واقبلت ترشف الثغر الشريف وهل يدا فعر القدر المحتوم بالقتل تقول والسبب تغشاه المنون وفي فؤادها ناهيك من شغل۔ پس بعدہ حضرت زینب لاشِ برادر پر پہنچیں اور گلوٹے پر بیدہ کا بوسہ لیا۔ اور حسرت بھرے لہجہ میں کہا۔ **اني هده ذوحى لكو بدل ان كان يضع صرف الذهر بالبدل**۔ اے بھائی اے میرے مانجھائے۔ اے حسین غریب میری جان تم پر قربان ہو میں نہیں آواز دے رہی ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ اگر ہو سکتا تو میں تمہاری مصیبتوں کا فدیہ بن

جاتی۔

اِنْحِي اِنْحِي كُنْتَ تَوْرًا لِتِضَاءِ بِيهِ اِلَى الطَّرِيقِ الَّذِي يَنْبَغِي مِنَ الزَّلْزَلِ
 اے برادر، اے مظلوم برادر جب تم تھے تو ان ظالموں کے ظلم و ستم سے نجات مل
 رہی تھی۔ ظلمتیں دور ہو رہی تھیں تمہارے نور کی روشنی بھیلی ہوئی تھی۔ اب ساکناں
 راہِ طریقت تمہیں دھونڈ رہے ہیں۔ اِنْحِي اِنْحِي اَظْلَمْتُ مِنْ يَعْدُ كُمْ طُورُ
 الْهُدَى وَ رُبْعِ الْمَعَانِي اَمِنْ وَ هُوَ خَلَّى۔ اے بھائی حسین تمہارا نور برف
 ہونے کے بعد راہِ ہدایت دھندلی ہو گئی۔ اور منزلِ بندگی و سعادت خالی پڑی
 ہے۔ ہاں بخدا تمہارے بعد راہِ ہدایت تاریک ہو گئی ہے۔ طریقِ ہدایت و
 سعادت کم ہو گئے ہیں۔

عبادت گاہیں اور مساجد خراب پڑے ہیں خراب اور مزبوران پڑے
 ہیں۔ آثارِ تقویٰ و پرہیزگاری کہنہ ہو گئے ہیں۔ علمِ ہدایت سرنگول ہو گئے ہیں۔
 جسے خدا نے برگزیدہ کیا اور اپنے بندوں پر جنت قرار دیا۔ اور ظلمتِ کدہ
 و ہر میں شمعِ ہدایت قرار دیا کہ لوگ روشنی حاصل کریں۔ مگر اب احوال یہ ہے
 کہ سب لوگ فیوضاتِ انور سے محروم ہو گئے ہیں۔ ظالموں نے نظامِ دین
 درہم و برہم کر دیا ہے۔ اور لوگ عیشِ پسندی میں مبتلا ہیں۔ اور نورِ دیدہ
 فاطمہؑ زہراؑ ٹکڑے ٹکڑے زمین پر پڑا ہے۔ اور حسینؑ جو زینتِ بخش بریں اور نور
 خدیجیوں۔ باب الشفاعت و نجات ہے۔

مگر ظالموں کو ذرا احساس نہیں ہے حالانکہ حیواناتِ عجم بھی مصیبتِ حسینؑ
 میں افسردہ ہیں۔ پتھروں کے نیچے خونِ جوشِ زن ہے۔ ابو بصیر سے روایت
 ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر

تھا کہ آپ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا آیا امام علیہ السلام نے جیسے ہی اسے دیکھا اس کو اپنی بنجل میں لے لیا اور فرمایا کہ خدا کسی کو اس طرح حقیر نہ کرے (یعنی کہ نزد اعدا و حقیر ہو نامراد ہے ورنہ یہ حقارت عین حرمت ہے) اور خداوند عالم تمہارے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے۔ اور خدا چھوڑ دے اس کو کہ جو تمہیں چھوڑ دے۔

اور خدا کی لعنت جو اس گروہ اشقیاء پر کہ جس نے تمہیں انذار پہنچایا ایسی حضرت امام جعفر صادق پر گریہ طاری ہو اور فرمایا ہے۔ ابو بصیر اذا نظرت الی ولد المحسنین اتانی ماللا ملکہ بما اتی الی ائیمم ورائہم۔

امام حسینؑ کی اولاد میں سے ایک پر میری نظر اتفات رہتی ہے۔ اور میری یہ حالت ہے کہ جب میں ان میں سے کسی کو دیکھتا ہوں۔ اور میری نظر ان پر پڑتی ہے۔ تو بے ساختہ چہر پر گریہ طاری ہو جاتا ہے اور میرے جد حسین ابن علیؑ کی بے کسی و مظلومی کے ساتھ تشبیہ ہوتا یا داتا ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس دن کا ابھی ذکر کیا گیا اس پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ جب کبھی امام حسینؑ کی شہادت کا ذکر ہوتا تو حضرت صادقؑ آلِ حجر پر گریہ طاری ہوتا اور پھر اس دن یا اس شب کسی نے آپ کو تشا و دختلان نہیں دیکھا۔ حضرت امام حسینؑ کو کس طرح وطن سے دور کیا گیا۔ کس طرح آپ کو مکہ چھوڑنا پڑا۔ سفر عراق میں دن کی دھوپ، بخار و گرد اور اہلرم ساتھ ساتھ ہیں کون سی تکلیف ایسی تھی کہ جو امامؑ نے برداشت نہ کی ہو۔ شیخ مفیدؒ اور سید جلیل القدر سید ابن طاووس اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے امام حسینؑ علیہ السلام کے مدینہ چھوڑنے کا اس طرح حال تحریر کیا ہے کہ جب معاویہ ابن ابوسفیان کا انتقال عذاب مآل ہو گیا اور

اس کے بعد یزید پلید تخت حکومت شام پر متمکن ہوا اور شام کی تاریخی مدینہ منورہ تک پہنچی تو اس نے ولید بن عقبہ یا بروایت شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ بنی سقیان عامل مدینہ کو جو یزید کا چچا تھا نامہ لکھا کہ میری بیعت حسین ابن علی، عبد اللہ بن عمر سے ہے کہ وہ مجھے خلیفہ مسلمین تسلیم کریں۔ بروایت ابن شہر آشوب عبد اللہ بن ابوبکر سے بھی بیعت ہے اور اگر وہ لوگ وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر قلم کر کے شام بھیج دے۔ جب یہ نام عامل مدینہ کو پہنچا تو اس نے جاہا کہ بیعت ہے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ہرگز بیعت نہ کریں گے تو اس نے امام حسین کی صوابدید پر بیعت کے معاملہ کو چھوڑ دیا اور آپ کو اختیار دیا کہ خواہ آپ مدینہ سے چلے جائیں یا مجاورتِ رسول خدا انجام دیں۔ امام حسین مدینہ چھوڑنے سے چند شب قبل اپنے عزیز بزرگوار حضرت رسول خدا کے زرار قدس پر وداع کرنے تشریف لے گئے۔ جب نزدیک قبر مطہر پہنچے بروایت ایک نور قبر مبارک سے ساطع ہوا۔

جب آپ نے اس نور کو دیکھا واپس تشریف لے آئے پھر دوسری شب قبر مبارک پر گئے۔ اور چند رکعت نماز پڑھی۔ بعدہ مناجات شروع کی۔ بارگاہِ خدا میں عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ هَذَا قَبْرُ نَبِيِّكَ وَ اَنَا بِنْتُ نَبِيِّكَ وَقَدْ حَضَرْتَنِي مِنَ الْاَمْرِ مَا عَلِمْتَ. خداوند! یہ تیرے پیغمبر کی قبر مبارک ہے اور اور میں تیرے پیغمبر کی دخترِ فاطمہ زہرا کا فرزند ہوں۔ میں نواسہ رسول ہوں تیرا حکم پیش نظر ہے اور بلاءِ عظیم میرے سامنے ہے۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں خیر و نیکی پسند ہوں اور اچھائی کو دوست رکھتا ہوں۔ بدی اور برائی سے

اجتناب کرتا ہوں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے اس قبر منور کا واسطہ اس کا صدقہ کہ جو اس قبر مبارک کے اندر دفن ہے اے خدا تو میرے لیے وہ چیز اختیار کر جو تیری اور تیرے رسول کی خوشنودی پر محمول ہو۔ یہ کہہ کر آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور شدید گریہ طاری ہوا۔ اور آپ صبح صادق کے برآمد ہونے تک مصروف گریہ و مناجات رہے سر مبارک تعویذ قبر پر رکھا کہ آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جد بزرگوار حضرت رسول خدا تشریف لائے ہیں۔

اور آپ کے گرد و پیش ملائکہ ہیں جب آنحضرت امام حسینؑ کے نزدیک پہنچے تو حضور نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا اے نور نظر اور اے میری بیٹی فاطمہؑ کے نور دیدہ، حبیبی یا حسینؑ کَا قَدْ اَرَاكَ عَن قَرِيبٍ مُّرَمَّلًا، بِمَا مَاتِكَ مَدْنُ لُؤْحًا بَارِضٍ كَرْبٍ وَ بِلَا، بَيْنَ عَصَابَةٍ مِّنْ اُمَّتِي وَاَنْتَ مَعَكَ ذَلِكَ عَطَشًا لَا تَسْقَى وِظْمَانًا لَا تَدْوَى۔ اے میرے پیارے حسینؑ گویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ نزدیک ہے وہ وقت کہ تجھے میری امت کا ایک گروہ قتل کرے گا۔ زمین کو بلا تیرا قتل واقع ہوگا تیرا بدن خاک و خون میں غلطاں ہوگا۔ اے حسینؑ تو اس وقت پیاسا ہوگا کوئی شخص تجھے پانی نہ پلائے گا۔ ایک گھونٹ پینے کا پانی نہ ملے گا۔ اور وہ لوگ پیاسا ہی تجھے قتل کریں گے۔ اور اس ظلم کے باوجود وہ گروہ میری شفاعت کے طلبگار بھی ہیں۔ (میری شفاعت ان کو نہ پہنچے گی) حبیبی یا حسینؑ اِنَّ اَبَاكَ وَاُمَّكَ وَاخِيكَ قَدْ مَوَّعَلَى وَّهُمْ مَشْتَا قُونَ اَلَيْكَ اے پیارے حسینؑ تمہارے بابا، تمہارے بھائی اور تمہاری ماں، سب کے سب تمہارے شتاق

ہیں۔ لیکن۔ وَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاتِ درجاتٍ لَنْ تَنَالَهَا إِلَّا بِالشَّهَادَةِ۔

اے پیارے نور نظر تمہارے واسطے بہشت میں ہیں چند درجات مقرر ہیں لیکن ان درجات کو حاصل کرنے کے لیے شہادت مطلوب ہے۔ پس بغیر شہید ہوئے تم ان درجات کو حاصل نہ کر سکو گے۔

پس امام حسینؑ نے عالم خواب ہی میں آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک کو دکھیا اور

عرض کیا۔ يَا جَدُّاهُ لَا حَاجَةَ لِي فِي الرَّجْوِ إِلَى الدُّنْيَا نَحْنُ ذِي الْيَمِينِ

وَادْخُلْنِي مَعَكُمْ۔ اے جد بزرگوار مجھے دنیا کی حاجت نہیں ہے

پس مجھے اپنے پاس بلا لیجئے تاکہ مجھے غمناک دینوی سے نجات ملے۔ مجھے

شہادت منظور ہے اور میں بقاء خداوندی کے لیے شہادت پسند کرتا ہوں اس

کے بعد حضرت امام حسینؑ خواب سے بیدار ہوئے۔ اور آپ نے پریشانی

کی حالت میں یہ خواب اپنے اہلبیتؑ سے بیان کیا۔ جب اہلحرم نے خواب

سنا تو عورات حرم میں گریہ وزاری شروع ہو گیا۔ اور صدائے گریہ بلند ہو گئی

لیکن امام حسینؑ نے سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا۔ سامان سفر ترتیب دیا

جانے لگا اور بوقت شب اپنی والدہ ماجدہ سیدہ عالم کی تربت پر تشریف

لے گئے مگر وداع کریں۔ بعض کتابوں میں وارد ہوا ہے کہ آپ جب قبر مبارک

کے نزد پہنچے تو سلام کیا۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّاهُ۔ اے مادر گرامی

سلام قبول فرمائیے۔ آپ کا حسینؑ رخصت کے لیے آیا ہے۔ یہ میری آخری

زیارت ہے ناگاہ قبر مبارک سے آواز آئی۔ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا مَظْلُومِ

الَامِّ وَيَا شَهِيدِ اللّٰمِّ وَيَا تَوْحِيدِ اللّٰمِّ آواز سلام سن کر امام حسینؑ پر گریہ غالب

ہو گیا۔ حزن و ملال دل پر چھا گیا۔ اس کے بعد آپ اپنے برادر ذی قدر حسن

مجتبہ علیہ السلام کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے۔ اور وداع ہوئے۔ صبح کو اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ سواری کے لیے اونٹوں پر کجاوہ رکھو۔

چنانچہ اونٹوں پر کجاوہ آراستہ کئے گئے اور خواتین عصمت و طہارت عملوں اور کجاووں میں سوار ہوئیں۔ ناگاہ محمد حنفیہ اطلاع ملنے پر کہ حسین ابن علیؑ ارادہ سفر ہیں اور کوچ کرنے والے ہیں تشریف لائے۔ اور عرض کیا اے برادر۔

یا اخی انت احب الخلق الی واعرزہم علی۔ اے بھو و دہم محبوب ترین خلق ہو۔ میں تمہیں حجت خدا ماننا ہوں۔ اور عرض کیا یہ تو فرمائے۔ کہ کہاں جاتے

کا ارادہ ہے کس جگہ کا قصد کیا ہے۔ آخر اپنے نانکے روضہ سے جدائی کس لیے اختیار کی ہے اپنے اہل مرگ کو کس کی سپرد کیا ہے۔ اے برادر مجھے خوف ہے

کہ اس سفر میں قوم آپ کی اذیت نہ پہنچائے۔ اور آپ اور اہلبیتؑ کی جانیں تلف نہ ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے برادر کیا کروں مکہ کا ارادہ ہے اور

اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ محمد حنفیہ نے کیا کہ اگر مکہ معظمہ میں پناہ نہ ملے تو آپ یمن کی طرف چلے جائیں۔ کیوں کہ وہاں پر ہمارے بھائی کے شیعہ

اور ہمارے دوستدار رہتے ہیں۔ جو بہت ہربان ہیں وہ آپ کی جہان نوازی میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ ملک یمن بہت وسیع بھی ہے۔

فَإِنْ أَظْمَأْنَا نَتَّ بِكَ الدَّارِ وَالْحَقَّتْ بِالرَّمَالِ وَشَعُوبِ الْجِبَالِ
اور اگر یمن میں پناہ نہ ملے تو وہاں کے صحراؤں کی طرف چلے جانا اور وہاں کے

دامن کوہ میں پناہ لینا۔ آپ ہرگز زمزمین عراق نہ جائیں۔ کیونکہ کوئی لوگ کبھی آپ کا ساتھ نہ دیں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔

يَا أُخِي وَاللَّهِ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا مُلْجَأٌ وَلَا مَادِيٌّ لَمَا بَاعْتَنِي بَيْنَ مَعَاوِيَةَ

یعنی کہ اے برادر خدا کی قسم کہ اگر دنیا میں کہیں بھی جاوے پناہ نہ ملے۔ میں ہرگز بیزاریاں معاویہ کی بیعت نہیں کروں گا۔ بس حضرت امام حسینؑ نے دواتِ قلم طلب فرمایا اور وصیت نامہ تحریر کیا۔ جس میں محمد تنفیہ اور بنی ہاشم سے روئے سخن تھا اور یہ تحریر کیا تھا کہ میرے ساتھ مردوں میں سے جو ہیں وہ شہید ہوں گے۔ اور جو مجھ سے انحراف کرے گا وہ فتح و فیر و تری نہ پائے گا۔ اور ایک خادم کو خط دیا کہ بنی ہاشم کو پہنچا دے۔ بعدہ حکم دیا کہ خدواتِ عصمت کو سوار کرایا جائے سب عوراتِ محلوں میں سوار ہوئیں۔ ذوالجناح منگایا اور اس پر آپ سوار ہوئے اور مدینہ سے بظرف مکہ کوچ کیا۔ اس وقت مدینہ اور خصوصاً محلہ بنی ہاشم میں ایک ہنگامہ تھا۔ آسمان تک باءِ حسینا کی صداؤں میں جا رہی تھیں گریہ و بیکا کا شور برپا تھا ابنِ قلویرؑ نے کامل الزیارات میں روایت کیا ہے کہ ہاشمی عورتوں نے اپنے بالِ نوح ڈالے آپ نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی کہ راضی برضا و الہی رہو۔ ان سب نے کہا کہ اگر ہم آپ پر گریہ نہ کریں تو کیا کریں۔ ہمارے لیے آج کا دن ایسا ہے کہ گویا آج رسولِ خدا نے وفات پائی۔ آج کا دن ایسا ہے کہ علی مرتضیٰ نے شہادت پائی۔ آج کا دن ایسا ہے کہ حسن مجتبیٰ زہر سے شہید ہوئے اے مولیٰ حسینؑ زینتِ و ام کلثومؑ بھی ہم سے جدا ہو رہی ہیں اگر ہم نوحہ نہ کریں۔ اس وقت آپ کی ایک چچی نشریف لائیں۔ اور کہا اے نور ویدہؑ عدلے حسینؑ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت کہ جن بھی آپ پر نوحہ کرے ہیں اور انہوں نے تیری شہادت پر تیری صفِ عزابریا کی ہے۔ ان معظّم نے کہا کہ۔

فَاِنَّ قَتِيلَ الطَّعْتِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ اَذَلُّ رَقَابًا مِنْ قَرْنَيْسٍ فَذَلَّتْ
حَبِيبِ رَسُولِ اللَّهِ لَمْ يَكُ فَاَحْسَنًا اَنَا بَتُّ مَصِيْبَتِكَ الْاِفْوَفُ فَجَلَّتْ

یعنی کہ لے شہید کر بلا کہیں لوگوں نے آل ہاشم کو ذلیل کر دیا ہے۔ اور سارے قریش ذلیل کر دیئے گئے ہیں۔ رسول خدا کے پیارے حسینؑ نے کبھی کوئی کام خلاف حق و صداقت نہیں انجام دیا ہے اور حسینؑ کی مصیبت عظیم مصیبت ہے اور دوست اس مصیبت میں اپنے چہروں پر خاک ملیں تو کم ہے۔

پس یہ اشعار پڑھے

أَبُو أَحْسِنًا سَيِّدًا فَلَ قَتَلَهُ شَبَابَ الشَّعْرِ وَلَقَتَلَهُ زَلْزَلَتُمْ

وَلَقَتَلَهُ انْكَسَفَ الْقَمَرُ

یعنی کہ امام حسینؑ کی مصیبت پر گریہ و نوحہ کرو کہ ان کے قتل ہو جانے سے بال سفید ہو گئے۔ اور جوان بوڑھے ہو گئے۔ زمین میں زلزلہ آ گیا۔ اور چاند کو گہن لگ گیا۔

وَاحْزَنَتْ أَفَاقُ السَّمَاوَاتِ مِنَ الْعَيْشِيَّةِ وَالسَّحَرِ

آسمان پر صبح دہر شام مصیبت امام حسینؑ سے متاثر ہوتا تھا۔ اور دنوں کو سہری کے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے تھے۔ آفتاب متغیر ہو گیا تھا۔ اور عالم پرتاریکی غالب تھی۔

ذَلِكَ ابْنُ فَاطِمَةَ الْمَصَابِ بِهِنَّ الْخَلَائِقُ وَالْبَشَرُ أَوْ ذُلًّا بِهِ

جَدَّ عَنِ الْإِفْوَفِ مَعَ الْعُرْرِ

اس کشتہ ظلم و جور حسینؑ ابن فاطمہ کی مصیبت میں تمام مخلوق غم و رنج میں نغی ظالموں نے ہمیں ذلیل کر دیا تھا۔ ظاہری ذلت ہمیں گہرے میں لیے ہوئے تھی۔

شیخ مفید نے حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ

آپ نے فرمایا: ایک گروہ ملائکہ آلات حرب و ضرب سے مسلح آسمان سے نازل ہوا۔ اس سلام کرنے کے بعد عرض کیا۔ اے فرزند رسول! خدا، اے یادگار نبی! و علیٰ خداوند عالم نے آپ کی مددگاری و یاداری کے لیے میں بھیجا ہے حضرت امام حسینؑ نے ان سے فرمایا کہ ہماری وعدہ گاہ ایک جگہ ہے کہ جہاں ہم شہید کے بجائیں گے اور جلدی قبر بھی اس جگہ بنے گی۔ اس زمین کو کربلا کہتے ہیں ان فرشتوں نے کہا اے مولیٰ پھر جس جگہ آپ حکم دیں ہم مدد کے لیے حاضر ہوں گے۔

آپ کی اطاعت کریں گے۔ آیا آپ کسی سے خوف محسوس کرتے ہیں۔ تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان ظالموں کو مجھ پر تسلط نہ ہوگا جب تک کہ میں اپنی قتل گاہ پر نہ پہنچ جاؤں۔ ان کے بعد جنوں کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے مولیٰ ہمیں حکم دیجئے کہ ان دشمنوں کو ختم کر دیں۔ اور انہیں ہلاک کر دیں۔ ہم آپ کے تابعدار ہیں جو حکم دیں گے۔ وہ ہم بجالائیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ خدا لے تمہارے تمام کو جزاء خیر دے مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ خدا نے تمہارے لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ مَا تَكُوْنُوْنَ اِيْدِرُكُّهُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوجٍ مُّشْتَدَّةٍ -

(سورة النسا آیت ۷۵)

یعنی کہ تم چاہو بیٹے۔ جہاں ہو تو تم کو موت نے ہی ڈالے گی اگرچہ تم کیسے ہی مضبوط پکے گنبدوں میں جا چھو اور یہ بھی آیت تلاوت کی۔ لَيَّرْنَا الَّذِيْنَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ اِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ - (سورة آل عمران آیت ۱۵۷)

(جن کی تقدیر میں لڑکے مرجانا لکھا تھا۔ وہ اپنے گھروں سے) نکل نکل کے اپنے مرنے کی جگہ ضرور آجاتے) اور اگر میں اپنے قتل کا پرہیز نہ پہنچوں تو پھر میرا امتحان کیا ہو اور یہ گودہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔ اور میں ضرور اپنی قبر میں دفن ہوں گا۔ اور خداوند عالم کی مشیت میں ایسا ہی گزرا ہے۔ اور میری قبر کی جگہ کو خداوند عالم نے ہمارے شیعوں کے لیے مرکز زیارت و مودت قرار دیا ہے۔ شیعہ ہماری قبر کی زیارت کو آئیں گے اور خداوند عالم ہمارے زائرین کو روزِ شہداء اپنی رحمت سے نوازے گا۔

اور بروز شنبہ کہ روزِ عاشوراء محرم ہے میں اس کے آخر وقت شہید ہوں گا اور میرا سر نیزہ پر بلند ہو گا۔ اور یزید بن معاویہ کو بھیجا جائے گا۔ جناب نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا یہ کہ آپ کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ ورنہ ہم آپ کے دشمنوں سے مقابلہ کرنے اور ان کو غارت کرتے۔ فرمایا کہ ہاں واقعاً تم ایسا کر سکتے تھے مجھے تمہاری قوت کا علم ہے مگر مجھے خداوند عالم کی مخلوق پر حجت تمام کرنا مقصود ہے۔

ناگاہ جناب ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور کہا اے فرزند مجھے معنوم و معزوم کیوں کرتے ہو۔ تمہاری جدائی مجھے شاق ہے سوئے عراق جا رہے ہو میں نے تمہارے نانا رسول خدا سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
يُقْتَلُ وَكِدَى الْحُسَيْنِ فِي الْاَرْضِ الْعِرَاقِ فِي اَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبِلا۔
کہ میرا فرزند حسینؑ عراق زمین کربلا پر شہید ہو گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے نانی صاحبہ بخدا اب کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ سوئے اس کے کہ میں مدینہ سے نکل جاؤں اور کربلا پہنچوں۔ میں اپنے مقام شہادت کو پہچانتا ہوں اور میرے

عزیز و اقربا شہید ہوں گے اور میری بہن زینب و ام کلثوم اسیر ہوں گیں۔ پس یہ سن کر ام سلمہ پڑ کر یہ طاری ہوا اور شدید گریہ طاری ہوا۔ حضرت امام حسین نے فرمایا کہ **يَا اُمَّةٌ قَدْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّرَافِي مَقْتُولًا مَذْبُوحًا ظَلَمًا وَعُدْوَانًا**۔

اے مادر گرامی خدا کی مشیت میں یہی گزرا ہے کہ مجھے اپنی راہ میں مقتول دیکھے۔ دشمن دین مجھے ذبح کریں گے وہ لوگ از روئے ظلم و دشمنی پیش آئیں گے **وَقَدْ شَاءَ اَنْ يَّرِي حَرَمِيَّ وَرَهِيْطِيْ وَنِسَاءَ عَنِيْ مُشْرَدِيْنَ وَاَطْفَالِيْ مَذْيُوْحِيْنَ مَظْلُوْمِيْنَ مَاسُوْزِيْنَ مَقِيْدِيْنَ وَهُمْ يَسْتَعِيْثُوْنَ فَلَا يَجِدُوْنَ نَاصِرًا وَاَوْلِيَاءَنَا وَمَقْدَرًا**۔

ارشاد فرمایا کہ ہماری عورات عصمت و طہارت ہماری دختران اور ہمارے حرم محترم۔ اسیر ہو کر شہرہ بشہر تشریف ہوں گے۔ میرے بچے ذبح کئے جائیں گے۔ ان مظلوموں کو اسیر بنایا جائے گا۔ میرے فرزند علیؑ کو طوق و زنجیر پہنایا جائے گا۔ ہر چیز کہ میں فریاد کروں گا مگر میرے استغاثہ پر کوئی لیبک نہ کہے گا۔ اور میرا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ بروایت دیگر حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اے فرزند مجھے تمہارے نانانے تمہاری قبر کی مٹی دی تھی جو میرے پاس محفوظ ہے۔ تمہارے نانانے اس مٹی کو شیشی میں رکھ لیا ہے وہ مٹی دے کر فرمایا کہ اے ام سلمہؓ جب تم اس مٹی کو غن اکودہ دیکھو سمجھ لینا کہ حسینؑ قتل ہو گیا۔ پس اس گفتگو کے بعد حضرت امام حسینؑ نے ان کو وداع کیا۔

بروایت شیخ مفیدؒ دو روز ماہ ربیعہ کے باقی تھے کہ شب یک شبہ بوقت نصف شب آپ کے فافلہ نے مدینہ سے کوچ کیا۔ اور امام حسین

علیہ السلام نے یہ اس وقت یہ آیت تلاوت کی کہ جسے جناب موسیٰ نے شہر سے نکلنے کے وقت تلاوت کیا تھا۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - (سورۃ القصص آیت ۲۱)

(یعنی کہ موسیٰ وہاں سے امید و بیم کی حالت میں نکل کھڑے ہوئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا پروردگار اچھے ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے) اور راہِ مکہ معظمہ اختیار کی اور جب مکہ میں پہنچے تو آپ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ (سورۃ القصص آیت ۲۲)

(یعنی کہ موسیٰ نے جب مدین کی طرف رخ کیا اور راستہ معلوم نہ تھا تو آپ ہی آپ کہنے لگے کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھادے) اور بقیعہ از اور ماہِ شعبان و رمضان و شوال و ذیقعد اور سات دن ذی الحجۃ کے مکہ معظمہ میں گزارے آپ نے مکہ ظالمین کے خوف سے چھوڑا کہ ایسا نہ ہو کہ بوقتِ حج حرمتِ کعبۃ اقدس برباد نہ ہو۔ چنانچہ آٹھویں ماہ ذی الحجۃ آپ بسوٹے کو قہ روانہ ہوئے۔

اللعنة الله على القوم الظالمين -



دوسری مجلس

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا مکہ سے

بسوئے عراق سفر اور ورود کر بلا

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَتَهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعْظَمَ شَعَائِرَ الْإِسْلَامِ وَأَكْرَمَنَا
 بِالْإِرْشَادِ إِلَى الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَتَفَضَّلَ عَلَيْنَا بِالرُّكُونِ إِلَى التَّوَكُّنِ
 وَاللِقَامِ وَجَعَلَ لَنَا حَرَمًا آمِنًا وَحَصِينًا لِأَنَامٍ وَكَهْفًا لِصُرُوفِ
 الْإِيَّامِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى نَشْرَفَ بِهِ الْبَيْتِ وَالْحَطَّامِ وَ
 اسْتَقَامَ بِهِ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الَّذِينَ هُمْ حَقَائِقُ
 الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَبِوِطْئِ الْحَجِّ وَالْإِحْرَامِ خُصُوصًا عَلَى مَنْ
 بَدَلَ مَهْجَتَهُ سَعْيًا إِلَى رِضَاءِ رَبِّهِ وَمَوْلَاةٍ وَقَدْ أَهْلَهُ وَعِيَالَهُ
 وَأَوْلَادَهُ حَفْظًا لِمَشَاعِيرِ الْإِسْلَامِ لِمَا هُوَ أَقْصَى مِنْهَا الَّذِي أَنْزَلَ
 عَجُوهَ عَنِ الْأَهْلِ وَالْأَوْطَانِ وَصَيَّقُوا عَلَيْهِ الرِّمَانَ وَالْمَكَانَ
 فَتَقْتُلُوهُ وَأَصْحَابَهُ كَالْأَضْحَى وَنَصَبُوا رَأْسَهُ عَلَى الْحَوَالِي وَ

سَبُّوا نِسَاءَهُ كَالأَتَاعِ وَالذَّارِي وَدَارُوا وَإِيهِنَّ فِي القَقَارِ وَإِرَادِي
 نَهَبُوا مَالَهُ وَإِينَ تَمُوا اطفَالَهُ وَأَمْرُو عِيَالَهُ وَكَسَرُوا أَظْهُرَهُ وَرَضَضُوا
 هَذَرَهُ وَنَحَرْنَ حَرَهُ قَتِيلِ الأَدْعِيَاءِ وَأَسِيرِ المَحْنَةِ وَالمِلاءِ مَسْلُوبِ
 العِمَامَةِ وَالرِّدَا المَحْضَبِ الشَّيْبِ مِنَ الدَّمَاءِ المَذْبُوحِ بِسَيْفِ
 المَجْفَاءِ مِنَ القُقَاءِ صَاحِبِ الرِّاسِ المَرْفُوعِ وَالسَّلْوِ المَوْضُوعِ
 وَالسِّنِّ القُرُوعِ وَالحَقِّ المَسْتَوْعِ الشَّهِيدِ العَطْشَانِ البَعِيدِ عَنِ
 الأَوْطَانِ المَذْبُوحِ بِالسِّنِّ المَذْفُونِ بِالأَغْسِدِ وَكفَانِ المَخْتَلِفِ
 إِلَيْهِ النُّسُورِ وَالعُقْبَانِ قَلِيلِ الأَعْوَانِ شَدِيدِ الأَشْجَانِ الوَالَةِ المَحِيرَانِ
 المَقْتِيلِ بِظَهْرِ كُوفَانِ المَغْفِرِ المَخْدَيْنِ المُرْتَبِ الجَيْدَيْنِ المَسْطُوعِ
 المُورَجِينِ الظَّمآنِ الدِّي التَّرِينِ مَلَاذِ المَخَافِينِ وَشَفِيعِ الثَّقَلَيْنِ
 سَيِّدِ نَابِي عَبْدِ اللهِ المَحْسِينِ وَلعْنَةُ اللهِ عَلَى قَاتِلِيهِ وَظَالِمِيهِ عَنِ الزَّيْنِ
 قَتَلُوا بِقَتْلِهِ الإِسْلَامَ وَهَدَمُوا قَوَاعِدَ البَيْتِ المَحْرَامِ وَخَرَبُوا قَوَامَ الرُّكْنِ
 وَالمَقَامِ وَنَكَسُوا مَشَا المَحْجَرِ وَالأَحْرَامِ وَمَعَالِمَ المَحَالِلِ وَالأَحْرَامِ فَعَلِيمُ لَعْنَةُ
 مَصْصَلَةٍ مَا اتَّصَلَ اللَّيَالِي وَالأَيَّامُ إِلَى يَوْمِ القِيَامِ -

وَبَعْدَ فَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ العَزِيزِ : لَا تَقْتُلُوا الصَّيِّدَ
 وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مَسْعُودًا فَجِزَاءُ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعْمِ يَحْكُمُ
 بِهِ ذُو عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَلِغَ الكَعْبَةِ أَوْ كِفَارَةً طَعَامًا مَسْكِينٍ أَوْ عَدَلُ
 ذَلِكَ صِيَامًا لَيَّةً وَرَقًّا وَبِأَمْرِ طَعَفَا اللهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ عَادَ
 فَيَنْتَقِمُ اللهُ مِنْهُ ط وَاللهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ -

(سورة المائدة آيت ٩٦)

یعنی کہ جب تم حالتِ ادا میں ہو تو شکار نہ مارو اور تم میں سے جو کوئی جان بوجھ کر شکار مارے گا۔ تو بس (جانور) کو مارا ہے جو پاؤں میں سے اس کا مثل نم میں سے جو دو منصف آدمی تجویز کریں۔ اس کا بدلہ (دینا) ہوگا۔ (اور یہ) کہتے تک پہنچا کر قربانی کی جائے یا (اس کا) جرمانہ (اس کی قیمت سے) محتاجوں کو کھانا کھلانا یا اس کی برابر روزے رکھنا یہ جرمانہ اس لیے ہے کہ اپنے کئے کی ذکا منہ چھکے جو ہو چکا اس سے تو خداوند عالم نے ورگنڈ کی اور جو پھر ایسی حرکت کرے گا۔ تو خدا اس کی سزا دے گا اور خدا زبردست بدلہ لینے والا ہے جانتا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض چیزوں کو بزرگیزہ قرار دیا ہے اور ان چیزوں کا احترام و اکرام کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور اپنے بندوں پر ان کی تعظیم فرض قرار دی ہے۔ ان میں سے کلمہ معظمہ ہے کہ اس کو خداوند عالم نے اپنا حرم قرار دیا ہے۔ اسی طرح کہ باتشبیہ پادشاہان دینا اپنے مکان خلوت کو حرم خود اور محل خواص جانتے ہیں۔ اور وہ مکان کہ جسے خود خداوند تعالیٰ الاعلیٰ حرم خود قرار دے وہ کس قدر عظمت والا ہوگا۔ کلمہ معظمہ اور اس کی اطراف و جہات بوجہ احکامِ خالص منفرد ہے۔ اور اس انفرادیت کے یہی معنی ہیں کہ اسے ایمان دار و جب تم حالتِ احرام میں ہو تو جانور شکار نہ کرو۔ اور اگر کوئی عمدًا شکار مارے گا۔ اور اس شکار سے مشابہ اس کا مثل بدلا دینا ہوگا۔ اگر مثلاً ہرن شکار کیا ہے تو گو سفند دینا ہوگا۔ اور اگر چھرائی گائے شکار کی ہے تو گائے (یعنی جو پاگا کرتے ہیں) دینا ہوگی۔ اور اسی طرح یہ حکم عاید ہوتا رہے گا۔ جیسا جانور شکار شدہ ہے اس کی مثل جانور یا جو دو منصف مزاج اشخاص قیصلہ کریں وہ بدل قرار پائے گا۔ اور یہ کہ کہتے تک پہنچا کر قربانی کی جائے۔ یا اس کی قیمت (جرمانہ) سے محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے یا اس کی برابر روزے رکھے ایسا اس لیے ہے کہ انسان محرم اپنے

کئے کی سزا چلگئے۔ اور اس سے پہلے جو جو چکا خدا معاف کرنے والا ہے اور اب جو خلاف ورزی کرے گا۔ شعائر اشد کا احترام نہ کرے گا تو خدا انتقام لے گا۔ کیونکہ وہ صاحب قدرت و اختیار ہے۔ خداوند عالم نے حرمت خانہ کعبہ لازم قرار دی ہے اور اگر کوئی خانہ کعبہ میں پناہ لے تو اس کے لیے امان ہے۔ اور اگر کوئی چیز چڑھی ہوئی ل جائے، اشجار و شکار و لے پرنہ ان کے چند احکام ہیں جو شارع علیہ السلام نے مقرر فرماتے ہیں۔ جو تختہ دین کے عملیہ کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کعبۃ اشد کی حرمت اور بزرگی مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

رَأَىٰ آوَّلَ بَيْتٍ وَّضَعُ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِمَكَّةَ صَبَارًا ۗ

(سورۃ آل عمران آیت ۹۶)

لوگوں کی عبادت کے واسطے جو گھر سب سے اول بنایا گیا وہ تو یقیناً
یہی کعبہ ہے جو مکہ میں ہے بڑی نیرو برکت والا ہے۔ اور سارے جہاں
کے لوگوں کا راہ نما ہے)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیہ مجیدہ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ
فَاوَّلَ بُقْعَةٍ خَلَقَتْ مِنَ الْاَرْضِ الْكَعْبَةَ ثُمَّ صَدَّتِ الْاَرْضَ مِنْهَا۔

یعنی کہ پہلی جگہ جو اللہ تعالیٰ نے خلق فرمائی زمین کعبہ ہے۔ پھر زمین
کو ایک مدت خاص میں خلق فرمایا:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے پدربزرگ
نے فرمایا کہ کعبہ کی جگہ زمین سیف و زورانی یعنی مثل آفتاب منور تھی۔ اور جب قابیل نے
اپنے بھائی ابیل کو قتل کیا زمین کعبہ سے سیاہ ہو گئی۔ اور جب آدم جنت سے زمین

پرائے۔ تو خداوند عالم نے آدم کے لیے زمین کعبہ کو طیبہ کر دیا اور آپ نے دیکھا کہ یہ قطعہ زمین نورانی ہے۔ بارگاہ خدا میں عرض کیا پالنے والے یہ قطعہ زمین نورانی کیوں ہے۔ خدا اُنی کہلے آدم اس قطعہ زمین پر مسرا دم ہے اور ہم نے تجھ پر اس کا طواف واجب فرما دیا ہے۔ پس روزانہ سات مرتبہ اس حرم کا طواف کیا کرو۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ تمام زمینوں میں زمین مکہ تمام شجر و حجر میں، شجر و حجر مکہ اور تمام زمین کے پانی میں زمین مکہ کا پانی بہتر ہے۔ یعنی زمین مکہ کے پہاڑ، پانی اور درخت وغیرہ دوسری جگہ کی ان چیزوں سے افضل و بہتر ہیں۔ حدیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ جس کسی نے اس زمین محترم کے بارے میں نیت بد کی اور بڑا ارادہ کیا تو پروردگار عالم اس پر غضبناک ہوا۔ چنانچہ ایک بادشاہ گزرا ہے کہ جس کا نام تبع تھا اس بادشاہ کی وسیع مملکت تھی جو مشرق و مغرب پر پھیلی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ اس بادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ اہل مکہ کو قتل کرے۔ عورتوں کو اس پر بنائے اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرے چونکہ خداوند عالم کو حرمت کعبہ عزیز تھی اس بادشاہ کی آنکھیں کور ہو گئیں یعنی کہ وہ نابینا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اس کو علاج کا مشورہ دیا مگر بنیائی بدستور جو بس رہی اس نے اپنے درباریوں سے تذکرہ کیا تو سب نے کہا کہ زمین مکہ نزد خدا محترم ہے اور خانہ کعبہ ہیبت اللہ ہے اس کے وارث و منولی ابراہیم علیہ السلام ہیں تو ان کی طرف رجوع کرنا شاید کہ وہ اس کا کوئی علاج بتلائیں اس نے درباریوں سے کہا کہ بے شک مجھے خلیل خدا کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا اور سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے متعلق تیری نیت خراب ہے اپنے ارادہ سے باز آ۔ اور بارگاہ خداوندی میں توبہ کر۔ یہی تیرا علاج ہے۔ پس حکیم ربانی کے کہنے پر اس بادشاہ نے اپنی سوئے نیت پر توبہ کی خداوند عالم اس کو دوبارہ نور عطا کیا۔ اور وہ بینا ہو گیا۔

آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اور اس جماعت مردان کو قتل کر دیا کہ جنہوں نے حرمت کعبہ
 مٹانے کا اس کو مشورہ دیا تھا۔ اور وہ از خود خانہ کعبہ حاضر ہوا۔ اور کعبہ پر غلاف پڑھایا
 اور تین دن تک سواونٹ روزانہ تخریکے کیے گئے اور اہل مکہ کی دعوت کی۔ سب لوگ
 حسب خواہش کھانا کھاتے اور اگر کھانا بچ جاتا تو پہاڑوں پر وحش و طیور کے لیے رکھ
 دیا جاتا تھا۔ اس طرح کیفیت اصحاب قبل ہے یہ مشہور و معروف واقعہ ہے۔ اور
 قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
 امت مسلمہ کے بعض نام نہاد لوگوں نے خانہ کعبہ کی حرمت کو برباد کیا اور شیخی امیر کے
 زمانہ حکومت میں دو مرتبہ خانہ کعبہ برباد و غارت کیا گیا۔ پہلی مرتبہ پسر معاویہ یزید پلید
 نے شکر بھیجا کہ جس نے میرے رسولؐ کا خدا کو تباہ کیا مسجد نبویؐ کو اصبطل کی جگہ استعمال
 کیا گیا اور اس شکر نے بچم یزید خانہ کعبہ پر بذریعہ مسیحین پتھر برسائے۔ آگ کے
 گولے پھینکے۔ غلام خانہ کعبہ نذر آتشس ہو گیا اور دیوار منہدم ہو گئی۔ دوسری مرتبہ
 حمید الملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف نے اس طرح حملہ کیا کہ خانہ کعبہ
 منہدم ہو گیا۔ ان حملوں کا سبب عبداللہ بن زبیر تھے کہ انہوں نے اپنی حکومت
 قائم کرنے کے لیے کعبہ میں پناہ لے رکھی تھی۔ بہ حال اس تباہی پر خدا نے عذاب
 نازل نہیں کیا۔ خداوند عالم مختار کل ہے اس نے ہمت دی ہے کہ ظالم لوگ اپنے
 پوری طرح بے نقاب ہو جائیں تاکہ ان ظالموں کا ظلم اور حرم خدا کی بے حرمتی ان
 کے ناسخ تعلقہ ہونے کی دلیل بن جائے چنانچہ یہ تمام چیزیں بزمان حال بتلا رہی ہیں
 کہ ان لوگوں کا خلافت رسولؐ خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ دنیاوی بادشاہ
 ہیں کہ جنہوں نے خلافت کا کھیل کھیلا تھا۔ خداوند عالم نے ہر اس ذی روح کو جو کعبہ
 میں پناہ لے محفوظ و مامون قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ط

(سورہ آل عمران آیت ۹۷)

اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آگیا۔

حرم خدا جاوا امن ہے۔ اس میں پناہ لینے والوں کے لیے امن و امان ہے۔ یہاں تک کہ اس میں درخت کا ٹٹا کھاس تراشنا، وغیرہ ممنوع ہے۔ چنانچہ حضرت صادق آل محمد نے فرمایا ہے کہ

كُلُّ سَقْيٍ يَنْبَغِي فِي الْحَرَمِ فَهُوَ حَرَامٌ عَلَى النَّاسِ أَجْمَعِينَ
الْأَمَّا ابْتِنُهُ أَوْ عَزَمَتُهُ۔

ہر وہ چیز کہ جو حرم میں زمین سے پیدا ہو۔ تمام لوگوں پر حرام ہے اگرچہ خود کاشت ہو یا درخت زمین میں لگایا ہو

یہاں تک کہ کسی درخت کی جڑ حرم سے باہر ہے اور اس درخت کی شاخ حرم کے اندر ہے اور ایسا درخت کہ اس کی اصل (جڑ) حرم میں ہے اور شاخیں باہر ہیں۔ اس کا کاٹنا بھی حرام ہے۔ وارد ہوا ہے کہ گرا پڑا سامان اٹھانا بھی حرام ہے۔ گرا یہی حالت میں جب کہ اس چیز کا مالک فریاد کر رہا ہو۔ شکار مارنا بھی حرام ہے۔ پس کتاب خدا اور سنت رسول خدا و دونوں حرم خدا کی (خانہ کعبہ اور مسجد) کی حرمت ظاہر کر رہے ہیں۔ اور اس پر علماء کرام کا اجماع ہے۔ عملیہ کی کتابوں تفصیل ملاحظہ فرمائے۔ بہر حال خانہ کعبہ کی حرمت اور تقدس برقرار رکھنا سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن و محفوظ ہے لیکن دشمنان دین اور یزیدین معاویہ کے گماشتوں نے نواسہ رسول خدا حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو یہ نص رسول خدا ہیر والام امت میں حرم خدا میں بھی امن سے زبردستی دیا بلکہ

حاجیوں کے باس میں لوگوں کو فرزند رسول خدا کو قتل کرنے کے لیے بھیج دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حج کو عمرہ سے بدل کر آمادہ سفر کو فدو عراق ہوئے۔ حالانکہ حضرت امام حسین وارث کعبۃ اللہ تھے۔ اور حضرت محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کے طفیل میں کائنات خلق ہوتی ہے۔ اور ان کی ولایت کا اقرار کرتے پر آب تلخ کو شیر بنی عطا ہوئی۔ اور کائنات میں جس چیز نے ان کی ولایت کا اقرار کیا اسے اس کی نوع کے اعتبار سے درجہ عظیم عطا ہوا ہے۔ حضرت باب مدینۃ العلم علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے میری ولایت جو بی پر عارض کی پس زمین کے جس حصے نے میری ولایت قبول کی خدا سے پاک و پاکیزہ قرار دیا اور وہاں کی نباتات کو جاس عطا کیا انہما میں لذت عطا کی۔ اور پانی کو شیر بنی عطا کی۔ اور جس قطعہ زمین نے میری امامت و ولایت سے انکار کیا تو اس خدا نے اس زمین کو شور اور وہاں کی نباتات کو تلخی دے دی۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سب سے پہلے جس زمین کے حصے نے ہماری ولایت قبول کی ہماری امامت قبول کی وہ زمین مدینہ طیبہ ہے۔

پس خداوند عالم نے زمین مدینہ کو حرم رسول خدا قرار دیا۔ اور جاہ و فن گردانا (ازترجم ہی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ نے حرم خدا یعنی کعبہ سے بسوے مدینہ کو وہ آپ کا حرام اقداس ہے ہجرت فرمائی) اس کے بعد زمین کو فتنے ولایت کو قبول کیا تو خداوند عالم نے اس قطعہ زمین کو برگزیدہ کیا۔ اور اسے حرم حضرت شاہ ولایت علی المرتضیٰ علیہ السلام قرار دیا۔ اور جاہ و فن گزار دیا۔ اور یہ حرم ہے۔ مثال کعبہ ہے کہ حضرت امیر المومنین نے مدینہ سے بسوے کو فتنہ ہجرت کی۔ اور اسے دار الخلافہ

نظارت اسلامیہ قرار دیا۔ اور عالم تشبیہ میں حرم امیر المؤمنین اور حرم خدا میں وجہ تشبیہ پائے جاتی ہے اس طرح کہ حرم خدا میں شکار کرنا حرام ہے اور یہاں حسن حسین اور اولاد علی علیہ السلام میں جن کی حرمت و تقدیس و مودۃ سب پر فرمنے سے حتیٰ کہ نجف اشرف میں روضہ علی مرتضیٰ میں جو کبوتر اڑتے رہتے ہیں ان کا شکار ممنوع ہے اس حرم علی کے اہل حرم حسن حسین میں جو کہ ذریت رسول خدا ہیں۔ پس

ان کی مودۃ واجب فرمنے ہے۔ قرآن مجید میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ
 قُلْ لَا اسْتِغْرَابَ لَكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰنِ ط

(سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

اے رسول تم کہہ دو کہ میں اس تبلیغ و رسالت کا اپنے قرابتداروں کی محبت کے سوا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا

علاوہ اسی آبیہ مجیدہ کے آنحضرت اپنی حیات مبارکہ میں برابر اپنے اہلبیت و عترت کے بارے میں اپنی امت کو وصیت فرماتے رہے کہ ان کی محبت اختیار کرنا ان کی حرمت کی حفاظت کرنا۔ لیکن دشمنان دین نے حرم ہاد خدا اور رسول و علی کی ہمیشہ بے توقیری کی حرمت کو ضائع کیا۔ شکار کو مارا، درختوں کو کاٹا۔ حرم کعبہ کو لوٹا اور غارت کیا۔ امام حسن جو حرم رسول خدا میں مثل صید تھے کہ جس کا شکار کرنا حرام ہے۔ آپ کو نہر دیا گیا۔ اور صید دیگر یعنی امام حسین کو حرم رسول خدا چھوڑنے پر مجبور کیا اور آپ حرم خدا سے بھی نکلنے پر مجبور کئے گئے۔

آن صاحب حرم چہ توقع کنند باز

آن ناکسان کہ تیر بصید حرم زدند

یعنی کہ صاحب حرم کو باز سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ حرم میں شکار نہ کرے

جب کہ کینے اور نالائق لوگ حرم خدا میں شکار کی طرف غیر پھینکتے ہیں یعنی کہ باز کا تو کام ہی شکار کرنا ہے وہ شکار کرے تو کیا تعجب اس سے شکار نہ کرنے کی توقع بیکار ہے جب کہ نام نہاد مسلمان حرمت کعبہ برقرار نہ رکھیں۔ (اور صاحبان حرم خدا یعنی علی و حسین و حسین گو شہید کریں) ہاں جو حرم میں داخل ہو جائے اے پناہ دینی چاہیے چہرہ جاؤ ٹیکہ اس کو حرم خدا میں قتل کرنے کے درپے ہوں۔ پس امام حسین علیہ السلام نے ناچار ہو کر کعبہ سے ہجرت کی اور حج کو عمرہ سے بدلنا عازم سفر کو فرمادے۔ لیکن وارد کر بلا ہو کر سفر تمام کر دیا۔ حالانکہ امام حسین علیہ السلام حرم خدا میں اس طرح محفوظ رہتے جیسے کہ تو حرم حرم خدا میں مامون و محفوظ رہتا ہے۔ آپ کا اموال و اسباب نقطہ معوم کی طرح ہے جس طرح حرم میں گرا پڑا سامان اٹھانا جائز نہیں ہے۔ اسی مال امام حسین کو لوٹنا کیا معنی؟ مگر نام نہاد مسلمانوں نے کہ بلا میں اموال امام حسین کو جی بھر کے لوٹا اور ان کے اہل حرم کی چادریں لوٹیں سکیہ خاتون کے طمانچہ لگائے۔ اور پرودہ داروں کو بے چادر کیا۔ اولاد رسول خدا پر کہ بلا میں قیامت گزر گئی۔ اور ان کو ایسیر بنا کر شہر شہر تشہیر کیا۔ یہاں رسول اللہ قبر مبارک سے باہر تشریف لائے۔ ذرا کہ بلا میں دیکھئے کہ آپ کی اولاد پر کیا کیا مصیبتیں گزر گئیں۔ اور نبی امیہ کے ظالموں نے انہیں نشانہ ظلم و ستم بنا ڈالا بعض بچے شہید ہو گئے۔ بعض نے صحرا کا رخ کیا اور موت کی نیند سو گئے۔ اور آپ کی نواسیاں رسن بستہ ایسیر ہوئیں۔

هذا الحسين بهما عض الثرى في ليلة خرابه تسجد ما آثما

یہ آپ کا حسین، آپ کا میوہ دل، راحت جان حسین ہے کہ جو خاک و خون میں غلطان ریگ گرم پڑا ہے۔ لباس مبارک بارہ بارہ ہے ایسا نظر آتا ہے کہ عیاں خونئی زیب تن ہے۔ بدن مبارک لہو لہان ہے۔

مَقْطُوعِ رَاسِ هَشِيمَتِ اضْلَاعُهُ عُرْيَانِ مِنْ اَثْوَابِهِ بَعْرَانِهَا
 و احسن تہ و اویلاہ شمر ولد الحرام نے گردن سے سر مبارک جدا کر دیا ہے دونوں
 پہلو شکستہ ہو گئے ہیں۔ لباس تن اتا رلیا گیا ہے۔ یا رسول اللہ ہوئے کربلا نے
 حسینؑ کو خاک کا لباس پہنا دیا ہے یہ

هَذَا الَّذِي قَدْ كُنْتَ تَلْتَمِسُ نَحْرَهُ
 اَمْسَلِي نَجِيرًا مِنْ حُدُودِ ضِيَابِهَا

یہ وہ ہے کہ جس کے گلے نازنین کے یا رسول اللہؐ آپ بوسہ لیتے تھے
 اب حال یہ ہے کہ دشمنوں نے اس کو تیروں، تلواروں اور تیروں کا نشانہ بنایا ہے اور
 مثل قربانی اس کا گلا کاٹ دیا ہے۔ یعنی ذبح کر ڈالا ہے۔ اور نحر بھی کیا ہے۔
 مِنْ بَعْدِ حَجْرِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ اَلْتَقَى طَرِيحًا نِي شَرِيٍّ وَمُعَاثِهَا
 یا رسول اللہ حضور نے حسینؑ کو اپنی گود میں پرورش کیا۔ لعاب نبوت چوسایا
 اب چونکہ حسینؑ کو آپ سے دور کر دیا گیا ہے۔ آپ کی اغوش کے اب حسینؑ ایک
 گرم اور ہوائے گرم میں تیاں ہے۔

هَذَا اجْتِمَاعُ الشَّرِيفَةِ قَدْ غَدَّتْ لِلصَّاقَاتِ يَحُولُ فِي اَعْضَائِهَا
 یہ ظالم لوگ اس قدر ظلم پراتے کہ جسم مبارک کو پائمال ستم سپان کر دیا۔
 وَ نِسَاءٌ وَ تَسْبِيَةُ الْاِمَاءِ كَمَا تَقِي وَ تَقَادُ فِي الْاَغْلَالِ مِنْ اَسْرَائِهَا
 ظالم لوگ اس غیر بھی ماضی ہوئے یہاں تک کہ خذرات عصمت و طہارت کو ایمر
 کیا۔ اور باقی یعنی سجاد کو طوق و زنجیر بنایا۔

يَا قَوْمِ مَا ذَنْبُ الدَّارِ لَنْزِ كَوَا يَهْمُ الصَّغَارُ وَ تَعْلِنُوا بِاَذَانِهَا
 یعنی کہ لے گزہ اشرا و جفا کار اگر تمہارے زعم ناقص میں ان کے مرگناہ گارتے

تو ان کے بچوں نے کیا تصور کیا کہ ان کو تم نے حقیر و ذلیل کیا اور اسیر کیا ہے۔
 يَا وَيْلَكُمْ مَا يَشْفَعُ غَلَّ صَدْرُكُمْ قَتْلَ الْمَوَالِي الْيَوْمَ مِنْ كَيْدِ اِيْهَا
 یعنی سینوں میں سلامتی دین نہیں ہے۔ بلکہ بعض و کید کی آتش بھڑک رہی ہے
 تم نے ان کے بزرگوں کو بھی قتل کیا جو عالمین میں برگزیدہ تھے اور تم نے بچوں
 کو بھی تہ تیغ کیا۔ عورات و عصمت و طہارت کو اسیر کیا۔ ہمارے واسطے یہ ابتلا و عظیم
 ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور ابتلاء نہیں ہے۔ اگر اینٹ اور پتھر کے بنے ہوئے
 مکان کو خداوند عالم اس قدر حرمت دے سکتا ہے کہ اس میں پناہ لینے والا اللہ کی
 پناہ میں آجاتا ہے اور خانہ کعبہ کا ادران چیزوں کا جو اس کے اندر میں احترام واجب
 ہے اور اس کی بے حرمتی کرنا اس کے درجہ میں کمی کرنا موجب ناراضگی خداوند عالم
 ہے تو کیا اولیاء خدا، جو مقرب بارگاہ ایزدی ہیں جو اولاد پیغمبر خدا ہیں۔ ان کا خدا
 تعالیٰ کی نظر میں کیا کوئی مقام نہیں ہے۔ سو چونکہ جو خدا کے گھر کے اہل ہیں۔
 ان پر ظلم کرنا کیوں کر روا ہو سکتا ہے۔ جن کے طفیل میں کائنات بنی اور زمین خلق
 ہوئی اور زمین پر کعبتہ اللہ بنا کہ وہ قبلہ قرار پائے۔ پس کیوں کر روا ہو سکتا ہے کہ
 حضرات محمدؐ وال محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کی حرمت و تقدس ضائع کرنے والا
 خدا کی نگاہ میں ظالم قرار شریائے۔ اور جب ظالم قرار پا گیا تو اب وہ عذاب خدا سے عیس
 بچ سکتا۔ تمہارا فریق ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے فضائل و مناقب سنو، کتابوں میں پڑھو
 اور معرفت حاصل کرو تاکہ تمہاری بصیرت میں اضافہ ہو۔ سلا را بن عبد العزیز و علی اپنی سند
 کے ساتھ روایت کرتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب
 شب معراج مجھے آسمان پر لے گئے۔ اور میں ملائکہ سموات کے عبادت خانوں
 سے گزرتا ہوا۔ سدرۃ المنتہیٰ پہنچا تو جبرائیل امین نے مجھ سے رخصت ہونا چاہا۔

اور وہ اس مقام پر ٹھہر گئے۔ میں نے جبرئیل سے سوال کیا اے اچی جبرئیل کیا بات ہے کہ اس جگہ سے آگے نہیں بڑھتے۔ جبرئیل نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس مقام سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اگر ایک اونٹنی کی برابر بھی اس جگہ سے تجاوز کروں تو میرے بال و پر حل جائیں گے۔ پس جبرئیل اسی جگہ رہ گئے اور میں عالم نور میں اس مقام تک پہنچا کہ جہاں تک نظر قدرت میں میرا مقام تھا۔ پھر خداوند عالم نے مجھ پر وحی کی۔

يَا مُتَدِرَاتِي اِطْلَعْتِ عَلٰى الْاَرْضِ اِطْلَاعًا فَاخْتَرْتِ كِ وَنَهَا۔

یعنی کہ خدائے فرمایا اے مجھ میں نے زمین پر نگاہِ علی کی تو میں نے تجھے منتخب کر لیا۔ اور اپنی نبوت و رسالت کے لیے حق لیا۔ دوسری مرتبہ نگاہِ علی ڈالی تو میں نے علیؑ کو چن لیا اور تمہارا وحی و وارث علوم قرار دیا۔ اور پھر اس کے صلب سے تمہاری ذریت کے ائمہ ہدیٰ کو چن لیا اور ان کو خلعتِ عصمت سے آراستہ کیا۔ امام بنایا۔ اور اے ہمارے رسول! - فَلَوْلَا كُمْ مَا خَلَقْتُ لِلدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَا جَنَّةَ وَالتَّاسِئِينَ اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ اس دنیا کو خلق کرتا نہ آخرت اور نہ جنت و دوزخ پیدا کرتا۔ یہ سب سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ جنت و آلِ محمد کے دوستوں اور ان پر ایمان لانے والوں اور حرمت پر قہر کہنے والوں کے لیے حقے اور دوزخ ان کے دشمنوں کے لیے ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں ایک روز حضرت رسول خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اربنی الحق حَسْبِي اَنْظُرَ اَلَيْسَ بِكَ مَجْبِي حَقِّ كُو اس طرح دکھا دیجئے کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یا حضرت نے فرمایا کہ اس پردہ کے اندر جاؤ۔ میں پردہ میں گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام رکوعِ سجدہ کی حالت میں ہے نماز

پڑھ رہے ہیں اور جب آپ نے نماز ختم کی تو بارگاہ ایزدی میں یوں عرف پر دوازہ ہوئے کہ اللہم بحرمة محمد عیدک ورسوولک اغفر للعاطین من شیعتی خداوند! تو اپنے حبیب محمد بن عبد اللہ کے صدقے میں میرے شیعوں کے گناہوں کو معاف کر دے ان کو بخش دے۔ عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر روئے سے باہر گیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ رسول خدا نماز میں مشغول ہیں اور اس طرح دعا فرما رہے ہیں کہ اللہم بحرمة علی ابن ابی طالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ اغفر للعاصین من ائمتی۔ خداوند! بحق علی ابن ابی طالب علیہ السلام کہ میری امت کے گناہنگاروں کی خطاؤں کو معاف کر دے ان کی خطاؤں سے درگزر کر ان کو مسعود کہتے ہیں کہ میں یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور مجھ پر خوف طاری ہو گیا کہ خدایا یہ ماجرا ہے کہ علیؑ دعا میں نبی پاک کو وسیلہ بنا رہے ہیں اور کہ لے ابن مسعود کیا ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا معاذ اللہ ایسا تو نہیں ہے۔ خدا کی پناہ میں کفر کی طرف کیوں جاتا۔ میں نے تو یہ عجیب بات دیکھی کہ علی ابن ابی طالب آپ کی حرمت کا واسطہ دے کر دعا کر رہے ہیں۔ اور آپ یہ نفس نفیس علیؑ کی حرمت کا واسطہ دے کر دعا فرما رہے ہیں۔ یا رسول اللہ پھر یہ بھی ظاہر فرمائے کہ آپ دونوں میں کون افضل ہے۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے "علیؑ، فاطمہؑ" حسن اور حسینؑ کو تمام مخلوقات سے ہزاروں سال پہلے خلق فرمایا جب کہ مخلوقات میں کچھ نہ تھا اور ہم سب اس وقت تسبیح خدا کر رہے تھے۔ پس خداوند عالم نے میرے نور کو شگافتہ کیا اور اس نور سے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا۔ بخدا میں آسمانوں اور زمینوں سے افضل ہوں پھر نور علیؑ کو شگافتہ کیا اور اس نور سے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا۔ بخدا میں آسمانوں اور زمینوں سے افضل ہوں پھر نور علیؑ کو شگافتہ کیا اور

اس سے عرش و کرسی بنائے پس علیؑ اجل من العرش و الکمر سی
 کہ علیؑ عرش و کرسی سے بزرگ تر ہے۔ ارفع و اعلیٰ و بلند تر ہے۔ پس نور حسینؑ کو شکافتہ
 کیا اور اس سے لوح و قلم خلق ہے۔ پس حسنؑ لوح و قلم سے افضل ہے پھر نور حسینؑ
 کو شکافتہ کیا تو اس سے بہشت و دوزخ خلق کئے اور حسینؑ ان سے افضل ہے۔
 از مترجم اس ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کو حتی شفاعت عالم نوری سے حاصل ہے۔
 پس تمام عوالم مشارق و مغارب تاریک تھے جنہوں نے بسوئے حضرت احدیث عرض
 کیا کہ اللہم بحرمتہ ہذا الاشباح الّتی خلقتہم الا ما فرجت لنا
 من ہذا الظلمۃ۔ یعنی کہ خداوند ان اشباح شہک کی حرمت
 و بزرگی کا واسطہ ہماری اس تاریکی کو دور فرما۔ اور ہمیں اس تاریکی سے نجات دے۔ پس
 حق تعالیٰ نے ایک روح کو خلق فرمایا اور اس کو ایک دوسری روح سے نزدیک کیا۔
 اس سے ایک نور ظاہر ہوا۔ اور پھر تاریکی دور ہوئی اور اس نور کا نام زہرا قرار دیا۔ لفظ
 زہرا کے معنی ہیں روشنی دینے والا۔ فرمایا ہے ابن مسعود جب قیامت کا دن ہوگا تو حق تعالیٰ
 مجھ سے اور علیؑ سے خطاب فرمائے گا کہ اَدْخِلَا الْجَنَّةَ مِنْ شِئْتُمَا
 و اَدْخِلَا النَّارَ مِنْ شِئْتُمَا۔ یعنی کہ جس کو تم چاہو داخل بہشت کرو
 اور جسے چاہو داخل جہنم کرو۔ اسی چیز کی طرف قرآن مجید میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا
 ہے۔ اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلًّا كَفَّارًا عَصِيْبًا۔ (آیت ۲۲ سورۃ ق)
 یعنی تم دونوں ہر کس کس اور ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو (از مترجم۔ مسند امام احمد بن
 حنبل میں ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ خدا نبیؐ و علیؑ سے فرمائے گا کہ تم دونوں
 اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کرو اور اپنے دشمنوں کو داخل جہنم کرو)۔ اور آنحضرت
 نے فرمایا ہے کہ اگر فردہ شخص ہے جو میری نبوت کا انکار کرے اور عقیدہ وہ شخص ہے کہ

کہ جو علی اور اولاد علیؑ اور شیعین علیؑ سے دشمنی رکھے۔

سلام و علی نے اپنی کتاب ارشاد القلوب میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ملاو اعلیٰ ہیں السرائیل نے جبرئیل پر اپنی فوقیت ظاہر کی اور افتخار کیا کہ میں اے جبرئیل تم سے بہتر ہوں جبرئیل نے کہا کہ کیونکہ بہتر ہو۔ السرائیل نے کہا کہ میں ملائکہ و املاک عرش کا صاحب ہوں اور میں صور بھونکنے پر مامور ہوں پس میں مقرب ترین ملائکہ میں سے ہوں جس پر جناب جبرئیل نے کہا کہ میں تم سے زیادہ بہتر و برتر ہوں کہ میں امین وحی الہی ہوں۔ اور خدا کے انبیاء کی طرف رسول ہوں۔ یعنی پیغام الہی پہنچانے پر مامور ہوں۔ اور میں صاحب تصوف ہوں۔ یعنی زمین میں اتر جانے والا ہوں۔ اور میں صاحب قذف یعنی لگڑے والا ہوں۔ اور میں قوموں پر زمین میں عذاب نازل کرنے والا ہوں اور قوموں کو عذاب آسمانی سے ہلاک کرنے والا ہوں۔

خدا جب کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے۔ تو میرے ہی ہاتھوں عذاب نازل ہوتا ہے۔ غرضی کہ باہمی مفاخرہ نے جب طول بکھڑا۔ تو دونوں ملک خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا مفاخرہ احکم الحاکمین اب ذوالجلال واکرام کی بارگاہ میں پیش کیا خداوند عالم نے ان پر وحی کی کہ اے میرے ملائکہ اُستکبار و عزتی و جلالی لقد خلقت من ھو خَیْرٌ و ھُنکُمْ کَا۔ عموماً رہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ میں نے ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے کہ جو تم سے مرتبہ و جلالت میں بزرگ تر ہے اور تم اس کے مقابل جس قدر کم تر ہو۔ اچھا تم ساق عرش کی طرف نظر کرو جب ان دونوں نے ساق عرش پر نظر کی تو دیکھا کہ اس پر تحریر ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ۔ اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اسم علیؑ کے بعد

اسم فاطمہ بھی تحریر تھا۔ یہ دیکھ کر دونوں ملائکہ حیران رہ گئے کہ اللہ اکبر۔ یہ وہ اسماء مبارکہ ہیں کہ جن کے مسیحات عرش سے افضل ہیں۔ اور ان کے اسماء مبارکہ زینت عرش الہی ہیں۔ جبرئیل امین نے سبقت کرتے ہوئے بارگاہ خدا میں عرض کیا۔ يَا رَبِّ فَاصْفِ اسْتَلْكَ بِحَقِّهِمْ عَلَيْكَ اِلَّا جَعَلْتَنِي خَادِمَهُمْ یعنی کہ خداوند ان اسماء کے مسیحات کا واسطہ اور ان کے اس حق کا واسطہ جو تجھ پر ہے مجھے ان کا خادم قرار دے۔ ارشاد خداوند عالم ہوا۔ قَدْ جَعَلْتُ ہاں تجھے ان کا خادم قرار دیا۔ اور جبرئیل امین کو سید الملائکہ ہونے کا شرف ملتا رہا۔ اس لیے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ المسلمان مِثْلًا اهل البیت۔ کہ مسلمان ہمارے اہلیت سے ہے۔ پس مسلمان فارسی، مسلمان محمدیؐ ہیں، اچو کہ حضرت جبرئیل خادم پیغمبر پاک ہے۔ پس آپ نے سیدہ عالمین فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت کرنا اپنے پرفرن کر لیا۔ اور ایسی فریق بھی اور ملائکہ پر ذقیت بھی چنانچہ ام المین سے روایت ہے۔ کہ تہا ہیں کہ میں اپنی آقا زادی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں گئی۔ گرمی کا زمانہ تھا۔ جب در سیدہ پر پہنچی دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ میں نے دروازہ سے جہانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ سیدہ عالم سو رہی ہیں۔ اور آپ کے قریب چکی رکھی ہوئی ہے جو خود بخود چل رہی ہے۔

مگر چکی چلانے والا نظر نہیں آتا اور چکی برابر کام کر رہی ہے۔ آٹا نکل رہا ہے۔ گہوارہ کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ گہوارہ جنبش میں ہے۔ مگر گہوارہ جنبش نظر نہیں آتا۔ اور اس نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں تسبیح ہے اور تسبیح کے پڑھنے کی آواز آ رہی ہے۔ مگر آپ عموماً شراحت ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت زیادہ تعجب ہوا اور میں فوراً آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے جو کچھ دیکھا تھا۔ وہ بیان کیا آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام المین میری بیٹی فاطمہ ہر روز سے ہے۔ خداوند عالم نے اس

پر نیند غالب کر دی ہے کہ قدرے آرام کرائیں۔ اور ان کاموں کو انجام دیں گے لیے خداوند عالم نے فرشتوں کو متعین فرمایا ہے کہ بقدر قوت جیال چکی گردانی کریں اور آرائی تیار ہو۔ اور فاطمہؑ کے نور نظر حسینؑ کے گہوارہ کو بھلاتے رہیں اور یاں دیتے رہیں تاکہ حسینؑ کی استراحت میں فرق نہ آئے۔ اور ایک فرشتہ توحیح پڑھنے پر مامور کیا کہ جب تک سیدہ عالم بیدار ہوں وہ فرشتہ توحیح خوانی کرے۔ ام ایمن نے سوال کیا یا رسول ان فرشتوں کے نام بھی ارشاد فرمائے کہ وہ کون کون سے فرشتے تھے فرمایا کہ چکی چلانے والے جبرئیل امین تھے توحیح کرنے والے اسرافیل تھے اور گہوارہ جنبانی کرنے والے میکائیل ہیں ”سبحان اللہ“ سیدہ عالمین کا مرتبہ اللہ اکبر عجیب مرتبہ فرشتہ خدمت کرنا فرسجتھے ہیں۔ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز جبرئیل امین بن پنازل ہوئے خانہ سیدہ عالم پر پہنچے دیکھا کہ سیدہ عالم محو خواب میں اور امام حسینؑ گہوارہ میں رو رہے ہیں۔ پس جبرئیل امین گہوارہ کے نزدیک آئے اور اس کو بھلانا شروع کیا اور لوریاں دینے لگے کہ امام حسینؑ ہوش ہو گئے اور سو گئے۔ روایت میں ہے کہ جبرئیل امین نے گہوارہ جنبانی کرتے ہوئے یہ اشعار لحن ملکوتی میں پڑھے۔

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ نَهْرًا مِنْ لَبَنٍ لَيْعَلِيٍّ وَحَسِيْنٍ وَحَسَنٍ
كُلُّ مَنْ كَانَ مُحِبًّا لَهُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ غَيْرِ حَزَنٍ

یقیناً جنت میں دو درہ کی نہر ہے جو کہ علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ کے لیے ہے۔ ہر وہ شخص جو کہ ان کا محب ہو گا بغیر کسی دشواری کے جنت میں داخل ہو گا۔

پس جب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بیدار ہوئیں آپ آسیا گروانی اور گہوارہ جنبانی کا واقعہ اپنے پدر بزرگوار رسول مختار سے بیان کیا۔ ارشاد فرمایا اے نور دیدہ وہ جبرئیل تھا کہ جبرئیل کو لوریاں دے رہا تھا۔ اے شیعیان اہلبیت! امام حسینؑ پر گریہ کرو

جب حسینؑ گوارہ میں تھے تو جبرئیل ان کا روانہ دیکھ سکے۔ کہاں تھے جبرئیل امین کے کہ جب حضرت امام حسینؑ کو بلائیں استغاثہ بلند فرما رہے تھے۔ اکارحیم لوجہ اللہ یرحمنا ایادؤف بنا راج یوا سیننا۔ آیا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے کہ جو برے خدا مجھ پر رحم کرے۔ اور آیا کوئی رفیق نہیں ہے کہ جو امید شفاعت پر میری رفاقت کرے دشمنوں کو مجھ سے ددر کرے۔ جبرئیل امین کہاں تھے کہ آپ کا مخدوم، کائنات کا برگزیدہ فریاد کر رہا ہے اور کوئی اس کی مدد کو نہیں پہنچا۔

ابن قولیہؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یزیدی لشکر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا تو ان ظالموں نے دیکھا کہ مقتل میں ایک مرد کھڑا ہے اور بے تابانہ گریہ و بکا کر رہا ہے۔ بلند آواز سے رو رہا ہے۔ اور فریاد بلند کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ لے شخص تو کیوں رو رہا ہے اس نے جواب دیا کہ میں کیوں کر گریہ و بکا نہ کروں میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت رسول خدا کھڑے ہوئے رو رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کبھی لاش حسینؑ پر نظر کرتے ہیں۔ اور کبھی غینڈ و غضب سے تمہیں دیکھتے ہیں۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ آنحضرتؐ نفرین کریں اور تم سب کے سب ہلاک ہو جاؤ اور میں بھی ہلاک ہو جاؤں۔ اس گروہ نے کہا کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے۔ بعض یہ کہنے لگا کہ واقعا ہم نے سخت اور قابل عذاب گناہ کیا ہے کہ فرزند فاطمہؑ کو بے جرم بے خطا قتل کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا مولیٰ وہ کون شخص تھا آپ نے فرمایا کہ سوائے جبرئیل اور کون ہو سکتا ہے۔ اَمَّا اَنْتَ لَوْ اِذِنَ فِیْهِمْ لَصَاحِحٌ یَّخْطَفُ مِنْہَا اَرْوَاحَہُمْ عَنِ اَیْدِیْہِمْ۔ یعنی کہ اگر انہیں اذن بجاؤ تو وہ ایک ایسی آواز بلند کرتے کہ لشکر ان زیاد میں ہر ایک کے جسم میں لرزہ پیدا ہو جاتا اور ہر ایک کی روح اس

کے جسم سے نکل جاتی اور تمام شکر پاک ہو جاتا اور اصل جہنم ہو جاتے۔ لیکن ان لوگوں کو مہلت دی گئی ہے تاکہ ان کی مصیبتوں میں اضافہ ہو جائے اور اس طرح وہ شدید سخت عذاب کے مستحق ہو جائیں۔ یَانُكِبَةُ لَيْسَ الَّذِيْنَ الْقَدِيْمِ لَهُ سُوْدَا الْحَمِيْدِ وَغَاضُ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ۔ افسوس کہ دین پیغمبر پر مصیبت پڑی ہے اور چشمہ ہر علم و عمل جاتے رہے ہیں۔ وَ قَرْحَةٌ اُورِثَتْ فِي قَلْبِ فَاطِمَةَ زَرْعٌ عَظِيْمًا وَجُرْحًا لَيْسَ يُتَدَبَّلُ اس مصیبت نے دل فاطمہ زہراؑ پر مجروح کر دیا ہے اور یہ زخم مندر نہ ہوگا

وَاحْسُرَتَاہُ عَلٰی ثَارِ جَرِيحِ حَشَاءَ يَسْقٰی اَعْلٰی جِسْمِہِ التَّكْيَاہُ وَالْمَشْمَلُ افسوس و طال ہے ان زخماں بے شمار پر کہ جو جسم اطہر امام حسینؑ پر تھے۔ اور خاک و خون میں غلطاں لاش اطہر پڑی تھی

وَاحْسُرَتَاہُ عَلٰی عَارِ نَسِيْحَتِہٖ ، عَلِيْہِ بِالطَّفِّ مِنْ رِيْحِ صَبَا حُلِّلْ۔ ہا عسرت ویاس اس مقول راہ خدا پر کہ چلی لاش مطہر عریاں پڑی تھی اور صحرا کی ہولنے گرد و غبار سے اس کا جہ پاک ڈھاپ دیا تھا۔

مَلَقًا ثَلَاثًا بِلَا غَسَلٍ وَلَا كَفْنٍ تَرَبُّبُ الْقَلَاءِ وَالذَّمَّ مَا الْاَكْفَانُ وَالْقَسَلُ یعنی تین دن تک لاش امام مظلوم بلا غسل و کفن پڑی رہی۔ اور آپ کے جسم مبارک کے خون سے آپ کا غسل ہوا۔ غبار سے لاش چھبی رہی۔

يُسْرٰی بِہَا نَسُوْتِہٖ اَسْرٰی بِلَا وَطْوِیْہِ فَوْقَ الْمَطِيِّ وَكَمْ يَضْرِبُ لَهَا كَلْبٌ ان کی عورات محذرات کو ایسر بنایا۔ قید کیا۔ اور شتران بے حجاب پر سوار کر کے شہر شہر تشہیر کیا۔ صَسِيَّةٌ مِّثْلَ سَبِيِّ التَّرِيْكِ قَدْ سَلِبَتْ مِنْہَا الْقَلَاعِدُ و

الاسوار والحجل۔ تمام ایسر لوگ عورت و مرد اور بچہ سب کے سب گریہ دزاری کر رہے تھے۔ ان کو اس طرح ایسر کیا تھا جیسے ترک دیلم کے قیدی ہوتے ہیں عورتوں

سے زیور چھین لئے تھے۔ سو اجمعاً کھانا الا ایک نادیدہ نیہد مت
شجُو هُنَّ الصَّخْرَ وَالْجَبَلِ سَبَّ كَسَبِ عُلَّيْنِ وَنَالَالِ، نوہر کمان مثل اس کو تیر
کے کہ جو اسٹیا میں نہ ہو، دل مثل پتھر کے ہو گئے تھے۔

وَالزَّيْنَبُ بَيْنَ ذَاكَ السَّبِيحِ حَاسِرَةٌ لَهَا عَلَى حِزْنِهَا نَدْبٌ وَصُرَجَلٌ
تَقُولُ اَنَا شَمْسُ آيَايَ وَيَا قَدْرِي، اِذَا كَفَى عَلَى الْحَادِثِ الْجَلالِ -
اور اس دوران جناب زینبؓ خاتونِ روقِ ہوئیں نوہر کرتی ہوئیں فرماتی ہیں کہ اے روشنی
زانا، اور اے ماہِ شبِ تارا اور عبادتِ روزگار میں پناہ دینے والے میں پکار ہی ہوں
اور تم جواب نہیں دیتے۔

يَا غَائِبًا كَيْسُ يَرْجِي عَوْدَةَ اَبْدًا وَاوَالِيهِ بَعْدَ هَذَا الْفَضْلِ مَتَّصِلًا
اے میری آنکھوں سے اوجھل اب دوبارہ تیرے دیدار کی امید نہیں ہے۔ اور معلوم
اس کے بعد ہم پر اور کیا مصائب پڑیں۔

وَيَا طَرِيحًا جَرِيحًا اِلَّا رُوَالَهُ - كَيْفَ الدَّاءُ وَصْنُهُ الدَّرَاسُ مَتَّصِلًا
اے پیکرِ مجروحِ تیرے زخمِ مرہم کے قابل نہیں ہیں۔ اب تجھ سے کیا امید وابستہ ہو
ہو جب کہ تیرا سر مبارک نیزہ پر بلند ہے۔ ظَنَنْتُ اِنَّكَ كَهْفِي بَحِيْرِيهِ -

عَنِ الزَّمَانِ فَنَاءِ الظَّنِّ وَالْاَمَلِ بِعِنِّي كَلِمَةً بَرَادِرُ كَبْهِي فِي اِسْ حَالِ فِي تَمِي
کہ تم پشتِ پناہ تھے کہ مشکلاتِ زمانہ میں دستگیری فرماتے تھے۔ اب جب کہ تم شہید
ہو گئے ساری امیدیں خاک میں مل گئیں اب نہ کوئی ہمارا پشت و پناہ ہے۔ اور نہ
یاورد و دگر۔ اسپری ہے اور سیکسی ہم گمیرے ہوئے ہے۔

اُمُّ قَوْحِي لَيْثٌ غَدَى دَمَهُ نَعْلٌ وَحَشَّ الْفَلَاقِيَهُ وَتَنْهَلُ
اے مادرِ گرامی تیرے باہر آئے اور دیکھئے کہ نشیرِ پیشہ حیدر کرار خاکِ دغون میں غلطانہ

پڑا ہے۔

أَنَا مَنَاتُكَ يَا أُمَّةَ قَدْ حُمِلَتْ اسرئى وَاثَابُنوكِ الْعَزَّ قَدْ قَتَلُوا
 لے مادر گرامی آپ کی بیٹیاں اسیر ہو گئی ہیں۔ ہمیں قیدی بنایا گیا ہے۔ اونٹوں
 پر سوار کیا ہے۔ اور لے امان تمہارے بیٹے شہید ہو گئے ہیں یہ عجیب عظیم مصیبت
 ہے۔ یہ مصیبت عجیب ابتلا ہے یہ مصیبت فرزند مکہ و منی ہے یہ مصیبت فرزند
 زمزم و صفا ہے یہ مصیبت فرزند رکن و مقام ہے یہ مصیبت فرزند مشعر و حرم ہے
 یہ مصیبت رسول خدا ہے۔ اس گروہ پر کہ جس نے امام حسین پر یہ مصیبت ڈالی اور
 آپ کو قتل کیا کس قدر عذاب نازل ہو گا اس کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا۔ انہیں
 عذاب آخرت کی بشارت ہو خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا۔ یعنی جو شخص کسی ایک
 نفس (جان) کو قتل کر دے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لو ان اهل السموات و اهل الارض
 اجتمعوا فقتلوا فی دم امرئ مسلم و رضوا بہ لکم اللہ علی مفاخوہم فی النار۔
 یعنی کہ اگر تمام اہل سماوات و ارض کسی ایک مرد مؤمن کو بے گناہ قتل کر دے اور کوئی شخص
 اس قتل پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سب کو اوندھے منہ دوزخ میں دھکیں دے
 گا۔ پس اسے اہل فرزند رسول خدا، امام معصوم من اللہ کے قتل میں شریک ہونے
 والے اور قتل کا حکم دینے والا۔ اس جرم سے راضی ہونے والا خدا کے عذاب سے
 نہیں بچ سکتا۔ ان پر کس قدر سخت عذاب ہو گا اس کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا
 حضرت حسین ابن علی امام معصوم من اللہ میں سے

معارف مافی البرایا عارقون لہم ہاؤں والغر حُجَّالٌ مجاہدیل

و ارجنا الدھر من فضفاض وجودہم مملومان وما الفیض تعطیل
 یعنی کہ وہ خدا شتاس ہیں۔ وہ ہدایت کرنے والے ہیں۔ وہ پیشوا و متقیان ہیں وہ
 مقتدا و خدا پرستان ہیں وہ لنگر زمین و آسمان میں۔ وہ مقصود و فریض ہیں یعنی یہ نہ
 ہوتے تو زم کا ثنات نہ سجائی جاتی وہ مفتاح اسرار الہیہ ہیں۔ محقر یہ ہے کہ ہر ایک
 فیض اور ہر ایک بخشش جو فیاض مطلق یعنی خدا کے ذوالجلال کی طرف سے ہوتی
 انہی کے وسیلہ سے ہم تک پہنچتی ہے۔ یہ کا ثنات عالم میں مشکل کشا ہیں کتاب
 ارشاد و القلوب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تَحْنُ أَهْلُ
 الْبَيْتِ لَا قِيَاسُ بِنَا أَحَدٍ۔ یعنی کہ ہم وہ اہلبیت ہیں کہ جن پر کسی اور قیاس
 نہیں کیا جاسکتا۔ ہم وہ ہیں کہ ہمارا دوست خدا کا دوست ہے۔ اور ہمارا دشمن خدا
 کا دشمن ہے۔ پس جو ہمیں قبول کرتا ہے اور ہماری افتداع کرتا ہے۔ وہ جلا و دست
 ہے اور خداوند تعالیٰ نے ہم پر وحی کی ہے کہ جو ہماری اطاعت کرتا ہے۔ اور
 قربة الی اللہ ہم سے محبت کرتا ہے وہ کسی دوسرے کو ہم پر قیاس نہیں
 کرتا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) سے سامعہ بن مہران روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا
 کہ لے ساوا اگر تمہاری خدا سے کوئی حاجت ہو تو اس طرح دعا کیا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيِّ فَإِنَّ لَهَا شَأْنًا مِنَ الشَّانِ
 وَقَدْ رَأَيْتُ الْقَدْرَ فِيمَنْ ذَاكَ الشَّانِ وَبِحَقِّ ذَاكَ الْقَدْرِ أَنَّ
 تَصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَأَلِّ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَفْعَلَ بِي كَذَا۔

تفعل کے بعد ہاتھ بند کر کے دعا مانگے اور اپنی حاجت بیان کرے یعنی کہ اے خداوند
 میں تجھ سے محمد و آل محمد کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔ اس لیے کہ ان کی تیری بارگاہ
 میں ایک شان ہے تیرے نزدیک وہ صاحب قدر و منزلت ہیں۔ خدا یا پس ان کی

تھان اور اس قدر منزلت کے واسطے سے تو صلوٰۃ بیچ محمد و آل محمد علیہم السلام پر اور میری حاجت روا فرمایا یقین رکھے کہ خداوند عالم ضرور حاجت پوری کرے گا۔
 فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يَبْقَ مَلَكٌ مُّقْرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ
 وَلَا مَوْمِنٌ اُصْحَمْنَا اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ إِلَّا هُوَ مُخْتَارٌ إِلَيْهِمَا فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ۔
 پس اے سامعین قیامت کے روز کوئی ملک مقرب کوئی نبی و مرسل اور کوئی مومن کہ جس کے دل کا خداوند عالم نے امتحان لے لیا ہو ایسا نہیں ہوگا جو نبی و علی اور ان کی اولاد طاہرہ کی شفاعت کا محتاج نہ ہو۔ اور مستحقین اس لیے بھی ان کی شفاعت کے محتاج ہیں کہ جنت و نار کی کنیاں ان کے پاس ہیں علی ابن ابی طالب قصیم النار والجنة ہیں (حدیث) اور جملہ ظالمین کا حساب ان کے ذمہ ہوگا۔ اور جب تک کسی شخص کے پاس پروانہ جنت علی ابن ابی طالب نہ ہوگا۔ وہ داخل جنت نہ ہو سکے گا حضرت محمد و آل محمد اور ان کے شیعہ جب تک جنت میں داخل نہ ہو جائیں گے اس وقت تک ساری امت پر بہشت میں داخلہ بازنہ ہوگا جملہ انبیاء و مرسلین حضرت محمد و آل محمد کے شیعیوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھ داخل جنت ہوں گے۔

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیات درج ذیل کی تفسیر دریافت کی۔ اِنَّ الْيَنَّا اَيَّا بَهْمُ هُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ه سورة الفاشیہ آیت ۲۵ اور علیٰ یعنی کہ بے شک ان کو ہماری طرف لوٹ کر آتا ہے۔ پھر ان کا حساب ہمارے ذمہ ہے۔ حضرت صادق آل محمد نے فرمایا کہ نَعْنُ وَاللَّهِ الْيَنَّا يُرْجَعُونَ وَعَلَيْنَا يُعْرَضُونَ وَعَنْ حِسْبَتِنَا يُسْأَلُونَ۔ کہ وہ بخدا ہم ہی ہوں گے کہ جن کی طرف لوگ لوٹائے جائیں گے۔ ہمارے سامنے سب لوگ پیش کئے جائیں

گئے اور چار ہی ہی حجت کے بارے میں سب سے سوال کیا جائے گا۔

شیخ صدوق نے آمالی میں تحریر فرمایا ہے کہ جب روز قیامت اولین و آخرین کے لوگ ایک مقام پر جمع ہوں گے۔ تو سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی جائے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابی طالب علیہ السلام تشریف لائیں گے اس وقت آپ سبز رنگ کا حلہ زیب تن کئے ہوں گے کہ اس کے سبز نور کی صنیا میدان حشر میں پھیلی ہوگی۔ اور اس کی مثل ایک ملہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے زیب تن ہوگا۔

ان کے بعد آپ کی اولاد طاہرہ میں جو آئمہ ہدیٰ ہیں وہ تشریف لائیں گے اس وقت خداوند عالم مخلوق سے حساب لینے کا حق نہیں عطا فرمائے گا اور پھر ہم جتنی دوزخی لوگوں کا فیصلہ کریں گے۔ جو اہل بہشت ہوں گے ان کے داخل بہشت کریں گے اور جو اہل نار ہوں گے انہیں داخل جہنم کریں گے اس وقت دوسرے تمام انبیاء و تشریف لائیں گے جن کی دو صفیں ہوں گی۔ جو کہ عرش کے نزدیک کھڑے ہوں گے اور جب تمام انسانوں کا حساب ہو جائے گا۔ تو جو اہل بہشت ہیں وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کو حسب مراتب درجات ملیں گے۔ اور جو اہل دوزخ ہیں۔ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ حضرات محمد و آل محمد کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور نہ ان کے مرتبہ کو پہچان سکتا ہے۔ ان کے درجات عقول انسانی سے بالاتر ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ إِنَّ الْكَذَّابَ ظَهَرَ لِلْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ صُغْرَفَتِهِ آلِ مُحَمَّدٍ قَلِيلٌ مَنْ كَثُرَ لَا يَحْصَى۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملائکہ مقربین کو اسرار معرفت آل محمد میں سے کم حصہ ملا ہے۔ جو کہ قلیل ہے اس کثیر کے مقابلہ میں کہ جو معرفت آل محمد سے مراد ہے۔ پس اس کثیر

کا کوئی شخص اصحاب نہیں کر سکتا۔ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام
 نے فرمایا ہے کہ اکتباس از خطیہ الحنایط ظاہرہ، ظاہرہ لا یملک وباطنہ
 غیب لا یدرک واحدہ، وخلیفۃ اللہ وولی امرہ لا یوجد لہ
 متیل ولا یقوم لہ بدیل، فمن ذایعرفت معرفتنا او نبال درجتنا
 او یشہد کرامتنا او یدرک منزلتنا۔ کس کی یہ طاقت ہے کہ وہ ہماری معرفت
 کو جو ظاہر پر مبنی ہے پاسکے یا ہمارے درجات تک پہنچ سکے اور ہماری کرامت و بزرگی
 کا ادراک کر سکے ارباب عقل و دانش، اولی الابواب ہماری معرفت کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے
 ہمارے بارے میں عقلیں سرگردان ہیں۔ اور اسی خطبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ
 هل یعرف او یوصف او یعلم او ینفہم شان من ہونقطۃ
 الموجودات و قطب الدائرۃ و ستر الکائنات و شعاع جلال
 الکبریاء جل مقام آل محمد عن وصف الواصفین و نعت
 التاعین و ان یقاس ہم احد من العالمین یعنی کہ جب تک کہ معرفت نہ ہو کوئی شخص کس
 طرح و وصف بیان کر سکتا ہے۔ اور پھر اس کا مترتبہ اور اس کے درجہ کی تعریف کوئی کہا
 کر سکتا ہے کہ جو نقطہ موجودات ہو۔ قطب دائرہ مخلوقات ہو۔ بلند تر ہے مقام
 آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کہ ہماری تعریف و نعت اور مدح اسی کا احاطہ کر سکے۔
 حضرت آل محمد کی بلند درجہ ات کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ فنا ایۃ اللہ اکبر
 منهم فم ایۃ اللہ اکبر منهم فم ایۃ من دونہا کل ایۃ و مانعۃ الا وہم
 اولیاءہا فم نعمۃ صہا ات کل نعمۃ بہم خدائے تعالیٰ کی آیات میں سب سے
 بڑی آیت یہی یعنی ہم ایتر اللہ العظمیٰ میں اور کوئی اولیاء اللہ سے بڑھ کر نعمت نہیں
 ہے کہ یعنی کہ یہی سب سے بڑی نعمت ہے کہ کوئی اللہ کا دوست ہو اور ہم اللہ کی

نعمت ہیں اور ہمیں اللہ نے نعمتیں عطا کی ہیں۔ پس اگر خداوند عالم ایک مسلمان کی وجہ سے اہل آسمان و زمین کو عذاب ہو گیا تو اگر کوئی شخص اس کے فضائل میں سے تھوڑے سے فضائل سے ترا سے کیا کرنا چاہیے یا اسے کوئی قتل کرے اور اس طرح قتل کرے کہ ایسا کوئی قتل نہ ہو اسے تو پھر اس مقتول کے لیے خداوند عالم کیا کرے یہ چیز غور طلب ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ بن ابی عیینہ سے فرمایا کہ لے زرارہ، آسمان از زمین سرخی خون ظاہر کر کے اور آفتاب دریا عنے جو خش زین ہو کر اور ملائکہ نے چالیس دن تک ہمارے بد مظلوم حسین علیہ السلام پر اپنے اپنے دائرہ انداز میں گریہ و بکا کیا ہے۔

وَمَا اخْتَصِيَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ وَلَا اَرْهَنْتُ وَلَا رَجَلَتْ وَلَا

اكتحلت حتى اتانا من اس۔ عبید اللہ بن زیاد یعنی کہ ہم نبوہاشم میں سے کسی عورت نے نہ اس وقت تک خضاب لگایا نہ بالوں میں تیل لگایا نہ آنکھوں میں سہ لگایا نہ بالوں میں لنگھی کی۔ جب تک کہ ابن زیادہ بد نہاد و ملعون کا سر نخس ہمیں نہ بھیجا گیا۔ اور ہمارے جد حضرت زین العابدین علیہ السلام جیب بھی یاد کرتے تو گریہ فرماتے۔ آپ زندگی بھر شہیدان کر بلا پروتے رہے۔ اور آپ کے گریہ و بکا جب لوگ سنتے تو ان کے دل پاشش پاشش ہو جاتے تھے اور خود بھی گریہ کرتے تھے جن دنوں ملک سب ہی حسین مظلوم پر روتے ہیں۔ اور حسین اس لیے بھی گریہ و بکا کے مستحق ہیں کہ تین دن کے ہو کے پیا سے شہید کئے گئے۔ امام مظلوم کے بیٹے بھتیجے جھانجے بھائی سب کے سب آپ کے سامنے قتل کئے گئے مظلوم کو وقت ذبح پائی نہ دیا گیا۔ حسین خدا اور رسول کے نزدیک غیر شرتھے۔ پروردگار سینہ رسول خدا تھے تو بادۂ بوستان علی مرتضیٰ تھے۔ شگوفہ چین مرتضیٰ تھے سر و خیابان اہل اقل تھے۔ برادر

حسن مجتبیٰ تھے۔ خلق رسولؐ کی ناطق تصویر تھے۔ امام امت، شفیق روز جزا حسینؑ ابن فاطمہؑ کو عربین سعد ملعون نے قتل کرایا۔ اے دریائے فرات تو کیوں نہ خشک ہو گیا۔ حسینؑ پیاسے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ایک مصیبت نہ تھی کہ جس کا ذکر کیا جائے بلکہ ہر طرح کی مصیبتیں تھیں اور ایک ذات امام منظلوم تھی اے شیعہ حسینؑ پر روڈ اور بلند آواز سے روڈ اے منظلوم شہید ہمارے ماں باپ بلکہ ان کے ماں باپ بھی آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں میں رسن باندھی اے شیعہ۔ حسینؑ کی مصیبتیں ہمیں پکار رہی ہیں کہ مجلس عزاکو رونق بخشو (از ترجمہ)۔ اس دور پر صفتن میں مجلس عزاء امام حسینؑ علیہ السلام بھی منظلوم بنی ہوئی ہے۔ ایک دور ایسا آیا کہ جس میں مجلس عزاء کے مقابل لفظ درس قرآن کی اصطلاح وضع کی گئی۔ مخالف کی یہ اصطلاح شیعہوں میں بھی وارد ہوئی۔ اور درس عمل کا لفظ بجائے مجلس عزاء استعمال ہونے لگا حالانکہ مجلس عزاء کا انعقاد ہی عزاء امام حسینؑ علیہ السلام ہے جو ائمہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور صدیوں سے اردو زبان میں لفظ مجلس عزاء اشتہاروں میں لکھا جاتا ہے۔ شیعہ قوم کو چاہیے کہ مجلس عزاء کے نام کو برقرار رکھیں۔

ابن بابویہ قمی نے اپنی سلسلہ سند کے ساتھ مفضل بن عمر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ ایک روز حضرت حسینؑ ابن علیؑ علیہما السلام اپنے برادر بزرگوار حسنؑ مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے کہ جب آپ پر زہر کا اثر پوری طرح ظاہر ہو چکا ہے امام حسینؑ کی نظر امام حسنؑ کے چہرہ مبارک پر بڑی اور آپ بے ساختہ روئے گئے۔ امام حسنؑ علیہ السلام نے فرمایا یا ابا عبد اللہ ما یبکیک - اے حسینؑ یعنی کر اے حسینؑ تم کیوں روئے ہو؟ امام حسینؑ نے فرمایا اے برادر ذیقدر آپ کے ساتھ دشمنوں کا سلوک دیکھ کر

رورہا ہوں کہ نانا کی اُمت نے آپ کے ساتھ یہ ظلم کیا ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ
 جیسا ہمارے دشمن عرصہ سے پوشیدہ طور پر زہر دیتے رہے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ زہر نے
 جگر پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اور اسے حسینؑ لے جانے اور تمہارے قتل پر دشمن جمع ہو گئے
 يَجْمَعُونَ عَلٰى قَتْلِكَ وَ سَفْكَ دَمِكَ وَ اِتِّهٰك وَ سَبِّى ذُرِّيٰكَ
 وَ نِسَاءِكَ وَ اِتِّهٰبَ تَقْتَلِكَ۔ پس وہ تو مروجہ سیاحہ اجتماع کرے گی تمہارے
 قتل پر، تمہارا خون بہائے گی۔ ہتک حرمت کرے گی۔ آکل رسول کو لوٹنے اور اسیر کرنے
 کے لیے جمع ہوگی اس وقت پروردگار عالم بنی امیہ پر لعنت کرے گا۔ آسمان سے خون
 برسے گا۔ وَ يَبْكِي عَلَيْكَ كُلُّ شَيْءٍ حَتّٰى الْوُجُوْشُ وَ فِى الصَّلٰوٰةِ وَ
 الْمُحْتَمِلِيْنَ فِى الْبِحَارِ۔ یعنی کہ تم پر تمام کائنات عالم روئے گی۔ یہاں تک کہ جانور
 ان صحرائی بھی روئیں گے اور دریاؤں میں مچھلیاں تم پر روئیں گی۔

شیخ کشؒ نے زید شحام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں اہل کوفہ کی ایک
 جماعت کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اسی
 دوران جعفر ابن عوفان طائی آگئے۔ امام علیہ السلام نے ان کو اپنے قریب جگہ دی۔ اور
 فرمایا اے جعفر طائی میں نے سنا ہے کہ تم ہمارے جد مظلوم حسینؑ شہید کر بلا کا مرثیہ کہتے
 ہو۔ انہوں نے کہا ہاں لے مولیٰ میں آپ پر اور حسینؑ مظلوم پر قربان ہو جاؤں میں مرثیہ
 کہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا تم کا رینک کرتے ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا
 تم مرثیہ پڑھو۔ جعفر طائی نے مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی آنکھوں
 سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آپ نے اس قدر گریہ فرمایا کہ ریش مبارک آنسوؤں سے
 تڑ ہو گئی۔ اور جو اصحاب موجود تھے وہ بھی رونے رہے اور پس پر وہ آپ کی عورتاں مخرات
 نے بھی مرثیہ سنا اور گریہ دیکھا فرمایا۔ آپ نے فرمایا اے جعفر طائی بخدا املا تک نہ ہوں تمہارا

امیر شیعہ کو رو رہے تھے۔ اور ہم سے زیادہ رو رہے تھے۔ اے جو شخص جو شخص بھی امام حسین کی مصیبت پر سبقتی شکر کرتا ہے۔ خدا اس پر بہشت واجب کرتا ہے۔ جو شخص خود رونا ہے۔ یا دوسرے کو رلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ابن قولوبیر نے ابی ہارون مکفوف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی شخص کے سامنے ہمارے بعد مظلوم کی مصیبت بیان ہو اور اس کی آنکھوں سے بال برابر بھی آنسو نکل آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت اجر قرار دیتا ہے اور اس کے معاصی بخش دیتا ہے۔ پس اگر امام حسین کے غم میں رونے بار لائے اس پر جنت واجب ہے۔ (از مترجم۔ مجلس عزاء کی افادیت کم کرنے کے لیے اکثر مقررین یہ کہتے ہیں کہ مجلس عزاء صرف رونے رلانے کے لیے نہیں ہمیں تلقین عمل بھی کرنا ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ بے شک تلقین عمل کی جائے لیکن اس طرح کہ بکاء علی الحسین کی افادیت برقرار رہے گی و بجا کو نظر انداز کر کے تلقین عمل کرنا مستحب نہیں ہے۔ علاوہ ازیں معاذ اللہ تکذیب امام صادق علیہ السلام لازم آتی ہے۔ جو جبط اعمال کا موجب ہے)

شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کتاب ارشاد میں فرمایا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ روانہ ہوئے تو تیسری شبان کو آپ مکہ پہنچے۔ اہل مکہ اور دوسرے لوگ کہ جو وہاں موجود تھے جن میں عبد اللہ بن زبیر بھی تھے۔ امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے قیام تک برابر آتے رہے۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام وہاں موجودگی زبیر پر بہت گرانقی ساس لیے کہ وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ جب تک حضرت امام حسین موجود ہیں کوئی شخص ابن زبیر کی طرف توجہ نہیں

کرے گا۔ تاہم ابن زبیر اپنے احساسات کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اوزظاہر داری کے طور پر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اسی دوران اہل کوفہ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ اور ابن زبیر نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر دیا ہے اور دونوں صاحبان مکہ معظمہ میں بیت ائد کی پناہ میں ہیں۔ روساء کوفہ اور عائشہ شہرہ شہرہ جناب سلیمان ابن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے۔ اور معاویہ کی طاقت کا ذکر کرتے ہوئے شکر خدا بجالائے۔ اور یہ مشورہ طے پایا کہ امام حسین علیہ السلام کو کوفہ تشریف لانے کی دعوت دی جائے۔ سلیمان ابن صرد خزاعی نے فرمایا کہ آپ سب لوگ ان کے پدربزرگوار علی مرتضیٰ کے شیعہ ہیں اگر سب لوگ اس امر کا ہمد کریں اور یقین رکھتے ہیں کہ امام حسینؑ کی نصرت و باوری کریں گے۔ تو امام حسینؑ کو یہاں تشریف لانے کی دعوت دی جائے۔ اور اگر کسی بھی کمزوری کا احساس ہو تو ہم امام عالی مقام کو زحمت نہ دیں۔ اس پر سب نے کہا کہ ہم ان کے دشمن سے جنگ کریں گے اور اپنی جانیں ان پر فدا کریں گے۔ آپ انہیں نامہ تحریر کریں اور درخواست کریں کہ موٹی کوفہ تشریف لائیں۔ اس پر سلیمان بن صرد خزاعی نے کہا تو بہتر ہے۔ کہ ان کی خدمت اقدس میں عریضہ ارسال کریں۔ چنانچہ اس مضمون کا خط حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھا گیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن بختیہ و رفاعہ بن شبہ ادبجلی و جبیب ابن مظاہر اور کوفہ کے منقذ رشیدیان علی علیہ السلام کی طرف سے یہ نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام ہے اور امام علیک اور حمد باری تعالیٰ کے بعد عرض پر واز میں کہ خداوند عالم نے دشمن دین معاویہ بن ابوسفیان سے ہمیں نجات دی۔ اس نے امت کی رضامندی کے بغیر تسلط حاصل کیا تھا۔ اس نے نیک لوگوں کو قتل کر لیا۔ اور اثر ازول کو ان پر مسلط کیا تھا۔ اس نے مال خدا

خیر مستحقین میں تقسیم کیا اور اب ہمارا سوائے آپ کے کوئی امام نہیں ہے۔ بس آپ کو فہ کی طرف رخ فرمائیے۔ تاکہ ہم آپ کے واسطے سے حق و صداقت پر جمع ہو سکیں۔ اور ہم عامل کو فہ نعمان بن بشیر کی اقتداء میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ آپ کہ آپ کو فہ تشریف لارہے ہیں تو ہم حاکم کو فہ بر طرف کر دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ خط عبد اللہ ابن مسعودی اور عبد اللہ ابن مالک کے سپرد کیا اور ان کو تاکید کی کہ جلد از جلد یہ خط امام حسینؑ کو پہنچائیے۔ اور یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔ یہ دونوں قاصد ماہ رمضان المبارک کی دسویں تاریخ تھی کہ مکہ پہنچ گئے۔ اور نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اس خط کے دو دن بعد قیس مسہر صیداوی اور عبد اللہ ابن شداد اور عمارۃ بن عبد اللہ سلونی کو تقریباً ڈیڑھ سو خطوط کے ساتھ برف کھروانہ کیا کہ یہ خطوط امام حسینؑ کو جلد از جلد پہنچائیں۔ ان خطوط کا مضمون یہ تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ نامہ بسوئے امام حسین علیہ السلام ہے۔ اَصَابِعُ فَحَتْ سَهْلًا فَاِنَّ النَّاسَ يَنْتَظِرُوْنَكَ لَا اِرَىٰ لَكُمْ غَيْرَكَ فَالْعَجَلُ ثُمَّ الْعَجَلُ حالہ آپ جلد از جلد تشریف لائیں۔ ہم سوائے آپ کے کسی اور کو نہیں پسند کرتے ہم سب آپ کے منتظر ہیں قدم رنجہ فرمانے میں تاخیر نہ کریں۔ آئے اور جلد از جلد تشریف لائے۔

سید ابن طاووسؒ فرماتے ہیں کہ یہ خطوط اگرچہ پے درپے امام حسینؑ کو ملے مگر آپ نے جواب دینے میں تاخیر کی یہاں تک کہ ایک روز چھ سونامے آپ کی خدمت میں پہنچے رفتہ رفتہ ناموں کی تعداد بڑھتی رہی اور بارہ ہزار نامے آپ کی خدمت میں پہنچے جو اہل کو فہ نے تحریر کئے تھے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی روایت کے مطابق روضاء کو فہ کی ایک جماعت نے جن میں شہید ابن ربیع، حجار بن احرار، زید بن عارث بن روم

تمہارے پاس پہنچ کر تمہارے مقتدر اور صاحبان فکر و نظر کے اس امر پر متفق و متحد ہونے کی بابت تحریر کیا تو میں تمہارے حسب ذیل الطلب تمہارے پاس جلد پہنچوں گا انشاء اللہ تعالیٰ والسلام ہیں آپ نے حضرت مسلم بن عقیل کو بلایا اور ان کو قیس بن مسہر صیدائی عمارۃ بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عبد الرحمن ازدی کے ساتھ کوفہ کی جانب روانہ کیا اجیان کوفہ کے نام آپ نے ایک اور خط تحریر کیا جس میں آپ نے ان کو اپنی نصرت کی دعوت دی۔ اور آپ نے مکہ میں قیام فرمایا اور آٹھویں ذی الحجۃ یوم ترویہ کو آپ مکہ سے باہر نکل کر سفر کوفہ اختیار کریں۔ مولف کتاب ہدایان فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ کے اس قدر کثیر تعداد میں خطوط کا آنا اور قاصد پر قاصد کا پہنچنا بنی امیہ کے لیے گھبرائش کا موجب بن گیا تھا۔ اور انہوں نے حضرت امام حسینؑ کو مکہ ہی میں قتل کرنے کی خفیہ اسکیم بنائی چنانچہ زید بن معاویہ نے پہلے تو اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عقبہ بن ابوسفیان کو مدینہ کی گورنری سے معزول کیا کیونکہ ولید بن عقبہ حضرت امام حسینؑ کے معاملہ میں نرمی سے کام لے رہا تھا یہ چیز زید پر گران گزری اسے معزول کر کے عمرو بن سعید بن ابی العاص کو مکہ اور مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ اور ساتھ ہی یہ سازش کی کہ اس کو مکہ بھیجتے وقت اس کو امیر حج مقرر کیا۔ اور تیس اشخاص طح جو بنی امیہ میں سے تھے اور دشمنی اہلبیت میں مشغول تھے حاجیوں کے لباس میں عمرو بن سعید بن ابی العاص کے ساتھ گئے کہ وہ موقعہ پارح کے دوران امام حسینؑ کو قتل کریں۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کو جب ان کی اطلاع ہوئی تو آپ نے محسوس کیا کہ اب مکہ میں قیام کرنا قطعاً مناسب نہیں ہے کہ آپ نے اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کر کے مکہ معظمہ سے آٹھویں ذی الحجہ کو کوچ فرمایا اس طرح آپ نے حرمت کعبۃ اللہ کی حفاظت کی۔ اور آپ نے سفر کو ذلتاً کیا۔

زرارہ بن صالح روایت کرتا ہے کہ میں امام حسینؑ کی مکہ سے روانگی سے تین روز قبل ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک اور شخص میرے ہمراہ تھا ہم نے آپ سے کہا کہ اے مولا کو ذوالول کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں آپ کے دشمن کی نصرت میں بند ہوں گی۔ امام علیہ السلام نے یہ سن کر بظرف آسمان نگاہ اٹھائی ہم نے بھی آپ کے ساتھ ساتھ آسمان کی جانب نگاہ کی دیکھا کہ آسمان کے درکھل گئے ہیں اور بے شمار ملائکہ نازل ہوئے ہیں۔ پس اس وقت امام عالی مقام نے فرمایا کہ اگر ابیر کے صنایع ہوتے کا خوف نہ ہوتا اور مقامات عالیہ کا اشتیاق و امن گیر نہ ہوتا تو میں ان فرشتوں کے شکر کے ساتھ دشمنوں سے جنگ کرتا۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ میرا اور میرے یاورانصار کا مدفن کہاں ہے۔ صرف میرا فرزند علی زین العابدین زندہ بچے گا باقی میری اولاد اور عزیز سب شہید ہو جائیں گے۔ جب یہ خبر جناب محمد حنفیہ ابن علی رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوئی کہ حسینؑ ایسے عراق روانہ ہو رہے ہیں اس وقت آپ وضو فرما رہے تھے۔ جیسے ہی آپ نے یہ خبر سنی بے ساختہ گریہ طاری ہوا۔ یہاں تک کہ پانی میں آنسوؤں کے قطرے گئے آپ نے وضو سے فارغ ہو کر نماز مغرب ادا کی۔ اور اپنے بھائی حسینؑ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ یا اخی ان اهل الكوفة قد عرفت عدوهم ومكروهم يا بئسك و اخيك من قتل۔ یعنی کہ اے جان برادر آپ بہتر جانتے ہیں کہ اہل کوفہ نے آپ کے پدربراور عالی قدر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ زیادہ لوگ تمہارے ساتھ بھی لے دوائی نہ کریں۔ کوئی بھی وقادار نہیں ہوتے الا شاذ و نادر امام حسینؑ نے فرمایا، یا اخی لو كنت في حجر هامة من هوام الارض لاستخرجوني حتى يقتلوني۔ یعنی میں خوف ہے کہ نبی امیتہ کے لوگ مجھے حرم میں قتل کر دیں گے اور اس طرح

اور عروہ بن قیس، عمرو بن حجاج، محمد بن عمرو تمہی نے (ان میں بعض یزیدی لوگ بھی شامل تھے) امام حسینؑ کو نامہ تحریر کیا مضمون خط یہ تھا کہ فَقَدْ أَخْضَرَتِ الْجَنَابِ دَايِنَعَتِ الشِّمَارَ فَإِذَا اشْتَيْتَ فاقبل على جندك مُجْتَدًا لا صحراها۔ یعنی کہ ہمارے باغات میں پھل تیار ہیں اگر آپ تشریف لے آئیں تو آپ کے لیے شکر تیار ہو گا والد سلام۔ لے شیعیمان حیدر کراریہ وہ لوگ تھے کہ امام حسینؑ کو خطوط لکھنے کے باوجود شکر ابن زیاد میں شریک تھے اور حسینؑ ابن علیؑ سے جنگ کر رہے تھے بروایت ابن شہر آشوب یہی عمرو بن حجاج عمر ابن سعد ملعون کی جانب سے امور سلیمی کے ساتھ چار ہزار سپاہیوں کا سالار تھا۔ جو نہر ذرات پر متعین تھی کہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ تک پانی نہ جانے پائے اور جس وقت بھی حضرت عباسؑ نہر ذرات پانی لینے کے لیے تشریف لے گئے ہیں آپ بہت دور نکل گئے کہ فوج نے محاصرہ کر کے آپ کو شہید کر دیا اور یہی عروہ بن قیس بھی شکر عمر ابن سعد ملعون میں ایک دستہ کا سالار تھا اور نبیحت بن ربیع شکر عمر ابن سعد میں پیادوں کا سالار تھا۔ حالانکہ ان ہی منافقوں نے لکھا تھا کہ ہمارے باغات میں اثمار تیار ہیں آپ تشریف لائے۔ اسی شبہت بن ربیع ملعون نے امام حسینؑ سے جنگ کی۔

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ کوفہ والوں کی طرف سے آخری قاصد ہانی بن ہانی اور سعید بن عبد اللہ تھے تب امام حسینؑ علیہ السلام نے اہل کوفہ کے خطوط کے جواب میں آپ نے ایک خط تحریر فرمایا کہ ہانی اور سعید تمہارے خطوط نے کہ میرے پاس پہنچے جو کہ تمہارے قاصدوں میں آخری قاصد ہیں۔ میں نے تمہارے خطوط کا جائزہ لیا اور مجھے مسلم ہوا کہ تمہارے پاس کوئی ہادی دالام برحق نہیں ہے۔ پس تمہاری جانب اپنے بھائی، اپنے اہلیت میں سے عمدترین مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں۔ اگر انہوں نے

خانہ خدا کی حرمت صنائع ہوگی ابن حنفیہ نے عرض کیا کہ آپ عراق جانے کی بجائے
 یمن تشریف لے جائیں۔ یاصحراؤں میں نکل جائیں مگر بنو امیہ کی طرف نہ جائیں اس پر
 حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے بھائی اگر میں زمین کے کسی سوراخ میں بھی پناہ لے لوں
 تب بھی بنی امیہ کے لوگ مجھے وہاں سے نکال کر قتل کر دیں گے۔ جناب محمد حنفیہ مجبور
 ہو گئے اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادر کی دلجوئی
 کے لیے فرمایا کہ میں مزید غور کروں گا۔ جناب محمد حنفیہ روتے ہوئے اپنی جگہ واپس آ گئے
 اور جب سحر نمودار ہوئی تو حضرت امام حسینؑ نے دو گاتہ سحر ادا کر کے مجلسیں تیار کرنے
 کا حکم دیا۔ جب حضرت محمد حنفیہ کو یہ خبر ملی کہ مجلسیں تیار کی گئی ہیں آپ بےحمت تمام حاضر
 خدمت ہوئے اور میاز ناقہ تمام کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت محمد حنفیہ کو یہ خبر ملی کہ
 مجلسیں تیار کی گئی ہیں آپ بےحمت تمام حاضر خدمت ہوئے اور میاز ناقہ تمام کر عرض
 کیا اے برادر آپ نے فرمایا تھا کہ میں مزید غور کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے
 بھائی بوقت شب خواب میں نا تا رسول خدا تشریف لائے مجھ سے فرمایا۔ اور فرمایا
 يَا حُسَيْنُ يَا قُرَّةَ عَيْنِي اُخْرِجِي الْعِرَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاكَ هَيَلَاءَ مَحْضِيًّا
 بَيْنَ مَآئِكَ اے نور دیدہ عراق کی سمت جاؤ مشیت خدا میں یہ گزرا ہے کہ وہ تم
 کو اپنی راہ میں مقتول دیکھے یہ سن کر جناب حنفیہ روتے لگے اور ناقہ کی مہار ہاتھوں
 سے گر پڑی۔ پھر عرض کیا اے بھائی جان اگر شہادت کے لیے جانا ہی منظور ہے
 تو محذرات عصمت و طہارت کو کیوں ساتھ لے جاتے ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ
 قَالَ جَدِّي إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاهُنَّ سَيِّئًا يَمْحَرُّكَاتِ فِي أَسْرَائِلَ
 بھیا نانا نے یہ بھی خبر دی ہے کہ المجرم اور زینبؑ دام کلثومؑ اسیر ہوں اور شہر بشہر شہر
 کی جائیں یہ سن کر جناب محمد حنفیہ کو ضبط کا یا راتہ رہا اور مقرر ہو کر رونے لگے

سین نے صبر کی تلقین کی اور وداغ ہوئے ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے کہ جیسے امام حسین علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ مکہ سے باہر نکلیں آپ نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کے سامنے ایک خطبہ دیا فرمایا۔ **الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَسَلَّمَ۔**

یقیناً خدائے تعالیٰ نے اولادِ آدم کی گردن میں موت کا قلم ڈالا ہے۔ یعنی کہ ہر انسان کو موت کا ڈالہ چھکانا ہے اور سب کو یسویٰ آخرت جانا ہے۔ **وَمَا اَوْلٰہِیْہِیْ اِلَّا اِسْمٰلِیْ اِسْتِیْقَآءُ یَعْقُوْبَ اٰلِیْ یُوْسُفَ۔** یعنی کہ میں اپنے اسلاف کی ملاقات کا اسی طرح مشتاق ہوں جیسے یعقوب اپنے فرزند یوسف کی ملاقات کے مشتاق تھے اور میں نے اپنی شہادت کا مقام منتخب کر لیا ہے کہ میں وہاں تک پہنچ جاؤں **کَا تٰی یَا وِصٰنِیْ لَقَطَعْتَ حَآءَ اِلٰنِ لِقٰنُوْتِ بَیْنَ التَّوٰابِیْسِ وَکَرَبِلَا۔**

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اعضاء و جوارح وحشی درندوں (یعنی زبیدیوں) کے ہاتھوں قطع ہوں گے۔ پس کر لیا جائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اس کام کے بدلے یہ امر الہی ایک دن مقرر ہو چکا ہے۔ میں اور میرے اہلبیتؑ نے خود کو اللہ کی سپرد کر دیا ہے۔ ہم حقیقی شہادت کے بعد جنتِ اعلیٰ میں اپنے نانا رسول خدا کے ساتھ ہوں گے۔ پس جو شخص خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے۔ وہ میرے ساتھ چلے ہم صبحِ انشاء اللہ تعالیٰ مکہ سے کوچ کریں گے۔

روانگی کے وقت عبداللہ ابن عباسؓ نے بھی آپ کو عراق کا سفر اختیار کرنے سے روکا۔ اور بہت زیادہ اصرار کیا۔ کہ عراق تشریف نہ لے جائیں امام حسینؑ نے فرمایا اے ابن عباسؓ میرے جدِ بزرگوار رسولؐ خدا نے مجھے اس سفر کا حکم دیا ہے۔ اور اس میں ایک رات ہے جو میری شہادت کے بعد لوگوں پر ظہر ہوگا۔ ابن عباسؓ نے پھر عرضی

کیا مولیٰ استخارہ کر لیجئے۔ پس جیسا حکم نکلے عمل کریں۔ پس امام حسین علیہ السلام نے قرآن مجید سے تفاعل کیا تو اس وقت یہ آیت نکلی کُنْ نَفْسٍ ذَائِقَةً الْمَوْتِ ط وَرَأَى مَا تَوَقَّوْنَ اجور کھو جو یومِ الْفِیْئَامَةِ رسولہ آل عمران آیت (سورہ آل عمران آیت ۱۸۵) یعنی کہ ہر ایک جان ایک دن موت کا ذائقہ چکھے گی! تم لوگ قیامت کے دن اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے

اس وقت امام حسین علیہ السلام کلمہ استرجاع زبان پر جاری فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ صدق اللہ وصدق الرسول۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس! میں زیادہ امر درست کرو۔ حکم خدا کے سامنے سر نیاز جھکا ہوا ہے ابن عباس شش خوش ہو گئے۔ اور امام حسینؑ دوا کیا فریاد و احیناہ کی بلند ہونے لگی۔ اور امام حسینؑ نے حکم دیا کہ کجاہ اور تلوں پر رکھے جائیں اور اہم سوار ہوں عرض کہ امام حسینؑ کلمہ سے ردا نہ ہوئے اور بظرت کو فراہ اختیار کی لَقَدْ دَمَعْتَ عِيُونَ بَيْتِ حِزْبًا۔ لَقَدْ صُنِّي قُلُوبُ الْعَارِفِينَ۔ اور مجا ورن کن مقام فریق امام حسینؑ میں سیاہ پوش ہوئے تھے اور مثل عورات کے عزاداری امام مظلوم کو ظاہر کر رہے تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ طَافَتْ طَائِفَةٌ طَوَّاتٌ نُّكَلِي وَتَدَّ لَبِثًا اَسْوَادًا مَّلْهُ فَيْتَا۔ ساکنان بیت اللہ اور عمرہ غم و اندوہ اور رخ کے ساتھ بجالا رہے تھے۔ اور دل حجر اسود اس غصہ میں بے تاب تھا کہ فرزند رسول خدا حج نہ کر سکے۔

فَقَدْ نَا الْيَوْمَ رِيحَانًا وَرُوحًا، وَصَحَابَانَا وَزَيْتُونَا وَتَلِيدِنَا۔

یعنی کہ روح و ریحان یعنی خوشبو میں کم ہو گئیں تھیں۔

فَقَدْ نَاهُمْ نَاهُمْ اَقْصَرُ اَشْيِدًا، وَبَيْتِ الْعِزِّ وَالْمِلْدَامِينَا، فَقَدْ نَا هِيْمَنَا كَهْفِ الْاِيَاهِي۔ وَسُورَ الْمُحَقِّينَ وَطُورِ سَيْنَانَا۔

شیخ مفید روایت کرتے ہیں کہ فرزدق نامی شاعر نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ۶۰ سالہ میں حج کے لیے جا رہا تھا کہ داخل حرم ہوا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام اپنے اہلبیت و انصار کے ساتھ مکہ سے باہر جا رہے ہیں۔ میں آپ کے نزدیک گیا اور سلام کے بعد میں نے عرض کیا۔ بابی انت و امی یا بن رسول اللہ ما عجلد عن الحج۔ میرے باپ و ماں آپ پر قربان ہوں کیا وجہ ہے کہ آپ نے مکہ سے تکلنا پسند کیا اور حج بجالانے کے لیے قیام نہیں فرمایا۔ اس تعجیل کی کیا وجہ ہے کہ آپ بیخبر جا رہے ہیں۔ امام حسین نے فرمایا کہ لو تم آعجل لاخذت۔ اگر میں مکہ سے تکلنے میں تعجیل نہ کرتا تو زونامیہ کے آدمی مجھے گرفتار کر لیتے پھر امام عالی مقام نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو اپنا تعارف کرو اس نے کہا کہ میں ایک عرب ہوں اس سے زیادہ میرا نام و نشان دریافت نہ کیجئے۔ امام حسین نے فرمایا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اہل عراق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے میں نے عرض کیا کہ آپ نے ایک مرد عاقل و دانا سے یہ سوال کیا ہے تو عرض کرتا ہوں کہ لوگوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی اُمیہ کی حمایت کے لیے ہیں اور جو کچھ قضاء الہی ہے وہ ہو کے رہے گی۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم درست کہتے ہو وہ کہتا ہے کہ پھر میں نے امام علیہ السلام سے کچھ مسائل دریافت کئے امام نے جوابات دیئے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہو گئے۔

ادھر مدینہ میں جب عبداللہ بن جعفر کو امام حسین علیہ السلام کے مکہ سے عراق جانے کی خبر ملی۔ تو آپ نے ایک خط کے ساتھ اپنے دو نولوں فرزندوں عون اور محمد کو مدینہ سے مکہ روانہ کیا کہ خط امام حسین کو پہنچائیں آپ نے اپنے خط میں یہ تحریر کیا تھا کہ آپ کو فرزند جائیں اور مکہ چھوڑنے میں تعجیل نہ فرمائیں کیونکہ میں حاضر خدمت

ہونے والا ہوں۔ اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار عمرو بن سعید بن ابی العاص کے پاس گئے کیونکہ وہ اس وقت حاکم مدینہ تھا اور مکہ بھی اس کے کہا کردہ زیر حکومت تھا اور کہا کردہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو ایک امان نامہ تحریر کر دے جو احسان دینی پر مبنی ہو۔ اس نے نامہ لکھ کر عبداللہ کو دیا مگر اس بد نیت نے ان کے رخصت ہونے کے بعد کچھ اپنے آدمی اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے ساتھ مکہ کردہ امام حسین کو مکہ سے باہر جانے سے روکیں اور اس کا مطلب یہ تھا کہ زید بن عدی جو حج کے لیے مکہ وارد ہوا چلے تھے وہ امام حسین کو قتل کرنے میں کامیاب ہو سکیں حضرت امام حسین ابھی مکہ سے نکل ہی رہے تھے کہ عبداللہ بن جعفر طیار اور یحییٰ بن سعید بن ابی العاص مکہ پہنچ گئے حضرت عبداللہ بن جعفر نے عرض کیا کہ آپ کو فخر تشریف نہ لے جائیں۔ ارادہ سفر عراق ترک کر دیں۔ بعدہ آپ نے وہ امان نامہ بھی امام حسین کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر امام عالی مقام نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار رسول خدا نے مجھے خواب میں اس سفر کا حکم دیا ہے۔ میں میں اس سفر کو ترک نہیں کروں گا۔ جناب ابن جعفر نے عرض کیا وہ کیا خواب ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ خواب کس سے بیان نہیں کیا ہے اور نہ اس خواب کو بیان کروں گا۔ جب کہ عبداللہ یا کس ہو گئے۔ تو آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رہنے اور نصرت کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس وقت یحییٰ بن سعید کے آدمی امام حسین علیہ السلام کی راہ میں رکاوٹ بنے مگر انصار و برادران امام حسین نے ان کو منتشر کر دیا اور کسی کو یہ برأت نہ ہوئی کہ وہ امام حسین علیہ السلام کو مکہ سے باہر نہ جانے دے۔ امام حسین کا یہ مختصر قافلہ بطرف عراق روانہ ہو گیا۔ اور یحییٰ بن سعید مکہ چلا گیا۔ اور ادھر امام حسین مکہ سے نکل کر منزل تنیم پہنچے اور قیام فرمایا۔ وہاں سے کوچ کر کے ذات عرق پر

پر پہنچے تو دیکھا کہ بشر بن غالب عراق کی جانب سے آرہا ہے۔ جب وہ نزدیک پہنچا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اہل عراق کی کیا خبر ہے۔ اس نے بھی یہی کہا کہ ان لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں ان کے نيزے یعنی امیرۃ کی حمایت کے لیے وقف ہیں آپ نے فرمایا کہ اے بشر بن غالب تم سچ کہتے ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ۔ یعنی کراشد تقاتے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا حکم دیتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ منزل ثعلبہ پر پہنچے دن دھل چکا تھا ظہر کا وقت تھا گرم ہوا میں چل رہی تھیں کہ امام حسینؑ پر بنید غالب ہو گئی آپ محو خواب تھے جب خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی عالم خواب میں دیکھا کہ ہاتھ غیبی نے ندادی کہ تم لوگ تو اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے ہو مگر موت تمہارے عقب میں ساتھ ساتھ ہے اور جنت کی طرف بلا رہی ہے۔ اس وقت حضرت علی اکبرؑ علیہ السلام نے آپ سے دریافت کیا یا اَبْتَا اَفَلَنْ اَعْلٰى الْحَقِّ۔ آیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے فرزند خدا کی قسم ہم حق پر ہیں ہم حق کے ساتھ ہیں حق ہمارے ساتھ ہے اور ہماری بازگت حق کی طرف ہے۔ شہزادہ علی اکبرؑ نے عرض کیا بابا جان بھر ہمیں موت کا کیا ڈر ہے موت ہم پر آپ کے یا ہم موت پر جاؤں ہم کہتے ہیں کہ شہزادہ نے موت کی پروا نہ کی۔ لیکن آپ کی شہادت نے شیعوں کے دل پاشش پاشش کر دیئے۔

لَا اَرٰى حَزَنًا لِّمَنْ سِئِلٌ وَلَا رَزَقًا لِّمَنْ سِئِلٌ وَاِنْ طَالَ الْمَدَىٰ۔

یعنی کہ تمہاری مصیبت داندوہ و غم ہرگز نہ جوے گی۔ یعنی غم تازہ رہے گا اور شیعوں کے دل اس مصیبت سے شرمندہ رہیں گے۔ ہرگز تسلی و حیرت نہ آئے

خواہ کس قدر زمانہ گزر جائے مگر غم امام حسینؑ تازہ ہے۔ قد مضی الدھر و
بمضی بعد کم فقد الیوم علیکم للعزاء۔ اگر رسولؐ خدا زندہ ہوتے تو مجلس عزائم
بیٹھتے۔ حضرت امام حسینؑ ایک شب منزل ثعلبہ میں رہے۔ جب صبح ہوئی تو کوفہ
کا ایک شخص ابوہریرہ ازدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سلام کے بعد
عرض کیا۔

کس چیز نے آپ کو حرم خدا اور حرم رسولؐ خدا سے نکلنے پر مجبور کیا۔ کہ آپ باہر نکل آئے
امام عالی مقام نے فرمایا کہ و یحک یا ایاہرۃ ان بنی اُمیۃ اخذوا صالحی
فصبرت و شتموا عرضی فصبرت و طلبی دمی فہریت۔

اے ابوہریرہ ازدی۔ بنو امیہ نے میرا مال غضب کیا تو میں نے صبر کیا۔ انہوں نے
ہماری شان میں نارو د باتیں کہیں میں نے صبر کیا۔ لیکن جب وہ لوگ میرے خون
کے پیاسے ہو گئے تو میں مدینہ، اور پھر مکہ سے نکلنے پر مجبور ہو گیا۔ اور میں خدا کی
قسم کیا کہ کہتا ہوں کہ یہ گروہ جفا کار مجھے قتل کرے گا تو خدائے تعالیٰ ہمیشہ کے
لیے ان کو لباس ذلت و خواری بنا دے گا۔ اور ان پر تیغ ناہو قاطع مسلط ہوں گے
اور ایسے لوگ ان پر مسلط ہوں گے کہ جو اچھی طرح ان کو ذلیل و خوار کریں گے
اس گفتگو کے بعد امام حسین علیہ السلام نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ اور آپ روانہ
ہو کر قصر بنی مقاتل پہنچے تو اس جگہ عمر بن قیس نامی ایک شخص اپنے چچا زاد بھائی کے
ساتھ حاضر ہوا۔ اور امام حسین علیہ السلام کو سلام کیا۔ بعد وہ کہنے لگا کہ اے فرزند
رسولؐ خدا آپ کی ریش مبارک کے بال خضاب کی وجہ سے سیاہ ہیں یا ان کا یہ
طبعی رنگ ہے امام عالی مقام نے فرمایا کہ ہم نبوہاشم کے بال ہمت جلد سفید ہو جاتے
ہیں یہ خضاب کا رنگ ہے۔ اجتمعا لقصرتی ایام لوگ میری نصرت

ویاوری کے لیے آئے ہو۔ ان بد بختوں نے کہا کہ ہم کثیر الاموال ہیں اس کے علاوہ ہماری تحویل میں دوسرے لوگوں کا کچھ مال بھی ہے جو ان تک پہنچانا ہے۔ عمر بن قیس کے بھائی نے بھی ایسا ہی عذر پیش کیا جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان میں بڑے سعادت نہ پائی تو فرمایا کہ اچھا تم اس قدر دور چلے جاؤ کہ تم ہم بے کسی کے عالم میں نہ دیکھ سکو۔ اور نہ ہی ہماری آواز استغاثہ تم تک پہنچ سکے۔ کیونکہ جو شخص ہماری بے کسی کی حالت دیکھ کر اور آواز استغاثہ سن کر ٹھہری ہماری نصرت و یاورى نہ کرے گا تو خداوند تعالیٰ اس شخص کو عہشیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دے گا۔ اے مولیٰ و آقا۔ خدا لعنت کرے اس جماعت پر اور عذاب کرے گا کہ جو آپ کی بے کسی دیکھے اور تم پر رحم نہ کرے۔ **فَلَيْتَ الْحَمْدُ وَالْكَرَارُ وَالِإِدَاءُ، يُنْشَقُّ بِاللِّطْفِ عَنْ شَخْصِهَا التَّرْبُ۔**

کاش کہ آپ کے چند نامدار اور آپ کے والد بزرگوار ہوتے۔ **لِيَنْظُرَ أَلَا عَلَى الرَّمْصَاءِ مُنْعَفِرٌ، وَنَفْسُهُ فِشْيَا الْأَسْيَافِ تَنْهَبُ، وَلَيْتَ يَكْشِفَ عَنْ وَجْهِ الْبَتُولِ لَهُ، يِرَاقِعُ الْقَبْرُ لَوْ يَكْشِفُهَا الْكَرْبُ۔**

کاش کہ مادر حسین اعمیٰ فاطمہ زہرا قبر سے باہر آئیں اور اپنے فرزند حسین کو دیکھیں کہ جیسے آپ نے بڑے ناز و نعم سے پالا تھا۔ **لِتَبْصُرَ الْعَيْنُ مِنْهَا فِي مُحَاسِبَةٍ، وَلِلذَّائِسَةِ جَدٍّ وَالضُّبْبَا لَعَبٍ۔** کہاں ہیں فاطمہ زہرا۔ تاکہ ان کے فرزند حسین پر دشمن نیزے کے کس طرح مار رہے ہیں کہ بدن مبارک چاک چاک ہو رہا ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ ابن زیاد بدنہا د کو یہ خبر ہوئی کہ حضرت سبط رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام سے بطرف کو فتور لایا جا رہا ہے تو اس نے حصین بن تمیر کو ایک بہت بڑی فوج دے کر کو فہ کی ناکرندی

کرنے پر مامور کیا۔ ابن نمیر ملعون نے ایک جانب فواد سید سے قطعاً نیت نہیک
 نا کر بندی کی اور تمام راستے کہ جن سے آپ کو فواد داخل ہوتے مسند و در دیئے۔ اور
 جناب مسلم بن عقیلؓ کو فہ پہنچے ہی تھے اور اولاً اہل کوفہ نے ایک بھاری جمعیت
 کے ساتھ ان کے ہاتھ پر نصرت امام حسین علیہ السلام کرنے کی بیعت کر لی تھی اس
 وقت جناب مسلم بن عقیل نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اس مضمون
 کا نامہ ارسال کیا تھا کہ اہل کوفہ کے ہزاروں لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے
 اور آپ سے پیشتر اہل کوفہ خود بھی امام عالی مقام کو عہد بیعت ارسال کر چکے تھے۔ جس میں
 تحریر کیا تھا کہ سو سہ ہزار تمواریں آپ کی نصرت و یادری کے لیے تیار ہیں۔ حضرت
 مسلم بن عقیلؓ نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ آپ کو فہ تشریف لائے اور تاخیر نہ کیجئے۔ حضرت
 مسلمؓ نے یہ خط اپنی شہادت سے سترہ دن پیشتر لکھا تھا جو کہ امام حسین کو مکہ میں
 موصول ہو چکا ہے۔ اس وقت تک امام حسینؓ کو حضرت مسلمؓ کی شہادت کی خبر نہیں
 ملی تھی۔ حالانکہ امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے آٹھ ذی الحجۃ کو کوچ کیا اور نویں ذی
 الحجۃ کو حضرت مسلمؓ کو فہ میں شہید کر دیئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے منزل
 حایز پر پہنچ کر اہل کوفہ کے نام ایک خط تحریر کیا تھا کہ اے اہل کوفہ میرے پیغمبر مسلم
 بن عقیلؓ نے مجھے تمہاری کثیر جماعت کے بیعت کرنے کی خبر دی ہے اور تمہاری
 ایک ٹمناؤں سے مجھے مطلع کیا ہے میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں۔ میں بروز
 شنبہ آٹھویں ذی الحجۃ تمہاری طرف مکہ سے کوچ کر چکا ہوں۔ پس تم اپنے
 معاملات کو درست رکھو میں چند روز میں تم لوگوں تک پہنچ رہا ہوں امام عالی مقام
 نے یہ خط اپنے رضاعی بیٹے جناب عبدالملک بن قیسؓ کو لکھا اور یہ خط پہنچاؤ۔ جب ناچہ
 مسہرودی کے حوالہ کیا اعدا تکید کی کہ بیعت کوفہ جاؤ اور یہ خط پہنچاؤ۔ جب ناچہ

امام حسینؑ منزل حائر سے نکل کر قادیسیہ پہنچے تو حصین بن نمیر ملعون نے ان کو گرفتار کر لیا۔ لیکن قاصد نے وہ خط پارہ پارہ کر دیا کہ مضمون خط کس پر ظاہر نہ ہو سکے ان تمیر ملعون نے قاصد امام حسینؑ کو گرفتاری کے بعد ابن زیاد ملعون کے پاس بھیج دیا بروایت سید ابن طاووس ابن زیاد ملعون نے کہا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ میں شیبیان علی ابن ابی طالبؑ سے ہوں اور ایک شعبہ کافر زندہ ہوں۔ اس ملعون نے کہا کہ تم نے خط کو کیوں چاک کیا۔ انہوں نے کہا اس لیے کہ تم مضمون خط سے آگاہ نہ ہو سکے۔ پھر اس نے کہا کہ اس خط میں کیا لکھا تھا اور کس کے نام تھا جو بوا کہا حسینؑ ابن علیؑ کا خط تھا کوفہ کے چند لوگوں کے نام لیکن میں ان کے نام نہیں جانتا وہ بد نہاد غضبناک ہوا اور کہنے لگا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ ہاں البتہ اگر ان لوگوں کے نام بتا دے یا منبر کوفہ مسجد پر جا کر حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے باپ پر تبرا کر۔ انہوں نے کہا اچھا مجھے منبر پر جانے کا موقعہ دے۔ چنانچہ ابن زیاد ملعون نے قاصد حسینؑ کو منبر پر جانے کی اجازت دی۔ بس عبد اللہ ابن یقطر قاصد امام حسینؑ منبر پر گئے اور حمد الہیٰ بجالانے کے بعد حضرت محمد مصطفیٰؐ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا۔ اور بہت زیادہ طلب رحمت کی۔ بعدہ انہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد اجماع پر درود و سلام بھیجا۔ یعنی ان کے لیے خداوند عالم سے طلب رحمت کی۔ اور ابن زیاد ملعون پر اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی اور بنی امیہ میں سے ہر ایک کا نام لے کر لعنت کی۔ اس کے بعد حاضرین مسجد سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہ مردم کوفہ میں حسینؑ ابن علیؑ کا قاصد ہوں۔ میں نے ان کو کوفہ کی راہ میں فطال منزل میں چھوڑا ہے یعنی کہ امام حسینؑ علیہ السلام مکہ معظمہ سے بطرف کوفہ روانہ ہو چکے ہیں تم سب ان

کا انتظار کرو۔ بروایت شیخ مفیدؒ عبد اللہ یقطر کو منبر پر ہی گرفتار کر لیا گیا۔ اور
 سیوں سے باندھ کر نام قصر پر لے گئے۔ اور اس مومن آل رسولؐ کو وہاں سے
 نیچے گرا دیا جس سے ان کی استخوان ٹوٹ گئے۔ ابھی قدر سے جان باقی تھی کہ
 ابن زیاد ملعون کے حکم سے ان کے سر کو تن سے جدا کیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد
 اس بدنہاد نے ناکہ بندی میں اور سخت انتظامات کئے۔ کوئی شخص نہ داخل کوثر
 ہو سکتا تھا اور نہ ہی کوثر سے باہر نکل سکتا تھا۔ ادھر حضرت امام حسین علیہ السلام
 منزل بمنزل سفر طے کر رہے تھے کہ درمیان راہ کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی حالات
 دریافت کئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کے سوا کچھ اور نہیں جانتے کہ کوثر میں نہ
 کوئی شخص داخل ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہاں سے کوئی شخص داخل ہو سکتا ہے اور
 نہ وہاں سے کوئی شخص باہر آ سکتا ہے۔ صاحب مناتب فرماتے ہیں کہ حضرت
 امام حسین علیہ السلام وارد منزل خزیمہ ہوئے شب کو وہاں قیام فرمایا۔ صبح کو وقت
 جناب زینب خاتون سلام اللہ علیہا آپ کی خدمت میں آئیں اور فرمایا کہ بیباک
 ہم رات کو خیمہ سے نکلے تو ہاتھ غیبی کی یہ آواز آئی جو کہ میں نے سنی وہ یہ نوحہ پڑھ
 رہا تھا۔

اَلَا يَا عَيْنٌ فَاحْتَفِلِي جَهْدٍ فَمَنْ يُبْكِي عَلَى الشَّهِدَاءِ بَعْدِي

یعنی لے آنکھ آنسو بہا ان شہیدوں پر جو اپنی وعدہ گاہ کی طرف روانہ ہوں۔

عَلَى قَوْمٍ تَسُو قَهْمًا مَعْيَا بِمَقْدَارٍ إِلَى الْخِزَامِ وَعَدِي

لے آنکھ گریہ کر یعنی رو اس قوم پر کہ موت ان کو قتل گاہ کی طرف لے جا رہی ہے تاکہ

وہ اپنا وعدہ وفا کریں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بہن جو قضاۃ الہی میں گزارا

ہے وہ پورا ہوگا۔ ابن قولیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب

عقبۃ البطن پہنچے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ صَا اَرَانِي اِلَّا مَقْبُوْلًا۔
یعنی کہ میں یقین کرتا ہوں کہ میری شہادت نزدیک ہے اصحاب نے عرض کیا آخر
کیا وجہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ رَاَيْتُ كَلَابًا تَنْشِيْ اَسَدًا هَاعَلَى كَلْبٍ اَيْقَعُ
یعنی کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ گویا بہت سے کتے مجھ پر حملہ آور ہیں اور
مجھے نوح رہے ہیں ان میں سے ایک ابلق رنگ کا کتا زیادہ حملہ کرتا ہے۔

قبیلہ بنی اسد کے دو افراد عبداللہ و منذر کا بیان ہے کہ ہم حج سے فارغ
ہو کر تیزی کی ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قافلہ سے ملحق ہو گئے۔ منزل
ثعلبہ کے قریب ایک سوار کو دیکھا جو کوفہ کی طرف سے آرہا تھا۔ اور وہ ہمیں دیکھ
کر راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو گیا۔

امام حسینؑ نے بھی اسے دیکھا تھا آپ اس سے دریافت احوال کے لیے
قدرے ٹھہرے مگر جب وہ ہماری راہ سے ہٹ کر چلنے لگا تب امام حسینؑ اپنی راہ
پر واپس ہو گئے۔ لیکن ہم دونوں اس شخص کے تعقب میں گئے۔ اور ہم اسے
راستہ ہی میں پایا۔ اس کا نام و نشان پوچھا تو اس نے کہا کہ میں بنی اسد
ہوں۔ ہم نے اس سے کوفہ کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے کوفہ سے
نکلنے سے پہلے دیکھا کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی لاشوں کو ان کے پیروں
میں رسی باندھ کر کھینچا جا رہا تھا۔ بازاروں اور گلی کوچوں میں تشہیر کی جا رہی تھی
یہ خبر سن کر ہم قافلہ امام حسینؑ میں آگئے۔ رات کو امام عالی مقام نے منزل ثعلبہ پر مقام
فرمایا صبح ہم فرزند رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا اور
کہا کہ ہمیں اس سوار نے یہ خبر دی ہے کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ شہید کر دیئے
گئے اور ان کی لاشوں کو بازاروں میں تشہیر کیا جا رہا ہے۔ جب حضرت امام حسینؑ

علیہ السلام نے یہ شہر سنی تو فرمایا۔ اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ رَحْمَةً
 اللّٰهِ عَلَيْهِمَا۔ ہم نے امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کیا بہتر ہے کہ
 آپ ہمیں سے واپس چلے جائیں کیونکہ کوفہ میں آپ کا کوئی مددگار نہیں ہے اور
 آپ اپنے اہلیت کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ امام حسین علیہ السلام نے جناب مسلم
 کے بچوں کو بلایا اور انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے دریافت کیا تمہارا کیا خیال ہے
 انہوں نے بیک زبان عرض کیا کہ ہم آپ کی خدمت سے جدا نہ ہوں گے۔ جب
 حکم کر مسلم کا قصاص نہ لیں یا خود شہید نہ ہو جائیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ
 ان لوگوں کے بغیر زندگی میں کوئی مزہ نہیں ہے۔ پس ہمیں یقین ہو گیا کہ امام حسین واپس
 نہیں جائیں گے۔ شہید ہوں گے۔ پھر آپ نے دختر مسلم بن عقیل کو بلایا جو کہ مسن
 تھی اسے اپنے زانو پر بٹھایا۔ اور غیر معمولی طور پر جب شفقت فرمائی تو بچی نے
 کہا اے فرزند رسول خدا اے عم محترم، آپ مجھے اس طرح پیار کرتے ہیں جیسے کوئی
 کسی یتیم کو پیار کرتا ہے۔ کیا میرے بابا شہید ہو گئے۔ یہ سن کر حضرت امام حسین کو غصہ
 کا یا ر اندر رہا۔ بلکہ گریہ طاری ہو گیا۔ اور فرمایا اے بیٹی اب تم مجھ کو اپنا بابا سمجھو۔ دختر مسلم
 سمجھو۔ دختر مسلم سمجھ گئی کہ بابا شہید ہو گئے۔ وہ روتے گی اور تمام اہل محرم میں کہرام برپا
 ہو گیا۔ یہ پہلا ماتم تھا کہ جو دوران سفر اہل محرم حسین نے شہادت مسلم پر کیا ہے۔ اور
 عزیز و انصار سب گریہ و زاری کرتے گئے۔ بروایت ابن طاووس امام حسین کو خیر
 شہادت حضرت مسلم منزل زیار پر ملی ہے۔ فرزدق شاعر امام عالی مقام کی خدمت میں
 حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا بن رسول اللّٰہ کیف تَوَكَّنْ اِلٰی اهل کوفۃ
 وَهُمْ الدِّیْنِ قَتَلُوا ابن عَمَّكَ مسلم بن عقیل۔
 یعنی کہ اے آقا آپ کس طرح اہل کوفہ پر اعتماد کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے آپ کے

چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا۔ اور کوئی آپ کے پدر بزرگوار کے قتل کا باعث
 نہیں ہوئے۔ اور آپ کے بھائی حسن مجتبیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ یہ سن
 کہ حضرت امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسوں بھر گئے اور فرمایا کہ مسلم واصل رحمت الہی ہو
 گئے۔ اِنَّهُ قَضَىٰ مَا عَلَيْهِ وَيَقْبَىٰ مَا عَلَيْهِ جَاوَدَ لَكَ مَقْدَرُ
 میں تھا ہو گیا اور جو ہمارے مقدر میں ہے قضا الہی جاری ہو کر رہے گی۔ پھر آپ نے
 دنیا کی ناپائیداری پر چند اشعار پڑھے۔

روایت شیخ مفید منزل زیارہ پر امام حسینؑ کو خبر قتل عبد اللہ ابن یقظری ہے
 اس وقت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب و انصار و اقرباء کو جمع فرمایا اور اس طرح
 خطاب کیا کہ مجھے مسلمؑ ہانی اور عبد اللہ یقظری کی شہادت کی خبر ملی چکی ہے۔ جن لوگوں
 نے ہماری نصرت اور بیادری کا وعدہ کیا تھا وہ منحرف ہو چکے ہیں۔ وہ اپنے وعدوں
 سے پھر گئے ہیں میں تم سب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں میں سے جس کا دل
 چاہے وہ چلا جائے۔ میری جانب سے اجازت ہے اور نبی اُمیہ مجھے قتل کرنا چاہتے
 ہیں۔ بس جو لوگ دنیاوی طمع و لالچ میں آپ کے ساتھ تھے وہ امام حسینؑ علیہ السلام
 کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس وقت نہ معلوم امام حسینؑ علیہ السلام کے دل پر کیا صدمہ گزرا
 ہو گا۔ صرف وہ لوگ رہ گئے کہ جو آپ کے مخلص و وفادار صحابی تھے اور جنہیں رضائے
 خدا مطلوب تھی آنحضرتؐ کی خوشنودی و نظر تھی انہوں نے وہ سب کے سب حضرت
 امام حسینؑ علیہ السلام سے جدا نہیں ہوئے۔ وہ امام حسینؑ علیہ السلام کی معرفت رکھتے
 تھے اور خود شہادت کے جوہا تھے۔

اور یہ وہ لوگ تھے کہ روز اول سے ہر کاب شاہ انام تھے۔ اس وقت ان
 کے تیور یہ کہ رہے تھے کہ لَا خَيْرَ بَعْدَكَ فِي الْحَيَاةِ وَنَحْنُ فِي ضَلَالٍ

الْكَرَامَةِ وَالسَّلَامَةِ نَلْعَبُ لَا كَانَ يَوْمٌ لَا تَكُونُ وَادْخَلْتُ مِنْكَ
 الدِّيَارَ وَلَا الْقَفَارُ وَسَبَسَبُ يَعْنِي كَرَأَبِ كَيْ بَعْدَ مَدِينَا كَالْيَاكِرِينَ
 گے ہمیں دنیا سے کیا تعلق ہمیں آپ کی سلامتی درکار ہے۔ ہمیں خدا وہ روز بد
 نہ دکھلائے کہ ہم زندہ رہیں اور آپ نہ ہوں وہ زمانہ نہ آئے کہ آپ نہ ہوں بعد
 امام حسین علیہ السلام بطن عقیقہ سے رواتہ ہوئے تو اثنائے راہ بنو مکومہ کے ایک
 شخص عمرو بن یوزان آپ کی خدمت حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ اے سید و سر دار آپ
 کہاں جا رہے ہیں فرمایا کہ کوفہ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا اے مولیٰ میں آپ کو
 خدا کی قسم دیتا ہوں آپ کوفہ تشریف نہ لے جائیں۔

فَوَاللَّهِ مَا أَقْدَمُ الْأَسْتَةَ وَجَدِ السَّبِيحَاتِ يَعْنِي كَرَأَبِ كَيْ بَعْدَ مَدِينَا
 آپ تلواروں اور ستانوں کی لیٹار کے سوا کچھ اور نہ پائیں گے۔ امام حسین علیہ السلام
 نے فرمایا اے بندہ خدا تو کہتا ہے وہ مجھے بھی معلوم ہے لیکن امر الجاہل پر مجھے عمل کرنا
 واجب ہے فرمایا۔ اللہ لا یدعوننی حتیٰ یستخْرِجُوا
 هَذِهِ الْعَلَقَةَ مِنْ جَوْفِي۔ بخدا یہ لوگ میرا خون بہائے بغیر نہیں چھوڑیں
 گے۔ اور جب یہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو تمام امتوں سے زیادہ ذلیل
 و خوار کرے گا۔ اے مظلوم کر بلا۔

فَأَيُّ عَيْنٍ عَلَيْكَ مَتَهْمَلٌ وَآيُّ قَلْبٍ عَلَيْكَ غَيْرُ مَقْطُورٍ

اے غریب کہ بلا کون سی ایسی آنکھ ہے کہ آنسو نہ برائے
 آپ یاد آئیں اور گریہ گلو گریہ نہ ہو۔

يَا دُقْعَةَ الطَّعْفِ قَدْ ضَرَمْتَ نَارَ جَوْفِي فِي كُلِّ قَلْبٍ مِنَ الْأَشْجَانِ مَسْجُورٍ

یعنی کو واقعہ کہ بلا ایک ایسا واقعہ ہے کہ جو دلوں میں ہمیشہ رہے گا۔ ہرگز فراموش نہ ہوگا۔

مردی ہے کہ ابن زیاد کے جاسوسوں نے اس کو یہ خبر پہنچائی کہ امام حسینؑ بطرف کوفہ برابر منزل بہ منزل بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ ابن زیاد ملعون نے لوگوں کو امام حسینؑ علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ ترغیب دلائی اور لالچ دیا۔ اس نے حرین زید ریاحی کو ایک ہزار سپاہیوں کا لشکر دے کر اس حکم کے ساتھ روانہ کیا کہ حسینؑ ابن علیؑ جہاں کہیں بھی ہوں ان کو بے آب و گیاہ میدان میں جبراً اتار دیا جائے۔ اور یہی تاکید کی اس حکم پر عمل کے بعد اطلاع دی جائے تاکہ دوسرا حکم جاری ہو سکے۔ یہ لشکر فوری طور پر کوفہ سے روانہ ہو گیا۔ اور ادھر امام حسینؑ علیہ السلام منزل بطن عقیقہ سے کوچ کر کے منزل شرافت پہنچے اور وہاں مقام فرمایا۔ آپ نے حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو پانی بھر لیا جائے۔ چنانچہ اصحاب نے زیادہ سے زیادہ مقدار میں پانی بھر لیا اور امام حسینؑ علیہ السلام وہاں سے بوقت سحر روانہ ہوئے دوپہر کے قریب آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ اصحاب میں سے ایک شخص نے با آواز بلند اذکار کہا۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم نے کیا دیکھا کہ نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس شخص نے کہا کھجوروں کے درخت نمایاں ہو رہے ہیں، اس پر دوسرے اصحاب نے کہا کہ یہاں تو کوئی نخلستان نہیں ہے۔ اس پر امام علیہ السلام نے ان سے سوال کیا اچھا تمہیں کیا نظر آ رہا ہے۔ ان لوگوں نے عرض کیا - وَ اللّٰہِ نَبِیُّ اِسْتِة الرَّماحِ وَاذَان الحِیثَلِ - یعنی بخدا یہ تو نیزیوں کی اینٹیاں اور گھوڑوں کے کان معلوم ہوتے ہیں۔

اور یہ شکر مخالف ہے امام عالی مقام نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر دریافت کرو کہ کیا مقصد ہے۔ اصحاب حسینؑ ان کے پاس گئے مگر وہ لوگ زیادہ توجہ سے پیش نہیں آئے۔ ادھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے قافلہ کو قریب ہی واقع کوہ دوہم کے دامن میں فروکش ہونے کا حکم دیا مگر شکر مخالف نے بھی آپ کے اصحاب کی طرف رخ موڑ لیا لیکن قافلہ امام حسینؑ دامن کوہ میں پہنچ کر فروکش ہو گیا۔ اس شکر کا سردار حرمین بڑبڑیا جی تھا۔ حڑاپنے شکر کے ساتھ اس وادی کوہ میں پہنچا تو شکر سرا اصحاب امام حسینؑ کے مقابلے میں صفت بستہ ہو گئے مگر گرمی کی شدت گرم ہوا پر پیاس نے غلبہ کیا اور وہ لوگ شدت پیاس کی وجہ سے بے حواس ہو رہے تھے۔ جب حضرت امام حسینؑ نے ان کی تشنگی دیکھی تو اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ ان لوگوں سے بات چریت کئے بغیر پہلے ان کو خوب سیراب کرو۔ چنانچہ اصحاب و انصار ان امام حسینؑ نے ان سب کو اچھی طرح سیراب کیا۔ حتیٰ کہ ان کے جانوروں کو بھی پانی پلایا۔ اور جب وہ اپنا مٹر پانی سے ہٹا لیتے تھے تب پانی کے طشت ہٹائے جلتے تھے۔ شکر حُر کا ایک سیاہی علی ابن طعان مخاریبی کہتا تھا کہ اس پر تمام شکر سے زیادہ پیاس کا غلبہ تھا۔ پیاس اور دھوپ کی شدت کی وجہ سے اس کی آنکھوں تلے انڈھیر اچھایا ہوا تھا۔ وہ شکر والوں کے عقب میں اس جگہ پہنچ گیا کہ جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کرسی پر رونق افروز تھے۔ وہ سوار آپ کو نہ پہچان سکا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا یا بن الاخ اپنے اونٹ کو بٹھاؤ اس نے اونٹ کو بٹھایا اور آپ کے ایک اصحابی نے مشک کا دہانہ اس کے منہ کے سامنے کھول دیا۔ اور علی ابن طعان مخاریبی بے حواس کی حالت میں پانی پی رہا تھا اور پانی ادھر ادھر گر رہا تھا کہ امام حسینؑ بے نفس نفیس کرسی سے اٹھے اور کھڑے

ہو کہ مشک کے دہانہ کو درست کیا۔ اس نے پانی پیا تو اس کی آنکھوں میں روشنی آگئی۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ فرزند رسولؐ خدا کھڑے ہو کر اس کو پانی پلا رہے ہیں۔ مگر دسترستان ہی کو فزوالوں نے امام علیہ السلام پر پانی بند کر دیا روز عاشورا جب امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و انصار اور بچوں پر پانی بند ہو گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا:

أَسْقُوْنِي شَرْبَةً مِّنَ الْمَاءِ فَقَدْ تَقَنَّقِمَتْ كَيْدِي مِنَ الظَّمَاءِ
 اے لوگوں مجھے ایک شربہ آب دو کہ تشنگی کی وجہ سے دل کباب ہو رہا ہے
 کہ مگر عمر ابن سعد ملعون نے ایک گھونٹ پانی نہ دیا۔ نہہ فرات کے آب شیرین کو
 امام تہتے ہی رہے یہ۔

از آب ہم مضائقہ کر دند کو نیاں
 نموش داشتند حرمت بہمان کر بلا

غرض کہ جب حرا اور اس کا لشکر سیراب ہو چکا تو اسی دوران نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ حضرت امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق کو اذان دینے کا حکم دیا۔ جب اذان ہو چکی تو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اپنے خیمہ سے روا پر دو شش تشریف لائے اور آپ نے حر کے لشکر والوں سے خطاب فرمایا اور لا احمد وثناء الہی بجا لائے اپنے جد بزرگوار پر درود و سلام بھیجا اور فرمایا اے کوفہ کے لوگوں۔ میں تمہاری طرف تمہارے خطوط پہنچنے کے بعد آیا ہوں۔ ان خطوط میں تم لوگوں نے لکھا تھا کہ اب جلا کوئی امام نہیں ہے آپ یہاں تشریف لائے تاکہ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں سنی و ہدایت پر جمع کر دے۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنی تحریرات کی روشنی میں اپنے زبان کے پابند ہو۔ اور قول و قرار پر راسخ ہو تب مجھے اپنے

عہد و میثاق سے مطمئن کرو۔ اب میں بیان آگیا ہوں۔ اور اگر تم اپنے عہد و پیمان سے پھر گئے ہو تو میں جہاں سے آیا ہوں اس جگہ واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن امام حسین علیہ السلام کے اس خطبہ کا ذکر کرنے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر کار امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اقامت کہو۔ آپ نے حر سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم علیحدہ جماعت کر اؤ گے۔ اس نے کہا کہ ہم سب آپ کی افتدائو میں نماز پڑھیں گے سب نے امام حسین علیہ السلام کی افتدائو میں نماز ادا کی نماز کے بعد حرا اپنے پانچ سو اصحاب کے ساتھ اپنے خیمہ میں چلے گئے مگر حرا زدہ تھے۔ دوسرے لوگوں کو جہاں سایہ نظر آتا آرام کیا۔ یہاں تک کہ حر کے شکاریوں نے اپنے گھوڑوں کے سایہ میں دوپہر بسر کی۔ امام حسین نے نماز عصر کی اذان کا حکم دیا اور اذان و اقامت کے بعد آپ نے پھر ایک مرتبہ فوج حر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قوم ہم آل رسول ہیں ہم اہلبیت نبوتہ ہیں ہمارے ہی گھر ہیں جبرئیل امین وحی الہی سے کرنازل ہوتے ہیں تم جس امیر کی طرف سے مامور ہوئے ہو کہ میری راہ روکی جائے تمہارا وہ امیر باطل پر ہے۔ وہ ہمارے ساتھ بد شہمی پیش آ رہا ہے۔ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں اکابرین کو تہ نے مجھے خطوط لکھ کر بلایا ہے۔ بعدہ امام حسین نے عقبہ بن سمان سے فرمایا:

اخرُوجِ الخرجِ مِنَ الدِّي فِيهِمَا كِبْرُكُهُ۔ کہ اے عقبہ بن سمان خطوط کی تھیلی لاؤ انہوں نے خطوط پیش کئے اور امام حسین علیہ السلام نے حر سے کہا کہ یہ خطوط تمہارا ہی ارسال کردہ ہیں۔ حر نے کہا کہ مولیٰ مجھے ان خطوط کا علم نہیں ہیں تو اس امر پر ہاموں کہ آپ کو ابن زیاد بنی کے پاس لے چلوں آپ نے فرمایا لوگو۔ میرا حق پہچانو اور قالموں کے ساتھی نہ بنو۔ اور اگر تم مجھے راستہ دو تو میں جہاں سے آیا ہوں۔ واپس چلا جاؤں۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ مخالفانہ انداز میں پیش آیا تو امام

عالمین علیہ السلام نے فرمایا کہ شکلتک اُمّک ما تُرید۔ اے حزبری
 ماں تیرے غم میں بیٹھے تو کیا ارادہ رکھتا ہے حرنے کہا کہ اگر کوئی اور شخص میری
 ماں کو کہتا تو میں بھی جواب دیتا۔ لیکن آپ کی ماں خاتون جنت ہیں۔ دخترِ رسول
 خدا ہیں۔ میں کیوں کہ جواب دوں۔ مجھے ابن زیاد کا یہی حکم ہے کہ آپ کی راہ روک
 کر آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں۔ نہ آپ مکہ واپس جاسکتے ہیں اور نہ
 مدینہ۔ سوائے اس کے کہ ابن زیاد کے پاس چلیں امام حسین علیہ السلام نے کوچ
 کرنے کا حکم دیا۔ لیکن حرکاتِ کمر سدا رہا ہوا۔ اور اس نے حضرت امام حسین کے گھوڑے
 کی بجام پر ہاتھ ڈال دیا۔ امام عالی مقام نے اس کو منع فرمایا۔ اس پر حرنے کہا کہ اگر آپ
 کو فرجانا نہیں چاہتے کہ ابن زیاد کے سامنے پیش ہوں تو علاوہ مدینہ کے کوئی اور
 راستہ اختیار کیجئے تاکہ میں ابن زیاد بد نہاد کو مطلع نہ کروں۔ شاید کہ خداوند عالم
 مجھے آپ کے معاملہ سے نجات دے۔ حرنے یہ بھی کہا۔ یا حسین اِنْفِ
 اَذْکُرْکَ اللّٰهُ فِی نَفْسِکَ فَاِنِّیْ اَشْهَدُ لَکِنَّ قَاتَلَتْ لَمُقَاتَلَتْ۔

اے حسین میں آپ سے ملتے ہوں اور بطور خیر خواہی عرض پر داز ہوں کہ حکومتِ یزید
 کی مخالفت نہ کریں ورنہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ قتل کر دیئے جائیں گے امام
 حسین نے فرمایا کہ اے حر کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو۔ کیا تم نے قبیلہِ روس
 کے اس مجاہد کا قول نہیں سنا۔ جو رسولِ خدا کی مدد کو جانا چاہتا تھا۔ اور اس
 کا پچازاد بھائی اسے موت سے ڈرا رہا تھا۔ تو اس نے کہا تھا۔

سَاهَضْنِیْ وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَی الْفِتْرِ اِذَا مَا تَوَلَّی حَقًّا وَجَاهِدًا مُّسْلِمًا

یعنی کہ عنقریب میں جہاد کے لیے جاؤں گا۔ اور جو ان مرد کے لیے اس وقت
 مرجانے میں کوئی عار نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ حق کی نیت رکھتا ہوں اور اللہ کیلئے

جہاد کرتا ہو۔

وَوَاسِيَ الرِّجَالِ الصَّالِحِينَ بِنَفْسِهِمْ وَقَارِقِ صَبُورًا أَوْ بَاعَدَ مَجْرَمًا

یعنی کہ جو ان مرد کے لیے مرجانے میں اس وقت کوئی عازب نہیں ہے جب کہ وہ اپنی جان کے ذریعہ صالحین و نیکو کاروں کا ساتھ دے رہا ہوں اور اس نے مجرموں کو چھوڑ دیا ہوتا کہ عذاب الہی سے محفوظ رہے۔

فَإِنْ عِشْتُمْ لَكُمْ أُنْدِيمٌ وَإِنْ مِتُّ لَكُمْ أَلَمٌ !
كفَى بِكَ ذُرًّا أَنْ تُعِيشَ وَ تُرْغَمًا

پس اگر مر جاؤں تو مجھے کوئی ملامت نہیں کرے گا اور زندہ رہا تو مجھے مذمت نہیں ہوگی تمہارے لیے یہ ذلت کتنی بڑی ہوگی کہ تم زندہ رہو اور تمہاری ناک رگڑی جائے۔

حضرت امام حسینؑ کی گفتگو سن کر اپنے لشکر میں چلے گئے۔ کچھ فاصلہ کے ساتھ حضرت کاٹ کر امام حسینؑ کے لشکر کے ساتھ ساتھ رہا۔ امام حسینؑ علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے آگے کر دیا کہ وہ راستوں سے واقف تھا۔ اور آپ نے خمیرہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ خمیرہ نصب کے گئے اور اہل ہرم خمیرہ میں اترے۔ امام عالی مقام نے وہاں پر ایک خمیرہ دیکھا فرمایا کہ کس کا خمیرہ ہے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ عبدالمطلبؑ ابن حرجیفی کا خمیرہ ہے۔ امام حسینؑ نے اپنا آدمی بھیجا اور بلایا اس بد بخت نے کہا کہ میں نے تو کو فراموشی لیے چھوڑا ہے کہ اگر حسینؑ ابن علیؑ کو فراموش نہیں تو میں وہاں موجود نہ ہوں۔ بخدا میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے دیکھیں اور میں ان کو دیکھوں جب امام حسینؑ علیہ السلام نے اس کا جواب سنا تو خود اپنے خمیرہ سے اٹھے اور تمام حجت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور سلام مسنون کے بعد

اپنی نصرت کی اس کو دعوت دی اس نے عذر کیا مگر ایک خوش رفتار گھوڑی پیش کی۔
امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو میری نصرت کرنے میں کوتاہی کرتا ہے۔ لیکن میرے
خلاف تلوار نہ اٹھاتا اور نہ ہلاک ہوگا۔ اس نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ میں آپ کے
جنگ کروں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر اتنی دور چلے جاؤ کہ میری آواز اسے متاثر نہ سن
سکو۔ کیونکہ جو میری آواز اسے متاثر پر لیبیک نہ کہے گا وہ جہنمی ہوگا۔ یہ فرمایا کہ امام حسینؑ
اپنے خیمہ میں واپس آگئے۔

اور شب کے آخری حصہ میں وہاں سے کوچ فرمایا اور صبح تک چلتے رہے
حزرا کا شکر بھی ساتھ ساتھ تھا۔ اور جب بھی حُرّ آپ ماہ کو ذرا اختیار کرنے کو کہتا آپ انکار
فرمادیتے تھے کہ میں ہرگز ابن زیاد کے پاس نہیں جاؤں گا۔ یہاں تک کہ آپ وراثت
عیسوی میں پہنچ گئے۔ جب صبح ہو گئی تو کوفہ کی جانب سے ایک سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔
اس نے قریب پہنچ کر حُرّ کو سلام کیا۔ مگر امام حسین علیہ السلام کو اس شخص نے سلام
نہیں کیا۔ اس نے حُرّ کو ابن زیاد بد نہاد کا خط دیا۔ ابن زیاد ملعون کے خط کا بیخون
نمنا۔ **أَمَّا بَعْدُ جَمْعُ بِالْحُسَيْنِ حِينَ بَلَغَكَ كِتَابِي هَذَا أَعْلَيْكَ رَسُولِي
وَلَا تَنْزِلْهُ إِلَّا بِالْعَرَاوِ فِي عَيْدٍ تَخْضِرُ وَلَا عَلِيٍّ غَيْرِ مَا عِ**

یعنی کہ جس جگہ میرا خط تھے اسے اسی جگہ حسینؑ کو آگے بڑھنے سے روک دے۔ البتہ
انہیں کس بے آب دیکھا جگہ ٹھہرنے پر مجبور کر اور ایسی جگہ کہ جہاں پانی کا نام و نشان
نہ ہو ان کو اتار اجائے۔ میرا قاصد اس وقت تک تیرے ساتھ رہے گا جب تک
تو میرے حکم نہ کی تعمیل نہیں کرے گا۔ حُرّ نے امام حسینؑ کو ابن زیاد کے بیخون خط
سے مطلع کر دیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ کچھ اور پڑھنے دو تاکہ ہم کسی قریبی کاؤں میں

اتر سکیں۔ پس ٹرنے چاہا کہ آپ اس بیابان میں اتریں۔ ٹرنے کا کہ یہ ممکن نہیں ہے
 کیونکہ یہ قاصدان زیادہ کا جاسوس ہے۔ اور یہ اس کو خبر پہنچائے گا کہ میں نے آپ
 کو رعایت دی ہے۔ اس طرح میری اور میرے اہل و عیال کی جان خطرے میں پڑ
 جائے گی۔ اس وقت زہیر بن قین نے امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں
 اجازت دیجئے کہ ہم ان جفا کاروں سے جنگ کریں اور اس وقت ان سے جنگ
 کرنا آسان بات ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں جنگ میں ابتدا نہیں کروں گا
 صاحب منافع کہتے ہیں کہ امام حسینؑ نے اپنے اہلبیت کو جمع کیا۔ تمام برادران
 اور فرزندان اور عزیز واقارب پر ایک نظر ڈالی۔ اور گریہ فرماتے رہے اور فرمایا کہ
 اَتَاعَتْرَةُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَقَدْ اُخْرِجْنَا وَطُرِدْنَا وَ اَزَعَجْنَا عَنْ جَرَمِ
 حِدَانَا وَلَعَدَاتِ عَلَيْنَا بِنَوَامِيَّتِكَ۔ یعنی کے لئے خداوند عالم میں تیرے نبی کی
 ذریت ہوں اور نبی امیرؐ مجھ پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور ان ظالموں کی وجہ سے میں حرم خدا
 اور حرم رسولؐ خدا سے نکلا ہوں۔ پروردگار! میری یاد دہی فرما۔ پھر آپ نے فرمایا
 کہ اس زمین کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے اس زمین کے نام بتلائے کہ اس زمین کو کربلا
 کہتے ہیں۔ بروایتے جب آپ نے نام کربلا سنا آنکھوں میں آنسو پھرتے اور فرمایا
 اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُرْبِ وَالْيَلَاءِ يَوْمَ رُوْدِ الْكَارِ سَمِيْعِيْنَ اَوْرِ الْبَلَاءِ
 میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ هٰذَا مَوْضِعُ كَرْبٍ وَبِلَاءٍ هَيَّهُنَا
 مَنَاخِرُ رَكَبِنَا وَمُخَطَّرُ رِحَالِنَا وَمَقْتَلُ رِحَالِنَا وَمَسْفِكُ دِمَائِنَا۔
 یہ جگہ اندوہ و بلا کی جگہ ہے۔ اس جگہ ہمارے اونٹ اور گھوڑوں کے باندھے جائیں
 گے۔ ہماری جمیلین یہاں اتریں گی۔ ہمارے جوان قتل کئے جائیں گے ہمارے
 اہل حرم امیر ہوں گے۔

فِيهَا تَقْتُلُ الْبَطَالِيَّ وَتَذْبَحُ اَطْفَالِيَّ وَتَسْتَعْبِدُ الْاِحْوَارَ اَوْ زَالًا
یہ وہی وہ زمین ہے کہ جس پر ہمارے جوان قتل کئے جائیں گے، ہمارے اطفال
ذبح کئے جائیں گے ہمارے اہم امر بنائے جائیں گے۔

حَطَّ الْوَجَالُ بِهَا لِيَقُومَ التَّصَرُّفُ عَيْنِي فَمَا لِي عَنْهَا قَطُّ تُرْحَالُ
چنانچہ امام مظلوم نے عملوں کو اتارنے کا حکم دیا۔ نیچے نصب کر سکو حکم دیا۔ فرمایا
کہ یربڑی آخری منزل ہے۔ اس سے آگے ہم نہیں جائیں گے۔ اصحاب نے خیام
نصب کئے۔ خیوں میں مخدرات عصمت و طہارت داخل ہوئیں۔

هِيَ خِيْمَةُ جَبْرِئِيلَ يُخْدَمُ اَهْلُهَا وَالرُّوحُ وَالْاِمْلَاقُ خِدْمَةَ قَفِيرٍ
یہ وہ خیام تھی کہ جبرئیل و میکائیل و ملائکہ مقربین پاسبان و نگہداران تھے۔ حاجب
درخیمہ ملائکہ اور جانین میں عزیز و اقارب کے خیام تھے۔

هِيَ خِيْمَةُ خَضَعَتْ لَهَا خِيَمُ السَّلَاطِيْنِ يَاجَاهُ وَبِلَالِ اَنْ خِيَمِوْنَ كَمَا قَبْلَهُ فِي مَجْمَعٍ
خیام خضعت لہا خیم السلاطین یا جاہ و بلال ان خیموں کے مقابلہ میں بیچ تھے۔

فِي خِيْمَةِ اَيُّوْبَ اِذَا فِي قَتْحِهَا بِصِيْرٍ هَا ضَاعَتْ بِكَا الْمُسْتَقْبِرِ
کہ جب درہاء خیام کھلتے تھے تو اواز اذان آتی تھی۔ اور آواز گریہ و بکا آتی تھی گویا
خدا کی یاد اور سین مظلوم پر گریہ و بکا ساتھ ساتھ ہو رہا تھا۔

فِي خِيْمَةٍ لَوْ كَانَ اَحْمَدُ حَاضِرًا لَبَكَى لَهَا شَمْلُ الْمَسْحَابِ الْمُوَطَّرِ
اگر اس زمانہ میں پیغمبر خدا بھی ہوتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح برستے

جیسے ابر برستے

اگر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہوتے تو آپ کی آنکھوں سے اشک
باری ہوتے۔ بعض ثقہ حضرات نے بیان کیا ہے کہ درشت کربلا کی ہولناکی دیکھ

کہ جناب ام کلثومؑ تھے امام حسینؑ سے فرمایا کہ بھائی جان ہمیں یہاں خوف محسوس ہوتا ہے۔ یہ پُر خطر و شہادت ہے کسی دوسری جگہ چلئے۔ آپ نے فرمایا اے بہن میں اپنے بابا کے ساتھ جنگ صفین میں تھا کہ بابا جان بھائی حسن مجتبیٰ کے زانو پر سر رکھ کر تھوڑی دیر کے لیے سو گئے۔ میں سر ہانے بیٹھا ہوا تھا کہ بابا بیدار ہوئے تو آپ کے چہرہ پر آثارِ سزن و ملال ہو گیا تھا۔ اور آپ زار و قطار رو رہے تھے۔ بھائی حسن مجتبیٰ نے رونے اور پریشان کا سبب دریافت کیا تو بابا جان نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ سارا صحرا خون کا ایک دریا ہے اور میرا حسینؑ اس میں ڈوب رہا ہے۔ حسینؑ لوگوں کو مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ مگر کوئی مدد نہیں کرتا حسینؑ کے استغاثہ پر کوئی لیدیک نہیں کہتا۔ پھر بابا نے فرمایا کہ اے بیٹا حسینؑ جب ایسا ہو گا کہ تم اس صحرا میں زحمتِ اعداؤں میں گھر جاؤ گے تو کیا کرو گے عرض کیا بابا جان میں صبر کروں گا اور جامِ شہادت پیوں گا۔ اے بہن ام کلثومؑ تم بھی صبر کرو۔ تم تو حبارہ کی بیٹی ہو۔

اللعنة الله على القوم الظالمين

تیسری مجلس

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا کر بلا پہنچنا

اور واقعات تاشپ ما شورا محرم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاٰیَةِ وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ عَلَى نِعْمَائِهِ حَمْدًا
 يَسْتَعِظُهُ سُوْكَانُ اَرْضِهِ وَسَنَائِهِ وَيَسْتَكْتِرُهُ قَطَّانُ صَلْبِهِ
 جَبْرُوْتِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى اَشْرَفِ سَفَرَائِهِ وَاَفْضَلِ
 اَصْفِيَاءِهِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ اَنْبِيَآئِهِ وَاَكْمَلِ اَوْلِيَآئِهِ وَعَلَى خُلَفَائِهِ
 وَاَوْصِيَآئِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَمَنَائِهِ خُصُوْصًا عَلَى شَيْبَلِهِ وَ
 فَرَحْتِهِ الْبَعِيْدِ عَنْ وُطْنِهِ وَاَحْبَائِهِ الْمَقْتُوْلِ لِيُوَجِّهَ اللّٰهُ مَعَ
 اَوْلَادِهِ وَعَشِيْرَتِهِ وَاَقْرَبَائِهِ الْحَزُوْقِ مَحَبَّائِهِ الْمَسْلُوْبِ
 وِدَائِهِ الْمُرَضِّضِ اَسْلَانَهُ الْمَقْطَعِ اَعْضَاؤُهُ الْمَنْهُوْبِ نَعْلَهُ
 وَحَدَائِقَهُ الْمَقْتُوْلِ اِخْوَانَهُ وَاَبْنَاءَهُ الْمَسْبِيْ عِيَالَهُ وَنِسَائَهُ

الْمَأْسُورِينَ وَأُمَّةَ الْمَنْعُومِ أَشِيءَ بِدِمَائِهِ الَّذِي
 تَسْقَى عَلَيْهِ وَيُورَهُ وَرِخَائِهِ وَلَمْ يُبْرِضْهُ أَحَدٌ فِي ضَنَاةِ الْخَالِصِ
 فِي بَحْرٍ مَحْنٍ وَالْبَلَايَا وَالْبَلَايَا فِي ابْتِدَاءِ وَجُودِ إِلَى انْتِهَائِهِ سَيِّدَنَا
 الْمَظْلُومِ وَإِمَامَنَا الْمُعْصُومِ الْمَهْمُومِ الْمَغْمُومِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ وَاللَّعْنُ
 الدَّائِمُ وَالْعَذَابُ الْفَاطِمُ عَلَى قَاتِلِيهِ وَظَالِمِيهِ وَمَا نَعِيهِ شَرِبِ الْمَاءِ
 وَعَلَى مَنْ خَذَلَهُ وَأَعَانَ عَلَيْهِ أَوْ فَرَجَ بَقِيَّتَهُ أَرْضَى بِهِ أَحِبِّ عَيْنٍ
 أَبَدًا الْأَبْدِينَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِينَ أَمَا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَكَ -
 مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ أَنْ جَعَلْنَا
 لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلُهَا مِنْ صَوْمًا مَدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا
 سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا -

(سورة نجا اسرائیل آیت ۱۹۱)

ترجمہ :-

جو شخص دنیا کا خواہاں ہو تو تم جسے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں اسی
 میں سر دست اسے عطا کرتے ہیں (مگر پھر ہم نے اس کے لیے تو جہنم ٹھہرایا
 رکھا ہے کہ وہ اس میں بُری حالت میں راندہ ہوا داخل ہوگا اور جو شخص آخرت
 کا متنی ہو اور اس کے لیے خوب جیسی چاہے کوشش بھی کی۔ اور وہ ایمان دار
 بھی ہے۔ تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش مقبول ہوں گی۔

ان آیات مجیدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خواہش دینا رکھتا ہے۔
 اور طلب دنیا کرتا ہے تو اس کی آخری حیات میں کوئی حصہ نہیں ہے سوائے
 اس کے کہ وہ مورد عذاب ہو۔ اور جو شخص آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے اور

اور آخرت کا طلب ہے۔ ایمان رکھتا ہے اور سعی کرتا ہے اور دنیا اس کی نگاہ میں بیخ ہے تو ہم سے آخرت میں نعمات لانوال سے نوازتے ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ طالب دنیا کے لیے آخرت میں خسارہ ہی خسارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

فِي طَلَبِ الدُّنْيَا اضْرَابٌ مِنَ الْآخِرَةِ وَفِي طَلَبِ الْآخِرَةِ اضْرَابٌ مِنَ الدُّنْيَا۔
یعنی کہ دنیا طلبی میں ضرور نقصان آخرت ہے اسی طرح اگر کوئی شخص طلب آخرت کی سعی کرتا ہے تو اس کے لیے دنیا میں ضرر ہے۔

حضرت سید السالکین، حجتہ اللہ فی العالمین امیر الزاہدین امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عَدُوٌّ اِنْ مَتَّفَقَا وَتَانِ وَسَيِّئَانِ حُنْتَلَقَانِ فَمَنْ لَحَبَّ الدُّنْيَا وَتَوَلَّاهَا ابْغَضَ الْآخِرَةَ وَعَادَا هَا بِمَعْنَى كَرِهَ الدُّنْيَا وَرَكِبَ رِجْلَيْهَا
باہم ایک دوسرے کی دشمن ہیں یہ دو الگ الگ راستے ہیں ایک راستہ کی منزل دنیا اور دوسرے راستہ کی منزل آخرت ہے۔ اگر ایک طرف رخ کرے گا تو لائحہ دوسری منزل اس سے دور ہو جائے گی۔

وَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَهُمَا بَعْدُ ضَرْبَانِ۔
ان میں باہمی دوری مشرق و مغرب کی دوری کی برابر ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی ایک شخص کے دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کو راضی رکھتا ہے تو دوسری ناراض رہتی ہے۔ دنیا سے محبت ہے تو آخرت سے نفرت اور آخرت سے محبت ہے تو دنیا سے نفرت لازمی امر ہے۔ یہ بھی ارشاد امیر المؤمنین علیہ السلام ہے کہ اِنَّمَا اَنْتُمْ فِي هِدْيَةِ الدُّنْيَا غَرَضٌ

تَتَّصِلُ فِيهِ أَشْيَاءُ مَعَ كُلِّ جُزْءَةٍ شَرَقَ فِي كُلِّ أَكْلَةٍ
عُصْصُ لَا تَتَنَاوَلُونَ مِنْهَا نِعْمَةً إِلَّا لِفِرَاقِ أُخْرَى وَلَا
لِعَتْرِ مَعْتَرٍ مِثْكُمْ هُنَّ عُمُرُهُ إِلَّا بِهَذَا مِ آخِرٍ
مِنْ أَجَلِهِ -

یہاں پر ہر گھوٹ کے ساتھ اچھو۔ (یعنی گلا پھینس جانا) ہے اور ہر نوالے
کے ساتھ گلا گھٹ جاتا ہے۔ یہاں کی ہر نعمت فانی ہے۔ اور یہاں کے ٹھوٹ
جانے والے ہیں۔ پس بد نصیب ہے وہ شخص جو باقی کے بدلے فانی کو لے
لے۔ یعنی آخرت پر دنیا کو ترجیح دے۔ انسان اس دنیا میں ایک خواب راحت
بھی نہیں کرتا کہ کوچ ہو جاتا ہے۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان دنیا طلبی میں
پڑ جاتا ہے تو آخرت کی طرف سے ایسا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ حدیث قدسی میں
وارد ہوا ہے کہ يَا بَنُ آدَمَ اِنْ رَضِيَتْ لِمَا قَسَمْتُ لَكَ رِاحَتِ
قَلْبِكَ وَاَنْتَ مَحْمُودٌ عِنْدِي وَاِنْ لَمْ تَرْضَ بِهَا قَسَمْتُ
لَكَ سَلْطٰتٌ عَلَيْكَ حُبُّ الدُّنْيَا حَتَّى تَرْكُضَ فِيهَا
رَكْضَ الْوَحْشِ فِي الْبَرِّيَّةِ ثُمَّ لَا تَنَالُ مِنْهَا اِلَّا مَا قَدَّرَتْ
لَكَ وَاَنْتَ مَذْمُومٌ عِنْدِي -

رب العزت فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم اگر تو میری عطا کی ہوئی قسمت
سے راضی رہے گا۔ یقیناً راحت پائے گا۔ اس رضا کا نام قناعت ہے۔ جو
پسندیدہ امر ہے۔ اور اگر تو راضی نہ رہا۔ تو تجھ پر دنیا کی جنت غالب آجائے
گی۔ مگر پھر بھی وہی ملے گا۔ جو مقدر کر دیا گیا ہے۔ پس مقدرات پر راضی نہ رہنے
والا خدا کے نزدیک پسندیدہ بندہ نہیں ہے۔

حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب سے مروی ہے۔

إِنَّ أَخْسَرَ النَّاسِ صَفْقَةً وَأَخْيَبَهُمْ نَتَبَعًا رَجُلٌ أَحْلَقَ
بَدَنَهُ فِي طَلَبِ أَمَالِهِ وَلَمْ يُسَاعِدْ الْمُقَادِيرَ عَلَى ارْتَادِ يَتِيمَةٍ فَخَرَجَ مِنْ
الدُّنْيَا بِحَسْرَتِهِ وَقَدْ مَعَى عَلَى الْآخِرَةِ يَتَّبِعُهُ - یعنی کہ روز قیامت زیان ترین

وہ شخص ہے کہ اپنے جسم و تن کو اپنی خواہشات اور آرزوؤں سے کمزور کرے

جیب کہ اس کی آرزو کا پورا ہونا اس کے احاطہ سے اختیار باہر ہے۔ پس

اکثر لوگ دنیا طلبی اور جاہ طلبی میں طوط رہتے ہیں۔ اور آخرت سے بے خبر

ہیں یہ چاہیے تھا کہ قوی ہیں ضعف ہوتا اور عمل میں قوت۔ خواہش اگر ہو تو

آخرت سنوارنے کی نہ کہ دنیا میں مبتلا رہنے کی۔ دنیا میں اکثر لوگوں نے طمع

مال و زر میں اپنی زندگی بسر کی ہے۔ یہ کبھی خیال نہ کیا کہ حقوق کی ادائیگی ضروری

ہے۔ حد ہو گئی کہ لوگ طمع دنیا میں پھنس کر فرزند رسول خدا سے جنگ کرے۔

حالانکہ ان کو ان کی مراد حاصل نہ ہوئی۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب بیون

میں تین کسندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنے

بزرگوں سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

قاتلان حسین ایک تابوت میں ہیں کہ جہاں پورے دوزخ کے نصف عذاب

کی برابر عذاب ہے۔ اور قاتلان امام حسین اوندھے منہ اسی عذاب میں

جھونک دئے جائیں گے۔

وَكَلَهُ رِيحٌ تَبْعُوذُ أَهْلُ النَّارِ إِلَى رَبِّهِمْ مِنْ بَشَرَةٍ نَشِبَهُ -

اس قدر شدید عذاب ہو گا اور اس کی بدبو اس قدر تیز ہوگی کہ دوسرے

اہل جہنم بھی اس بدبو سے گھبرائیں گے اور جس جماعت نے قاتلان حسین کی

معاذت کی ہے اور قتل امام حسینؑ کو راضی ہوئی ہے۔ وہ بھی اسی مقام جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔ ان کے جسموں سے کہاں جل جائیں گی پھر نئی کھال ملے گی وہ بھی جل جائے گی۔ یہ بھی روایت میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جناب ہارون کے انتقال کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استغاثہ کیا کہ یَا رَبِّ اِنَّا اَنْجٰی هَارُوْنَ مَاتَ فَاغْفِرْ لَهُ کہ خداوند اُمیر سے بھائی ہارون نے انتقال فرمایا۔ دنیا سے رخصت ہو گیا تو اسے بخش دے۔ وحی ہوئی کہ یَا مُوسٰی لَوْ سَالَيْتَنِي فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا خِيَّتُكَ مَا خَلَا قَاتِلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَاِنِّي اَنْتَقِمُ لَهُ مِنْ قَاتِلِهِ۔ یعنی کہ اے موسیٰ اگر تم اولین و آخرین کی شفاعت کا سوال کرو تو تمہارا سوال رد نہ ہو گا مگر قاتلان حسینؑ ابن علیؑ کے لیے شفاعت ہے اور تم ان کی نجات ہے۔ میں منتقم حقیقی ہوں قاتلان حسینؑ سے صرف بد لاول کا اور ان پر عذاب شدید کروں گا۔ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جو معاف نہ ہو سکے مگر قاتلان حسینؑ کی نجات ہرگز نہیں ہے۔ کتاب ثواب الاعمال میں روایت ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ

اِنَّ فِي النَّارِ مَنْزِلَةً لِّمَنْ يَكُنْ يَسْتَجِيهَهَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا يَقْتُلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَجِيئُ بِنِزْرِهَا۔
یعنی کہ جہنم میں ایک منزل ایسی ہے کہ جس میں صرف امام حسینؑ اور بچپن ذکر کیا کہ قاتل ڈالے جائیں گے۔ اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ۔
يُخْرِجُ عَلَيْهِمْ شِرَارَ اُمَّتِيْ لَوْ اَنَّ اَحَدًا هُمْ يَشْفَعُ لَهُ مِنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَسْفَعُوْا فِيْهِ۔ یعنی کہ میری امت کے شدید

لوگ، جفا کار حسین پر زور کریں گے۔ یعنی جنگ کریں گے۔ اگر آسمان وزمین کے تمام رہنے والے بھی قاتلان حسین کی شفاعت کریں تب بھی قاتلان حسین کی نجات و شفاعت قبول نہیں ہوگی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ انفس جنہم میں رہیں گے ان لوگوں نے امام حسین کو قتل کر کے دل فاطمہ و علی و حسن دکھایا ہے اور سینبر خدا کو مصیبت زدہ بنایا ہے۔ ان کے اس عمل سے مرتبین کے دل کباب ہو گئے ہیں اور صفِ عزاء حسین کبھی گئی ہے۔

ابن قولیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں جاتے تو رسول خدا ان کو اپنی گود میں لے کر حضرت علی سے فرماتے۔ اے علی! اس نور چشم کی نگہداشت کرو۔ اور خود کبھی گونے نازنین حسین کو چومتے اور کبھی لب و دندان کا بوسہ دیتے تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تو امام حسین فرماتے کہ یا اَبیہُ لَمْ یَسِلْیْ۔ کہ اے بابا جان کس لیے آپ گریہ فرماتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے نور دیدہ، حسینؑ میں تمہارے زخموں کے مقامات کو چوتھا ہوں کہ جہاں تیزے اور تلواریں پڑیں گی۔ امام حسینؑ نے عرض کیا۔ بابا کیا میں قتل کیا جاؤں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں اے بیٹا تمہارا لباس جانی سن بھی قتل ہوگا اور تم بھی قتل کئے جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا ہماری قبریں بھی دور دور ہوں گی۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ماں بیٹا ایسا ہی ہے۔ امام حسینؑ نے دریافت کیا۔ تا ما جان یہ تو فرمائیے۔ کہ ہماری زیارت کو کون آئے گا۔ ارشاد فرمایا کہ لا یزورونی دَیوُورَ اَیَالکَ وَاَحَاکَ وَاَنْتَ اِلَّا

الصِّدِّيقُونَ مِنْ أُمَّتِي۔

میں اور تمہارے بابا علیؑ اور تمہارے برادر حسنؑ زیارت کریں گے اور میری امت میں سے صدیقین زیارت کریں گے یعنی زیارت کو آنے والے میری امت کے صدیق ہوں گے۔ شیخ ابو جعفر بن محمد بن ابن عباسؑ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ جب حضرت رسولؐ خدا پر مرنے موت طاری ہوا۔ اور آپؐ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو امام حسین علیہ السلام قریب گئے آپ نے ان کو اپنے سینہ اقدس سے لگا لیا۔ اور رونے ہوئے فرمایا۔
 مَا لِي وَلِيٍّ يَزِيدُ لِي بَارِكَ اللهُ فِيهِ اللَّهُمَّ الْعَنِّي يَزِيدُ
 یعنی کہ آہ میں نے یزید کا کیا پکارا ہے مجھے اس سے کیا سروکار۔ خداوند! تو یزید پر لعنت فرما، یہ کہہ کر آپؐ غش طاری ہو گیا۔ اور جب پھر ہوش آیا تو حسینؑ کو پیار کیا۔ پھر فرمایا اے میرے فرزند حسین میں تیرے قاتل سقیات کے دن خدا کے سامنے انتقام لوں گا۔

بعض کتب معقبہ میں وارد ہوا ہے کہ ابن عباسؑ کہتے ہیں کہ ایک روز میں خدمت حضرت رسولؐ خدا میں حاضر ہوا دیکھا کہ حسنؑ آپ کے دو ش مبارک پر بیٹھے ہیں اور حسینؑ آپ کے گود میں ہیں۔ آنحضرتؐ دونوں شہزادوں کا موٹہ چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خداوند اتو اے دوست رکھ جو کہ ان کو دوست رکھے اور تو دشمنی رکھ اس سے کہ جو میرے ان دونوں بیٹوں سے دشمنی رکھے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔

يَا بَنِي عَبَّاسٍ كَاتِبِي بِهِ وَقَدْ خَضِبْتَ شِدِيئَهُ مِنْ دَمِهِ۔
 يَدُ عَوْفٍ أَجَابَتْ وَيَنْصُرُ وَلَا يَنْصُرُهُ۔ گویا اس دیکھ رہا ہوں کہ میرا بیٹا

حسین اپنے خون میں غلٹاں ہو گا اور وہ استغاثہ کر رہا ہوں گا مگر کوئی شخص اس کے استغاثہ پر لبیک نہ کہے گا۔ کوئی اس کی مدد کو نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حسین! کو کون قتل کرے گا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ قتل کریں گے۔ اور انہیں میری شفاعت نہیں پہنچے گی۔

اللَّهُ أَكْبَرُ يَا لَهِ مِنْ حَادِثٍ أَضْحَىٰ لَهُ الْهَيْدُ الرَّفِيعُ مَهْدًا
”اللہ اکبر یہ کہ کس قدر عظیم مصیبت ہے کہ جس کی وجہ سے رفعت و بلندی کی بنیاد ہی منہدم ہوگی۔“

اللَّهُ أَكْبَرُ يَا لَهِ مِنْ حَادِثٍ أَمْسَىٰ لَهُ الْإِفْقُ الْمُنَوَّرُ مُظْلِمًا
یعنی کہ اس مصیبت کی وجہ سے آفتاب علم و ہدایت منکسف ہو گیا اور اطراف عالم میں تاریکی چھا گئی۔

اللَّهُ أَكْبَرُ يَا لَهِ مِنْ حَادِثٍ أَيْبَكُ الشَّاعِرِ وَالْمَقَامِ وَزَمْرًا
آہ اس مصیبت سے مشاعر علوم و مقامات عبادت اور آثار دین گریاں گمان ہیں

يَا رَاكِبًا نَحْوَ الْمَدِينَةِ وَقَفَتْ بِهَا عِنْدَ الرَّسُولِ مَعَزِيًا مُتَظَلِّمًا
یعنی کہ اے سوار مکہ کیا تو مدینہ جا رہا ہے جب میرے پہنچنے تو روضہ رسول خدا پر جا کر تعزیت اور کرنا اور کہنا کہ وَقَدْ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْوَرْدِي نَسْبًا وَكَرَمَهُمْ وَأَشْرَفَ مَفْتَحِي۔

أَوْصِيَتْ بِالتَّقْلِينِ لِمَنْكَ الْوَيْ
اور حضور نبوی کی بارگاہ میں سلام کرنے کے بعد کہنا کہ اے برگزیدہ خلق آپ

نے اپنی امت کو اپنی عزت کے بارے میں وصیت کی تھی کہ یہ تالی ثقلین ہیں ہم
 پر قرآنِ صاحبیت ہیں یہ قرآنِ ناطق ہیں۔ یا رسول اللہ کیا آپ کی امت نے
 آپ کی وصیت پر عمل کیا۔

هَاتِدًا ضَاعَتِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِثَّتْ بِذَمَّتِهَا وَعَهْدًا مُبْرَمًا
 یا رسول اللہ یہ آپ کی امت ہے کہ جس نے آپ کی وصیت پر عمل نہ کیا
 اور تیرے عہد کو توڑ دیا۔

هَذَا الْحُسَيْنُ بَكَرٌ بِلَا عَهْدِي بِهِ شَفِئَاهُ شَفِئَانِ مِنْ حَرِّ الْغَضَاءِ
 یا رسول اللہ یہ آپ کا حسین ہے کہ بلا میں پیسا ہے نہ ہزرت سائے جاوی
 ہے مگر امت نے پانی نہ کر دیا ہے اور لبِ خشک ہیں۔ اور شہید ہونے کے
 بعد نماغول نے آپ کے حسین کی لاش مبارک پر گھوڑے دوڑا دیئے۔
 وَيَا نَبِيَّكَ الْخَضْرَاءُ فِي أَيِّدِي الْعَدَى خَلَفْتَهُنَّ مَكْشَفَاتٍ كَالِإِمَاءِ
 یعنی کہ یا رسول اللہ آپ کی سیٹیاں مثل کیزان برہنہ سر شہیر کی گی ہیں اور ظالموں
 نے انہیں رسن بستہ کیا ہے

أَبْرَزْنَ مِنْ بَعْدِ السُّتُورِ حَوَاسِرًا سَلَبَ الْعَرِيَّ مِنْهَا الْوَرِيَّ وَالْمَعْمَا
 ظالموں نے اہرم کو بے پردہ کیا۔ باہر کھینچے ہوئے لائے اور ان کو اسیر بنایا۔
 أُخِذَتْ سَبَا حُرُوقًا حَيًّا شَمْتًا أَبَا مَا كَانَ أَهْلًا يَسْبُ وَيَسْتَمَا
 یا رسول اللہ امت کے لوگوں نے ان کے خیم میں آگ لگا دی اور تیموں
 کو نار و الفاظ کہے۔ حالانکہ تیموں کے پدر عالیقدر مستحق تعظیم تکویم تھے اسے
 شیعیمان حیدر کرار ذرا غور کرو۔ تفکر کرو کہ ان اشقیاء نے آخرت کے مقابلہ
 میں دنیا اختیار کی۔ اور غضبِ الہی کو از خود دعوت دی ہے۔ ابن مسعودؓ سے

سے روایت ہے کہ ایک روز میں خدمتِ رسول خدا میں حاضر تھا۔ کہ قریش کی ایک جماعت جس میں عمر بن سعد بھی تھا داخل مسجد ہوئی آنحضرت کی نگاہ جب اس ملعون پر پڑی تو آپ کا پہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کی بات ہے کہ اس وقت پہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ فرمایا اِنِّیْ ذَکَرْتُ مَا یُکَلِّفُنِیْ اَهْلُ بَنِیِّیْ مِنْ اُمَّتِیْ مِنْ قَتْلِ وَضَرْبِ وَشْتِمْ وَسَبِّ وَتَطْرِیْدِ وَتَشْرِیْدِ۔ یعنی کہ ہم اہلبیت نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت اختیار کی ہے۔ میرے بعد میرے اہلبیت سب و شتم قتل و ضرب امیری و جلاوطنی کی جن مصیبتوں سے گزرنے والے ہیں وہ مجھے یاد آگئیں۔

وَ اِنَّ اَدْلَ رَاہِیْنَ یَحْمِلُ عَلٰی رَاہِیْنَ رَمِحِیْرَ اَس و کَدٰی الْحَسَّیْنَ۔
 یقیناً میری امت میں سب سے پہلا سر تو لوگ نیزہ پر چڑھایا جائے گا وہ میرے فرزند حسین کا سر ہوگا۔ مجھے حیرت ملنے اس کی خبر دی ہے۔
 امام حسین نے آنحضرت سے عرض کیا۔ یَا حَیُّدُ الْاَمْنِ یَقْتُلُنِیْ مِنْ اُمَّتِکَ یعنی اے نانا جان آپ کی امت میں سے مجھے کون قتل کرے گا۔ میرا قاتل کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یَقْتُلُکَ شَتُّ النَّاسِ وَاَسَارِ الْاِلٰی عَمْرٍ وَاَسْرِ سَعْدِ یعنی کہ تیرا قاتل بدترین خلق ہے۔ اور پھر آپ نے ارشاد کیا عمر ابن سعد کی طرف چنانچہ جب اصحاب رسول خدا اس کو مسجد میں آتے ہوئے دیکھتے تو کہتے تھے کہ ہذا قاتل الحسین کہ یہ امام حسین کا قاتل ہے ایک مرتبہ وہ ملعون حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور کہا اے ابوعبداللہ کہ کم عقل لوگوں کا میرے بارے میں یہ خیال ہے کہ میں آپ کا

قاتل ہوں۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ **وَاللّٰهُ اَنْتُمْ لَيْسُوا سَفَهَاءَ**۔ یعنی کہ خدا کی قسم جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ کم عقل و سیرفہ نہیں ہیں بلکہ وہ علماء و حکماء ہیں اور یقیناً تو ہی میرا قاتل ہے۔

کشف العتمہ اور ارشاد شیخ مفیدؒ میں عبد اللہ بن شریک عامری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اصحاب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے سنا کہ جب کبھی عمر ابن سعد مسجد میں داخل ہوتا تو امیر المومنین فرماتے **ہذا قاتل الحسین** کہ یہ حسین کا قاتل ہے۔

شیخ ابن بابویہؒ نے ابی صغیر ابن بناتہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام خطبہ دے رہے تھے۔ کہ آپ نے فرمایا۔
سَلُوْنِي قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِي۔

جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ (خواہ گذشتہ سے متعلق ہو یا آئندہ سے) مجھ سے دریافت کر لو۔ پس سعد بن وقاص اس مجمع میں سے کھڑے ہوئے اور کہا **اَخْبِرْنِي كَمْ فِي رَاسِي وَحَيْثِي مِنْ شَعْرَةٍ** یعنی مجھے خبر دیجئے کہ میرے سر اور میری ڈارھی میں کتنے بال ہیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے رسول خدا نے خبر دی ہے کہ تم مجھ سے ایسا سوال کرو گے۔ سو اگر میرے جواب کی تصدیق ہو سکتی تو میں تمہیں ضرور جواب دے دیتا مگر میں تم کو ایک ایسے امر کی خبر دیتا ہوں جس کی تصدیق ہو جائے گی۔ اور وہ یہ کہ **اِنَّ فِي بَيْتِكَ نَسْلًا** یقتل المحسنین یعنی کہ تمہارے گھر میں ایک ایسا نامخلف بچہ ہے جو میرے بیٹے حسین کا قاتل ہوگا۔ اس وقت عمر بن سعد اپنے باپ کے ساتھ چلنے کے

قابل ہوا تھا۔

شیخ مفید اور طبری نے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام خطبہ دے رہے تھے کہ ارشاد فرمایا سَلَوْنِي قَبْلَ أَنْ تَفْقَدُوْنِي۔ کہ مجھ سے روز قیامت تک کے حالات پوچھ لو۔ اس سے پہلے کہ تم مجھے نہ پاؤ۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے سوال کیا کہ میرے سردار ڈاڑھی میں کتنے بال ہیں۔ یہ سن کر انجناب نے فرمایا کہ مجھے خبر صادق حضرت رسول خدا نے خبر دی ہے کہ اے علیؑ تجھ سے ایک شخص سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی تعداد دریافت کرے گا۔ اور فرمایا کہ اس سے کہنا کہ تیرے سر کے ہر ایک بال سے ایک ملک (قرشتہ) ہے جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور تیری ریش (ڈاڑھی) کے ہر ایک بال پر شیطان ہے جو تجھے اغوا کرتا ہے اور تیرے گھر ایک ایسا بچہ ہے کہ جو حسینؑ ازن قاطمہ کو قتل کرے گا۔ اور جب واقعہ عالم شہود میں آئے گا تو تجھے میری صداقت ظاہر ہو جائے گی۔ اس وقت میں ابن سعد ملعون کی عمر بہت کم تھی۔ اور جب واقعہ کرب و بلا واقع ہوا تو یہی ملعون قتل سید الشہداء علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا۔

شیخ فخر الدین طریحیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے سوال کرنے والا خولی ملعون کا باپ یزید اصبحی تھا خولی ملعون اس وقت بچہ تھا۔ روز عاشورا محرم الہی ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سینہ اقدس پر نیزہ مارا تھا۔ یہ نیزہ ایسا کاری لگا تھا کہ پشت امام حسین سے باہر نکل آیا تھا کہ غَلَّتْ عَيْنِيكَ يَا شَقِيًّا وَشَلَّتْ الْيَسْرِيَّ
فَقَطَّ الْحُسَيْنُ عَلَى رُجْمِهِمْ يَخُونُ فِي دَمِهِ وَيَشْكُو إِلَى رَبِّهِ۔

پس امام حسین علیہ السلام اپنے خون میں غلطان ہو گئے۔ اور گھوڑے سے زمین پر گرے اور خدائے تعالیٰ سے اس ملعون کی شکایت کی۔ اور اس ملعون نے امام مظلوم کا سر کٹی تن سے جدا کیا تھا۔ اے آقا حسینؑ پر رونے والوں یہی خولی ملعون عمداً رشتہ کرنا زیادہ بھی تھا۔ اور اس ملعون نے اکثر اصحاب امام حسینؑ کو شہید کیا اور حضرت عباس علیہ السلام کے عثمان ابن علیؑ کو جلی عمر میں اکیس سال کی عمر میں آپ کی جبین مبارکہ پر تیر مارا اور آپ کے مرکب کو قتل کیا اور آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا۔ دوسرے جعفر ابن علی تھے جو حضرت عباسؑ کے حقیقی بھائی تھے کہ اسی ملعون نے آپ کو بھی تیر مارا۔ گھوڑے کو قتل کیا آپ گھوڑے سے گرے اور روح پرواز کر گئی۔ یہی ملعون امام حسین علیہ السلام کا سر بیدہ کر بلا سے کو دم تک لے کر گیا تھا۔ شب کو کوہ پہنچا اور رات کو جب اس ملعون نے اپنے گھر قیام کیا تو سر مطہر امام حسین علیہ السلام کو نور میں رکھا۔ اور صبح کو سر مبارک ابن زیاد بید نہاد کو ہدیہ کیا۔

بروایت ابن طاووس، صاحب مناقب، و محمد ابن ابی طالب مذکور ہے کہ یہ ملعون ان لوگوں میں سے تھا کہ جنہوں نے قتل امام حسینؑ پر کمر باندھی تھی اور اس نے اپنے ساتھیوں سمیت اپنے آپ کو عمر ابن سعد کے رو برو پیش کیا تھا۔ کہ امام حسینؑ کو قتل کریں۔ لیکن ان لوگوں میں سے کسی کو حیرت نہ ہوئی کہ امام حسینؑ کو قتل کرے لیکن یہ ملعون لالہ میں آ گیا اور اس نے عمر بن سعد سے کہا کہ میں حسین ابن علیؑ کا کام تمام کرتا ہوں۔ وہ امام حسین علیہ السلام کی طرف بڑھا۔ اور آستین چڑھائیں اور امام مظلومؑ کے نزدیک پہنچا آپ پر ضعف غالب تھا کہ۔

عَلَّتْ عَيْنِيكَ يَا شَبَقِي وَسَلَّتِ الْيَسْرَىٰ وَأَيْدِيكَ الْبِهِمِي مِنْ عَدْوِ

اس ملعون کے ہاتھ شل ہو جائیں اور اس کے ہاتھوں میں غضب الہی کی ہتھکڑیاں پڑ جائیں۔ رحمت الہی سے دور، عذاب الہی اس کا منتظر

أَجْزُرَاسِ الرَّاسِ مِنْ رَأْسِهَا صُدُورَ الصُّدُورِ هُوَ الرَّئِيسُ وَالْأَجْمَدُ
کیا تو سید و سردار ابن اسلام کا سر مبارک جدا کرنا چاہتا ہے۔

رِيحَانَةُ الْخَمَارِ وَقُرَّةُ عَيْنِهِ السَّانُ عَيْنِ الْمُرْتَضَى السَّيِّدِ
کیا تو نہیں جانتا کہ باغ نبوت کا گل ریحان ہے اس کی خوشبو سے دامن اسلام
مسطر ہے یہ حیدر کرار کی آنکھوں کا نور ہے۔

أَرْضِ الْحِجَازِ سَأَلَةَ بَيْتِكَ تُنْقَدُ حُدُودُ مَنْ غَرِيبٍ فِي الْعِرَاقِ لَسَاكِنِي
اے صبا و تیز رو تو بہت جلدی مدینہ پہنچ اور غریب بنو اکا پر پیغام ساکنان حجاز
کو پہنچا دے۔

أَبْلَغُ قُرَيْشًا أَنْ سَيِّدَهَا لَقِيَ بِاللَّطْفِ سَنَوْا أَلَا تَلْعَدُ
یعنی کہ قریش اور بنی ہاشم کے افراد سے کہے کہ تمہارا بزرگ خاندان سید و
سردار بنی ہاشم زمین کر بلا پر خاک و خون میں غلٹاں پڑا ہے۔ کوئی دفن کرنے والا
نہیں ہے۔

أَبْلَغُ قُرَيْشًا أَنْ سَيِّدَهَا قَضَا عَطَشًا حَشَاءً بِالْظَّمَا تَتَقَعَّدُ
یعنی کہ اے صبا جلد تر قریش اور بنی ہاشم کو یہ پیغام پہنچا دے انہیں خبر کر دے
کہ تمہارا سردار دنیا سے پیسا اٹھ گیا۔

أَبْلَغُ قُرَيْشًا أَنْ سَيِّدَهَا عَلِيٌّ أَضْلَاعِهِ تَطَا الْجَبُولُ وَتَطْرُدُ
یعنی قریش سے کہو کہ تمہارے سردار کی لاشیں پائمال سم اسپان ہو گئی۔

أَبْلَغُ قَرِيْبًا أَنْ رَأَى سَامِرًا يَهْدِي لِنَعْلِ لِرَسَالَةِ مُحَمَّدًا
یعنی قریش سے خبر کرو کہ تمہارے سید و سردار کا سر مبارک ابن زیاد ملعون،
اور زید پلید کو ہدیہ کیا گیا ہے۔

أَبْلَغُ قَرِيْبَاتٍ دَخَلَ صَبْرًا وَنِسَاءً صَارًا مَعْتَمِرَاتٍ
یعنی قریش اور بنی ہاشم کو خبر کرو کہ اسباب و اساس امام حسینؑ غارت کر دیا
گیا۔ اور ان کے اہل گم کو ایسے بنایا گیا۔

لِلَّهِ مَصْرَعُهُ الشَّنِيْعُ وَرِزْقُهُ الخَطْبُ الفُطِيْعُ فَمِثْلُهُ لَا
يُوجَدُ فَتَعَسَّ إِذْ لَيْتَكَ الْكُفَّارِ الْإِسْرَارِ وَبُؤْسِ الْهَوِّ الْكَأْسِ
الْفُجَّارِ لَقَدْ أَبْكَوْا عِيُونََ الخِتَارِ وَأَحْرَقُوا قَلْبَ الوَصِيِّ الْكِرَارِ
فَوَيْلٌ لَهُمْ مَا ذَا يَقُولُونَ حِينَ يُعْرَضُونَ وَمَا يُجِيبُونَ حِينَ
يَسْأَلُونَ هُنَالِكَ تَبَلَّوْا كُلَّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوْا إِلَى اللَّهِ
مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝
(آیت بخطوط و حدانی۔ سورۃ یونس آیت ۳)

ترجمہ :-

وہاں ہر شخص جو کچھ جس نے پہلے دنیا میں کیا ہے۔ جانچ لے گا۔ اور وہ
سب کے سب اپنے حقیقی مالک کی بارگاہ میں لوٹا کر لائے جائیں گے۔ اور
دنیا میں جو افترا پروازیاں کرتے تھے۔ سب ان کے پاس سے نکل جائیں گی
اے اے شقیاء و جفاکار تم نہیں جانتے کہ کس قدر صدقات مہمان آل محمدؑ
کو تم نے پہنچائے ہیں ہمارے دل و اعوار ہر ہے ہیں۔ اور تم نے کس قدر اسلام
میں رخنہ ڈالا ہے۔

اور کس قدر خدا و رسول خدا کے ساتھ عداوت کا بڑا ثاؤ کیا ہے اور کس قدر دنیا میں فتنہ پر پیا کیا ہے۔ اور ایسا کام کیا ہے کہ جس پر یہود و نصاریٰ بھی ہنستے ہیں کہ امت رسول خدا ہوتے کا دعویٰ اور فرزند رسول خدا کو قتل کرنا کیا یہی دعویٰ مسلمانوں ہے؟ فرعون و فرود سے بڑھ کر ظلم کیا ہے ان زیاد کے مظالم کی کوئی حد ہے۔ خدا ان ملعون کو عذاب الیم چھکائے۔

روایت کی گئی ہے کہ ایک روز حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو عمر ابن سعد ملا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کَيْفَ تَكُونُ اِذَا اُتِمْتَ مَقَامًا تَخْتَارُ فِيهِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَتَخْتَارُ لِنَفْسِكَ التَّامِرُ۔

یعنی کہ اس دن تیرا کیا حال ہوگا۔ جب کہ تو جنت و جہنم کے درمیان فیصلہ کر رہا ہوگا اور پھر تو جہنم کو اختیار کرے گا اس نے کہا معاذ اللہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا، ایسا ہی ہوگا۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ انہیں ہے۔ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ جیب ابن زیاد نہاد حاکم کوفہ بن کر وہاں پہنچا ہے تو اس نے حضرت امام حسین کے خلاف لشکر بھیجے کے لیے سردار و سالار کرنا کا انتخاب کرنا چاہا مگر کوفہ کے رہتے والوں میں سے کسی نے اس عہدہ کو قبول نہ کیا۔ اس کی نظر انتخاب عمر ابن سعد ملعون پر پڑی اسے طلب کیا اور عہدہ تفویض کرنا چاہا تو اس نے عذر کیا اور عہدہ قبول نہ کیا۔ اس پر ابن زیاد وید نہاد نے کہا کہ پھر حکومت رے سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ جیسے حکومت کا پروانہ واپس کرنا پڑے گا۔ عمر ابن سعد نے کہا اچھا مجھے سوچنے کے لیے ایک شب کی ہملت دی جائے یہ بات کہ حکومت رے کو چھوڑ دے۔ عمر ابن سعد کے لیے ناگوار تھی (حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی

پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی جب کہ وہ ابن زیاد سے مہلت مانگ کر یہ سوچتا رہا کہ وہ قتل امام حسینؑ کا مرتکب ہو کر واصل جہنم ہو اور حکومت رسے حاصل کرے۔ یا ایسا نہ کرے)

روایت میں ہے کہ اس کے باپ کے دوستوں میں سے ایک نیک آدمی تھا جس کا نام کامل تھا۔ ابن سعد نے دوسرے لوگوں کے علاوہ اس سے بھی مشورہ کیا اس نے ابن سعد کو قتل امام حسینؑ کے جرمِ عظیم سے بہت ڈرا یا بہت سمجھایا۔ مگر شقی ازلی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ حکومت کے لالچ میں ایسا دیوانہ نہ تھا کہ اس نے کامل کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ کامل نے اس کو یہ واقعہ بھی سنایا کہ وہ اس کے باپ سعد کے ساتھ ایک جنگی مہم میں شریک تھا راستے میں پانی ختم ہو گیا اور تمام لوگ شدتِ پیاس کی وجہ سے سخت پریشان ہو گئے یہ لوگ تلاشِ آب میں ایک راہب کے دیر کے پاس پہنچے اور دق الیاب کیا۔ راہب نے دیر کے اوپر سے سعد کو دیکھ کر پوچھا گیا تم اس پیغمبرؐ کی امت سے ہو جو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔ سعد نے کہا کہ ہم امتِ مرحومہ میں سے ہیں اس نے کہا تم لوگ اپنے نبیؐ کے نواسہ کو قتل کرو گے اور ان کے اہم کو قید کر دو گے۔

سعد نے کہا تم ایسا کیوں کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں اس طرح کی پیشین گوئی پڑھی ہے راہب نے بھی کہا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو اپنی ان پر قربان کر دیتا اور ان کی مدد و نصرت کرتا۔ یہ کہہ کر راہب دیر میں چلا گیا اور پانی نہیں دیا۔ کامل نے کہا کہ اس وقت تیرے باپ سعد سخت پریشان ہو ا کہ بباد اس کا فرزند ”ابن سعد“ اس گناہِ عظیم کا مرتکب ہو گا۔ ابن سعد بباد

پر کامل کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوا اور عذاب آخرت سے تہ ڈرا۔

عمر ابن سعد ایک ہیجانی کیفیت سے مزور گزار جب کہ وہ سرداری لشکر ابن زبیا کے قبول کرے یا قبول نہ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے اس موقع پر چند اشعار بھی کہے مگر اس پر حکومت رے کی طبع اس قدر غالب تھی کہ اس نے اس حکومت کو نقد سودا قرار دیا۔ اور وہ بد بخت آخرت کو ادھار سمجھا رے در حقیقت آخرت پر یقین نہ تھا۔

بعض کتب علماء میں وارد ہوا ہے کہ جب اسیران کربلا اور سر ماہ شہداء علیہم السلام کو فہ پہنچے تو عمر ابن سعد ملعون نے سردار ام حین علیہ السلام ابن زیاد ملعون کو دیر کیا کیونکہ وہ دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس نے امام حسین کو قتل کیا ہے۔ اب ابن زیاد سے جائزہ و انعام طلب کرے۔ لیکن ابن زیاد اس وقت عمر ابن سعد سے کہا کہ حکومت رے کی سرداری کا پروانہ واپس کر۔ عمر ابن سعد نے کہا کہ وہ کم ہو گیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا آج ہی پروانہ واپس کرور نہ تجھے کوئی جائزہ و انعام نہیں ملے گا۔

اس پر ابن زیاد ابن سعد میں ناچاقی ہو گئی۔ اس پر عمر ابن سعد نے کہا اے امیر میں نے تیرے کہنے پر یہ کام کیا ہے اگر میرے باپ بھی کہتا تو میں قتل حسین میرا رضی نہ ہوتا یہ سن کر ابن زیاد غصہ میں بھر گیا اور عمر ابن سعد کو گالیاں دیں اور کہا کہ توجھٹ کہتا ہے۔ ابن زیاد کے بھائی عثمان بن زیاد نے کہا عمر ابن سعد صحیح کہتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کام کو انجام دینے پر راضی نہ ہو گا گو یہ شقی ازلی راضی ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ تر نے سخت جرم کیا ہے پس تیرے لیے دنیا میں حسرت اور آخرت میں عذاب الہی ہے۔ پس عمر ابن سعد اس کی مجلس سے منوم اٹھا اور اپنے آپ

مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ، آتِي وَاللَّهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ - وَالْإِمْلَاقِ

قَاطِبَةُ عَلِيٍّ ابْنِ سَعْدٍ وَأَذْيَابِ الضَّلَالَاتِ قَاسْتَبِدُوا بَعْلِي

رَأْبِنَ هُنْدٍ شَقِيٍّ وَبِالْحُسَيْنِ يَزِيدًا إِذْ لَقُوا يَأْسُ لَعْنَتِ عَدَمَانِكُمْ مَقْرَبِينَ هُوَ تَجْرِبَةُ عَمْر

بن سعد شقی وگمراہ ازلی کس قدر گمراہ ہو کہ بجائے علیؑ پر صدمہ دے گا وہ اور بھلے حسینؑ

بزرگ کو اختیار کیا۔ فَمَا رَعَوْ قَاطِبَةَ فِي سَفَاكَ مَهْتَجَهَا، وَلَا رَأَوْا حُرْمَةَ لِلْفَاطِمَةِ

بِعْنِي كَمَا تَرْتَحِمْتِ قَاطِمَةَ كَوْنِهَا فِي رُكْحَانِ كُوَا سِيرَ كَمَا بَدَأَ رَقَعُوا الْقَتْلَ

فِي آلِ النَّبِيِّ، وَمَا اِبْرَقُوا عَلَيَّ الطُّقْلَ اَوْ سَبَى الْعِلْيَاتِ بَلْ كَلَّ رَسُولُ مَدَاكِهِ

وَعَادَ فَرِيْبَ كَمَا - اِنْ كُو قَتْلَ كَمَا اَوْ عَوْرَاتِ قَاطِمَةَ كُو اسیر و قید کیا۔ وَابْرَدُوا وَالْحَاسِرَاتِ

الْعَزْمُونَ حَجْبٌ - مُشْتَهَرَاتِ عَلِيٍّ ظَهَرَ الْجَمَالَ - كُو عَوْرَاتِ قَاطِمَةَ اَوْ

علویہ کو بے پردہ کیا۔ اَوْ اَوْ نَمُولِ پَر سوار کر کے تشہیر کیا۔ قَتْلَ وَا سِرْو

تَسْتِيْبٌ وَمَسَّ اَذْيَ مَوْذَعَاتِ عَلِيٍّ خَيْرَ الْبَرِيَّاتِ -

گو یا قتل اور اسیری در بدری اور آزاد و تکلیف ان کو پہنچائیں تو بہترین خلق

ہیں۔ پھر بھی مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔

فَمَنْهُمْ مَنْ تَمَسَّ الْاَرْضَ وَجَنَّتْ، وَمَنْهُمْ خَالِضٌ بِحَرَامِيَّاتِ -

پس روتے ہوئے وہ مرد و زن میں پر گر پڑا اور اپنا چہرہ خاک پر ملنے لگا۔ نَم

وَالْمِ فِي مَبْتَدَا هُوَا - مَرَّ جَارِ جَانِبِ بِلَادِ فِي مِ بَحْسَ كَمَا بَعْنِي كُو مَرْمُ دُو عَالَمِ هُوَا فَصَاحَ هَا لَفِ

یعنی کہ ہاتھ غیبی نے ندا دی۔ اَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ وَلَدِ هَذَا

الْحُسَيْنِ عِبْرَتِي بِالرَّمَالَاتِ نَا كَا هَا تَفِ غَيْبِي نَعْرِ اِدِكِي كُو يَهْ مَقْتُولِ حَسَنِ

علیہ السلام کہ جس کا لباس چھلنی ہو گیا ہے بے کفن ایک کر بلا پر پڑا ہے

یہ اس دُوحستانِ راسہ اشراً ، والتَّوَرِّيسِطِعُ مِنْهُ أَمَى سَطْعَاتِ
یہ حسینؑ ہیں کہ جن کا سر بریدہ نیزہ پر نصب ہے۔ اور ان کے چہرہ سے نور
ساطع ہو رہا ہے۔

تَوَعَّرَ عَمَّ الْعَرْشُ مِنْ هَذَا الصَّابِ أَسَى ، وَاظْلَمَ الْحَقُّ مَكْشُوفِ الْمُنِيرَاتِ
آہ عرشِ عظیمِ تنزل کی حالت میں ہے ہوا تاریک ہو گئی ہے آفتابِ عالمیت
گہن میں آ گیا ہے۔ اب ہم ایک اور حکایت سپردِ قلمِ حاس کرتے ہیں تاکہ بصیرت
میں اضافہ ہو۔

صاحبِ مناقب کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام زمین کر بلا پر
فروکش ہوئے تو ابنِ زبیر ریاحی اس بات کی اطلاع ابنِ زیاد کو بھیج دی تو اس ملعون
نے ایک نامہ اس مضمون کا حضرت امام عالی مقام کو تحریر کیا۔

أَمَّا بَعْدَ فَقَدْ بَلَغَنِي نَزْوَلُكَ بِكَرْبِلَا وَقَدْ كَتَبْتُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
بِزِيدٍ (عَلَيْهِ اللَّعْنُ) اِنَّ لَا اتَوْسَدَ الدَّائِيْرُ وَلَا اَشْبَعُ مِنَ الْخَيْْرِ اِلَّا اَنْ
اَقْتَلَكَ وَالْحَقُّكَ بِاللَّطِيْفِ الْخَيْرِ اَوْ تَرْجِعَ اِلَى اِحْتِمَى وَحُكْمِ يَزِيْدِ بْنِ مَعْوِيَةَ وَالسَّلَامُ

یعنی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کر بلا میں فروکش ہوئے ہیں۔ مجھے یزید ابنِ معاویہ
نے یہ تحریر کیا ہے کہ میں اس وقت تک آرام سے نہ پھوں جب تک آپ کو
قتل نہ کرادوں یا آپ میرے اور یزید بن معاویہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں
ابنِ زیاد کا یہ خط آپ کو دیا گیا۔ تو آپ نے اسے پڑھ کر حقارت سے چھینک
دیا اور فرمایا کہ میں مخلوق کی رضامندی نہیں چاہتا مجھے رضاعِ خدا مطلوب ہے
قاصد نے جواب مانگا تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ قاصد واپس کو نہ پہنچا
اور واقعہ بیان کیا تو وہ مردودِ وائلی بہت زیادہ غضبناک ہوا۔ بروایت شیخ

مفید اور عمر ابن سعد کو طلب کیا اور اس کی ماتحتی میں چار ہزار سپاہیوں کا لشکر
 بطرف کربلا روانہ کیا۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابن زیاد ملعون
 نے اور بھی چار چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر کربلا روانہ کیا ہے۔ عمر ابن سعد جب اپنے
 لشکر کے ساتھ وارد کربلا ہوا تو اس نے عروہ بن قیس کو امام حسینؑ کے پاس تظ
 بھیجے والوں میں شامل تھا۔ پس اس نے امام عالی مقام کے پاس جانا منظور نہیں
 کیا۔ پھر چند ایک آدمیوں نے بھی امام علیہ السلام کی خدمت میں بقرض استدفسار
 جانا پسند نہیں کیا۔ آخر کار قرۃ بن قیس حنظلی کو عمر ابن سعد نے طلب
 کیا اور خدمت امام عالی مقام میں بھیجا۔ وہ اس کا پیغام لے کر امام عالی مقام کی طرف
 روانہ ہوا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کیا تم میں سے کوئی
 شخص اس کو پہنچاتا ہے کہ یہ کون ہے حضرت حبیب ابن مظاہر نے عرض کی یہ
 شخص قبیلہ حنظلہ بنی تمیم میں سے ہے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں اور اس
 کا اعتقاد بھی صحیح ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ہماری طرف آ رہا ہے
 وہ جیب نزدیک پہنچا تو اس نے سلام کیا۔

اور کہا کہ امیر شکر عمر ابن سعد دریافت کرتا ہے کہ آپ ان اطراف میں کس
 لیے تشریف لائے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل کوفہ کے متعدد
 خطوط آئے ہیں یہ تحریر تھا کہ ہمارا کوئی رہبر و امام نہیں ہے۔ آپ تشریف
 لائیں تو ممکن ہے کہ ائمہ تعالیٰ ہم لوگوں کو حق و راستی پر جمع کر دے اگر تم
 لوگ میرا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تو میں واپس جانے کو تیار ہوں یہ جواب
 لے کر جب قرۃ ابن قیس جانے لگا تو حبیب ابن مظاہر نے کہا۔ قرۃ اب تم کہاں
 جا رہے ہو آفرزند رسولؐ کی نصرت کرو۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت ایک

ایک پیغام رسان ہوں۔ پیغام پہنچا دوں تو خود کروں گا عمر ابن سعد کو جب امام حسینؑ کا یہ پیغام ملا۔ تو اس نے یہ سوچ کر جنگ سے ہٹکا مائل جانے لگا۔ ابن زیاد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ حسینؑ یہاں سے واپس جانا چاہتے ہیں لہذا انہیں جانے دیا جائے۔ حسان ابن قائد کتنا ہے کہ جب ابن سعد کا خط ابن زیاد کو ملا تو میں اس وقت دربار ابن زیاد میں موجود تھا۔ اس نے عمر ابن سعد کا خط پڑھ کر کہا کہ الْآنَ إِذَا عَلَقْتَ عَنْ مَخَالِمِنَا بِهِ يَدْجُوا التَّجَاةَ وَوَلَاتَ حَيْثَ مَنَّا هُوَ۔ کہ اب جب کہ وہ ہمارے جنگل میں آچکے ہیں رو اسی جانا چاہتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ چنانچہ ابن زیاد نے عمر ابن سعد کو خط لکھا کہ۔

فَاعْرِضْ عَلَى الْحَسِيِّينَ أَنْ يُبَايِعَ لِي زَيْدٌ هُوَ وَجَمِيعُ أَصْحَابِهِ۔

یعنی کہ وہ اور ان کے تمام اصحاب (امیر المومنین) زید کی بیعت کریں۔ بعدہ ہم ان کے بارے میں سوچیں اور فیصلہ کریں گے۔ چونکہ ابن زیاد ابھی طرح سمجھتا تھا کہ فرزند رسولؐ پر مسویر کی ہرگز بیعت نہیں کریں گے۔ اس لیے اس نے کوفہ کی جامع مسجد میں تمام اہل کوفہ کو جمع کیا۔ اور اعلان کیا کہ جو حسینؑ سے جنگ پر آمادہ کیا اور ان کو مال و متاع دیتے کا وعدہ کیا۔ اور اعلان کیا کہ جو حسینؑ سے جنگ کرنے نہیں جائے گا۔ اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اہل کوفہ کی اکثریت حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے پر چند و رسم اور معمولی انعام کے لیے جو شخص بھی تیر و تلوار لے کر آگیا وہ فوج میں داخل کر لیا گیا چنانچہ قاتل خرمہ شمر بن ذی الجوشن فی اربعۃ الاف۔ کہ سب سے پہلے شمر ولد الحرام کی سرکردگی میں چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر روانہ ہوا۔ لشکر عمر بن سعد میں چار ہزار اور لشکر حُر میں ایک ہزار اور لشکر شمر ولد الحرام میں چار ہزار اس طرح نو ہزار پر لشکر مشتمل

ہو گیا۔ یزید بن رباب کلبی کی سرکردگی میں دو ہزار، حصین بن نمیر سکونی کی سالاری میں چار ہزار، نصیر بن فلاں کے ساتھ دو ہزار، اور قبیلہ مازن سے تین ہزار افراد پر مشتمل لشکر بلا روانہ ہو گیا کہ فرزند رسول خدا امام حسینؑ سے جنگ کرے۔ روایت ابن بابویہ عبد اللہ حصین تمیمی کی سالاری میں ایک ہزار سوار اور محمد بن اشعث بن قیس کے ہمراہ ایک ہزار سوار، شیدت بن ربیع کے ساتھ ایک ہزار سوار بلا روانہ کئے گئے۔

روایت دیگر شیدت کی سرکردگی میں چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر بلا روانہ ہوا محمد بن ابی طالب الموسوی جو علماء و ثقہ میں سے ہیں فرماتے ہیں فَمَا ذَا لِيُوسِلُ بِالْعَاكِرِ حَتَّى تَكْمَلَ عِنْدَكَ تَلْتُونَ الْقَامَا بَيْنَ فَارِسٍ وَ رَاحِلٍ۔ یعنی کہ اس گمراہ انڈیٹے میں تیس ہزار سوار و پیادہ پر مشتمل لشکر جمع کیا تھا اور یہ بہت مشہور اور موثق قول ہے۔ روایت بابیٹس ہزار سوار و پیادہ تھے۔ محمد بن اسمعیل بخاری جو کہ امام اہلسنت ہیں فرماتے ہیں کہ چالیس ہزار افراد سوار و پیادہ پر لشکر ابن زیاد مشتمل تھا اور سید ابن طاووسؒ کہ جو علماء شیعہ میں نمایاں شخصیت رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ لشکر ابن زیاد ایک لاکھ افراد پر مشتمل تھا ابو مخنف، لوط بن یحییٰ انندی کہتا ہے کہ لشکر ابن زیاد میں ایک سو بائیس ہزار سوار و پیادہ وغیرہ تھے۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ اسی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ اور باقی نعل بند، اور نیز و تلوار تیز کرتے والے اور کوسہ بردار تھے۔ المختصر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مختصر ترین اصحاب و انصار کے مقابلہ میں کر بلا میں چاروں طرف دشمنی کی فوجیں پڑی ہوئی تھیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی روایت کے مطابق بروز جمعرات دوسری محرم ۶۱ھ

کو امام حسین علیہ السلام وارد وشت کر بلا ہوئے۔ اور تیسری محرم بروز جمعہ عمر بن سعد ملعون اپنا لشکر لے کر دہاں پہنچ گیا ہے اور چھ محرم تک ابن زیاد کا پورا لشکر کربلا میں جمع ہو گیا تھا۔ تمام افواج کا سپہ سالار عمر بن سعد اور اس کا فرزند نوہب تھا جو کہ وزیر عمر بن سعد تھا شمر ملعون کے پاس دو منصب تھے ایک یہ کہ وہ سپاہی لوگوں کا سردار نہاسنان بن انس مخفی لشکر نویس تھا یعنی کہ فوجی ریکارڈ کا اہلکار تھا۔ ثانی اصمعی، حرملہ بن کابل، عمار لشکر تھے۔ ابو ایوب غنوی گھوڑوں سے متعلق سامان کا نگران تھا۔ اس ملعون نے امام مظلوم علیہ السلام کے حلق مبارک پر نیزہ مارا تھا۔ محمد بن اشعث یہ حضرت ابو جحکم بن کافزند تھا۔ اور اس کا باپ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے قتل میں شریک ابن ملجم تھا اور اس کی خواہر اسماء نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا تھا۔ اور محمد بن اشعث خود قتل امام حسین میں شریک تھا۔ عمر بن صبح حیدرادی کہلا میں سنگ باری کرنے والوں کا سردار تھا۔ متقذبن مرة بعدی قاتل حضرت علی اکبر ہے۔ غرض کہ ان سب جفا کاروں نے قتل امام حسین میں حصہ لیا۔ اور نبی و خاتمہ کو اذیت پہنچائی۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد ملعون کو یہ لکھا تھا کہ میں نے تیرے لیے سواروں اور پیادوں میں کوئی کمی نہیں رکھی ہے۔ پس تو اس بات کا خیال رکھ کہ ہر صبح و شام کی خبر مجھے دیتا رہے۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابن زیاد کے اس خط کے ساتھ ایک اور بھی خط عمر بن سعد کو پہنچا جس میں تحریر تھا کہ

حَلُّ بَيْنِ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ وَبَيْنَ الْمَاءِ وَلَا تَدْعُهُمْ يَدُ وَقُوا
مِنْهُ قَطْرَةً كَمَا صَنَعَ بِالتَّقَى الزُّكِّي عَشَانَ بْنِ عَقَاتٍ -

یعنی کہ اے عمر بن سعد تو حسینؑ اور اصحاب حسینؑ پر پانی بند کر دے اور
 ایک قطرہ آب وہاں نہ جانے پائے جیسا کہ حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ
 کیا گیا تھا۔ اور یہ لکھا کہ اگر تم پورے طور سے میرے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو
 تو تم امیرت کرو ورنہ سالاری کا ہندہ شمر بن ذی الحوشن کی سپرد کرو۔
 پچنانچہ عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو نہ فرات پر ٹکر کے ساتھ متعین کیا کہ
 پانی حسین بن علیؑ کے خیموں میں نہ جانے پائے۔ اور یہ بندش آب ساتویں محرم
 کو کی گئی تھی۔ حصین ازوی ملعون نے لشکر امام حسینؑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ
 دیکھتے ہو نہ فرات آب شرب جاری ہے۔ مگر تم ایک قطرہ پانی نہ دیا جائے گا
 اس وقت امام حسینؑ علیہ السلام نے بارگاہ خدا میں عرض کیا۔ **اللَّهُمَّ اقْتُلْهُ**
عَطشًا وَ لَا تَقْرُلْهُ اَيْدًا خداوند! تو اس کو پیاسا ہی قتل کر اور اس کو
 ہرگز نہ بخشا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ بخدا میں نے دیکھا کہ وہ ملعون پانی پینا تھا اور
 اس کی پیاس نہ بجھتی تھی۔ یہاں تک کہ اس قدر پانی پیا کہ اس کا شکم پھٹ گیا
 اور وہ فی النار ہوا۔ یہ بھی روایت ہے کہ جب امام مظلوم کے سچول اور المرحوم
 واصحاب پر پیاس نے غلبہ کیا تو آپ نے بیلچہ طلب کیا اور پشت خیمہ
 چند گام بہت قبلہ زمین کھودی کہ چشمہ آب برآمد ہوا۔ سب نے پانی پیا اور
 وہ چشمہ آب غائب ہو گیا۔ جب یہ خبر ان زیاد کو پہنچی اس نے عمر بن سعد کو نامہ
 لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؑ نے کتوان کو داسے اور پانی پیاسے تو اپنے
 کام کو ان پر سخت سے سخت ترک کر دے۔ تاکہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ پیاسے
 ہی ختم ہو جائیں۔ ادھر امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ علیہ السلام کی تین سواریوں
 کے ہمراہ نہ فرات بھیجا کہ پانی لائیں۔ جب آپ شب کے وقت نہ فرات

پہنچے تو عمرو بن الحجاج نے آواز دی کہ تم کون لوگ ہو۔ ہلال بن نافع بجلی نے کہا کہ ہم تیرے نبی غم میں اور تیرے قبیلہ سے ہیں۔ پانی پیتا ہے۔ اس نے کہا اشرب ہنیئا۔ کہ شوق سے پانی پیو۔

تم پر پانی پینا مباح ہے۔ لیکن عمرو بن حجاج نے نہہر کا راستہ نہیں کھولا۔

اس پر ہلال بن نافع نے کہا کہ وینحک کیف تاملر فی ان اشرب والحسین ومن معہ یؤثون عطشاً یعنی کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے مجھے

تو پانی پینے کی اجازت دے دی مگر حسین بن علیؑ اور ان کے اطہر اور اصحاب سب

ہی پیاسے ہیں اور پانی لے جانے سے نہیں روکتا ہے یہ سن کر اس ملعون عمر

و بن الحجاج نے شور مچایا اور اپنے نگرانوں سے کہا کہ پانی نہ جانے پائے۔

اس کاٹ کر مانع ہوا۔ اور جنگ شروع ہو گئی مگر تاہم حضرت عباسؑ اور ان

کے ہمراہی پانی بھرتے میں کامیاب ہو گئے۔ اور خیام میں پانی پہنچایا اور سب

نے پانی پیا۔

اس جنگ میں امام حسینؑ کا کوئی آدمی قتل نہیں ہوا۔ اور حضرت عباسؑ

کو شرف تقیات ملا۔ اور آپ نقلے اہلبیتؑ کہلائے۔ علماء حضرت فرماتے

ہیں کہ ان چند دنوں میں سوائے دوسرے پھر حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے

اہلبیت و اصحاب تک پانی نہیں پہنچا۔ پیاسے ہی شہید ہوئے البتہ آب شمشیر و

تیغ و سنان سے پیاس کچی۔ و احسن تافرزد ساقی کوثر پر بندش آب اور امت

رسول خدا کے ہاتھوں۔ ہماری یانیں قربان ہو جائیں ان سر ہا بو بریدہ پر کہ جو

شام میں یزید کو ہدیہ کے لیے گئے۔ پس حضرت امام حسینؑ نے عمر بن سعد کو یہ

پیغام دیا کہ میں تجھ سے اسی شب میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور مقام گفتگو دو دن

شکروں کے درمیان ہوگا چنانچہ جب عمر ابن سعد کو یہ پیغام ملا تو وہ بیس آدمیوں کو لے کر اپنے لشکر سے نکلا اور ادھر حضرت امام حسینؑ بھی بیس افراد کے ساتھ اپنے خیمہ سے پرآمد ہونے اور مقام معینہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت عباس علمدار اور حضرت علیؑ اکبر آگے آگے تھے اور اس کے ہمراہ اس کا بیٹا حوضؑ اور ایک غلام تھا۔ جب نزدیک پہنچے حضرت امام حسینؑ نے اس سے فرمایا۔

وَيْلَكَ يَا بَنَ سَعْدٍ اَهْمَاتِ تَتَّقِي اللّٰهَ الَّذِي اِلَيْهِ مَعَارِكُ اَنْفَعَالِنِي

وان بن من علمت۔ یعنی اے پسر سعد تجھ پر وائے ہو کہ تجھے

خدا کا خوف نہیں ہے تو خدا سے نہیں ڈرتا کیا تو مجھ سے جنگ کرے گا حالانکہ تو مجھے جانتا ہے۔ کہ میں کس کافر زندہ ہوں میرے پیر اور نانا کو تو خوف جانتا ہے۔

ذَرَهُوْا لَاعِدُوْكُمْ مَعِيَ فَاِنَّهٗ اَقْرَبُ لَكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

اس جماعت جفا کار کو چھوڑ دے۔ میری نصرت و یاوری کر جو میری خوشنودی خدا اور رسولؐ ہے۔ لیکن اس ملعون نے کہا۔ اَخَافُ اَنْ يُّهْتَمَّ دَارِي۔ یعنی کہ وہ میں ڈرتا ہوں کہ ابن زیاد میرا گھر غارت کر دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرا مکان بتو ادوں گا۔

اس نے کہا کہ نہیں مجھے بہت خوف ہے کہ میری ذرا سعی زمیں ضبط کر لے گا آپ نے فرمایا کہ مدینہ میں تجھے ہیں زمین دے دوں گا۔ لیکن اس نے کہا لِيْ عِيَالٌ وَاَخَافُ عَلَيْهِمْ۔ کہ میرے اہل و عیال کو فتنہ میں ہیں اور وہ پر زیادہ سے خائف ہیں۔ یہ کہہ کر وہ بد نعتیہ محوش ہو گیا امام حسینؑ علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ اس شقی ازلی پر کوئی نیک بات اثر نہیں

کرتی۔ اور اس کا دل سخت ہو چکا ہے۔ آپ نے اس کو اس آیت کا مصداق پایا کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ الخ یعنی کہ کتنا ہی چاہو منزل تک نہیں پہنچا سکتے (سورۃ القصص آیت ۱۷) حضرت امام حسین نے اس پر نفرین کی کہ خدا تجھے تیرے بستر پر قتل کرے اور تجھے نہ بخشے۔ فَوَاللّٰهِ لَا اَرْجُوْاَنْ تَاْكُلَ مِنْ بُرِّ الْعِرَاقِ اِلَّا سَيِّئًا يَّبِئِنِيْ كَبْحَعِيْ اميد ہے کہ تجھے گندم عراقی کھانا نصیب نہ ہوں گے اس بد نصیب نے بطور اشنہزاکہ کہا کہ اگر گندم نہ سہی تو جو تو ملیں گے حضرت امام مظلوم کا یہ ارشاد فرمایا کہ تجھے گندم عراقی کھانا نصیب نہ ہوں گے از مغرہ تھا ایسا ہی ہو کہ اس کو بوجہ عماری گندم کھانا نصیب نہ ہو اور وہ اصل جہنم ہوا۔ اور عمر ابن سعد واپس ہونے کے بعد ابن زیاد کو ایک خط لکھا کہ خدا نے آتش فتنہ سرود کر دی اور امت اصلاح پذیر ہو جائے گی کہ حسین علیہ السلام اس امر پر راضی ہو گئے ہیں کہ مدینہ واپس چلے جائیں۔ اور گوشہ نشینی اختیار کر لیں۔ اور عام مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کریں یہ خط ابن زیاد کو ملا۔ مضمون خط پڑھا بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ اس وقت ابن زیاد کے پاس شہر ولد الحرام بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کیا اس کو تو قبول کرتا ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ ابن علیؑ کو ان اطراف سے جانے دینا چاہتا ہے۔ ابن زیاد کو اس کے جاسوسوں کے ذریعہ ابن سعد سے متعلق جملہ خبریں پہنچ رہی تھیں۔ اس نے عمر ابن سعد کے نام اس امر کا خط لکھا کہ میں نے تمہیں حسینؑ سے باتیں کرتے کے لیے نہیں مامور کیا ہے۔

اَیْسِیْ زَنْدَاقِیْ كِیْ اَمِیْدُ وَا لَنْ اَنْظُرُ فَاِنْ نَزَلَ حَسِیْنٌ وَا صَحَابُهُ عَلٰی حُكْمِیْ وَا سْتَسْتَمُوْا فَا بَعَثْ بِہِمَّ اِلٰی سَلْمَا۔

اس بات کا خیال رکھ اگر حسینؑ اور ان کے اصحاب میرے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں تو ان سب کو میرے پاس بھیج دے۔ اور اگر وہ اس بات کو۔
 بیعت یزید کرنے کو نہ مانیں تو ان کے قتل کے سوا کوئی اور صورت نہیں ہے
 فَإِن ابُوا فَارْحَمْتَ بِهِمْ حَتَّى لَقَيْتَهُمْ وَتَمَّتْ بِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَذَلِكَ مَسْتَحْفُونَ
 اگر قبول نہ کریں تو ان پر ہجوم کر ان کا محاصرہ کر۔ اور ان سے جنگ کر۔ اور ان کو
 قتل کر۔ ان کے ہاتھ پیر قطع کر۔ کیونکہ (معاذ اللہ) وہ اس عفتیت کے مستحق
 ہیں۔

فَإِن قَتَلْتَ حَسِبْنَا فَاوْطِئَ الْخَيْلَ صَدْرَهُ وَظَهْرَهُ فَإِنَّهُ غَايَ ظَلُومٍ
 کہ جب تو حسینؑ کو قتل کر دے تو ان کی لاشیں پر گھوڑے دوڑا دینا۔ پانٹال
 سم اسپان کرنا لعنة الله عليه وعلى كلابه یعنی کہ خدا کی لعنت ہو
 ابن زیاد و افرادے پر اور اس کے کلام پر کہ جو اس نے امام مظلوم کے بارے
 میں لکھا ہے۔

صَدُورُ الْعُلَى أَمَسَتْ بَعْضُهُمْ كِرْبَلًا تَرْتَضِي بِرُكْحِ الْعَادَاتِ صُدُورَهُمَا
 آہ صدآہ کہ تاجدار امامت پروردہ رسول خدا، نازمین فاطمہ زہرا، علیؑ کی
 گود کی زینت آج زمین کو بلا پر خاک و خون میں غلٹاں پڑا ہوا ہے۔ اور
 سینہ اقدس جو محل علوم الہی ہے پانٹال سم اسپان ہو گیا ہے۔

اس کو پیاسا شہید کیا ہے حالانکہ نہ فرات سے سانس نہ بہ رہی ہے جب
 ابن زیاد یہ نہاد کا نامہ عمر ابن سعد شقی کو ملا۔ شمر طعون و لدا الحرام نے کہا کہ آیا تو
 امیر ابن زیاد کے حکم پر عمل کرے گا یا نہیں اگر اس کے حکم پر عمل کرنا نہیں چاہتا تو
 سالاری سے الگ ہو جاؤ میں سالار شکرینتا ہوں مجھے ابن زیاد نے زبانی

بھی اس کا حکم دیا ہے چنانچہ عمر بن سعد نے بروز پنجشنبہ ۹ / محرم ۱۱ / کو عصر کا وقت تھا کہ نواسہ رسول خدا پر حملہ کر دیا۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ میں اپنی تلوار پر صیقل فرما رہے تھے۔ کہ آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور محو نیند تھے۔ آپ کی بہن زینب خاتون لشکر اعداء کی ہلاہلو اور شور و غل سن کر آپ کے نزدیک آئیں اور آپ کو بیدار کیا امام حسینؑ نے فرمایا اے بہن ابھی نانا رسول خدا کو خواب دیکھا کہ فرماتے ہیں اے حسینؑ غصہ تیرا تو ہمارے پاس ہو گا۔ دنیا کی تکلیفوں سے نجات پائے گا۔ جیسے ہی حضرت زینب خاتون نے سنا اپنے منہ پر طمانچہ لگائے۔ اور گریہ و بکا کرنے لگیں۔

امام حسینؑ نے تلقین صبر کی اور فرمایا اے بہن تم تو صابرہ کی بیٹی ہو خدا تم پر رحمت کرے۔ جبر کرے۔

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت عباس ابن علیؑ آپ کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کیا یا اخی اناک القوم۔ اے برادرشکرستم شمار آپہنچا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ اور ان سے دریافت کرو کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اور کس عرض سے منہ اس طرف کیا ہے حضرت عباسؑ بیس سواروں کے ہمراہ لشکر عمران سعد کے سامنے تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ اے قوم تم کیا چاہتے ہو۔ اور تم تو صرف اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے آقا و مولیٰ نے مامور کیا ہے۔ کہ تمہاری آمد کا سبب معلوم کریں۔ اس پر ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو ہمارے امیر نے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا کہ قدرے صبر کرو تا کہ ہم اپنے برادر ذی قدر حسین علیہ السلام کو تمہارے نظریہ سے مطلع کر دیں۔ جب حضرت عباسؑ نے واپس آکر سارا حال بیان

کیا تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ لے بھیا:

أَنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُوَخَّرَ هَرَمَ إِلَى عَدِيٍّ وَتَدْفَعَهُمْ
عَنَّا الْعَشِيَّةَ لَعَلَّنا نَصَلِّي لِرَبِّنَا اللَّيْلَةَ وَنَسْتَغْفِرَهُ فَهُوَ
يَعْلَمُ أَنِّي قَدْ أَحْبَبْتُ الصَّلَاةَ لَهُ وَنَلَاوَةَ كِتَابِهِ وَكَثْرَةَ الدُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ
لِے برادر اگر تم کر سکتے ہو تو ان لوگوں کو راجھی کرو کہ جنگ ڈرامنتوی کریں۔

اور آج کی شب ہمیں مہلت دیں کہ ہم اپنے معبود کی عبادت کر لیں نمازیں پڑھیں
کثرت سے دعائیں مانگیں کیونکہ ان چیزوں کو بہت دوست رکھتا ہوں حضرت
عباسؑ شکر اعداء کی طرف گئے۔ ان کو آگے بڑھنے سے روکا اور فرمایا کہ فرزند
رسول خدا تم سے ایک شب کی مہلت طلب کرتے ہیں تاکہ وہ جی بھر کے
اپنے معبود کی عبادت کر لیں اور اپنے معبود سے راز و نیاز کی باتیں کر لیں۔

شمر ملعون اور عمر بن سعد بد نہاد مہلت دینے پر راجھی نہ تھے مگر ان کے شکر
میں بعض لوگوں نے کہا کہ اے ابن سعد اگر غیر مسلم بھی عبادت کے لیے مہلت
مانگتا تو ہمیں انکار کرتا نہیں چاہتے تھا چہ جائیکہ فرزند رسول خدا۔ تو نظر خاطر

زہرا اور پسر علی مرتضیٰ ہم سے ایک شب کی مہلت مانگ رہا ہے۔ اور تو
شکر کو پیچھے بیٹھنے کا حکم نہیں دیتا۔ یہ حال عمر ابن سعد ملعون نے شکر کو پیچھے بیٹھنے

کا حکم دیا اور امام حسینؑ کو ایک شب (یعنی شب عاشورا و محرم) کی مہلت
دی۔ اور کہا کہ ایک شب کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر حکم ابن زیاد تسلیم
کر لیں تو خیر ورنہ صبح جنگ ہوگی۔ امام حسینؑ نے اور آپ کے ہمراہیوں اور اہلبیت

اطہار نے رات بھر عبادت میں بسر کی تسبیح و تقدیس بجالائے امام عالی مقام نے حیوں سے اس
طرح تسبیح و تقدیس کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی گرج کی آواز بلند ہوئی ہے

شب عاشورا محرم کے غم اندوز

واقعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَفَعَ مَدَارِجَ السَّعَادَةِ وَاَعْلَىٰ مَعَارِجِ الشَّهَادَةِ وَاخْتَبَرَهُمْ بِضُرُوبِ الرِّزَايَا وَصُنُوفِ الْاِبْتِلَاءِ وَارْتَضَاهُمْ بِحَبِیْلِ الصَّلٰوةِ وَالْعَزَاءِ وَعَوَّضَهُمْ عَنِ الْحَيٰوةِ الْفَانِیَةِ وَالتَّعَمُّةِ الدِّیْنِیَةِ حَیٰوَةً بَاقِیَةً وَنَعِیْمًا بِالْاِنْفَاءِ فَقَالَ - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا طَبَلْ اَحْیَاءٌ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی قُدُوَّةِ خَیْلِ الْاَنْبِیَاءِ وَنَجْبَةِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَاُسْرَتِهِ الْبِرَّةِ الْاَصْفِیَاءِ وَعَثْرَةِ الْبُحَیِّاءِ السَّعْدَاءِ خِصْوَصًا عَلٰی سَبِطِ الشَّهِیْدِ وَوَلَدِهِ الشَّهِیْدِ جَلِیْلِ الْمَنَاقِبِ فِی الْبَلَاءِ وَالْحَسَابِ فِی الْبِیَاسِ وَالضَّرَاعِ قَتِیْلِ الطَّمَاعِ وَمَحْرُوْقِ الْحُبَّاءِ مُقَطَّعِ الْاَعْضَاءِ وَمَحْزُوْرِ الرَّاسِ مِنْ لَقْفَاءِ مَسْئُوْبِ الْعِبَادَةِ وَالرِّدَاءِ مُحْضَبِ الشَّیْبِ مِنَ الدَّمَاءِ اَبٰی الشَّهْدَاءِ وَارْحٰی الشَّهْدَاءِ وَسَیِّدِ الشَّهْدَاءِ

وَخَاصِ اصْحَابِ الْكِسَاءِ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ . وَعَلَى اَهْلِ
بَيْتِهِ النَّجِيَاءِ وَاصْحَابِهِ السَّعْدَاءِ السَّالِكِينَ مَالِكِ الْحَمِيَّةِ وَالْوَفَاءِ
الْمُرْتَضِينَ اَعْلَى مَدَارِ حَرَارِيَابِ الْوُدِّ وَالْوَلَاءِ صَلَوَةٌ مَتَّصِلَةٌ دَائِمَةٌ
مَظْهَرٌ لِلْقَمَرِ نُورٌ وَلِلشَّمْسِ ضِيَاءٌ وَعَنْتَهُ اللَّهُ عَلَى اَعْدَائِهِمُ الْاَشْفِيَاءِ
وَلَعْدُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى .

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا اَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ اَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ مَن اَنْصَارُ اللَّهِ .
فَاَمِنْتُ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ مِّنَّا
الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدْوِهِمْ فَاَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ۝
(سورة الصف آیت ۷۰)

ترجمہ :

اور اے ایمان دارو خدا کے مددگار بن جاؤ۔ جس طرح ہریم کے بیٹے عیسیٰ
نے حواریوں سے کہا تھا۔ کہ (بھلا) خدا کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار
کون لوگ ہیں تو حواریں بول اٹھے تھے۔ کہ ہم خدا کے انصار ہیں۔ تو بنی اسرائیل
میں سے ایک گروہ ان پر ایمان لایا۔ اور ایک گروہ کافر رہا تو جو لوگ ایمان لائے
ہم نے ان کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد دی تو (آخر) وہی غالب رہے۔
اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے گروہ مرئین سے خطاب فرمایا ہے کہ
اے ایمان دارو خدا کے انصار بن جاؤ۔ خدا کے مددگار بن جاؤ۔ واضح رہے کہ
خداوند عالم غنی بالذات ہے۔ یعنی کہ اس کو کسی کی احتیاج نہیں ہے۔ لہذا خدا
وند عالم کا یہ فرمانا کہ ایمان والوں خدا کے مددگار بنو۔ یہاں اس سے یہ مراد ہے

کہ جو بزرگان خاص خداوند عالم کی طرف ہدایت نوع انسانی کے لیے بھیجے گئے ہیں ان کی مدد کرو۔ بس نبی و امامؑ کی مدد کرنا یعنی اعلائے کلمۃ الحق میں ان کا ساتھ دینا خواہ مددگار کی جان باقی نہ رہے۔ مطلوب و پسندیدہ خداوند عالم ہے۔ اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی نے خدا کی مدد کی۔ اور عالم مثال میں خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ اور ان کے حواریوں کو پیش کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دعوت نصرت دینے پر ان کے حواری بول اٹھے کہ ہم اللہ کی نصرت کے لیے تیار ہیں۔ اور چونکہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے انکار کیا وہ کافر ہو گئے اور بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا۔ بس خدا نے ان کی مدد کی کہ جو ایمان لے آئے تھے یہیں سے یہ امت ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبی و امامؑ جو ہادیان برحق ہیں اگر مدد کے لیے بلائیں تو ان کی مدد کرنا دلیل ایمان ہے اور ان کے استغاثہ پر لبیک نہ کہنا دلیل کفر ہے۔ اگرچہ بظاہر لبیک کہنے والا امت رسولؐ میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ خداوند عالم چونکہ صاحب قوت ہے۔ اَنَّ قُوَّتَ لِلّٰہِ۔

تمام قومیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ پس جس ضعیف و ناتواں کو وہ چاہے قوت دے سکتا ہے لہذا راہ حق میں نصرت کرنا اللہ کی نصرت کرنا ہے واضح رہے کہ نصرت و مدد کی بہت صورتیں ہیں۔ مثلاً زبان سے مدد کرنا یہ نصرت قوی ہے۔ قلم سے مدد کرنا یہ بھی جہاد میں شامل ہے۔ تیغ و تلوار وغیرہ سے مدد کرنا یہ نصرت کی بہترین صورت ہے کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی راہ خدا میں مارا جائے تو وہ زندہ جاوید ہے اسے مردہ نہ کہو۔ مردہ نہ سمجھو۔ بس یہ آئید مجیدہ درس دے رہی ہے۔ کہ صاحبان ایمان کو اولیاء اللہ کی مدد کرنی چاہیے اور جس قسم کی نصرت مطلوب ہو اس سے مدد کرنا لازمی ہے۔ اور

ایسے ہی مددگاروں کو قرآن مجید میں انصارِ خدا سے تعبیر دی گئی ہے حقیقت میں نبی و امام کی مدد کرنا اور ان کے استغاثہ پر لبیک کہنا ہی ہمارے ایمان کا امتحان ہے۔ اور اس میں جہاد بالانسان بھی شامل ہے۔ جہاد بالسیف بھی شامل ہے اور جہاد بالقلم بھی شامل ہے۔

لہذا ان تینوں صورتوں میں ناصرانِ امام حسین علیہ السلام انصارِ اللہ ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور اولیاء و ائمہ معصومین سب کے سب نے دینِ خدا کی اشاعت کی ہے اور دینِ خدا کی طرف سے ہے۔ پس انصارِ اللہ میں باایمان برحق سر فہرست ہیں۔ ان ہی کو خداوند عالم نے جنتِ اللہ سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ اگر تخریبِ شریعت ہو رہی ہے تو ہر صاحبِ ایمان پر فریق ہے کہ اجیاء شریعت کے لیے نبی و رسول اور امام برحق کی مدد کرے۔ اور دین و شریعت کو زندہ رکھے سعادت کی موت مرنا بہتر ہے اس زندگی سے کہ انسان دیکھ رہا ہوں۔ کہ دینِ خدا بدلا جا رہا ہے۔ شریعتِ رسولؐ میں تقصیر کی جا رہی ہے۔ اور پھر بھی انسان مدونہ کرے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے بربیان بن شیب سے فرمایا: يَا بَنَ شَيْبِ اِنْ سَرَّكَ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِنَ التَّوَابِ مِثْلُ مَا لِمَنْ اسْتَشَدَّ مَعَهُ الْحَسِبِ فَقُلْ صَتِي مَا ذَكَرْتَهُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفَوْزًا فَوْزًا عَظِيمًا۔ یعنی کہ ارشاد فرمایا کہ اے ابن شیب اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں اصحاب و انصارِ امام حسینؑ کی برابر ثواب ملے جو کہ بلا میں امام مظلوم کے ساتھ شہید ہوئے ہیں تو تم شہداء کو بلا کو یاد کرتے وقت یہ کہا کرو۔

کاش میں حضراتِ شہداء کے بلا علیہم السلام کے ساتھ ہوتا تو فوراً عظیم حاصل

کرتا۔ ایک دوسری حدیث میں سرور کائنات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص ہماری نصرت و یادری سے عاجز ہو اسے چاہئے کہ وہ ہر خانہ کے بعد ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے۔ خداوند عالم اس کی آواز کی ثریا سے لے کر عرش تک جس قدر ملائکہ ہیں ان تک پہنچائے گا اور وہ سب کے سب اس کا ساتھ دیں گے۔ اور ملائکہ اس طرح اس میں اصناف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عَبْدِكَ هَذَا الْقَدَّ بَدَلْ صَافِي دُوعُهُ وَكُوَقَدَّرَ عَلَى الْكُتْرَمِينَ هَذَا الْفَعْلَ**۔ یعنی کہ خداوند اور رحمت نازل کر اس اپنے بندے پر کہ جو اس کے بس میں تھا۔ بجالایا۔ اگر اس کا زیادہ بس چلنا اور بھی زیادہ علی مظاہرہ کرتا۔ بس خداوند عالم کی طرف سے ندا آئے گی کہ اے میرے فرستوتو تمہاری دعائیں نے سنی اور قبول کی۔ اور اپنی رحمت اس کی طرف نازل کروں گا۔ اور اس کی برگزیدہ قرار دوں گا۔ یہ ہے شہیدان کربلا کے ساتھ ہونے کی اور نصرت امام حسینؑ کرنے کی ارزو کا ثمر کہ خدا اپنے بندہ کو رحمت سے نوازتا ہے۔ نصرت دین الہی کرنے والوں میں سر فرہست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے کہ جنہوں نے راہ خدا میں ایسا جہاد کیا جیسا کہ حق جہاد ہے۔ اور حضور پر زور کے ساتھ ان کے مجاہدین نے نصرت دین کی ہے۔ اگرچہ قوم کے ہاتھوں تکالیف اور اذیتیں اٹھائیں ہیں۔ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ **مَا أَوْذَىكَ نَبِيٌّ مِثْلَ مَا أَوْذَى بَيْتٌ** یعنی کہ جیسا ظلم اور جیسی اذیتیں مجھے دی گئی ہیں۔ کسی نبی کو ایسی اذیت نہیں پہنچی۔ آنحضرتؐ کے بعد جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں کہ جنہوں نے آنحضرتؐ کی اتباع میں زندگی پھر نصرت

دین الہی کی۔ کبھی تلوار کے ذریعہ، جہاد فی سبیل اللہ انجام دیا اور کبھی خموش رہ کر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے تلوار نہ کھینچی اگر حضرت علیؑ کی نصرت اسلام کے شامل حال نہ ہوئی۔ تو اسلام سر بلند نہ ہوتا اور اگر علیؑ کی ضرر میں نہ ہوتی تو آوازہ تکبیر بلند نہ ہوتا۔ آپ کے بعد امام حسنؑ مجتہب علیہ السلام نے نصرت خدا کی اور سرکشی ختم کرنے کی لیے صلح اختیار کی۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ امام حسن مجتہب علیہ السلام کی معاویہ ابن ابوسفیان سے صلح کرنا اتنا ہی مبغی بر خیر تھا۔ کہ جیسے آفتاب بر آمد ہوتا ہے تو سب ہی افادہ کرتے ہیں۔ آپ کی اس صلح نے اہل ایمان کو اموی قید و بند سے بچا لیا۔ لیکن امیر شام کی عہد شکنی نے اسلام کو دوبارہ معرض خطر میں ڈال دیا۔

اس دور میں اہل ایمان اور شیعیان اہلبیت طاہرین پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ اس وقت ضرورت تھی کہ پروردہ آغوش رسالت تلوار یکف میدان میں آئے اور اسلام کو زبیدی دست بڑ سے محفوظ رکھے۔

چنانچہ حضرت امام حسنؑ مجتہب علیہ السلام کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خامس آل عبا، شاہ گلگون قبا حسین ابن علیؑ نے استغاثہ اسلام پر لیک کر ہی اور دین الہی کی نصرت کے لیے بھرے گھر اور بھری مجلس ایمانی کے ساتھ نکل آئے۔ اور اس شان سے دین الہی کی مدد کی کہ بہتر قربانیاں دے کر اپنے خون میں غلطان ہو کر انصار اللہ بن گئے۔ ہمیں یاد ہے کہ حسینؑ کے جد اعلیٰ حضرت اسمعیل علیہ السلام قربان گاہ پر آرام کر کے فوج اللہ کہلائے اور حسینؑ فرزند رسولؐ خدا فوج اللہ بھی ہیں۔ شہید راہ خدا اچھی ہیں۔ عمن اسلام بھی ہیں

اور ناصر دین الہی بھی ہیں ساتھ ہی ساتھ مظلوم کربلا بھی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ حسین متی وانا من الحسين۔ کہ حسینؑ مجھ سے ہے۔ اور میں حسینؑ سے ہوں۔ گویا نصرت دین خدا کرنے میں حسینؑ اور حسینؑ کے نانا رسول خدا میں مماثلت ہے۔ اور بقاء دین اسلام کی خاطر امام حسینؑ نے اپنا سینہ تیغ و تبر کی سپرد کر گیا۔

سے شاہ مظلوم تیرا نام رہے گا باقی
ساتھ اس نام کے اسلام رہے گا باقی

قطب راوندی نے سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا امام نے اپنی شہادت سے پہلے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ میرے جد بزرگوار رسولؐ مختار نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا بُحْتِ اِنَّكَ سَتَسَاقُ اِلَى الْعِرَاقِ كَمَا لَمْ يَزِدْ عِلْدًا اِيسَا هُوَ كَمَا كَتَبَ لَوْ كَسُوْهُ عِرَاقَ كَهَيْئَتِيْمْ كَے۔ اور ایسی زمین پر نقل ہوگا کہ جہاں انبیاء و مرسلین نے اذیت اٹھائی ہے۔

اے حسینؑ تو بھی شہید ہوگا۔ اور تیرے تمام اصحاب و انصار شہید ہو گئے۔ مگر وہ ایسے ہوں گے کہ وہ بہے کی گرمی اور زخموں کی اذیت محسوس نہ کریں گے۔ امام علیہ السلام نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:-

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ۔

(آیت ۷۹ سورۃ الانبیاء)

یعنی ہم نے کہا کہ اے آگ تو ٹھنڈک اور سلامتی بن ابراہیمؑ پر، پھر آپ نے اپنے اصحاب کو بشارت دی کہ اگر وہ لوگ ہم کو قتل کریں گے تو ہم پیغمبر خدا کی خدمت

میں پہنچیں گے یہ سن کر حضرت کے اصحاب و یاور و انصار نے اس جانفشانی سے آپ کی نصرت کی کہ جس کی مثال رہتی دنیا تک نہیں ملے گی۔ تیر و تیر و تلواریں کھائیں اور جام شہادت نوش کیا اور ناصران دین الہی میں نام ثبت کر گئے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بھیلہ و فزارہ کے کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ زہیر بن قین کے ساتھ حج کر کے مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور قافلہ امام حسینؑ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ مگر جس مقام پر امام حسین علیہ السلام قیام کرتے تھے۔ ہم وہاں سے دور ٹھہرتے تھے۔ ایک روز ہم لوگ بیٹھے ہوئے کچھ کھا رہے تھے کہ ناگاہ ایک قاصد آیا اور سلام کرنے کے بعد کہا اے زہیر ابن قین آپ کو فرزند رسولؐ خدا بلاتے ہیں۔ یہ سن کر زہیر ابن قین اور ہم سب اس قدر گھبرائے کہ ہمارے ہاتھوں سے لقمے گر گئے۔ یہ دیکھ کر زوجہ زہیر ابن قین نے جن کا نام دیلم تھا کہا سبحان اللہ۔ فرزند رسولؐ خدا تم کو بلاتے ہیں اور تم بیٹھے ہو نہ زہیر ابن قین اپنی جگہ سے اٹھے اور قاصد کے ساتھ خدمت امام عالی مقام میں پہنچے چند لمحہ امام عالی مقام کے ساتھ گفتگو رہی وہاں سے واپس ہوئے تو بہت زیادہ مسرور و خندان تھے۔ اور اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اپنا خیمہ بھی حضرات امام حسین کے خیم کے ساتھ نصب کرو۔ بعدہ آپ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے حضرت امام حسینؑ کا ساتھ دینا ان کی نصرت کرتا ملے کر لیا ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے اہل قبیلہ میں چلی جاؤ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی اذیت پہنچے وہ منہ یہ سن کر رونے لگی اور کہا اے زہیر تم فرزند رسولؐ خدا کی نصرت کے لیے جا رہے ہو اور مجھے جدا کر رہے ہو اَسْتَشْكُ أَنْ تَذْكُرْتَنِي فِي الْقِيَامَةِ عَمَدًا حَيَّةً الْحُسَيْنِ۔ یعنی کہ اے زہیر ابن قین میری تم سے صرف یہ حاجت

ہے کہ جب تم روز قیامت پیغمبر اسلام کے نزدیک ہو تو مجھے یاد رکھنا اور میری سفارش حسینؑ کے نام سے کرنا جناب زہیر بن قین نے وعدہ کیا اور جو کچھ ساز و سامان تھا۔ وہ اس کو دے کر رخصت کیا اور ان کے چچا زاد کی نگرانی میں ان کو ان کے قبیلہ والوں میں بھیج دیا۔

حضرت زہیر بن قین کا خیمہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کے خیمام کے ساتھ نصب ہوا اور زہیر حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ ہو کر دار در بلا ہوا یہ جناب زہیر بن قین ہی تھے کہ آپ نے روز عاشوراء محرم جب امام حسین علیہ السلام نے نماز ظہر ادا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر یزیدی فوج نے آپ کو نماز پڑھنے کی ہمت نہیں دی۔ تو سعید بن عبد اللہ حنفی اور زہیر بن قین حضرت امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے نماز خوف تیروں کی بارش میں پڑھی فوج یزیدی کی طرف سے جو تیر امام عالی مقام کی طرف آتا تھا یہ دونوں جانباز آگے بڑھ کر تیر کو روکتے تھے اور سینہ سپر ہو جاتے تھے۔ امام حسینؑ نے نماز ختم کی۔ تو دونوں انصار دین خدا زمین پر گرے اور سعید بن عبد اللہ جان بحق ہو گئے اور زہیر نے امام حسین علیہ السلام سے اذان جہاد طلب کیا اور میدان میں پہنچے اور جڑ پڑھا ہے

أَنَا زَهِيرٌ وَأَنَا ابْنُ قَيْنٍ أَرُوذُكُمْ بِالسَّيْفِ عَنْ حُسَيْنٍ
إِنَّا حُسَيْنًا أَحَدُ السَّبْطَيْنِ مِنْ عَتْرَةِ الْبَرِّ النَّفِيِّ الزَّيْنِ
يَا لَيْتَ قَسْمِي قَسِمَتِ قَسَمَيْنِ

یعنی کہ میں زہیر ہوں میں قین کا فرزند ہوں۔ میں تلوار کے ذریعہ تم کو اپنے مولیٰ و آقا حسینؑ سے دور رکھوں گا یقیناً حسینؑ سیطین نبویؑ میں سے ایک

سبط ہیں یعنی سبط اکبر حسن مجتبیٰ ہیں اور سبط اصغر حضرت امام حسینؑ ہیں یہ نبی پاک کی عنقریب طاہرہ ہیں۔ متقی و ابرار ہیں۔ اے کاش میری روح دو حصہ ہوتے تاکہ میں دو طرفہ دشمنوں کو دفع کرتا ہوا اتہامی جذبہ نصرت ہے کہ جسے ریز میں زیر بن قین نے پیش کیا ہے۔ بس ریز پڑھ کر فوج جفا کار پر حملہ آور ہوئے اور ایک سو بیس افراد کو واصل جہنم کیا۔ اس اثنا میں دشمنوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا آپ گھوڑے سے زمین پر گرے اور ان ملعونوں نے آپ کو شہید کیا امام حسینؑ نے اس وقت ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے زہیر فدا تم کو جو ارحمت میں جگہ دے تمہارے قاتلوں پر خدا لعنت کرے یہ

يَا جِبَالًا مَالَتْ وَمَا كُنْتَ اَدْرِي قَبْلَ هَذَا اِنَّ الْجِبَالَ قَمِيْلٌ
يَا سَيُّوْنَا هَزَّتْ بِيَوْمِ صِدَامٍ فَرَمَاهَا مِنْ الْخَطُوبِ خَلُوْلٌ

اے اندوہ رنج و حسرت ان بزرگ سہیلوں پر کہ جو علم و علم میں کوہ صفت تھے اور امت رسول کے ہاتھوں نشاۃ ظلم و ستم بنے اور شہید ہو گئے۔ اور حسرت ہے ان جوانوں پر کہ جو شجاعان عالم تھے اور انہوں نے اپنی تلواروں سے کفار اور دشمنان دین کو پارہ پارہ کیا۔

يَا عَصُوْنَا مِنْ دَرَجَةِ الْمَجْدِ بِالطَّفِ عَرَاهَا مِنَ الزَّمَانِ ذُبُوْكُ
اے پاکیزہ شجرہ مقدسہ نورانیہ کی شاخوں کہ جو کر بلا میں ہوا ہے ظلم و ستم سے شرمزدہ ہو گئیں۔ اور خشک ہو گئیں۔ یعنی کہ انصاران حسینؑ شہید کر دیے گئے اور کائنات ان کے غم میں سوگوار ہوئی۔

پس شریعت پنہیر خدا پر تاریکی کے بادل چھا گئے علوم معقول و منقول و رطہ حیرت میں پڑ گئے

قَلْبِكُمْ هُمْ عِيُونَِ الْمَعَالِي وَ لِيَرِيْتَهُمُ الْفَخَارُ إِلَّا الْاِثْمُ
وَلِيَبْكِيَهُمُ التَّلَاوَةُ وَالذِّكْرُ يَبْكِي التَّبِيحَ وَالتَّهْلِيلَ - ۲

پس ان پر گریہ کرنا چاہیے کہ جو صاحبان کمال و جمال تھے۔ ان کی زبانوں پر
ہمیشہ ذکر الہی رہتا تھا۔ تسبیح و تقدیس الہی کا سیوہ تھا۔ وَبَيَوْمِ النَّزَالِ
يَبْكِيَهُمُ الْخَيْلُ وَيَبْكِي سُمُّ الْمَقَارِ الْعَوَالِ وَبَيَوْمِ النَّوَالِ يَبْكِيَهُمُ
الْوَفْدُ وَيَبْكِي الْمَعْرُوفُ وَالتَّقْصِيلُ یعنی کہ سزا دار ہے کہ میدان قتال و
جہاد میں کافرؤں کو قتل کریں۔ اور ان ناصران دین الہی کی شہادت پر جس قدر گریہ
کریں کم ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو قتال کیا ہے۔ وہ خوش تو دی خدا اور رسولؐ میں
ہے۔ ان کے دلوں میں محبت علیؑ و اولادِ اسخ تھی۔ روایت میں وارد ہوا ہے
کہ جب حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ تو معاویہ نے بعض دوستداران
حضرت امیر المؤمنین کو ان کی محبت ترک کرنے پر مجبور کیا بعض کو تحفہ دلوایا بھیجے کہ
کہ طمع دینا میں اگر محبت علیؑ ترک کر دیں۔ اس نے ابو الاسود و علیؑ کو مختلف
اقسام کا حلوہ بھیجا۔ اور ان میں شہد از قسم مضر عفر بھی تھا جب یہ تمام چیزیں ابو الاسود
و علیؑ کو پہنچیں اور ان کو دی گئیں۔ اس وقت ان کی ایک دختر پانچ چھ سالہ
بھی موجود تھی وہ دور تھی ہوئی آئی اور وہ شہد ابو الاسود کے ہاتھ سے لے
لیا وہ کھانا ہی چاہتے تھے۔ لڑکی نے کہا کہ بابا جان یہ مرست کھائیں اس میں
زہر ہے۔ ابو الاسود نے کہا کہ شہد مضر عفر زہر نہیں ہوتا اس لڑکی نے کہا کہ
پدر کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ پسر ہندہ نے بھیجا ہے کیونکہ ہم محبت علیؑ علیہ السلام
رکھتے ہیں۔ اور مطلوبہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لڑکی نے کہا کہ باپا
شہد چونکہ معاویہ پسر ہندہ نے بھیجا ہے اس لیے کہ وہ ہمیں علی ابن ابی طالبؑ سے

کائنات سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ لہذا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم دامن مولائے دو جہاں اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیں۔ اور اس کا تحفظ اپنے استمال میں لائیں بے شک دوستدان اہلبیت اطہار کی ہی شان ہے کہ وہ اہل و عیال اور جان و مال سب مولائی راہ میں تثار کر دیتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت ہے۔ کہ ہمارے جد حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے روز عاشورا و محرم نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْتَهُ قَدْ اِدَانَ فِی قَتْلِکُمْ یَا قَوْم۔

میں شہادت دیتا ہوں یعنی کہ خبر دیتا ہوں کہ تمہارا سب کا قتل ہونا مقدر ہو گیا ہے کہ فضل ابن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت میثم تمار کہ جو اصحاب حیدر کرار سے تھے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ میں ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ دوسری جانب سے جناب حبیب نے میثم سے کہا کہ میں ایک بھاری بھر کم بوڑھے کو دیکھ رہا ہوں جسے محبت آل رسول میں سولی دی جائے گی۔ اور اس کو تختہ دار پر چڑھایا جائے اور اس کا شکم چاک کیا جائے گا۔ حضرت میثم نے فرمایا کہ میں ایک سرخ و سفید بوڑھے کو دیکھ رہا ہوں جس کی دو زلفیں ہیں وہ ناسٹ رسول کی نصرت کو جائے گا اور قتل کیا جائے گا۔

پھر اس کا سر گھوڑے کی گردن میں لٹکایا جائے گا اور گھوڑے کی تیز رفتاری کی وجہ سے اس کا سر زمین پر ٹھوکر کھائے گا یہ باتیں کر کے دونوں حضرات اپنے اپنے راستہ پر چلے گئے۔ جو لوگ اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم نے ان سے زیادہ جھوٹ بولتے والے نہیں دیکھے۔ ابھی یہ لوگ اسی قسم کی گفتگو کر رہے تھے کہ ایک طرف سے رشید ہجری آگئے۔ رشید ہجری رضی اللہ عنہ

محرم راز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے آپ ان دونوں ، بزرگواروں یعنی کہ حبیب ابن مظاہر اور میثم تمہار کو بلائے آئے اور ان لوگوں سے کہ جو وہاں موجود تھے۔ ان کو دریافت کیا جواباً ان لوگوں نے کہا کہ وہ دونوں اس طرف سے گزرے ہیں تھوڑی دیر یہاں کھڑے رہے اور یہ باتیں کر کے چلے گئے۔ اس پر جناب رشید ہجری نے کہا کہ خدا رحمت کرے میثم تمہار پر یہ کہنا بھول گئے کہ جو حبیب کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اس کو انعام اور لوگوں سے ایک سو سہار درہم زیادہ دیا جائے گا۔ جب رشید ہجری وہاں سے چلے گئے۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ شخص ان دونوں سے بھی زیادہ دروغ گو ہے۔ پس تھوڑے دنوں کے بعد دیکھا کہ میثم تمہار کو دروازہ عمرو بن حریث پر سولی دی گئی۔ ان کا شکم چاک کیا گیا۔ اور حبیب ابن مظاہر کہ بلا میں نصرت امام حسین علیہ السلام میں شہید ہوئے۔ اور ان کا سر پریدہ اطراف کوفہ میں پھرایا گیا۔ حبیب ابن مظاہر ان انصاران امام حسینؑ میں سے تھے کہ جو یادری و نصرت امام حسینؑ میں مثل کوہ آہن تھے لیکن جیت وہ شہید ہو گئے تو ان کا کاٹا گیا۔ اور ان کے قاتل ملعون کے سر پریدہ کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا۔ اور کوفہ کے بازاروں میں سربمارک کو تشہیر کیا۔ جیسے جیسے اس کا گھوڑا چلتا تھا ویسے ہی ویسے آپ کا سربمارک ٹھوکر کھاتا تھا۔

قطب راوندی حضرت امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس رات کی صبح کو میرے بابا شہید ہوئے میرے بابا نے اسی شب اپنے اصحاب و اعداء کو جمع کر کے فرمایا۔ میرے دوستو میرے اصحاب تم سے بہتر اصحاب نہ میرے بابا کو ملے اور تم میرے بابا کو ملے اور نہ ہی میرے بھائی حسنؑ کو ملے۔ میں

تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ یہ افواج یزید صرف میرے خون کی پیاسی ہے میں ضرور قتل کیا جاؤں گا۔ تم لوگ اس پردہ شب میں جلدھر چاہو چلے جاؤ۔ میں تم سے اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں۔ یہ سن کر تمام اصحاب و انصار و اعزاء نے کہا کہ
 وَاللّٰهُ لَا يَكُوْنُ هٰذَا اَبَدًا۔ بخدا ایسا ہم ہرگز نہیں کریں گے کہ آپ کو زغاعلو
 میں چھوڑ کر چلے جائیں۔ ہم آپ کی نصرت میں مریں گے تاکہ کو ذر بخظیم حاصل ہو۔
 الحمد لله الذي اشرفنا بالقتل معك۔

ہم خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں کہ آپ کے ہمراہ ہوں کہ جام شہادت پئیں گے
 یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا اچھا تو ذرا آسمان کی طرف دیکھو۔ سب نے نگاہیں۔
 اٹھائیں تو ہر ایک نے جنت میں اپنا اپنا مقام دیکھ لیا۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ
 هٰذَا امْتَرْنَاكَ يَا قُلَاتٍ۔ کہ اے شخص جنت میں یہ تیرا مقام ہے۔ اور یہ
 اور یہ فلاں شخص کا مقام اس طرح اپنے تمام انصار و اعزاء کو ان کے مقامات جنت
 دکھائے۔

بس پھر ہر ایک میں جذبہ شہادت اُبھر آیا اور انگلیں پیدا ہو گئیں ایک دوسرے
 پر سبقت کرنے لگا۔ اور سب کہنے لگے کہ یہ زندگی دوروزہ ہے۔ زندگی جاوید
 شہادت میں ہے اپنی جانیں دے کر جناب ابدی حاصل کریں گے۔ خداوند
 عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِآتٍ
 لَهُمُ الْجَنَّةُ ط (سورة التوبة آیت ۱۱)

اس میں شک ہی نہیں کہ خدا نے مؤمنین سے ان کی جانیں اور اموال اس
 بات پر خرید کر لی ہیں کہ ان کی قیمت (ان کے لیے بہشت ہے پس ان کو فدا کر دو)

کا جان دینا یہ سبب ایمان کا ملکہ اور یہ سبب مودۃ امام عالمی مقام تھا۔ وہ خوشنودی خدا و رسول خدا چاہتے تھے۔ نہ کہ جو روغلطان نہ باغ جنان۔ اور خود انصاران حبیبی نے فرمایا ہے کہ ہماری خوشی رضاء خدا و رسول خدا حاصل کرنے میں ہے اور رضاء خدا سب سے برگزیدہ والا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے وقاداروں اور انصاروں میں سے ایک مجالس ابن شیبہ شاکری بھی ہیں۔ جو نہایت تیغ زن اور شجاع ترین تھے جب وہ حضرت کرنے کے لیے میدان قتال میں آئے تو زیدی فوج کے ربیع ابن تمیم نے ان کو پہچان لیا۔ اور اس نے اپنے ساتھیوں کو عباس ابن شیبہ کی بہادری کے لیے بارے میں آگاہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیر تک کوئی شخص لشکر ابن سعد سے ان کے لیے نہیں نکلا۔ اس پر عمر ابن سعد بد نہاد اپنے لشکر والوں کو سزائش کی مگر پھر بھی کوئی ان کے مقابلہ کو نہیں نکلا عمر ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ ان پر پتھر برسائے جائیں جناب عباس نے اپنی زہ اتا ردی اور تلوار سے حملہ کرتے ہوئے ان کی صفوں میں گھس گئے۔ فوج زیدی نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ہزاروں آدمیوں نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عباس کے قتل کا دعویٰ متعدد لوگوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا دوسرا کہتا تھا۔ کہ میں نے قتل کیا ہے اس پر عمر ابن سعد بد نہاد نے یہ فیصلہ کیا کہ سب نے مل کر ان کو قتل کیا ہے۔ جس قدر بھی اصحاب امام حسین تھے سب ہی نے جان نثار کرنے میں بیعت کی ہے۔

آه فَاكُم مِّنَ الْكِبَادِ مَعْرُوقَةٍ بِالظَّمْسَاءِ !
وَاجَادٍ مَّرَّةً بِالذَّمَاءِ وَكُم مِّنْ كَرِيمِ عَلَى السَّنَانِ

وشریفِ بسام م حسیف و الهون۔ فوا السفاہ علی تبارک

الافواة اليابسة من الطماء
والشيبات المتخومية من الدماء
وراحر قلبها على تلك الحجت العاريا
والابدان المطروحة في الفلوات
بنفسي نفوساً أو ردت مودد الردى
وما بردت بالماء منها كبو وها

میری روح اور جان ان نفوس قدسیہ یعنی انصار ان امام حسینؑ پر فدا ہو کر جو
ظالموں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور شہید ہوئے۔ اور وہ سوختے جگر دم نہاد
پانی بھی نہیا کے۔

بنفسي رعداً سماويات على القنا
كمثل يدا وروافقها سعودها
ان سر باہو بریدہ کے میں اور میری روح نثار کہ جو نیزوں پر بلند ہوئے تو وہ
شہل ماہ تاب کے درخشاں تھے۔

بنفسي ونحوراً ادايدات على الترى -
روح و جان من ان بریدہ گردنوں پر قربان کہ جو خون آلودہ زمین گرم پر پڑی
تھیں اور ان کے خون نے مٹی کو معطر کرایا تھا۔

محصنة بالدم جيا هها
فيا طال الله ما طال سجودها
کہ ہمیشہ سجد و عبادت خدا میں رہتے تھے اگرچہ خون آلود میں مگر عبادت
خدا ہو رہی ہے۔

بنفسي جسوماً تركض الخيل فوقها -
كان لم يطل من فوقه من صعودها
میری روح اور جان ان پر قربان ہو جائے۔ کہ دشمنوں کے گھوڑوں ان
کی لاشوں پر دوڑائے گئے۔ اور لاشیں پاٹمال ہو گئیں۔

ملا بساها ما بين اغير فاتح
واحمرفان قد كساها صديداها
یعنی کہ بجائے کفن گر دو غبار حرم مہر پر پڑی تھی۔ علاوہ اس کے خون میں غلطان

تھے گویا خونِ کفن پہنے ہوئے تھے۔

مُخْبِرٌ عَلَيْهِ النَّاسِرَاتُ وَيُودُّ لَهَا
وَحَدَّاسُهَا وَحَشُّ الْقَلَاوِاسُودَهَا

ہوئے صحرا ان پر چل رہی تھی اور صحرائی جانور لاشیں مبارک کی پاسبانی کر رہے تھے۔

بِنَفْسِي نِسَاءً كَأَنَّتِ الشَّمْسُ لِأَبِي
لَهْفًا وَجِوَاهًا تَمُّ تَدْمِي خَدَّيْهَا

میری روح اور جان آپ پر قربان ہو۔ وہ مخدراتِ عصمت و طہارت کہ جن کے چہروں پر چشمِ آفتاب نہ پڑی تھی ان کے چہرہ اعدا و دین کے طمانچوں سے خون آلودہ ہو رہے تھے۔

لَهْفًا مَقَالِيدُ النَّسَائِطِ مَقَامِعُ وَأَمَّا قُبُورُ الْقَوْمِ فَهِيَ عَقُودُهَا

آہ و دشمنوں کے تازیانوں سے ان کی پشت زخمی ہو رہی تھی۔ مقنعہ کی بجائے زنجیر کی گردن میں پڑی تھی رکن بستہ تھے۔

فَقَنَّ صِبْلَةَ بِنْتِ الْبَتِّي بَسَاتِمَهَا
تَسْبَبَ وَتَسْبِي شَمِّ تَلْجِي جِدَّهَا

یعنی کہ کون خبر کرے کہ دفترِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ان کی دختروں کو اعدائے دین نے ایسے کیا ہے اور ان کے باپ دادا پر لوگ سب و شتم کرتے ہیں
تھا جب اعدائے اللہ جو اسرا بے قریب لہا من ظالمہا عقودہما
کہاں سے فاطمہ زہرا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو ایسے دیکھیں دشمنوں نے ان کی چادریں سرور سے اناری ہیں اور وہ نوحہ کن ہیں۔

بِنَهْمِ الشُّبُوبِ صِبَا فَاةً
عَلَى رَعْمِهَا فَوْقَ الرِّغَامِ رُقُودَهَا

کون سرورے کہ آنحضرت کی بیٹیوں کی اولاد شمشیر و سنگان کہا ہے ہوئے زمین کے تار سوتے ہیں۔

یعنی کہ ان کے سر باغ و بیابانوں کے لوگوں نے نیزوں پر بند کئے ہیں۔

وَإِنَّ ابْنَهُمَا لِيَقْتَادُ صَاعِدًا حَقِيرًا اسیراً اتخذه قيودها
 اور فرزند امام حسینؑ علی زین العابدین کو اسیر کر کے حقارت خیز طریقہ سے لے جا رہے
 ہیں۔ جسم مبارک زخمی ہو گیا ہے۔ اگرچہ شہیدان کر بلا اپنی جانیں نذر کر چکے ہیں۔
 اور ملک جاوودان پہنچ گئے ہیں۔ اور خود حزب اللہ اور حذائت بن گئے ہیں
 یا بی انتم و ائمتہ کے مصداق ہیں۔ یعنی کہ ہر ایک مومن و مومنہ ان پر اپنی جانیں
 قربان کرنے کا خواہش مند ہے۔ لیکن ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء۔
 ہر شخص اس میدان جہاد میں ثابت قدم نہیں رہ سکتا مگر جس پر فضل خدا ہوا اور جسے
 خدا چاہے وہ اس سعادت کو حاصل کرتا ہے۔ تفسیر امام حسن علیہ السلام میں
 ہے۔ کہ جب حضرت امام حسینؑ وارد کربلا معلیٰ ہوئے اور معرض امتحان میں پڑے
 تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ان لوگوں کو صرف میرے سر کی ضرورت
 ہے۔ میں اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں تم میں سے جس کا دل چاہے وہ اپنے
 قبیلہ کی طرف چلا جائے۔ میں یہاں قتل ہو جاؤں گا۔ یہ قوم جہاں کا صرف میری خواہش
 مند ہے۔ اے قوم میرا خدا میرا مددگار رہے۔ اور ہمیشہ عدلئے تعالیٰ نے میری
 اور میرے ابا و اجداد کی مدد فرمائی ہے۔ پس آپ کے شکر میں سے بہت
 لوگ چلے گئے۔ اور جو لوگ آپ کے اصحاب خاص تھے جو اقرباء تھے اور بھائی
 بھتیجے و بھانجے تھے وہ سب کہنے لگے کہ ہم سرگز آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔
 آپ کی نصرت کریں گے اور جام شہادت نوش کریں گے اور آپ کی نصرت و
 یادری میں خوشنودی خدا اور رسول ہے اس پر امام عالی مقام نے فرمایا کہ خدا نے

ہمیں جو کرامت و امامت عطا کی ہے وہ ہمارے امتحان سے مربوط ہے اور فرمایا کہ **وَاعْلَمُوا أَنَّ الدُّنْيَا خُلُوهَا وَصَدَّهَا خُلُومُهَا وَالْآبِيَاءُ فِي الْآخِرَةِ**۔ اور آگاہ رہو کہ دنیا کو بیخبر نہ جواب سمجھو اور آخرت کو بیداری سمجھو۔ کتاب العیون میں وارد ہوا ہے کہ سکیہ خانوں و ختر امام حسینؑ قزمانی ہیں کہ ایک شب چاندنی پھیلی ہوئی تھی کہ ہمارے خیمہ کے عقب سے کسی کے رونے کی آواز آئی میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا۔ جب شب ختم ہوئی میں خیمہ سے باہر آئی میرا دل گواہی خیمہ نہیں دے رہا تھا۔ میں نے جب خیمہ سے باہر قدم رکھا دیکھا کہ میرے پدر بزرگوار بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے اصحاب گردو پیش جمع ہیں۔ میں نے باا جان کو یہ کہتے سنا کہ تم لوگ میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں نے بیعت کر لی ہے۔ ایسے لوگوں پر کہ جو ان خیال کرتے ہیں شیطان غالب ہے۔ خدا سے ڈرو۔

**وَالْآنَ كَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَقْصُودٌ سِوَى قَتْلِ وَ قَتْلٍ مِّنْ بِيْهَا هُدً و
بَيْنَ يَدَيْهِ وَسَبِيٍّ حَرِيْمِيٍّ يَعِدُ سَلِيْمًا**

اب صورت حال یہ ہے کہ ان ملائین کی خواہش ہے کہ مجھے قتل کر دیں میرے اہل محرم کو ایسے کریں۔ ہمارے خیام کو غارت کریں۔ اور مجھے خوف ہے کہ ایام لوگ یہ جانتے ہو یا نہیں جانتے ہو کہ ہم اہلبیت طاہرین کے ساتھ یہ مکرو فریب پیش آنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص ہماری یادری چاہتا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ رہے اور کسی کا دل چاہے وہ چلا جائے۔ اور جو ہمارے ساتھ رہے گا وہ جام شہادت نوش کرے گا اور جنت میں جگہ پائے گا۔ آگاہ رہو کہ مجھے میرے جد بزرگوار نے مجھے میرے جد بزرگوار نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ **وَلِكَيْ يَافِي الْحُسَيْنِ يَفْتُلُ
بَطْفِ كَرِيْلًا عَرِيْبًا وَجِيْدًا عَطَشْنَا نَا مِنْ نَصْرِكَ فَقَدْ نَصَرْتَنِي وَ نَصْرُكَ لِقَائِي**

یعنی کہ میرا فرزند حسینؑ کو بلا میں تشنہ دہن شہید ہوگا۔ غریب وبے کس ہوگا اور غریب وبے کس ہوگا اور جو شخص اس کی یادری کرے گا اس نے یقیناً میری نصرت و یادری کی تو میرا فرزند قائم الہدیٰ اس کی یادری کرے گا۔ اور جس کسی نے میری زبان بھی مدد کی تو قیامت میں وہ حزب ائمہ میں شامل ہوگا۔ جناب سکیذہ فاطمہؑ فرماتی ہیں۔ وَاللّٰهُ مَا اَتَمَّ كَلَامَهُ اِلَّا وَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ مِنْ نَحْوِ عَشْرَةِ وَعَشْرِيْنَ. یعنی کہ بخدا کہ ابھی میرے بابا کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ہوا تو لوگوں کا ایک گروہ اپنی جگہ سے اٹھا اور چونکہ وہ لوگ طمع دینا کے لیے جمع ہوئے تھے بابا کو چھوڑ کر چلے گئے صرف بہت قلیل لوگ ایسے تھے کہ جو بابا کے ہم کباب رہے اور انہوں نے اپنی وفاداری، جان نثاری کا یقین دلایا۔ پس جب کہ بابا نے یہ دیکھا تو رونے لگے اور آسمان کی طرف رخ کیا فرمایا:

اللّٰهُمَّ اِنَّمَا خَدَّوْنَا فَاخْذْ لَهْمُ

خدا یا ان لوگوں نے میری مدد نہیں کی تو ان کو چھوڑ دے ان کی دعاؤں کو قبول نہ کر۔ ان پر حق و فاقہ مسلط کر۔ اور ان کو میرے حید کی شفاعت سے محروم رکھ۔ جناب سکیذہ فاطمہؑ ہیں کہ میں غیہ روتی ہوئی واپس آئی۔ میری پھوپھی ام کلثومؑ نے دیکھا تو فرمایا کہ اے بیٹی سکیذہ کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو۔ میں نے واقعہ بیان کیا جسے سن کر اہل بزم میں گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہو گئیں۔

واحسیناہ و اقلتہ ناصراہ۔

جب میرے بابا نے رونے کی آواز سن خیمہ میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ آواز گریہ و بکا کیسی ہے۔ میری پھوپھی نے بابا جان سے کہا کہ اے برادر! میں مدینہ

پہنچا دیکھیے:

فرمایا اے بہن ایسا کس طرح ہو سکتا ہے پھر کتاب ام کلثوم نے فرمایا کہ اے
بھائی۔ اپنے جد و پدر و مادر کی شخصیت ان لوگوں کو یاد دلاؤ شاید کہ یہ قوم جفا کا
آپ کو پہچان کے۔ آپ نے فرمایا۔ ذَکَرْتُمْ فَلَمْ يَدَّ كَرُوا وَاَوْعَظْتُمْ
فَلَمْ يَنْعَظُوا وَاَلَمْ يَسْمَعُوا فَوَلِي۔ یعنی کہ میں یہ سب کچھ ان کے
گوشن گزار کیا۔ اپنا اور اپنے ابا و اجداد کا تعارف کرایا۔ نصیحت کی مگر ان
پر کوئی اثر نہیں ہوا انہوں نے میری کوئی بات سن ہی نہیں اور مجھے چھوڑ کر چلے
گئے۔ اب سوائے میرے قتل ہو جانے کے اور کوئی صورت نہیں رہی۔

وَلَا يُدَّ اَنَّ تَرَوْنِي عَلٰى التَّرَى حَيْدًا۔

افسوس کہ اب کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ مگر یہ کہ خاک کراپا پر سوجاؤں۔
لیکن میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ صبر و تقویٰ کا دامن نہ چھوڑنا۔ جو میرا وعدہ ہے
وہ ضرور پورا ہوگا۔

شیخ مفید اور ابن طاووس روایت کرتے ہیں کہ جب رات ہو گئی حضرت
امام سچین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ حضرت سید سجاد علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا۔ اٹھ نہیں سکتا تھا مگر ہنسل تمام میں ان کے نزدیک
پہنچ گیا کہ دیکھو اصحاب کیا کرتے ہیں۔ اسی اثناء میں میرے بابا حسین نے کلام
کا آغاز کیا۔ اور حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا کہ:

فَاِنِّي لَا اَعْلَمُ اصْحَابًا اَوْفَى وَلَا خَيْرًا مِنْ اصْحَابِي وَلَا اَهْلَ
بَيْتِ اَبِي وَاَوْصَلٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي فَجَزَاكُمْ اللهُ عَنِّي خَيْرًا۔

یقیناً کہ میرے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب نہیں ہیں اور میرے

اہلیت سے نیک تر کوئی اور نہیں ہے۔ خدا تم سب کو جزاء خیر دے۔ اور تم لوگ آگاہ رہو کہ تمہاری سب کی عمریں ایک دروازے سے زیادہ نہیں ہیں۔ میں تمہیں اس شب رخصت کرتا ہوں اور اپنی بیعت کو تم پر سے اٹھائے لیتا ہوں جس کا جس طرف دل چاہے چلا جائے۔

یہ تاریخ کی شب کو عنیت جانو اور اندھیرے میں جو جانا چاہتا ہو وہ چلا جائے۔ **وَلْيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بِيَدِ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي** وقت فرقواتی سواد ہذا اللیل و درونتی و هو اذ القوم قائم لایریدون عسری یعنی کہ تم میں سے ہر ایک میرے اہلیت کے مردوں کا ہاتھ پکڑے اور چلا جائے اور اس تاریخ کی شب میں جانے کا اور بھی اچھا موقع ہے کہ کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے گا۔ مجھے ان ستمگاروں میں رہتے دو یہ سب کے سب میرے قتل کے لیے جمع ہوئے ہیں۔

پس برادران و فرزندان، اور برادر زادگان اور اولاد عبدالمطلب بن حنفیہ نے ایک زبان پر عرض کیا کہ اے آقا مومنی کہ خدا! ہمیں وہ روز بد نہ کھلائے کہ ہم آپ کو نزع اعداؤں میں چھوڑ کر چلے جائیں اور ہم زندہ رہیں آپ شہید ہو جائیں۔ اولاد عقبیل نے بھی فداکاری کا یقین دلایا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ مسلم مارے گئے۔ ان کی شہادت تمہارے لیے کافی ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ چلے جاؤ۔ برطیت عبدالمطلب نے جواباً عرض کیا کہ اگر ہم چلے جائیں تو لوگ ہمیں کیا کہیں گے کہ بزرگ خاندان کو تمہا چھوڑ کر چلے آئے۔ ہم ہرگز ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ ہم آپ پر اپنی جان نثار کریں گے عزیز و اقرباء کے اصحاب باوقاف نے اپنی جان نثاری کا یقین دلایا اور مسلم بن

علاج کھڑے ہوئے اور من کیا۔ **لَحْنٌ مِّنْ عَجَلَتِكَ وَتَنْصَرِتُ عَنْكَ وَقَدْ**
اَخَاطَبِكَ هَذَا الْعَدُوَّ وَايَا - یعنی کہ ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کہ آپ کو اس
 نوزہ اعداؤ میں چھوڑ کر چلے جائیں خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ ہم دشمنوں کو قتل کریں
 گے اور خود اپنے سینوں پر نیزہ کھائیں گے اور جب تک تلوار حیرے ہاتھ میں
 رہے گی آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں گا۔ اور اگر میں شہید نہ ہوا تو صحرا سے
 پتھر لاکر دشمنوں کو ماروں گا۔ یہاں تک کہ شہید ہو جاؤں۔

آپ کے بعد سعید بن عبدالمطلب کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ ہم ہرگز آپ سے

جدا نہ ہوں گے تاکہ جب وصیت پیغمبر ہم آپ کے ہم کاب رہیں۔

اَمَّا وَاللَّهِ لَوْ عَلِمْتُ اَنِّي اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَى ثُمَّ اُخْرَقُ ثُمَّ اُذْرَى وَلَفْعَل

ذَالِك بِي سَبْعِينَ مَرَّةً مَا فَارَقْتُ - اگر تم قتل ہو جائیں اور پھر زندہ ہوں اور پھر

ہمیں آگ میں جلا دیا جائے اور ستر مرتبہ ایسا ہی ہو کہ زندہ ہوں۔ اور قتل ہوں

تب بھی ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ **فَكَيْفَ وَاَتَمَّ اَهَى قَتَلَهُ وَاَحَدٌ -**

ہم کس لیے آپ سے ہاتھ کھینچ لیں کس طرح جداں اختیار کریں جب کہ ہمارے

ہے کہ ایک دفعہ قتل ہوں گے اور دائمی سعادت حاصل کریں گے اس کے

بعد نہیرین تین گھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر دنیا ہمارے لیے ہمیشہ باقی رہے تو

بھی ہم شہادت حاصل کریں گے۔ زندگی چند روزہ ہے ہم دائمی حیات کے

طالب ہیں۔

وَاللَّهِ يَا بَنَ رَسُولَ اللَّهِ اَتَى لَوْرَدَتْ اَتَى قَتَلْتُ ثُمَّ نُسِرْتُ

الْف بَرَّةٍ وَاَنَّ اللَّهَ بِي يُعْرِبُ لَكَ الْقَتْلَ عَنْكَ وَعَنْ هُوَ لَآءٍ

الْفَيْتَةِ مِنْ اَخْوَاتِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ -

خدا کی قسم میں اس چیز کو دوست رکھتا ہوں کہ قتل ہو جائوں۔ اور پھر زندہ ہوں اور ہزار بار قتل ہوں اور زندہ ہوں تب بھی جاں نثار کروں گا۔ آپ کے دشمنوں سے جہاد کریں تاکہ آپ کے جد نامدار بروز قیامت ہماری شفاعت فرمائیں۔ چنانچہ جس قدر اصحاب غمخے سب ہی نے امام حسین علیہ السلام کو اپنی اپنی جان نثاری کا یقین دلایا۔

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں کہ محمد بن بشیر حضری کو اطلاع ملی کہ ان کے فرزند کو روم میں ملکی سرحد پر قید کر لیا گیا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ قید ہو۔ امام حسینؑ نے جب ان کی بات سنی تو فرمایا کہ میں نے تم سے اپنی بیعت اٹھائی ہے۔ اس قدر تم پر رحم فرمائے تم اپنے فرزند کو رہائی دلانے کا انتظام کرو۔

پس یہ سن کر وہ کہنے لگے مولا مجھے جنگل کے درندہ پہاڑ کھائیں اور مجھے لکڑے ٹکڑے کر ڈالیں کہ اگر میں آپ کے قدموں سے جدا ہوں۔ پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے تقریباً کپڑوں کے پچاس قیمتی جوڑے جو ہزار دینار کے برابر تھے انہیں حفاظ فرمائے۔ اور فرمایا کہ انہیں بھیجو اور تاکہ تمہارا دوسرا بیٹا اپنے بھائی کی رہائی کا انتظام کر سکے۔

بروایت شیخ مفید حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ شب عاشوراء محرم حضرت امام حسین علیہ السلام نے اصحاب کو حکم دیا کہ اہل حرم کے خیام ایک دوسرے سے ملا کر لقب کئے جائیں۔ اور ایک خیمہ کی طناب دوسرے خیمہ کی طناب سے ملا دی گئی تاکہ راہ مسدود ہو جائے۔ پھر اپنے تمام خیموں کے گرد خندق تیار کرائی اور اس میں صحرا کے خشک خش و خاشاک اور لکڑیوں سے

پر کرادیا تھا تاکہ اگر دشمن بیک وقت حملہ کرے تو وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اپنے
فرزند علی اکبر سے فرمایا کہ کچھ ساتھیوں کو لے جاؤ اور نہ فرات سے پانی لاؤ تاکہ
اسے ہم پئیں اور غسل کریں۔ اور لباس تبدیل کریں کہ یہ ہمارے کفن کی بجائے
ہے۔ اسٹوس کہ وہ لباس جو بجائے کفن پہنا تھا روز عا شورا تیروں تلواروں سے
سے چھلنی ہو گیا۔ خاک و خون میں بھر گیا۔ اور شہیدان کو بلا کے لاشے عریان پٹے
ہوئے تھے۔

يَا بِي الْجِسْمِ الْعَارِيَّاتِ عَلَى التَّرَى مَا سَرُّهَا الْأَصْدَارُ عْيَارِ-

میرے پدرو مادراں جسد ہمارے پاکیزہ و مجروح پر خدا ہوں کہ جن پر کفن نہیں پڑا تھا
بلکہ کفن کی جگہ گرد و غبار پڑا تھا

يَا بِي الْجِسْمِ الصَّالِحَاتِ وَجِدَّةً مَا أَنَسَمَهَا إِلَّا وَحُوشٍ قَعَارِ-

میرے پدرو مادرو خدا ہو جائیں ان بدنہائے پاکیزہ پر جانوران وحشی ان کی

نگرانی کر رہے تھے۔ اور امام عالی مقام اور اصحاب داعی نے نماز و تلاوت

تسبیح و تقدس و تہلیل میں رات بھر بسر کی۔ اور امام حسینؑ کے خیموں سے

تسبیح کی یوں آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جیسے کہ شہد کی مکھوں کی گونج ہوتی ہے

ان طاؤس کی روایت کے بموجب اس رات کے اندھیرے میں تینوں افراد لشکر

عمران سعد سے نکل کر امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور ان سب نے اپنی

خدا رکاری اور نصرت کا یقین دلایا۔ امام حسین علیہ السلام گاہے عبادت کرتے

کبھی عورتوں اور بچوں کو تسلی دیتے اور کبھی آلات حرب درست کرتے۔

اور کبھی نہ نکل لاحتی ہوتی تھی کہ اہل حرم اسیر ہو جائیں گے۔ اہل حرم پر یہ رات ایسی گزری

کہ کسی پر اس طرح نہ گزری ہوگی۔

لَيْلَةٌ صَارَتْ صِيحَتَهَا بِدَاوُدَ آلِ رَسُولٍ فِي خِصْفٍ
خدا رات کو نورانی نہ کرے کیونکہ اس شب میں عترت رسول خدا کے ماہ
بجلا متخف ہو گئے۔

لَا أَشْرَقَتْ شَمْسٌ يَوْمَ صَارَتْ فِي عَدَاةٍ شَمُوشِ آلِ رَسُولِ اللَّهِ فِي كِصْفٍ
خدا آفتاب کو روز عاشورا اور روشنی نہ دے کہ اس کی صبح نمودار ہوتے ہی عترت
رسول خدا کے آفتاب رفعت و جلالت گہن میں آ گئے۔ اور تیروں تلواروں اور
نیروں کے زخم کہا کر زمین پر گر پڑے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عاشور کی شب مجھ پر مرض
کا سخت حملہ تھا۔ میری پھوپھی حضرت زینب علیا میری تیمارداری کر رہی تھیں۔ بابا
برابر کے خیمہ میں مصروف تیاری جہاد تھے اور زیر لب کچھ اشعار پڑھ رہے تھے
جو کہ یہ ہیں۔

يَا دَهْرَ أَفِّ لَكَ مِنْ خَلِيلٍ
مَنْ صَاحِبٍ وَطَالِبٍ قَتِيلٍ
وَأَمَّا الْأَمْرُ إِلَى الْجَلِيلِ
وَكُلُّ سُحْحٍ سَأَلَكَ سَبِيلِ
كَمْ لَكَ يَا لِأَشْرَافٍ وَالْأَصِيلِ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيلِ

یعنی کہ اے زمانہ تو کیسا دوست ہے کہ ہر صبح و شام کس نہ کسی کو موت کی
نیند سلا دیتا ہے۔ مگر زمانہ کا جی کیا تصور کہ سب ہی کی بازگشت اللہ کی طرف
ہے۔ اور ہر زندہ کے لیے ذائقہ موت، چھکنا لازمی امر ہے ہر زندہ یہ راستہ
اختیار کرے گا اور میں بھی اسی راستہ پر گامزن ہوں۔ جب میں نے بہشتی
اپنے پدر بزرگوار سے سنے تو مجھے یقین ہو گیا کہ بابا شہید ہو جائیں گے اس
خیال سے مجھ پر گریہ طاری ہو گیا مگر میں نے ضبط سے کام لیا کہ میری پھوپھی ماں

پریشان نہ ہوں۔ لیکن اس آشناؤ میں پھوپھی اماں کی توجہ جب ادھر ہوئی تو فوراً بہن
 پاؤ اس خیمہ میں گئیں کہ جہاں امام حسینؑ رونق افروز تھے۔ اور ان پر گریہ طاری
 ہو گیا۔ اور کہنے لگیں۔

وَ اَتَكَلَّاهُ لَيْتَ الْمَوْتُ اَعَدَّ صِنَى الْحَيَاتِ مَا تَتَّ اُمِّي فَاطِمَةُ
 وَ اِنِّي عَلِيٌّ وَ اَخِي الْحَسَنُ يَا خَلِيقَةَ الْمَاضِي وَ شِمَالِ الْبَاقِي -

اے برادر حسینؑ کاش میں اس وقت ہی مر گئی ہوتی کہ جب میرے پردہ و مادر
 اور بھائی حسنؑ دینا سے رخصت ہوئے اور اب تم پشت و پناہ تھے۔ سوہماری
 آس اب لوٹ گئی۔ تم بھی مرنے پر کمر بستہ ہو۔ امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو
 بھرتے اور فرمایا۔ يَا اَخْتَالَا اَيْدِي هَبْنِي حَلْمِكِ الشَّيْطَانِ لَعَنُوا هِرْزَقَهُ
 علم و بردباری کو برقرار رکھو۔ اے خواہر اَمَّ تَرَكَ الْقَطَالَتَامَ -
 یعنی اے بہن اگر تم مجھے چھوڑ سکتی ہو تو کم از کم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔
 حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ اے بھیا اب کوئی چارہ کار نہیں ہے سوائے اس
 کے کہ میں گریہ و ازاری کروں۔

پس آپ نے اپنے منہ پر طمانچہ مارے مقنعہ سر سے پھینک دیا۔ اور بیہوش
 ہو گئیں۔ امام حسینؑ سر لے کر اپنے آپ کی آنکھوں سے جب حضرت زینبؑ
 کے چہرہ پر آنسو گرے تو جناب زینبؑ نے آنکھیں کھولیں۔ امام علیہ السلام نے
 فرمایا اے بہن تم صابرہ کی بیٹی ہو صبر کرو و صبر کرو۔

يَا اَخْتَاهُ اتَّقِي اللَّهَ وَ تَعَزِّيْ بِعِزِّ اللَّهِ وَ اعْلَمِي اَنَّ اَهْلَ
 الْاَرْضِ يَمُوتُوْنَ وَ اَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ -

کہ اے بہن اللہ پر نگاہ رکھو۔ راضی برضائے خدا ہو اور اے بہن تمام اہل

زمین و آسمان کے لیے فنا ہے۔ بحر زان خدا کے سب ہی قافی ہیں۔ اور اے بہن جب میں شہید ہو جاؤں تو جہرہ پر تراش نہ ڈالنا۔ صبر سے کام لینا۔ بابا جان نے بھوپھی اماں کو سمجھا کر میرے پاس بٹھا دیا۔

بعض روایات و احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شب عاشورا و محرم امام حسین علیہ السلام آپ کے اہل گم، آپ کی اولاد اور اعزاء و اصحاب میں سے کوئی عواشرحت نہیں ہوا۔ سب ہی رات جبریات خدا کرتے رہے۔ کبھی امام حسینؑ کی غزوی کا تصور اصحاب کے پیش نظر تھا اور کبھی اپنی جان قربان کرنے کا تصور ہوتا تھا۔ سحر کے قریب حضرت امام حسینؑ پر غوغائی طاری ہو گئی۔ پھر جب بیدار ہوئے تو اپنی بہن زینبؑ خاتن سے فرمایا کہ اے بہن میں نے ابھی خواب میں دیکھا کہ رایت کان کلاباقت مشرت علیٰ التمشین

یعنی کہ جواب میں دیکھا کہ بہت سے کوئوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے اور وہ مجھے ٹوٹ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک پت کبر الکت ہے کہ وہ مجھ پر سخت حملہ کر رہا ہے پھر میں نے جدا جدا حضرت رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ یا نبی أنت شہید آل محمد وقد استبشربك اهل السموات و اهل الصفر الاعلیٰ فلیکن انظارک عندی اللیلۃ عجل و لا تو اخیر۔

یعنی کہ اے فرزند مظلوم حسینؑ تم شہید آل محمد ہو۔ تمام اہل آسمان اور ساکنان عالم بالا تمہاری روح مقدس کے آنے پر فخر کریں گے۔ اور سب تمہارے انتظار میں ہیں کہ تمہارے ساتھ فاجر مشرک کفر کے۔ اور اب کو تو نوش کرے اور فرشتے تیزخون آسمان پر نے بائیں گے اے بہن یہ میرا خواب ہے اور قد اف الامر و اقرب الرحیل من هذنا الذنیا لا شک فی ذلک۔

اے بن میرا جام زندگی بزرگ ہو چکا ہے۔ اب چھلکنے کی دیر ہے اس سر لے
فانی سے میرے کوچ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ یہ ہی خواب جب آپ کے
اصحاب یا وفانے سنا، معلوم کس قدر اندوہ و غم نے گھیرا ہو گا کیونکہ وہ حضرت
امام حسینؑ کی زندگی پر اپنی زندگیاں قربان کرنے والے تھے۔

الَيْلَةُ الْحَشْرُ لَا بِلَّيْلِ عَاشُورٍ انْفِجْحَةُ الصُّورِ لَا بِلَّيْلِ ثَقْتُ مَصْدَرٍ
آیا شب عاشورا، شب قیامت ہے کہ پریشانی اور گریہ و زاری برپا ہے۔
یہ شب قیامت نہیں ہے بلکہ شب عاشورا، محرم جس کی صبح حسینؑ اور رفقاء
سین کے لیے پیغام قتال ہے۔

لَيْلٌ بِهَا خَسَفَتْ يَدُ الْهُدَىٰ سَفَاً وَاصْبَحَ الدِّينُ فِيهِ كَاسْفِ النَّوْرِ
شب عاشورا، ہدایت کا چاند خسف ہو گیا یعنی گہن لگ گیا۔ اور دینِ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے نور ہو گیا۔ شریعت رسولؐ پر شرموہ ہو گئی جس
اسلام بے جان ہو گیا۔

يَوْمَ بِهِ ذَهَبَتْ أَبْنَاءُ قَاطِمَةَ لِلْبَيْنِ مَا بَيْنَ مَقْتُولٍ وَمَا تَوْرٍ۔

آج کی رات ہے کہ جس کے دن میں اولادِ قاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
نیزہ و شمشیر و تیر و تیر کا نشانہ بنے گی۔

فَأَيُّ دَمْعٍ عَلَيْهِمْ غَيْرُ مَرْوِيِّ وَأَيُّ قَلْبٍ عَلَيْهِمْ غَيْرُ مَفْطُورٍ

میں نہیں جانتا کہ کون سی آنکھ پر نم نہیں ہے یعنی کہ ہر ایک آنکھ میں
آنسو اُمنڈ آئے ہیں۔ اور کون سادل ہے کہ جو اس غم میں ننگار نہیں ہے۔

يَا وَقْعَةَ الطِّفْلِ خَلَدَتِ الْقُلُوبَ أَسَىٰ كَمَا كَانَتْ يَوْمَ يَوْمِ عَاشُورَا
یعنی کہٹے واقعہ کر بلاق نے غم میں کے دلوں کو تکافتہ کر دیا ہے اور تمام دلوں

کو روز مصیبت و حزن دملال بنا دیا ہے۔

يَا وَقْعَةَ الطَّفِّ هَلْ تَدْرِيْنَ اَيَّ نَفْسٍ اَوْ قَعْتِهٖ وَهَنْ تَعْقِيْرِ وَتَعْفِيْرِ

اے واقعہ کربلا کیا تجھے خبر ہے کہ کیسے کیسے عابد بقام امام زادے اور پارہ
جگر تجھ پر پارہ پارہ پڑے ہیں خاک و خون میں غلٹال ہیں۔

یہ حسین جگر گوشہ بتول اور نواسہ رسول ہیں کہ جو تیری زمین پر قتل ہوئے
اور ان کی لاشیں بے گورد کھن پڑی ہے۔ اور کائنات ان کے غم میں رو رہی

ہے۔
يَا تَاللّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔



سبیل سکینہ

حیدرآباد لطیف آباد، پونٹ نمبر ۸-۷۱

واقعاتِ صبحِ عاشوراءِ محرمِ قبل از ظہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَتَانَا مِنْ رَحْمَتِهِ كِفْلًا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا
 مِنْ نِعْمَتِهِ قَسَمَیْنِ عَظِیْمَیْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی كَا شَفِی
 الْاَسْرَارِ الْعَالَمِیْنَ الْمَقْصُودِ بِاِیْجَادِ النَّسَاتِیْنِ الْمَخْصُوصِ بِمَقَامِ
 قَابِ تَوْسِیْنِ مُحَمَّدِ سَیِّدِ الْكُوْنِیْنَ وَشَفِیْعِ الْمَطَاعِ فِی الدَّارِیْنِ
 وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهِ الْمَصْطَفِیْنَ وَاَوْصِیَائِهِ الْمَجْبُوبِیْنَ وَلَا سِیَّمًا عَلٰی
 قُرَّةِ عَیْنِیْهِ وَنُورِ بَصْرِیْهِ الشَّهِیْدِ الْمَقْتُولِ الْمَقْطُوعَةِ الْوَرَجِیْنَ
 الْحِزْوِ وَالْوَرِیْدِیْنَ الْمَعْفَرِ الْخَدَّیْنِ الْمَخْضَبِ الْجَبِیْنِ الْمَقْرُوعِ
 بِالشَّقِیْتِیْنِ مَقْطُوعِ الْكَفَیْنِ اَسِیْرِ الْفَرَقِیْنِ غَرِیْبِ الْعِرَاقِیْنَ
 الْمَبْعُدِ عَنِ الْحَرَمِیْنَ الظَّمَاثِیْنَ لَدٰی التَّهْرِیْنِ ابْنِ الْاِذْتِ وَ
 الْعَیْنِ وَالْفِضَّةِ ابْنِ الذَّهَبِیْنَ وَالْكُوكَبِ ابْنِ الْقَمَرِیْنَ وَالْمَرْجَانِ
 الْخَارِجِ مِنَ الْبَحْرِیْنَ مَوْلِیْنَا اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَیْنِ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی

قَاتِلِيهِ وَظَالِمِيهِ لَعْنَةُ مُسْتَمِرَّةٍ مَا اسْتَفِيدَتِ الْتَوْرَ مِنْ الْكُوكِبِينَ
 وَمَا اسْتَقَامَ نِظَامَ الْعَالَمِينَ وَيَعْدُ فَقَدْ قَالَ سَجْنَةُ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ -
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ
 مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَعْفِرْ لَكُمْ
 وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(آیت ۲۸ سورۃ الحديد)

یعنی کرے ایمان دارو خدا سے ڈرو۔ اور اس کے رسول (محمد) پر ایمان لاؤ
 تو خدا تم کو اپنی رحمت کے دو ٹکڑے ابر عطا فرمائے گا۔ اور تم کو ایسا نور عنایت
 فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔ اور تم کو بخشش بھی دے گا اور خدا تو بڑا
 بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اس آیت مجیدہ میں خدا و تر عالم نے اہل ایمان سے خطاب فرماتے
 ہوئے۔ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ خدا سے ڈرو رسول خدا محمد بن عبد اللہ پر ایمان
 لاؤ۔ اس کا صلہ یہ ہوگا کہ خدا اپنی رحمت کے دو ٹکڑے تم کو عطا کرے گا اور
 اس کی روشنی میں تم چلو گے۔ یعنی کہ رحمت کے دو ٹکڑے دو نور کے ٹکڑے
 ہیں جن کی ضیا باری میں روشنی پھیلے گی اور تاریکی دور ہوگی۔ یعنی یہ دینی پاس
 نہ آئے گی۔ چنانچہ علی بن ابراہیم اور کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ کفیلین (دو ٹکڑے) سے حضرت
 امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ خدا نے
 ان دونوں کو رحمت کے دو ٹکڑے دو حصہ قرار دیا ہے۔ اور ان دونوں کے
 ذریعہ بنی نوع انسان کو ہدایت ملے گی۔ اور اسی کی روشنی میں تم چلو گے یعنی کہ

دین ان ہی کے نقش قدم کا نام ہے۔ اگر ان سے دوری ہے تو دین نبویؐ سے دوری ہے۔ ایک روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نور سے حضرت علیؑ ترقی اور آپ کی اولاد طاہرہ میں سے آئمہ ہدیٰ مراد ہیں۔ اور ان ہی کی معرفت دین ہے اس پر نجات منحصر ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: **نَحْنُ نُورٌ لِّمَنْ تَبِعَنَا وَهُدًى لِّمَنْ اهْتَدَىٰ بِنَا وَكَمْ يَكُنْ مِثْلًا فَلَيْسَ مِنَ الْإِسْلَامِ فِي شَيْءٍ** یعنی کہ ہم اس کے لیے نور ہیں سراجاً منیراً ہیں جو ہماری اتباع کرے۔ اور ہم اس کے لیے راہ ہدایت یعنی صراطِ مستقیم میں جو ہم سے طالب ہدایت ہو۔ اور جو ہمارا مطیع و منقاد نہ ہو۔ فرمانبردار نہ ہو اسے اسلام سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

بِنَا فَتَحَ اللَّهُ وَبِنَا خَتَمَ وَبِنَا أَطْعَمَكُمْ غَشَبَ الْأَرْضِ وَبِنَا يُعْسِدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ان تزلوا و بنا ينزل الغيث من السماء یعنی کہ خداوند تعالیٰ نے ہم (آل محمدؑ) میں سے افتتاح کیا ہے اور ہم پر ختم کرے گا۔ ہمارے ہی سبب سے تمہیں زمین سے رزق ملتا ہے ہمارے ہی سبب سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ اور ہمارے ہی سبب سے بارش ہی ہوتی ہے۔ ابر رحمت برکتا ہے تو ہمارے سبب سے ہم تمہیں دریا میں غرق ہونے سے بچاتے ہیں ہم ہی قبر میں بھی مدد کو آتے ہیں۔

مَثَلَنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ مِثْلَ الْمَشْكُوتَةِ وَالْمَشْكُوتَةِ فِي الْقَنْدِيلِ نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ۔ یعنی کہ ہم وہ ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہماری مثال مشکوٰۃ سے دی ہے جو قندیل میں ہے اور نور پر نور ہے۔

والمصباح محمدٌ ونورٌ على نورٍ على وفاطمةٌ يهوى الله من
 يشاء يهوى الله بولا يتنا من يشاء

رسول اللہ ہیں اور نور علی نور سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ ہماری ولایت کی طرف ہدایت فرماتا ہے خدا نے ہمیں نور بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

فَقَحْنُ النَّجِيَاءِ وَنَحْنُ نَقَبَاءُ وَنَحْنُ التُّورُ وَالضِّيَاءُ

یہ تمام چیزیں کہ ہم ہی شرفاً و نقباء و نور ہیں تفسیر میں اس آیت مبارکہ کی
 اللَّهُ وَرَبِّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَ
 الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاءُ هُمُ الظَّالِمُونَ يُخْرِجُهُمْ مِنَ النُّورِ
 إِلَى الظُّلُمَاتِ - (سورة البقرات ۲۵۷)

ترجمہ :

خدا ان لوگوں کا سرپرست ہے جو ایمان لائے ہیں۔ انہیں گمراہی کی
 تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار
 کیا ہے۔ ان کے سرپرست شیطان ہیں کہ ان کو ایمان کی روشنی سے نکال
 کر کفر کی تاریکیوں میں ڈال دیتے ہیں۔

اس آیت میں ولایت سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں ائمہ ہدی
 نے فرمایا کہ ظلمات سے مراد ائمہ جور کی ولایت ہے جنہیں خدا نے تعالیٰ نے
 ظلمت فرمایا ہے اور نور سے مراد ہماری ولایت حق ہے۔ کلینی نے ابن خالد
 کاہلی سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت مجیدہ :

فَأَمَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الْبَرِّ انْزِلْنَا - (سورة تغابن آیت)

(تم خدا اور اس کے رسول پر اور اس نور پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل کیا ہے)

نے فرمایا کہ اے خالد خدا کی قسم امیر نے جس نور پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ وہ ہم ہی ہیں۔ یعنی کہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی ذریت طیبہ میں امیر معصومین مراد ہیں۔ نُورُ اللَّهِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ يَا أَبَا خَالِدٍ نُورُ الْأِمَامِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ نُورُهُ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيئَةِ بِالنَّهَارِ۔ یعنی کہ اے ابو خالد نور امام مومنین و عارفین کے دلوں میں آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہے۔ بخدا ہمارا نور مومنین کے دلوں کو روشن کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ امیر معصومین انوار الہیہ میں (از مترجم۔ پھر بھی مقصرین کہتے ہیں کہ امیر من باب المجاز نور ہیں۔ حالانکہ ان ذوات مقدسہ پر نور کا اطلاق من باب الحقیقت ہے)

چنانچہ اور بھی احادیث نور ہونے کے بارے میں وارد ہوتی ہیں جو آئمہ معصومین کے نور ہونے پر مشاہد ہیں۔ اور ملائکہ بھی ان کے نور ہونے پر حیرت میں ہیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب اکمال الدین، علل الشرائع و مبون اخبار الرضا میں اپنی سند متصل کے ساتھ یہ نقل فرمایا ہے کہ امام رضا علیہ السلام اپنے اباہ طاہرین کے سلسلہ سدر سے حضرت امیر المؤمنینؑ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ فضل میں یا جبرئیل امین ارشاد فرمایا اے علیؑ پیغمبروں کو خدائے تعالیٰ نے ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت عطا کی ہے

اور اے علیؑ میرے بعد فضیلت و کرامت و بزرگی تمہارے لئے ہے اور میری درجہ تمہارے بعد تمہاری اولاد طاہرہ کے ائمہ ہدی کے لیے ہے۔

وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ كُنَتْ أُمَّتًا وَحَدَّ آمُّنًا مَحْبُوبِينَ۔

اے علیؑ ملائکہ ہمارے خدام ہیں اور ہمارے محبوبوں کے بھی خدام ہیں اور اے علیؑ حاملان عرش اور وہ فرشتے جو اطراف میں ہیں وہ سب کے سب ان لوگوں کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں جو ہماری ولایت کو قبول کرتے ہیں اے علیؑ اگر

ہم نہ ہوتے تو آدمؑ و حوا پیدا نہ ہوتیں نہ زمین و آسمان ہوتا۔ بس ہم ملائکہ سے کیسے افضل نہ ہوں جب کہ ملائکہ نے تسبیح و تنہیل و تقدیس الہی ہم سے سیکھی ہے

اسی لیے خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے ہماری ارواح کو خلق فرمایا۔ بس ہم نے توحید و حمد الہی سے اپنے نطق کا اظہار کیا۔ پھر جب ملائکہ نے ہمیں دیکھا تو خدا کی تسبیح و تنہیل بجالائے جو کہ ان کا ذلیفہ ہے۔ ہماری ہی وجہ سے ہے

اور خدا کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اے علیؑ جب میں معراج میں گیا اور آسمان چہارم پر پہنچا تو بیت المعمور میں جبرئیل امین نے اذان و اقامت کہی

اور میری اقتداء میں شب فرشتوں نے نماز پڑھی لیکن میں کوئی فخر نہیں کرتا۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر جبرئیل پتھر گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی لگے پڑھوں تو میرے بال و پر جل جائیں۔

پس میں نے عالم گزار میں وہاں تک بلند پایاں جہاں تک خدائے چاہا۔ وہاں آواز آئی۔ یا محمدؐ یعنی اے محمدؐ میں نے آواز پر لبیک کہا یعنی لبیک وسوعیٰ

کہا۔ آواز آئی تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔ پس میری یہ عبادت کہ اور مجھ ہی میرا بھروسہ نہ رکھ۔ یقیناً تو میرے بندوں میں نور ہے۔ میرا رسول

اور میری محبت ہے میں نے تیرے لیے اور تیری پیروی کرنے والوں کے لیے جنت خلق کی ہے۔ اور تیری نافرمانی کرنے والوں کے لیے دوزخ بنا یا ہے "یا محمد" اوصیاءک المکتوبون علی ساق العرش یعنی اے محمدؐ میں نے تیرے اوصیاء کے نام ساق عرش پر لکھے ہیں۔ میں نے جب ساق عرش پر نگاہ کی تو وہاں میرے بارہ اوصیاء کے نام حروف نورانی ہیں لکھے ہوئے دیکھے ان میں سے پہلے علی ابن ابی طالبؑ اور آخری مہدی قائم ہیں۔ میں نے عرض کیا پروردگار یہ سب کے سب میرے وصی ہیں جو اب ملا۔ یہ ہی تمہارے اوصیاء اور میرے اولیاء میں میری محبت ہیں۔ میری مخلوق پر میں ان ہی کے آخری ذریعہ کلمہ حق بلند کروں گا۔

(از مترجم اس حدیث مبارکہ حضرت امام العصر مہدی القائمؑ کی حیات واضح ہے) اس حدیث اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ یہ حضرت معصومین نور میں پس آئیے کہ یہ مذکورہ کی تفسیر و تاویل یہی درست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے ذریعہ اہل ایمان کی ہدایت کرتا ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے رسالہ توحید میں بسند خود روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نحن الغاملون بامرہ والذاعون الی سبیلہ یتاعرف اللہ ویتاعید اللہ نحتب اکادلا علی اللہ وتولانا ما عید اللہ۔ یعنی کہ ہم ہی اللہ تعالیٰ کے امر کے مطابق عمل کرتے و لے ہیں اور اس کی طرف بلانے والے ہیں۔ ہمارے ہی ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کے حوالے سے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ

میں اور دینی، ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کی ہے کہ جب یہ آئمہ مذکورہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا یعنی کہ میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

انت الہادی یا علیؑ بک یہتدی المہتدون

اے علیؑ تم ہی ہدایت کرنے والے ہو اور میرے بعد تمہارے ہی ذریعہ سے لوگ ہدایت پائیں گے۔ اور بعض روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اس آیت کا مصداق دو زندہ آئمہ معصومین ہیں کہ یہ ہی آئمہ نہیٰ ہیں، پھر فرمایا کہ یا احسن اعطیتکم الاحسان یعنی کہ حسن کے ذریعہ تم احسان پاؤ گے۔ و بالחסین تسعدون و بہ تسفون یعنی کہ حسین کے ذریعہ تم سعادت پاؤ گے یا شقاوت میں مبتلا ہو گے۔

اَلَا وَاِنَّمَا الْحُسَيْنُ بَابٌ مِنْ ابْوَابِ الْجَنَّةِ مَنْ عَائِدَ حَضْرَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ رَاحَةُ الْجَنَّةِ -

یقیناً حسینؑ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں یعنی کہ حسینؑ کی ہر ہی جنت میں سے جانے گی جو شخص ان سے سعادت رکھے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اقامہ عزرا اور بکا علیؑ حسینؑ کی محبت کی نشانی ہے حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جواز روئے محبت زیارت امام حسینؑ کے لیے باہر قدم رکھنا ہے تو پہلے ہی قدم پر خدا اس کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ پھر ہر قدم پر اس کی کرامت و سعادت میں اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ جب وہ صریح اقدس تک پہنچتا ہے۔ تو حق تعالیٰ کی جانب سے

ابن قولوب نے محمد ابن مسلم کے حوالے سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي زِيَارَةِ الْحُسَيْنِ مِنَ الْقَضَائِ لِهَلُوا شَوْقًا وَتَقَطَعَتْ أَنْفُسُهُمْ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ یعنی کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ زیارت امام حسین میں کتنی فیصدت ہے تو وہ شوق زیارت میں جان دینے لگیں۔ ابن مسلم نے کہا کہ اے مولیٰ زیارت کا ثواب بھی تو بیان فرمائے۔ امام علیہ السلام نے کہا کہ زیارت کرنے والے کے لیے ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب ہے اسے ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ ہزار روزے ہزار صدقہ مقبول، اور ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور وہ اس سال ہر آفت اور خصوصاً انواء شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر وہ اس سال مر جائے تو فرشتے اس کے غسل و کفن بن شریک ہوتے ہیں۔ اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ وہ مختار قبر سے بھی پکار رہتا ہے۔ اور تا حد نظر اس کی قبر میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

قشار قبر اور منکر و نکیر کے خوف سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور اس کی قبر میں ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے اور اس کا نام اعمال اس کے دلہنے ہاتھ میں دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اس کا چہرہ نورانی ہوگا۔ اور ایک مناد ندا کے گا۔

هَذَا مِنْ زَوَارِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ شَوْقًا إِلَيْهِ۔

یہ مرد مومن ہے مزار حسین کی زیارت کرنے والا ہے اور بڑے شوق والا کے ساتھ زیارت کرنے والا ہے۔ اس وقت لوگ کہیں گے کاش ہم بھی زائر ہوتے۔

داؤد ابن فرقد سے یہ سزا معتبر روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کو زیارت قبر حسین کرتا ہے وہ دنیا سے اس طرح رخصت ہوگا کہ اس کی ہر تمنا پوری ہوگی اور آخرت میں وہ امام حسین کے حواری میں ہوگا۔

مشہور شاعر عدیل بن علی بن محمد خزاعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کر کے خراسان سے رے آیا۔ وہاں ایک شب اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا زیر لب اپنا مشہور و معروف قصیدہ پڑھ رہا تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی میں نے پوچھا کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں میں نے یہ سن کر دروازہ کھول دیا تو ایک نہایت ہیبت ناک شخص اندر آیا جس کو دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے۔ وہ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا گھبراؤ نہیں میں تمہارا بھائی جن ہوں میں بھی اسی رات پیدا ہوا تھا کہ جس رات تم پیدا ہوئے اور میں تمہارے ساتھ میں تمہارے سن کو پہنچا ہوں میں تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں یہ حدیث تمہارے لیے باعث افتاء بصیرت ہوگی۔ پھر اس جن نے کہا کہ مجھے حضرت علی مرتضیٰ سے سخت عداوت تھی۔ ایک شب میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ زیارت قبر امام حسین کو جا رہے ہیں۔ میں ان کو اذیت و نقصان پہنچانے کے لیے ان کے ساتھ ہو گیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ ملائکہ ان کی حفاظت کر رہے تھے یہ دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ میں گویا خواب سے بیدار ہو گیا ہوں۔ اور میں نے محسوس کیا کہ یہ ساری کرامت اس صاحب قبر کی ہے جو قبر میں شہید ہو گیا۔ میں بھی اس قافلہ والوں کے شامل ہو گیا۔ پھر میں حج کے لیے گیا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ کچھ لوگ ایک بزرگ ہستی کے

چاروں طرف جمع ہیں میں بھی ایک اعرابی کی شکل وہاں پہنچا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ آل رسولؐ ہیں چنانچہ میں سلام کے ان کے قریب بیٹھ گیا۔ مجھ سے انہوں نے فرمایا کہ مرحبا لے اعرابی۔ تم نے اس رات کو کیا دیکھا جب تم کربلا میں تھے۔

تم نے جو کچھ دیکھا وہ اس کرامت و شرف کی بنا پر ہے جو ہمیں خداے بزرگ و بزرگ نے عطا فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ خدا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے دشمنوں میں سے نکال لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل میں میرے دل کو پاکیزہ کر دیا۔ یا بن رسولؐ! اللہ کوئی حدیث سنا ہے جو میرے اور میری قوم کے لیے تحفہ معرفت ہو۔ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار محمدؐ باقر سے۔ اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار زین العابدین سے اور انہوں نے حضرت امام اپنے پدر بزرگوار حسین سے اور انہوں نے اپنے پدر عالیقدر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے علیؑ بہشت میں اس وقت تک تمام انبیاء و مرسلینؑ پر حرام ہوگی۔ جب تک کہ میں بہشت میں داخل نہ ہو جاؤں اور تم اور تمہاری اولاد ظاہرہ میں سے ائمہ معصومین میرے ساتھ داخل ہو گئے۔ اور تمام امتوں پر جنت حرام ہوگی۔ جب تک کہ میری امت داخل جنت نہ ہو جائے۔ اور میری امت میں سے ہر اس شخص پر جنت حرام ہوگی جو تمہاری ولایت کا اقرار نہ کرتا ہو۔ وعلیٰ کہتے ہیں کہ پھر اس شخص نے کہا یا دعبل خدا ہا فلن تسمع مثلہا من مثلی کہ تم اس حدیث

کو یاد کر لو۔ تم ایسی حدیث مجھ جیسے شخص سے پھر کبھی نہ سنو گے۔ میں نے یہ حدیث اس لیے سنائی ہے کہ تم میرے بھائی ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا اور نہ معلوم کہ وہ زمین میں سما گیا یا آسمان میں ابن قولوبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت صادق آل محمد نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے قیامت میں کرام الہی اور شفاعت پیغمبر خدا نصیب ہو۔ بس اسے چاہیے کہ وہ قبر حسین کی زیارت کرے تاکہ روز قیامت لے افضل الہی سے حصہ لے۔ اور دنیا میں بھی اس کے گناہ معاف ہو جائیں خواہ بڑی گناہوں کی برابر ہوں۔ کیوں حسین منظلوم اور ان کی اولاد اور اصحاب و اقرباء بڑے ظلم و ستم سے قتل کیے گئے ہیں۔ اور پیادے ہی شہید ہوئے ہیں۔ مولف کتاب فرماتے ہیں کہ لے شیعیو۔ ہم نے ثواب زیارت قبر حسینؑ جملہ درج کتاب کیا ہے۔ حالانکہ اس مضمون پر بہت زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر میں فضائل زیارت امام حسین علیہ السلام بیان کرو تو لوگ حج بیت اللہ کرنا ترک کریں اور مکہ کا سفر اختیار نہ کریں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیارت قبر امام حسینؑ کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ زیارت قبر امام حسینؑ بروز عرفہ کی جائے تو اس کا ثواب ہزار ہزار حج کی برابر ہے۔ اور حج بھی ایسا کہ جو حضرت امام العصر مہدی آخر الزمان کی معیت میں کیا ہو۔ اور ہزار ہزار عمرہ کا ثواب عطا ہوگا عمرہ وہ کہ جو رسول خدا کی معیت میں کیا ہو۔ ہزار ہزار بندوں کے آزاد کرنے کا ثواب، اور ہزار ہزار گھوڑے سے جہاد اسلامی میں دینے کا ثواب ملے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس قدر ثواب عطا کرے گا۔

اور یہ رحمت بر سبب شہادت امام حسین ہے۔ ابوباروں مکشوف سے مروی ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا امام علیہ السلام نے فرمایا سنا ہے کہ تم ہمارے جد مظلوم کا مرثیہ کہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول! میں مرثیہ کہتا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں بھی مرثیہ سناؤ۔ امام صادق آل محمد نے جب اپنے جد مظلوم کی مصیبت سنی تو فرمایا: لَا كَمَا تَنْتَشِدُونَ وَ كَمَا تَرْتَبِيهِ عِنْدَ قَبْرِهِ یعنی یوں نہیں بلکہ اس طرح جیسے تم لوگ قبر امام حسین کہتے ہاں مجلس کرتے ہوئے مرثیہ پڑھتے ہو چنانچہ میں نے شروع کیا۔

أَمْرٌ عَلَى حِدَاثِ الْحُسَيْنِ فَقَلَّ لِعَظَمَةِ الزَّكِيَّةِ -

میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام پر گریہ طاری ہو میں خوش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اور پڑھو۔ پس میں نے یہ شعر پڑھی۔

يَا مَرْيَمُ قَوْمِي وَإِنِّي مَوْلَاكِ وَعَلَى الْحُسَيْنِ فَاسْعِدِي بِبَكَكِ
لے تم اٹھو اور آقا و مولیٰ حسین پر توجہ دزاری کرو۔ اور ان کی مصیبت پر رُو
کہ ان کی یادری کرو۔

پس جب کہ یہ شعر پڑھا تو امام علیہ السلام پر شدید گریہ طاری ہوا۔ اور آپ کے اہل گم میں صلے گریہ بکا بلند ہوئی۔ جب گریہ کم ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابی ہارون جو شخص مصائب امام حسین میں ایک شعر کہے اور اس سے دس لوگوں کو دلائے تو اس کے لیے بہشت واجب ہے پھر آپ نے ایک ایک کم کرتے گئے۔ یہاں تک کہ فرمایا کسی ایک شخص کو بھی دلائے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کسی کے سامنے ہماری مصیبتوں کا ذکر ہو۔ اور اس کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نکل آئے تو اس پر جہنم حرام ہے۔ مولف کتاب فرماتے ہیں کہ اے شیعوں تم ذرا غور کرو کون سا ظلم تھا۔ جو حضرت امام حسینؑ پر نہیں ہوا اور احقر تاقب فاطمہ زہرا حسینؑ کی مصیبتوں سے پارہ پارہ ہو گیا۔ ہمارے دل کس طرح خوشی محسوس کر سکتے ہیں جب کہ ہمارے امام پیارے شہید ہوئے اور کر بلا کی زمین پر لاش مبارک پڑی رہی۔ اور باغ رسالت کا گل ریجان پڑھ رہا ہو گیا۔ خوشبو چمن میں پھیل گئی۔

أَمْ كَيْفَ أَفْرِشُ فَرَشًا وَهُوَ مَنْجِدٌ بِيَمِينِي قَدْ عَلَا عَلَيَّ يَهُ عَوْلٌ
 أَوْ كُونِ سَابِئِ رَاحَتِ بِيحَايَا كُونِ سَافِرِشِ زِيَابَتَا كُونِ سَاكِيهِ تَهَا حَالِ
 یہ ہے۔ کہ سید الشہداء بروئے خاک پڑے ہوئے ہیں۔ اور بڑے بڑے گھوڑے آپ کی لاش مبارک پر دوڑائے گئے۔
 شَعْتُ تَرَايَ يَهْتِ الْعُجْفُ الْهَزَلِ

کیونکہ خوشبو نے نفیس میرے کام آئے جب کہ اہل علم حسینؑ شتران بے کجاہ پر سوار ہیں بال بکھرے ہوئے ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔
 بِلَا وَطَاءٍ وَلَا سِتْرٍ يَحْلِلُهَا عِنْدَ أَعْيُنِ النَّاسِ إِلَّا الْحُزْنَ وَالنَّكَلَ
 آہ امام حسینؑ کی بہنوں پیشوں کی قید کیا گیا۔ اور تماشائی لوگ ان کو دیکھ رہے تھے۔ پردہ داری کا کوئی انتظام نہ تھا۔ البتہ جامہ ہلے اندر وہ غم پہنے ہوئے تھے جو پردہ پوشی کر رہے تھے۔

مَسْبِيَّةٌ مِثْلَ سَبِي الرِّدْمِ قَدْ تَمَلَّتْ مِنْهَا الْقَلَائِدُ وَالْإِسْوَارُ وَالْحَبْلُ

یعنی کہ الہجرم کو مثل کفار سیر کیا تھا۔ اور الہجرم کے زیورات لوٹ لئے۔
 سَوَاجِعًا كَحَمَامِ الْاَيِّدِ نَارِيَّةٍ يَنْهَدُ مِنْ شَبْوِهِنَّ الصَّغْرُ وَالْجَبَلُ.
 الہجرم حسینؑ نے بے کسی و مصیبت میں ایسے جگر سوز نائے گئے اور روئے
 کہ پتھر کے دل بھی ہوں تو وہ بھی شکاف تہ ہو جائے۔ معلوم ملک نیلگوں کیوں گر
 پڑا معلوم نظام عالم کیوں نہ درجہ و پرہم ہو گیا۔ آسمان سے آگ کیوں نہ برسی۔
 پتھروں کی بارش کیوں نہ ہوئی۔ ابن قویہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے روایت کرتے ہیں کہ جب حیرئیل امین نے خدا کی طرف سے غیر شہادت
 امام حسینؑ آنحضرت کو پہنچائی۔ تو از جانب خدا حضرت رسول خدا نے امیر المومنین
 علی ابن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور گوثہ تنہائی میں تشریف لے
 گئے۔ اور اس رات شہادت حضرت علیؑ پر ظاہر کیا اس وقت دونوں پر گریہ و بکا
 طاری ہوا۔ حیرئیل امین نازل ہوئے۔ اور کہا کہ خداوند جلیل تم دونوں کو سلام کہتا
 ہے اور فرماتا ہے۔ کہ عَلَيْكُمَا لَمَّا صَبَرْتُمَا۔ یعنی کہ خدا قسم
 دیتا ہے۔ کہ تم دونوں اس مصیبت میں صبر کرو۔ پس نبیؐ و علیؑ نے صبر کیا۔
 ہاں صبر کیا اور اسی صبر کی وجہ سے ان کی رفعت شان میں چار چاند لگ گئے۔
 ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں صفین کی جانب سفر میں حضرت امیر المومنینؑ
 علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ جب آپ زمین کی بلا پر وارد ہوئے
 تو آپ کے چہرہ مبارک کارنگ فقی ہو گیا اور آثار غم و رنج ظاہر ہوئے اور فرمایا
 کہ یہی وہ زمین ہے کہ جہاں ہمارا خون بیسے گا۔ پھر آپ نے منقل کی نشاندہی
 فرمائی اور رونے رونے سے ہوش ہو گئے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت
 امیر المومنینؑ سے عرض کروں۔ مولائے کائنات آپ زمین کی بلا پر رونے

روتے غش کر گئے۔ کیا حال ہوتا ہے آپ اگر سین اور اپنے تمام لاز نظر کو تنق
ہوتے دیکھتے۔ آپ کیا کرتے۔

فَمُ الرَّسُولِ بَسِيفِ الشَّهْرِ مَبْدِلُ
فَأَيْنَ كَيْتُ بَنِي عَدْنَانَ وَالذُّهَى
أَمَادِرُ وَأَنَّ مَحْرًا كَانَ يَلْتَمُهُ

کہاں تھے حیدر کرار اسد کر دگار، غالب کل غالب شجاعان فریش کہاں تھے۔
سادات بنی ہاشم کہاں تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ گولٹے مبارک کہ
جس کے بوسے رسول خدا لیتے تھے شمر ملعون کی تلوار سے کٹ گیا۔

أَمَادِرُ وَإِنَّ جَسْمًا كَانَ بِجَمْدِهِ
خَيْرُ الْبَرِّيَّةِ فَوْقَ التُّرْبِ مَبْدِلُ

آیا نہیں جانتے کہ امام حسینؑ کہ جو بہترین خلق اور برگزیدہ خلق کے دوش پر
سوار ہو کرتے تھے آج حسینؑ کی لاش خاک و خون میں غلطان زمین کر بلا پر
پڑی ہے۔

وَهَلْ دَرُّوْا أَنْ رَأَسًا قَدَّ عَلَا
شَرَفًا عَلَى سِنَانِ أَحَقِّ الْكَعْبِ قَدْ حَقَلُوا
آیا جانتے ہو کہ یہ سر مبارک از روے شرف و بزرگی اعلیٰ مراتب رکھتا ہے۔
وا حسرتا اب وہ نیزہ پر ہے۔

وَأَنَّ نَسْوَنَهُ أَسْرَى بِلَاوِطَا
وَلَا قَتَاعِ عَلَى الْاِفْتَابِ قَدْ حَمَلَهَا
یعنی کہ مخدرات شتران بے کجا وہ پر سوار ہیں۔

وَأَوَيْلَا لِلَّهِ كَمُ بَدُوْا سَعْدٍ فِي التُّرَابِ دَى
وَأَنْجَمِ فِي عُرَاصِ الطُّفْتِ قَدْ اَفَلُّوْا

خدا را غور کرو۔ اہلبیت رسول خدا کے اکثر ماہ صفت جوان گلے کٹائے ہوئے
زمین کر بلا پر ٹھہرے ہیں اور علیؑ عمران کے بہت سے ستارے میران کر بلا ہیں

پڑے ہوتے ہیں اور وہ ظلم و ستم کی گھنٹاؤں میں چھپ گئے ہیں۔

وَكُمُّوْا وَّجُوْهُ لَقَدْ اَبٰى مَحَاسِنُهَا حَرَّ الظَّمَاۤءِ وَحَرَّ الشَّمْسِ وَالزَّبَلِ

ان کے چہرے بہ سبب تشنگی اور بہ سبب تپش آفتاب مرجھا گئے تھے۔

وَكُمُّوْا وَّسُّوْا عَلٰی الرَّصَاۤحِ قَدَرَفَعَتْ وَمِنْ تَجْوِیْعٍ دَمَا هَا شَتِیْبُهُمَا عَطَلُوْا

ان کے سروں پر کس قدر خشکی پائی جاتی تھی کہ نيزوں پر بلند تھے۔ اور ان کی ریش

باہ مبارکہ ان کے خون سے رنگیں تھیں۔ شیخ مفید اور سید ابن طاووس اور محمد

ابن ابی طالب موسوی رحمہ اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ جب صبح

عاشورا محرم نمودار ہوئی تو اس وقت آسمان سے کہ لے شکر خدا اذکبوا یعنی

اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ وقت جہاد آگیا۔ اور ادھر حضرت امام حسین

علیہ السلام نے اصحاب سے فرمایا کہ فریضہ سحر ادا کرنے کے لیے جمع ہو جائیں

اور بجائے وضو تیمم کر لو۔ سب نے خاک کر بلا پر تیمم کیا۔ کچھ اس طرح غازیوں نے

خاک کر بلا پر اپنے ہاتھ مس کئے کہ زمین کر بلا کی خاک، خاک پاک ہوگی حضرت

علی اکبرؑ نے بہ لحن و اودی اذان دی اور امام عالی مقام کی اقتداء میں اصحاب نے

نے نماز صبح ادا کی۔ جب نماز تمام ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ آج کے ان میرے

فرزند علی زین العابدین کے علاوہ ہم سب قتل ہو جائیں گے اور اس دار دنیا سے

بطرف عالم بقا چلے جائیں گے۔ پس آپ نے حکم دیا کہ سب کے سب اسلحہ

جگ سے آراستہ ہو جائیں تمام اصحاب دیاوردانصار نے اسلحہ جنگ لگائے

اور آادہ جہاد ہوئے۔

شیخ مفید کی روایت کے مطابق امام حسینؑ کے ساتھ تیس سو اور

چالیس پیادہ، اصحاب و انصار تھے۔ ان میں آپ کے اعداؤ بھی شامل ہیں۔ مگر

ابن طاووس کی روایت کے مطابق جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ پتیلینس سوار اور ایک سو پیاوہ حضرت امام حسین کے ساتھ تھے اور صاحب مناقب کی روایت کے مطابق لشکر امام حسین میں کل بیاسی افراد تھے۔ انجناب نے زہیر بن قین کو مہینہ اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ کا سردار بنایا۔ اور علم لشکر حق حضرت عباس ابن علیؓ کو دیا کچھ اس شان سے علمدار لشکر بنایا کہ صبح قیامت تک علمداری لشکر کے لیے عباس علمدار کا نام لیا جائے گا۔ امام حسینؑ نے شب عاشورا کو اپنے خیام کے ارد گرد خندق کھدوائی تھی اور اسے صحرا کے خش و خاشاک سے پر کر دیا تھا۔ صبح کو اس میں آگ دے دی گئی تاکہ دشمن کا لشکر خندق پار کر کے خیام تاراج نہ کر سکے۔ اور دشمن کو حملہ کرنے کا ایک ہی طرف سے موقع ملے اور اس کا دفاع عمل میں آسکے۔

ادھر عمر ابن سعد ملعون نے اپنے لشکر باطل کو ترتیب دیا۔ شمر بن ذی الجوشن کو میسرہ کا سردار اور عمرو بن ججاج مہینہ کا سردار بنایا۔ اور اس بد نہاد نے اپنے لشکر کا علم اپنے غلام درید کو دیا گویا اسے لشکر زبون شعار کا سردار بنایا شیت ابن ربیع کو پیاوہ لشکر کا سردار مقرر کیا اور ابو ایوب غنوی کو سواروں کا سالار بنایا۔ محمد بن شدت کو تیر اندازوں کا اور عمر ابن حبیب کو سنگ باری کرنے والوں کا امیر مقرر کیا۔ اور روز عاشورا بوقت چاشت سب سے پہلا تیر عمر ابن سعد ملعون نے امام حسینؑ کی طرف رہا کیا۔ لشکر عمر ابن سعد نے خیام امام حسینؑ پر حملہ کرنے کے لیے سبقت کی اور اس طرف بڑھے دیکھا کہ خیام کے ارد گرد خندق ہے اور اس میں آگ روشن کی گئی ہے۔

ابن نما روایت کرتے ہیں کہ زینبؑ سے ایک شخص صفوں سے باہر

نکلا اور اس نے پکار کے کہا حسینؑ کہاں ہیں امام عالی مقام نے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے اپنا نام محمد بن اشعث بتایا۔ آپ نے فرمایا تو ہمیں آتش جہنم کی بشارت ہو۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ بل ابشترُ بربِّ رحیم وشفیعُ مطاعر۔ یعنی میں تو خدائے رحمن اور رحیم و کریم کی طرف جاؤں گا۔ جہنم تیرے لیے ہے۔

ابشترُ بالنار تَرُدُّهَا السَّاعَةَ - یعنی کہ تجھے جہنم کی اس دم بشارت ہو۔ یہ کہہ کر امام حسین علیہ السلام نے اس ملعون کے لیے بارگاہِ خدا میں عرض کیا کہ پروردگار! اس ملعون کو آتشِ جہنم کا دوزخ چھکا اور دنیا میں بھی آگ میں جلا تاگا۔ اس ملعون کا گھوڑا بھڑکا اور وہ گھوڑے سے گرا مگر اس کا پاؤں رکاب میں پھنسا رہا کچھ دور تک گھوڑا اسے زمین پر گھسیٹا رہا یہاں تک کہ خندق کی آگ میں وہ گرا اور جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس وقت شمر ملعون نے کہا کہ اے حسینؑ تم نے آخرت کی آگ سے پہلے ہی دنیاوی آگ اختیار کر لی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ذلیلِ عورت کہے بہ جہنم کی آگ تیرے لیے ہے نہ کہ ہمارے لیے حضرت مسلم ابن عوسجہ جو ایک کلمہ مشق تیرا اندازتھے۔ امام حسینؑ سے عرض کیا مولیٰ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ایک ہی تیر میں اس ملعون کا خاتمہ کر دوں لیکن آپ نے فرمایا اے مسلم ابن عوسجہ میں اپنی طرف سے جنگ میں ابتداء کرنا نہیں چاہتا۔ شمر ملعون وہاں سے چھپنے کی طرف ہٹ گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ

آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

رَأَيْتُ كَلْبًا ابْقَعَ بِلُغْرٍ فِي دَمَاءِ أَهْلِ بَيْتِي -

یعنی کہ میں نے دیکھا کہ ایک ابلق یعنی چیت کبرا کتا ہے۔ جو میرے اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ جو چھ پر حملہ آور میں۔ آپ نے شمر ملعون سے

فرمایا کہ وہ سگ المیٰ تو ہی ہے کہ جو مجھے قتل کرے گا۔ مسلم ابن عوسجہ نے چاہا کہ اس پر تیر برسائیں مگر امام عالی مقام نے اجازت نہ دی پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے بُریر بن خضیر ہمدانی سے جو مشہور و معروف عالم دین اور زاہد تھے فرمایا کہ جاؤ اور ان لوگوں کے نصیحت کرو کہ ان پر ابھی طرح اتمام حجت ہو جائے۔ بُریر بن خضیر ہمدانی میدان میں آئے اور انہوں نے اہل کوفہ سے خطاب فرمایا اے لوگو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے فرزند رسولؐ کا محاصرہ کیا ہے اور ان کو مظلوم بنا دیا ہے۔ اور تم ان کی مدد نہیں کرتے۔ تم نے ان پر اور ان کے اہل حرم اور بچوں پر پانی بھی بند کر دیا ہے۔ وہ اس طرح نصیحت کر رہے۔ مگر وہ درندہ صفت ان کی باتوں کا مذاق اڑاتے رہے اور وہ بدشوار کہنے لگے کہ ہم تو کچھ بھی نہیں سمجھے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ حضرت بُریر نے ان پر نفرس کی اور امام عالی مقام کی خدمت میں واپس آکر سارا واقعہ بیان کیا۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنا گھوڑا مہر تخرنماخی طلب کیا۔ اور اپنے نانا کی زرہ زیب تن فرمائی۔ عمامہ سر پر رکھا۔ اوتلو اور کمر میں لٹکا کر گھوڑے پر سوار ہوئے میدان میں پہنچے تو زبیری لشکر نے چاروں طرف سے امام عالی مقام کو اپنے محاصرہ میں لے لیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا

وَلَيْكُم مَّا لَكُمْ اَنْ تَنْصِبُوْا اِلَيّْٰ فَاَسْمِعُوْا قَوْلِيْ وَ اِنَّمَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى سَبِيْلِ الرَّسٰلٰتِ
یعنی کہ امام علیہ السلام نے فرمایا اے تمہیں پر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم میری بات بھی نہیں سنتے حالانکہ میں تمہیں ہدایت کے راستہ کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم میری اطاعت کر دو گے۔ تو یقیناً تمہارا ہی سے بچ جاؤ گے۔ جب امام حسین نے ان اشیاء کو سرزنش کی تو وہ متوجہ ہوئے پھر امام حسین علیہ السلام نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور حمد و ثناء درود و سلام کے بعد فرمایا: يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ

کہ اہل عراق فَاَنْسَوْنِي وَاَنْظُرُوا مِنْ اَنَا نَسَبٌ۔ اے لوگو! مجھ کو میرے نسبت پر غور کرو۔ اور سوچو میں کون ہوں کیا میں تمہارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کا نواسہ نہیں ہوں۔ کیا میں علی مرتضیٰ کا فرزند نہیں ہوں۔ کیا حمزہ سید الشہداء میرے دادا نہیں ہیں۔ اور کیا جعفر طیار ذوالجناحین میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تمہیں میرے اور میرے بھائی محسن کے بارے میں رسول خدا کا یہ ارشاد فرمایا یا نہیں رہا کہ فرمایا الحسنؑ وواالحسنؑ سید شباب اہل الجنۃ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو اصحاب رسول خدا جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو سعید خدری، ہبیل ابن سعد ساعدی زید ابن ارقم اور انس بن مالک سے پوچھ لو۔ وہ میری تصدیق کریں گے۔ بخدا شرفی و مغرب میں اب میرے سوا کوئی اور فرزند رسول نہیں ہے۔ کیا میں نے تمہارا مال چھین لیا ہے۔ کیا میں نے تمہارے کسی آدمی کو قتل کیا ہے کیا میں نے سنت رسول خدا بدل دی ہے۔ آخر تم لوگ میرا خون بہانے کے لیے کیوں اکٹھے ہو گئے۔ میرا خون پھانا کیوں جائز سمجھتے ہو۔ حالانکہ میں اپنے ناما کے دین دین پر قائم ہوں اور دین خدا کا محافظ ہوں۔

اَحَلَّكَ مَا قَدْ حَرَّمَ الظُّهْرُ اَحْمَدُ اَحْرَصَتْ مَا قَدْ كَانَ قَبْلَ حَلَا۔

آیا میں نے حلال محمد کو حرام کر دیا ہے کہ ہم میرا خون بہانا حلال سمجھتے ہو۔ اور مجھے قتل کرتے ہو۔ ہر چند ان بد شعرا لوگوں نے تحفت اٹھائی مگر قتل امام حسینؑ سے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ امام حسینؑ نے یہ بھی فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے میرے پدربزرگوار ساقی کو کتر نہیں اور لواء محمدان ہی کے ہاتھ میں ہو گا ان ہی کے پرانہ پرپل صراط سے لوگ گزر سکیں گے۔ اس اثنا میں المنہج اور بچوں کے رونے کی آوازیں آپ کے گوشوں میں آ رہی ہیں آپ نے حضرت علی اکبرؑ اور حضرت

جیسا اس سے فرمایا کہ ان کو قاضی شکر اڈا۔ ابھی تو بہت رونا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن شامت کریں حضرت علی اکبرؑ اور حضرت جیسا اس نے ابھرم کو تلقین صبر کی اور امام کا پیغام دیا کہ گریہ وزاری نہ کرو۔

ابھرم غمخوش ہو گئے۔ اور ادھر امام حسین علیہ السلام اس قوم جفا کار سے بھر مخاطب ہوئے اور فرمایا اپنے ظلم و ستم سے ہاتھ روک لو۔ بروایت شیخ مصنفیت کہ عمر ابن سعد غمخوش ہو گیا۔ آپ نے باوا زبند فرمایا کہ اے شیدت ابن ربیع یا حجاز بن بحیرۃ یا قیس بن اشعث یا یزید بن الحارث کیا تم لوگوں نے مجھے خطوط نہیں مکھے تھے کہ کوفہ تشریف لائیے۔ اب میں موجود ہوں تو تم نے ظلم و ستم شروع کر دیا۔ قیس ابن اشعث ملعون نے کہا کہ آپ ابن زیاد کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ آپ نے فرمایا: لَا وَاللّٰهِ لَا اَعْطِيْكُمْ بِيَدِيْ اَعْطَاءَ الذَّلِيْلِ وَلَا اَقْرَبُ لَكُمْ اَقْرَارَ الْعَبِيْدِ۔

آپ نے فرمایا نہیں۔ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہو گا کہ میں تمہارے ہاتھوں میں اپنے کوفیلیوں کی طرح حوالہ کروں۔ میں ہرگز تمہارے سامنے نہیں جھک سکتا يَا عِبَادِ اللّٰهِ اِنِّيْ عَدَاتُ بَرْتِيْ وَرَبِّيْكُمْ اَنْ تَرْجَمُوْنَ۔ اَعُوْذُ بِرَبِّيْ وَرَبِّيْكُمْ مِنْ كُلِّ مَتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ یعنی اے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس تکبر کے خلاف جو یوم حساب پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ عمر ابن سعد کہاں ہے اس کو طلب کیا۔ وہ آیا حالانکہ وہ آپ کے سامنے آنا نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کیا تم مجھ کو اس گمان میں قتل کر رہے ہو کہ ولد الزنا ابن ولد الزنا تم کو حکومت سے دیے دے گا۔ بخدا تمہارا یہ خیال بالکل خام ہے۔ کچا خیال ہے اے

عمر بن سعد تو وہاں پہنچ بھی نہ سکے گا تجھے میرے قتل کے بعد دنیا اور آخرت دونوں میں خوشی میسر نہ ہوگی۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ میں تیرا سزہ تیر پر ہو گا اور لڑکے تجھے پتھر مار رہے ہوں گے یہ سن کر وہ ملعون غصہ میں آگیا اور اس ملعون نے چلہ کمان میں تیر جوڑا اور امام حسینؑ کی طرف پھینکا تیر پھینکے ہوئے عمر ابن سعد نے کیا شام والو گواہ رہنا کہ سب سے پہلا تیر اسی نے حسین ابن علیؑ کی طرف رہا کیا ہے پھر فوج نے تیر برسانا شروع کئے محمد ابن ابی طالب الموسوی کہتے ہیں کہ اس وقت امام حسینؑ کے لشکر میں سے پچاس اصحاب شہید ہو گئے۔ اور جو باقی رہ گئے تھے وہ قیام امام علیہ السلام کی حفاظت کرتے رہے اور دشمنوں کو پچا کر دیا۔

قَلْبَتْ أَحْمَدُ وَالكَوَارِدُ لَا تَنْشَقُّ بِالطَّفِ عَنِ شَخْصِيهِمَا التَّرْبُ
وَلَيْتَ يَكْشِفُ عَنْ وَجْهِ الْبَتُولِ لَهُ بَرَاقَةُ الْقَبْرِ لَوْ يَكْشِفُهَا الْكَرْبُ
کاشس کہ میرے جد بزرگوار احمد مجھے رسول مختار، اور میرے پدر عالی تبار اور میری مادر گرامیہ قدر فاطمہ زہراؑ قبروں سے باہر نکلتیں تو دیکھتیں کہ۔ اَهُوتُ عَلَيْهِ الصَّبَا لَمَّا عَلِقْنَ بِهِ كَأَنَّمَا الطَّيْرُ إِذْ تَهْوِي تَحْتَلِبُ عَيْنِي كَمَا هُرْفُ سَ تِيرٍ اَوْ نِيرٍ سَ اس طرح فضائل اتر رہے تھے۔ جیسے پرندے کثیر تعداد میں اڑا کرتے ہیں اور ان تیروں۔ نیزوں کا نشانہ امام حسینؑ اور آپ کے انصاریا اور مددگار بنے ہوئے تھے۔

بروایت سید ابن طاووسؑ کہ جب باعداء دین کی طرف سے تیروں کی بارش شروع ہوئی۔ تو حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اَرْحِمْكُمْ اللهُ اِلَى الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَبْدُو مِنْهُ وَاِنَّ هُنَّ السُّهَامُ رُسُلُهُ الْقَوْمِ الْيَكْبُوتِ

یعنی کر کے دو ستواؤں پر رجم کر کے آمادہ مرگ ہو جاؤ۔ یہ تیر جو قوم جفا شعار کی طرف سے آرہے ہیں پیغام موت ہیں تم بھی ان سے جنگ کرو۔ پس اصحاب امام حسینؑ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح۔ امام حسینؑ اور زینبؑ ہاشم کی حفاظت میں ڈٹ گئے۔ آگے کی صف والوں نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ آخر کار شکر ابن سعد ملعون نے تیر و نیزے بڑی شدت سے برسائے اور کچھ وقت کے اندر انہی اصحاب امام حسینؑ شہید ہو گئے۔

لَلّٰهُ كُمْ مِنْ شَهْبَةٍ وَشَيْبَةٍ فِي كَرْبَلَا - يَثْبَابُ الْمَصَوِّمِ قَطْعًا -

خدا را غور کرو اصحاب امام حسین میں سے خواہ پیر ہوں یا جوان بڑی مردانگی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ان ملعونوں کو قتل کیا اور خود بھی قتل ہو گئے۔

اَسْفَا إِلَيْهَا بَيْتَكَ الْجَسُومِ عَلَى النَّثْرِیْ مَصْرُوعَةً تَسِيفِي عَلَيْهَا الرَّاصِبُ
افسوس و غم ان اجسام پاکیزہ پر ہے کہ جو گھوڑوں سے دشمنوں کی تلواروں سے زخمی ہو کر زمین پر گرے۔ اور گرد و نثار ان کے لاشوں پر پڑ رہا تھا۔
لِلّٰهِ هَاتِيكَ الْمَوْجُودَةَ تَعْفُرَاتٍ وَبَطَالَ مَا لِلّٰهِ كَانَتْ لَوْ كَعْرُ -

افسوس و غم ہے ان چہرہ بائے پاکیزہ و نورانی پر کہ جو خاک آلودہ ہو رہے تھے۔ اور اصحاب حسینؑ ہمیشہ سجدہ معبود میں رہتے تھے۔ اصحاب حسینؑ علیہ السلام نے تیروں کو اپنے سینوں پر روکا۔ اور خود بھی لشکر اعداء پر تیر برسائے اور جو دشمن امامؑ نزدیک آتا تھا تو اصحاب اس کو قتل کر دیتے تھے یہ حملہ و ن کی ایک ساعت تک جاری رہا کہ قتل ہو گئی یہ سپاہ شبیر اور وقت عصر امام حسینؑ علیہ السلام بھی قتل ہو گئے۔ وقت شہادت حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی عمر مبارک ستادس سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ -

والصدور المحصنة والاضلاع المنكرة والابدان السنبلية
العارية والاجاد لتاعمة البالية السلام على الديار الخاليات
وعلى العيال الضائعات وعلى الزرار الموثورات السلام على الغرياء
الاسراء السلام على شهداء النجاسة السلام على الاتقياء الازكياء
ورحمة الله وبركانه وبعد فقد قال الله تعالى سبحانه -

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِانْ لَهُمْ
الْجَنَّةُ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ وَعَدَّ اَعْلٰىهِ
حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ ط وَمَنْ اَوْقَى بَعْدَ هٰذَا مِنَ اللّٰهِ
فَاَسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمْ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهِ ط وَذٰلِكَ هُوَ الْقَوْمُ
الْعَظِيْمُ (سورة التوبة آيت ۱۱)

ترجمہ :-

اس میں شک نہیں کہ خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال
اس بات پر خرید کر لیے ہیں کہ ان کی قیمت، ان کے لیے بہشت ہے (اسی
وجہ سے) یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑنے میں تو (کفار کو) مارتے ہیں، اور خود
بھی مارے جاتے ہیں (یہ) پکا وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) خدا پر لازم ہے۔
اور ایسا پکا ہے کہ تورات، انجیل اور قرآن و سب میں لکھا ہوا ہے کہ اپنے
عہد کا پورا خدا سے بڑھ کر کون ہے تم تو (اپنی خرید) فروخت سے جو تم نے
خدا سے کی ہے خوشیاں مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

یقیناً خداوند تعالیٰ نے مومنین کے جان اور مال بہشت کے عوض خرید
لیے ہیں اور اگر مومنین اس کی راہ میں قتل ہو جائیں تو خداوند عالم اپنا وعدہ ضرور

شہادت بعض انصار حضرت سید الشہداء علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَفَعَنَا اَرْجَحَ اَوْلِیَّائِهِ وَاَعْلٰی مَعَارِجِ شَهَدَائِهِ
 وَاَعَزَّنَا بِاَشْتِرَاءِ اَنْفُسِهِمْ وَاَمْوَالِنَا وَاَلْرَمَهُمْ نَبِعُوْا بَعْضُ دَارِ كِرَامَتِهِ كَمَا
 هُوَ مَنْتَهٰی اَمَالِيهِمْ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ اَوْلِیَّائِهِ وَاَفْضَلِ
 اَحْبَابِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ اَنْبِیَّائِهِ وَاَلْاُمَّةِ مِنْ بَعْدِ سَادَاتِ اَهْلِ اَرْضِهِ
 وَاَسْمَائِهِ سَيِّمًا عَلٰی الْحَسَنِ الْمَظْلُوْمِ سَيِّدِ الشَّهَدَائِهِ وَاَحَبِّ اَنْصَارِهِ
 وَاَحْبَابِهِ الَّذِیْ اَرْبِقَ دَمَهُ فِیْ حُبِّيَّتِهِ وَاَسْتَبِيْحَ حَرَمَهُ فِیْ نَصْرَتِهِ وَ
 عَلٰی اَنْصَارِهِ وَاَلْحَا هِدِيْنَ وَاَوْلِیَّائِهِ الْمُسْتَشْهِدِيْنَ السَّلَامُ عَلٰی اَعْضَاءِ
 الْمَقْطَعَاتِ وَاَلْجَسَامِ الْمَقْرَحَاتِ السَّلَامُ عَلٰی الدَّمَاِ السَّائِلَاتِ
 وَاَلشِّفَاِ الدَّائِلَاتِ وَاَلْعِیُوْنِ الْبَاكِيَاتِ وَاَلْبَطُوْنِ الْحَايِعَاتِ وَ
 الْقُلُوْبِ الْمَعَايَاتِ السَّلَامُ عَلٰی الْوُجُوْهِ الْمَتَعَفِّرَةِ وَاَلْاَيْدِیِ الْمَقْطُوْعَةِ
 وَاَلرُّؤْسِ الْمَرْفُوْعَةِ وَاَلْاَقْوَامَةِ الْمَبَايَسْتَةِ وَاَلْاَبْدَانِ الْمَرْضَقَاتِ

پورا کرے گا۔ اور اس ایفاءِ عمدہ کو ثورات، انجیل اور قرآن میں لکھ دیا ہے۔ چونکہ انسان کی جان تمام اشیائے عالم سے عزیز ترین ہے۔ پس اسی جہت سے مجاہدین نزد خدا خاص درجہ رکھتے ہیں اسی بنا پر خداوند عالم نے فرمایا ہے
 فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ اعظم درجہ یعنی کہ مجاہدین کا درجہ بمقابلہ گھر میں بیٹھے رہنے کے اللہ کے نزدیک بہت زیادہ بلند ہے حقیقت میں جہاد بڑا تر ہی فضیلت رکھتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں دین حق کی حفاظت میں جہاد کرنا عظیم فضیلت ہے۔ اور اس کا صلہ بہشت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبا و اجداد سے روایت کی ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ رگ داخل بہشت ہوں گی۔ ان میں سے ایک دروازہ ایسا ہے کہ جس کے ذریعہ صرف مسیئین اور صدیقین داخل ہو گئے اور ایک دوسرے دروازہ سے صرف شہداء اور متقی دہر ہیزگار مومنین داخل ہوں گے۔

شیخ طوسی نے اپنی سند کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ لِلشَّهِيدِ سَبْعَةٌ خصال مِنْ اللّٰهِ اَوَّلُ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ مَعْفُورَةٌ لَهٗ كُلُّ ذَنْبٍ يَمِيحُ كَمَا يَمِيحُ بِرَأْسِ الْبَدِشَاهِ پيغمبر اسلام شہید کے لیے سات خصلتیں ہیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ خدا کی راہ میں اس کا پہلا قطرہ خون جو نکلتا ہے۔ اسی کے ساتھ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ جب وہ گرتا ہے تو عورتوں کی آغوش میں اس کا سر ہوتا ہے۔ تیسری یہ کہ اسے جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ چوتھی یہ کہ خاندان بہشت میں سے ہر ایک کی یہ آرزو ہوتی

ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔ پانچویں یہ کہ وہ جنت میں اپنا مقام وائل ہونے سے پہلے ہی دیکھ لیتا ہے۔ چھٹی نخصلت یہ ہے کہ روح القدس اس سے کہتے ہیں کہ جنت میں جہاں جا ہو چلے جاؤ ساتویں یہ کہ اس پر نگاہ رحمت رہتی ہے۔

نہج البلاغہ میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ الجہاد دایبٌ مِنْ ابْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَمَّ اللَّهُ لِمَخَاصِئِهِ أَوْلِيَاءِهِمْ وَهُوَ لِيَأْسُ التَّقْوَىٰ وَوَرَعِ اللَّهِ الْحَفِيَّةِ وَجَنَّةِ التَّوْبَةِ الْاَوْمَنْ اَهْلِ ذَلِكِ الشَّهَدَاءِ مِنْ الْاَنْصَارِ وَالْاَقْرَبَاءِ یعنی کہ ارشاد فرمایا کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے لیے کھول رکھا ہے۔ وہ لباس تقویٰ ہے۔ اور پرہیزگاری ایک مضبوط قلعہ ہے اور قابل اعتماد سپر ہے۔ اور اس کا مصداق شہداء میں اور یا اور والضان اہلبیت طاہرین مراد ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا فوق کُلِّ ذِي بَدْنٍ حَتَّىٰ يُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِذَا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُتَّوَدِّهِ بِالرَّحْمَةِ یعنی کہ نیکی نیکی ہے کہ خدائی راہ میں قتل ہو جائے۔ اور جب کوئی شخص خدا کی راہ میں قتل ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس سے زیادہ کوئی اور نیکی نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے جبریل امین نے ایسی خبر دی کہ جس سے آنکھیں روشن اور دل مسرور ہو گیا کہ وہ خبر یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ تیری امت میں سے جو شخص جہاد کے لیے باہر قدم رکھتا ہے تو ہر قطرہ باران جو اس پر پڑتا ہے یا ہر خوشی جو اسے ہوتی ہے وہ قیامت

میں اس کے لیے بمنزل شہادت ہے۔

واضح رہے کہ جہاد کے بھی مراتب ہیں چنانچہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا لِي
(سورۃ الحدید آیت ۱۰)

ترجمہ:

تم میں سے جس شخص نے فتح (مکہ) کے پہلے (اپنا مال) خرچ کیا۔ اور جہاد کیا (اور جس نے بعد میں کیا) اور (یوں تو) خدا نے یہی اور ثواب کا وعدہ ہر سب سے کیا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو خدا اس سے خوب واقف ہے) یہ آیت مجیدہ بظاہر مجاہدین بدر کے لیے ہے کہ جنگ بدر عظیم جنگ ہے کیونکہ اس جنگ میں آنحضرتؐ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے تھے۔ اس زمانہ میں اہل اسلام کمزور بھی تھے۔ بس جس کسی نے جہاد میں پیش رفت کی اور جان و مال سے امداد کی وہ دوسرے مجاہدین سے افضل ہیں۔ یہ بھی ایک واضح سی حیثیت ہے کہ اس جنگ میں آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو فتح و کامرانی کا یقین دلایا تھا۔ اور مجاہدین اسی وجہ سے باؤس نہ تھے اگرچہ ان میں اکثر مہاجرین تھے جو کہ ابھی مدینہ میں ابھی اقتصادی حیثیت میں نہ تھے غزوہ بدر میں کل مسلمان تین سو تیرہ تھے اور مشرکین کاٹ کر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا جو کہ اچھی طرح مسلح تھے اور مسلمانوں کے پاس اسلحہ کی کمی بھی تھی۔ اور سواریاں بھی کم تھیں صرف دو گھوڑے تھے۔ لیکن کربلا میں بنا بر مشہور بہتر (اس سے کچھ زائد)

مجاہدین تھے جن میں بوڑھے اور جوان بچے بھی سب ہی شامل ہیں۔ جب کہ یزیدی لشکر تیس ہزار، ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ اور پیادوں پر مشتمل تھا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے لیے کھانے اور پانی کی کمی نہ تھی جب کہ کربلا میں حضرت سید الشہداء علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں پر تین دن سے پانی بند تھا۔

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے خرم نہ تھے نہ بچے ساتھ تھے کہ جن کی اسیری کا خدشہ ہوتا جب کہ کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھ رسول خدا کی نواسیاں اور محذرات تھیں اور ان کا دشمنوں کے ہاتھوں اسیر ہونا یقین امر تھا۔ میدان بدر میں مشرکین کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں اگرچہ تین گنا تھی مگر وہ اس قدر درندہ صفت اور بے جیا نہیں تھے کہ جس قدر عمر ابن سعد کے لشکر میں تھے۔

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی قلت کا یہ اثر ہوا کہ مشرکین کی اکثریت دیکھ کر اسلام خوفزدہ تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ سے آنحضرت دعا مانگ رہے تھے اور خداوند عالم نے ملائکہ کی فوج بھی امداد کے لیے بھیجی جو یقینی ایک نصرت غیبی تھی اور ملائکہ نے انسانوں کی صورت میں آکر ان کی مدد بھی کی اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پر غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی اور ملائکہ نے انسانوں کی صورت میں آکر ان کی مدد بھی کی اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پر غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی اور کس قدر خوف طاری تھا۔ خداوند نے عالم قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

ہے کہ

اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اِنِّي مُبْدِكُمْ بِالْفِ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرَدِّينَ ۝

آیت ۹ سورۃ انفعا ل

ترجمہ:

(یہ وہ وقت تھا) کہ تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی۔ اور جواب دیا کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا اور یہ امداد غیبی) خدا نے صرف تمہاری خوشی خاطر کے لیے کی تھی)

بروایت ہزار فرشتے اور بروایت پانچ ہزار فرشتے روز بدر اہل بق گھوڑوں پر سوار تھے ان کے عمامہ سفید تھے ہبیل ابن عمر سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ روز جنگ بدر سفید لوگ دیکھے کہ جو آسمان سے نازل ہوئے اور انہوں نے مشرکین و کفار کو قتل کیا اور امیر بھی کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں اور میرا چچا زاد سہیل بدر میں موجود تھے۔ ہم نے شکر اسلام کی قلت اور مشرکین کے شکر کی کثرت دیکھی اس وقت شکر اسلام کو شکست ہونے والی تھی کہ ناگاہ آسمان سے ملائکہ نازل ہوئے اور دیکھتے دیکھتے شکر اسلام اور شکر کفر متوازی ہو گیا۔ میرا چچا زاد ڈرا اور ہلاک ہو گیا اور میں خدمت رسول خدا میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ صہیب سے روایت ہے کہ روز جنگ بدر اکثر ہاتھ کٹے ہوئے زمین پر پڑے تھے۔ ظاہر اُنہی تھے مگر ان سے خون جاری نہیں تھا اور یہی علت ضرب ملائکہ تھی۔

روایت ہے کہ ابوہریرہ غزوہ بدر میں آنحضرت کی خدمت اقدس میں تین سو برید لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! رسول کو میں نے کاٹا ہے

اور یہ ایک سر ایک مرد سفید رونے قطع کیا ہے اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فلاں فرشتہ تھا۔ (از ترجمہ روز جنگ بدر ملائکہ کا آنا اور نصرت مجاہدین کرنا ان کے ساتھ ساتھ مشرکین کو قتل کرنا یقینی امر ہے لیکن ابوہریرہؓ جنگ بدر کے زمانہ میں نہ آنحضرتؐ کی خدمت میں اور نہ وہ اس وقت تک مسلمان ہوئے تھے معلوم اس حدیث کو کیوں درج کیا ہے) آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد فتح بدر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے کہتے ہیں کہ نماز عصر اسی جگہ ادا کی ہے۔ جب آپ نے ایک رکعت نماز عصر ادا کی تو تبسم فرمایا۔ بعد ازاں تمام نماز اصحاب نے سوال کیا۔ یا رسول اللہؐ مسکرانے کی کیا وجہ تھی ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر سے میکا جیل کڑ رہے تھے اور ان کے گھوڑے کی گردن کے بالوں پر گر دیڑی ہوئی تھی اور وہ مسکرا رہے تھے انہوں نے کہ کافروں کا تعاقب کر رہا تھا پھر جبریلؑ گزرے تو وہ گھوڑی پر سوار تھے اور گھوڑی کی بالوں کو گروہ لگا دی تھی ان کی سواری پر بھی گروہ بنا رہا تھا۔ انہوں نے کہا یا محمدؐ کہ جب حق تعالیٰ نے مجھے تمہاری مدد کے لیے بھیجا۔ تو مجھے حکم دیا تھا کہ آپ سے جدا نہ ہوں جب تک کہ رسولؐ راضی نہ ہوں۔ جبریلؑ نے کہا آیا آپ مجھ سے راضی ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ہاں میں راضی ہوں۔ جنگ بدر میں کفار ایک ہزار سے زیادہ نہیں تھے مگر شکر اسلام ان سے خائف تھا۔ اور خیز و فرخ کر رہا تھا یا ابن وجہ آنحضرتؐ کو اس صورت حال نے قدر سے رنجیدہ کر دیا تھا۔ حالانکہ جیسا کہ تحریر کیا جا چکا کہ خدا نے ایک ہزار ملائکہ سے جنگ بدر میں لیکن جنگ بدر کے مقابلہ میں حضرت سید الشہداء کے جاں نثاروں کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہے تھے۔ مگر اس کے باوجود نصرت انام عالی مقام میں ایک دفعہ

نہیں ستر مرتبہ بھی قتل ہونے کو تیار تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کو شہادت کی بشارت دی تھی اور ان کو ان کے مقامات جنت دکھلا دے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ میں اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں۔ جس کا دل چاہے جدھر جانا چاہے چلا جائے۔ جو طالب دنیا تھے وہ چلے گئے مگر اصحاب باوقا نے برضا و رغبت شہادت اختیار کی۔ بدر میں ملائکہ کے آنے کی خوشخبری پہلے ہی سے مل گئی تھی۔ اور اصحاب رسول مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر کہ بلا میں فتح کی امید نہیں دلائی گئی تھی۔ بلکہ شہادت کا یقین دلایا گیا تھا۔ پھر بھی اصحاب حسین شہید ہونے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ روز عاشورا محرم چار ہزار فرشتے باذن خدا نصرت کے لیے نازل ہوئے مگر قضاء الہی جاری ہو چکی تھی اور امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے لیکن فرشتے واپس نہیں گئے بلکہ وہ قبر امام حسین علیہ السلام بخاوری کرتے ہیں اور جب حضرت قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو کر طلب خون امام حسین کریں گے۔ تو فرشتے آپ کی فوج میں شامل ہو کر عدلے دین سے جہاد کریں گے۔ آہ آہ لہیفی علی الجسد الغادر بالقلائتہم و انقلدہ حدود افسوس ہے اس جند مطہر کی حالت پر کہ زمین پر پڑا ہے۔ اور چاروں طرف سے کوفی ٹواریں۔ نیزے عار رہے ہیں۔ لہیفی علی الحد التریب نخدہ سفہا یا طرف انقلدہ سفہا۔ اندوہ و غم ہے کہ انصار ان امام مظلوم کے چہرہ مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے۔ اور یہ جیسا کوفی لوگوں نے ان کے سر باغ بریدہ کو نیزوں پر بند کیا ہے۔

لہیفی لا لک یارسول اللہ فی ایدی الظالمین و انقلدہ حدود افسوس ہے۔

حسرت و اندوہ ہے ان بے کسی بی بیوں پر کہ جنہیں ظالموں نے اسیر کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک بی بی نوحدہ ماتم و گریہ میں ہے۔
 تَا اللّٰهَ لَا اَنْسَاكَ زَيْنَبُ الْعُدْمَى - وَحَرْجًا تَجَادِبُ عَنْكَ فَضْلَ رَدَاكِ
 بخدا میں زینب غاتون کی اس حالت کو فراموش نہیں کرتا کہ جب دشمنوں نے انہیں اسیر کیا اور زبردستی تفتعہ اتار لیا۔

حَتَّىٰ اِذَا هُمُوْا بِسَلِيْكٍ حُمَيْتٍ بِاَسْمِ اَبِيكَ وَاسْتَصْرَجَتْ مُمَّ اِذَا لَيْكِ
 آہ صد آہ کہ جب دشمنان دین چادر سے لے رہے تھے تو پاک بی بی زینب علیاؑ آہ و فغان کر رہی تھی۔ کبھی اپنے بابا کو اور کسی اپنے بھائی کو پکار ہی تھے اپنے اپنے برادر کو باؤں بلند پکارتی تھی کہ بھیا میں اسیر ہوگی۔

تَسْتَصْرِخِيهٗ اَسْتَى وَعَدَّ عَلَيْهِ - اَنْ تَسْتَصْرِخِيهٗ وَكَأَيُّ حَيْبٍ نَدَاكِ
 حضرت زینب پر کس قدر گران گزرا ہوگا کہ آپ بھائی کو پکار رہی تھیں۔ اور مقتول سے کوئی جواب نہیں آتا تھا۔ بہر حال شہداء کو بلا عجیب جلیل المرتبہ تھے
 حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا ہے کہ تمام مخلوق میں بہترین اور سید و سردار میرے فرزند حسینؑ کے بعد اس کا مظلوم بھائی ہے کہ جو کربلا میں حسینؑ کے ساتھ شہید ہوگا۔ اَلَا وَاَنْتَ
 اَصْحَابُكَ مِنْ سَادَةِ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میرے فرزند حسینؑ کے اصحاب قیامت کے دن سادات شہداء میں سے ہوں گی یعنی کہ کچھ ایسے شہید بھی ہیں کہ جو دوسرے شہیدوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح شہداء کو بلا کا مرتبہ ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے تمام شہیدوں کی لاشوں کو برابر برابر رکھا۔ اور فرمایا قَتَلْنَا نَا قَتَلْتَنِي

النبیین وآل انبیاء ہیں یعنی کہ ہمارے مقتول و مقتول انبیاء و آل مرسلین ہیں۔ شیخ صدوق نے جملہ مکئیہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے میثم ثمار سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم امت رسول خدا۔ ان کے فرزند حسین بن فاطمہؑ کو دسویں محرم کو قتل کرے گی۔ اور دشمنان دین روز عاشوراء محرم کو روز برکت سمجھیں گے۔ اور یہ امر یعنی شہادت امام حسین علیہ السلام البتہ واقع ہوگی کیونکہ علم الہی میں ایسا ہی ہے۔ اَعْلَمُ ذَلِكَ لِغَيْبِ عَيْدِ الْوَلَايِ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ یعنی کہ مجھ سے میرے مولا حضرت امیر المؤمنین ایسا فرمایا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ زمین و آسمان اور ان کی ہر ایک چیز میرے فرزند حسینؑ پر گریہ کرے گی۔ یہاں تک کہ خوشی جانور اور پرندے بھی روئیں گے۔ شمس و قمر کو گھٹن لگے گا۔ آسمان سرخ ہو جائے گا۔ بس فرمایا کہ قاتلان حسینؑ پر لعنت کرنا واجب ہے اور روز عاشوراء محرم کو روز برکت سمجھنا گناہ ہے جو ایسا کہتا ہے کہ روز عاشوراء آدم کی توبہ قبول ہوئی ہے۔ بالکل جھوٹ کہتا ہے اور ایسا کہنے والا دردغ گو ہے۔ توبہ آدم ماہ ذی الحجہ میں کسی تاریخ میں قبول ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ داؤدؑ کی توبہ روز عاشوراء قبول ہوئی ہے۔ ایسا بھی نہیں ہے کیونکہ وہ بھی ماہ ذی الحجہ میں قبول ہوئی ہے۔ اسی طرح جناب یونس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ روز عاشوراء شکم ماہی سے باہر آئے۔ یہ بھی سراسر غلط ہے آپ بھی ماہ ذی الحجہ تھا۔ کہ شکم ماہی سے باہر آئے ہیں۔ اس طرح نبی اسرائیل کے لیے کہا جاتا ہے کہ دریا روز عاشوراء تشگافۃ ہوا یہ بھی غلط ہے۔ بلکہ وہ ربيع الاول کا ہیبتہ تھا کہ نبی اسرائیل کے لیے دریا تشگافۃ ہوا۔ بس میثمؑ نے کہا کہ وَاللّٰهِ قَتَلْنَا سَيِّدَنَا الْحُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَدَاكِي قَسَمٌ كَمَا نَحْنُ سَيِّدُ وَسَرَارُ

مولیٰ حسینؑ روز عاشورا شہید کیے کیئے ہیں۔ (از مترجم۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوم عاشورا و محرم اپنی خصوصیات میں منفرد ہے۔ مگر انسو کس ہے کہ چودہ سو سال بعد اب ایک گروہ عظمت یوم عاشورا و محرم مٹا رہا ہے) صاحب بصائر روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض اصحابؓ کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے وہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے آنحضرتؐ ان بچوں میں سے ایک بچہ کے پاس بیٹھ گئے اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور بہت زیادہ پیار کیا۔ اصحاب نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اس بچہ میں کیا خصوصیت ہے کہ آپ اس قدر پیار فرما رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ یہ بچہ میرے فرزند حسینؑ کے ساتھ کھیل رہا تھا اس وقت یہ حسینؑ کے پیروں کے تلے کی خاک اٹھا اٹھا کر اپنی آنکھوں اور ماتھے پر لگاتا تھا۔ پس یہ مجھے حسینؑ کی وجہ سے بہت زیادہ عزیز ہے۔ یہ حضرت حبیب ابن مظاہر اسدی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور جمعیت امام حسینؑ علیہ السلام کھلانے کے مستحق ہیں۔

مجھے حیرت میں امین نے خبر دی ہے کہ یہ کربلا میں انصاران حسینؑ سے ہو گا موسیٰ ابن جعفر سے مروی ہے۔ کہ روز قیامت منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں حواریں حضرت محمد ابن عبد اللہ (ص) اس وقت حضرت سلمانؓ ابودرّ اور مقدادؓ کھڑے ہوں گے۔ پھر وہی منادی ندا کرے گا کہ حضرت امیر المؤمنینؑ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حواریں کہاں ہیں (حواری یعنی مدوگار) پس عمرو بن حق، محمد بن ابوبکر اور میثم تمار اویس قرن کھڑے ہوں گے۔

بعدہ منادی ندا کرے گا کہ حواریں حسین علیہ السلام کہاں ہیں۔ پس سفیان ابی

علی ہمدانی، حذیفہ بن اسد کھڑے ہوں گے پھر منادی ندا کرے گا۔ کہ حسین علیہ السلام کے عواری کہاں ہیں پس تمام شہداء و کربلا کھڑے ہو گئے۔ کہ انہوں نے امام حسین کی نصرت و مددگاری میں جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ ایسی یاوری و مددگاری کسی نے نہیں کی جب ہو گئی نصرت کرنے کی کہ تائب شہید ہوئے اور اپنے خون میں غلہاں ہوئے۔

فَيَا لَهْفٍ عَلَى الْكُهُولِ وَالشَّبَابِ وَيَا نَاسُفَى عَلَى تِلْكَ الْأَجْسَامِ وَالْإِبْدَانِ
 هِيَ جَسْمٌ ظَلَمَّا اتَّعَبُوهَا فِي عِبَادَةِ الرَّحْمَانِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ مُلَقَاتٌ
 عَلَى التُّرَابِ فِرَاشٌ وَلَا مَهَادٍ وَلَا وَسَادٍ، نَهَبْتُ عَلَيْهَا الصَّبَا وَالذَّبُورَ
 وَتَعَدُّ عَلَيْهَا الْعُقْبَانَ وَالنُّوْرَ وَدَاسِقَاهُ عَلَى تِلْكَ الْحُثِّثِ الشَّرِيفَةِ
 وَالشَّمَائِلِ اللَّطِيفَةِ، وَدَاعَصْتُهُ عَلَى ذُبْحِ أَشْبَالِهِمْ وَسَبَى عِيَالِهِمْ
 وَنَهَبْتُ رِحَالَهُمْ وَقِسْمَةَ فِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ. فَيَا لَيْتَنِي كُنْتُ عَنْهُمْ فِدَاءً
 وَلَا نَفْسَهُمْ وَقَاءً كَانُوا الْيَوْتُ الْوَعْيَى جَمْعًا وَبِحَرْفِ ذِي الْوَلَوَائِقِ
 وَأَقْمَارٍ بِأَسْمَاعٍ عَرَاهَا الْخُسْفُ فَاخْتَجَبْتُ عَنِ الْبِرَايَا وَلَمْ تَحْجِبْ
 عَنِ الْبَارِي.

یعنی کہ تمام جوان و ضعیف شیر باہر ہمیشہ شجاعت اور مدد سناوت تھے اور وہ شہستان ہدایت کے چاند تھے۔ یعنی کہ ان کے دم قدم سے ہدایت والستہ ہے اب وہ (شہیدان کربلا) ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں لیکن نظر لطف و کرم ازودی ان پر پڑ رہی ہے۔

دَارَتْ عَلَيْهِمْ دَحَى الْمُهَيْجَاءِ قَاطِبَةً حَتَّى قَتَلْنَا حَتَّى نَحْتِ خَطَارٍ وَبَطَارٍ۔
 لیکن لوگوں نے ان کو ظلم و جور سے اپنی گرفت میں لے لیا اور نشانہ ظلم بنایا اور

اور ان کے اجسام پاکیزہ کو تیغوں اور گھوڑوں کی نالوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
 فَدَى الْجَسُومِ الزَّوَالِیْ لِأَوْطَاعِهَا تَسْقُوا عَلَیْهَا سَوَاقِی ریحِ اعصابِ
 میں ان پاکیزہ اجسام پر فدا ہوں کہ جو زمین پر پڑے تھے۔ اور ان پر صحرا کی ہوائیں
 جل رہی تھیں۔

أَصْنَحْتَ نِسَاءَهُمْ فِي النَّبِيِّ بَابِدَّةً تَحْكِي يَدُورًا عَرَاهَا خَسَفَتْ أَضْرَابُ
 تَدْوِدُ رُحُولِ الْحَسْبَيْنِ الطَّهْرِ حَاسِرَةً كَوَالِدٍ وَلَهَا نُورٌ تَبْدَأُ قَارِبًا
 وحسرتاں کی مخدرات اسیر کی گئی اور ان کی چادریں چھین لیں اور ان مخدرات
 نے شدت رنج و الم میں جم مطہر حسینؑ کا طواف کیا یعنی گرد بھریں۔ اور نوحہ دیکھا
 کیا۔

وَرِزْبٌ أَحْتَبَهُ فِي الْبَيْنِ نَادِيَةٌ يَا قَوْمِ مَنْ لِعَرِيبِ الْأَصْلِ وَالذَّارِ
 اسی عالم میں جناب رزب علیا نے ندا دی کہ کوئی ہے کہ جو ہماری اس بے کسی
 کے عالم میں مدد کرے اور رحم کرے۔

قَدْ كُنْتُمْ قَبْلَ مَا تَحْتَسُونَ صَوْلَتُهُ وَرَأْسُهُ الْآنَ اضْحَى قَوْقُ خَطَارِ
 یعنی کہ اس سے قبل اعدائے دین آپ کے دہدہ اور شجاعت سے مرعوب
 ہوتے تھے اور اب حال یہ ہے کہ ان کا سر نیزہ پر بلند کیا ہے۔

ذَبَحْتُمْ نَهْدَى أَحْرَقْتُمْ كَبِدِي كَسَّرْتُمْ عَضْدِي أَعْدَتُمْ بَأْسِي
 خدا کی پناہ فریح کر دیا میرا لگ کر جلا دیا۔ میرے بازو ٹوٹ گئے۔ میرے لگ کر
 زارت زائل کر دی۔

عَزِيزٌ قَوْمٍ وَمَا هِ الدُّلُ بَيْنَكُمْ آيَةُ الصِّيَانَةِ بَلْ مَخْتَارِ مَخْتَارِ
 یہ ہمارے عزیز میں یعنی سردار و بزرگ ہیں کہ ان کو اس طرح ذلیل کیا ہے بلکہ

شکستہ ہو جاتے اور میں زمین پر نہ آتا اور یہ خبر رنج و غم حضور کو نہ سنانا کہ آپ کی امت میں سے ایک شخص یزید نامی آپ کے فرزند کو شہید کرے گا یہ سن کر آنحضرتؐ غمگین ہوئے اس فرشتے نے کہا کہ خداوند عالم یزید کو داخل نار جہنم کرے گا۔ اس وقت آپ جناب ام المومنینؑ ام سلمہؓ کے گھر میں تھے انہوں نے رسول اللہؐ کو آبدیدہ دیکھا تو دیر گریہ دریافت کی۔ آنحضرتؐ نے سارا واقعہ بتایا۔ اور حضرت ام سلمہؓ کو خاکِ کربلا دی اور فرمایا کہ اے ام سلمہؓ جب یہ مٹی خون تازہ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؑ شہید ہو گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ جو کہ موکلِ باران ہے (یعنی بارش پر نگران ہے) باجاذتِ خداوند عالم خدمتِ آنحضرتؐ میں حاضر ہوا۔ جب وہ آیا ہے تو آنحضرتؐ نے ام سلمہؓ سے فرمایا کہ ذرا دروازہ کی طرف متوجہ رہو کوئی شخص داخل نہ ہونے پائے۔ ام سلمہؓ متوجہ بہ طرفِ دروازہ تھیں کہ حسینؑ آگئے اور چاہا کہ حجرہ میں داخل ہوں ام سلمہؓ نے ان کو روکا۔ اور اندر جانے سے منع کیا۔ لیکن امام حسینؑ داخل ہو گئے۔ اور اپنے نانا کے زانو پر جا کر بیٹھ گئے۔ اس وقت فرشتہ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا اَنْخَبْتُہُ آیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ان امتک سَنَقْتُ لُہُ کہ تمہاری امت اس کو قتل کرے گی۔ اگر یہ زمین میں بھی پہناں ہو جائے۔ مگر جب بھی امت کے لوگ اسے مزدور قتل کریں گے یہ کہہ کر اس فرشتہ نے ایک سرخ مٹی آنحضرتؐ کو دی۔ اور آپ نے وہ مٹی ام سلمہؓ کو دے کر فرمایا کہ جب میرا حسینؑ شہید ہو جائے گا۔ یہ مٹی خون ہو جائے گی۔ اس میں مٹی کو ام سلمہؓ نے لیا اور بحفاظت رکھا روزِ عاشوراء بوقتِ عصر اس مٹی کو دیکھا تو وہ خون

ہو جائے گی۔ اس مٹی کو ام سلمہؓ نے لیا اور بحفاظت رکھا روز عاشورا عورت عصر اس مٹی کو دیکھا تو وہ خون تازہ تھی آپؐ سب گئیں کہ حسینؑ قتل ہو گئے۔

شیرجیل بن ابی عون روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو ایک فرشتہ فر دوس اعلیٰ سے بحر اعظم پر نازل ہوا اور اس نے ندا کی کہ اے زمین و آسمان کے رہنے والو۔ یا عباد اللہ! اَلْبَسُوا اَتْوَابَ الْاِحْزَانِ وَاظْهَرُوا الْمَفْجَعِ وَالْاَشْجَاعَانَ قَاتِ فَرَخَ مُحَمَّدٍ مِنْ يَوْحَ مَقْمُورٍ یعنی اے بندگان خدا لباس غم و اندوہ پہنو اور رنج و مصیبت کا اظہار کرو کہ فرزند رسول خدا کو لوگ ذبح کریں گے۔ پس اس کے بعد وہ ملک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین کر بلا سے تربت امام حسینؑ کی مٹی آنحضرتؐ کو پیش کی اور کہا یا رسول اللہؐ کہ آپ کا یہ فرزند حسینؑ کر بلا کی زمین پر ایک گروہ کے ہاتھوں ذبح ہوگا اور ان کے اہلبیتؑ کے افراد بھی قتل کئے جائیں گے اور قتل کرنے والے آپ کی امت ہی سے ایک گروہ ہوگا۔

وَيَقْتُلُونَ فَرخًا الْحُسَيْنِ ابْنَ نَبِيِّكَ الْطَاهِرَةَ كَمَا قَتَلُوا قَتْلَ كَرِيمٍ كَرِيمٍ
حسینؑ کو آپ اس مٹی کو بحفاظت رکھیں۔

امام حسینؑ نے وہ مٹی سونگھی تو اس میں خون حسینؑ کی بُو آرہی تھی۔ ملک نے کہا یا رسول اللہؐ اس مٹی پر نگاہ رکھنا حسینؑ کے شہید ہوتے پر یہ مٹی خون ہو جائے گی یہ کہہ کر وہ فرشتہ آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور رسول اللہؐ نے فرمایا :
قَاتِلِ اللّٰهَ قَاتِلِ الْحُسَيْنِ۔ کہ قاتل حسینؑ کو اللہ قتل کرے۔ اور اس کو عذاب جہنم کا مزہ چھکائے اور پھر آپ نے فرمایا۔ اور اس مٹی کو ام سلمہؓ کی سپرد کیا اور ظاہر کر دیا کہ حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد یہ مٹی خون ہو جائے۔

فَإِذَا رَأَيْتَهُمَا قَدْ تَغَيَّرَتْ وَاحْمَرَّتْ وَصَارَتْ وَمَا غَيْبُهَا
فَاعْلَمْ أَنَّهُ وَلَدِي وَأَقْتُلْ مِنْ قَتْلِهِ وَلَا تَمْتَعُ بِمَا أَمَلَ فِي
الدُّنْيَا وَأَصِلْهُ حَرَّ نَارِكَ فِي الْآخِرَةِ -

ہاں یہ ایک مصیبت تھی کہ ولادت حضرت امام حسینؑ کے وقت خبر شہادت
فرشتہ سنانی اور وقت ولادت بھی تقریباً امام حسینؑ ادا کیا گیا اور قبل از وقوع
شہادت غم و اندوہ برپا ہوا۔ اور سیدہ عالم کے گھر خوشی کی بجائے غم حسینؑ
کا اظہار ہو۔

اللَّهُ اكْبَرُ إِنَّهُمَا مَصِيبَةٌ ثَلَاثٌ عَرُوشُ الدِّينِ أُمِّي تَثَلَّى اللَّهُ اكْبَرُ -
کیا عظیم مصیبت تھی یہ مصیبت کہ ملک دین سرنگوں ہو گیا۔ اور خانہ ایمان
خراب و خستہ ہو گیا۔ اللہ اکبر! لڑائی اُنہیں لڑتے اُلقت علی الاسلام
صَحَّهٗ كُلُّهُ اللَّهُ اكْبَرُ -

یہ کیسی مصیبت اسلام پر پڑی کہ ارکان اسلام منہدم ہو گئے۔ یہ
عَجَبًا مِنَ السَّبْعِ الطَّرِيقِ كَيْفَ كَمْ تَنْشَقُّ وَالْأَرْضِ
لَمْ تَنْتَوِلْ أَسْفًا عَلَيْهِ وَالْكَوْكَبُ كَيْفَ لَمْ تَنْقُصْ وَالْأَفْلَاكُ كَمْ تَنْتَعِطَلُ -
یعنی کہ تعجب ہے کہ آسمان کیوں شگافہ نہ ہوا۔ زمین میں زلزلہ کیوں نہ آیا۔ ستارہ
کیوں نہ ٹوٹے۔ افلاک کی حرکت کیوں نہ بند ہوئی۔

قتل ابن فاطمة و تلامک حریمہ بیدی الاعادی لا کفیل ولا ولی
فرزند فاطمہ کو قتل کیا۔ ان کو ایسیر کیا اور وہ دشمنوں میں قید تھے نہ
کوئی ان کا کفیل تھا۔ اور نہ کوئی ولی تھا۔

أَيُّبَيْتُ بِالطَّهْرِ الْحَسَنِ مُحَمَّدٍ لَا يَأِيُّ الرَّجَالَ عَلَى الثَّرَى وَ

الْمَجْدَلِ وَتَبَيَّتْ مِنْ أُمَّيَّةٍ نَوْمًا -

بدن مطہر امام حسینؑ زمین پر پڑا رہا۔ اور بنی امیہ کی اولاد خواب استراحت میں رہی۔ مروان دین دار کہاں تھے کہ جو جوش و خروش دکھلاتے۔

هَلْ تَقْبَلُونَ بَيَانَ خَيْرِ نِسَائِكُمْ فِي الْأَسْرِ نَيْسَاءَ عَطْفَانَ مَنِ يُقْبَلُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ
پسند کرتے ہو کہ تمہاری محدرات کو امیر کیا جائے ہر چند وہ فریاد کریں اور کوئی مدد نہ کرے۔

وَيَقَادُ فِي الْأَصْفَادِ مَنْ أَمَلْتُمْ بَعْدَ ابْنِ فَاطِمَةَ لِكُلِّ مَوْمِلٍ

ایا پسند کرتے ہو کہ تمہارا امام حسینؑ مظلوم کے شہید ہونے کے بعد طوق و سلاسل پہننے۔

يُسْرَى بِهِ وَنِسَاءَهُ مِنْ حَوْلِهِ نَحْوُ الشَّامِ عَلَى ظَهْرِ الْمَبْزَلِ

یعنی کہ اس کو امیر کیا اور اس کی بہنوں اور دیگر عورتوں کو اونٹوں پر سوار کیا۔ اور ان کو شام لے گئے۔ کہ دربار یزید ملعون میں پیش کریں۔

شیخ صدوق، شیخ مفید اور سید ابن طاووس رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ روز عاشورا حرمِ حلد مغلوبہ کے بعد حضرت زینؑ بزدیریا جی نے مبارزت کی۔ یعنی میدانِ قتال میں جنگ کے لیے آئے۔ آپ کی جنگ اور شہادت کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ حلد مغلوبہ میں امام حسینؑ علیہ السلام کے بہت زیادہ اصحاب شہید ہو چکے تھے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے آواز استغاثة بلند فرمایا،

أَمَا مِنْ مَعِيثٍ يُعِينُنَا لِوَجْهِ اللَّهِ أَمَا مِنْ ذَابٍ يُدِينُنَا بِعَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ

آیا ہے کوئی فریاد رس جو خدا کے لیے میری فریاد سنی اور میری مدد کو پہنچے اور حرم

رسول خدا سے دشمنوں کے شر کو دور کرے۔ حضرت حُر نے جیسے ہی امام حسینؑ کی آواز استغاثہ سنی بے چین ہو گئے۔ اور عمر ابن سعد ملعون کے پاس گئے۔ اور اس سے پوچھا کیا تم واقعی فرزند رسول خدا سے جنگ کرو گے اس بد نہاد نے کہا کہ وَاللّٰهِ قَتَالًا اَيُّسْرًا اَنْ تَطِيْرَ الرَّؤْسِ وَتَطِيْحَ الْاَبْيَدِ۔ یعنی کہ ایسی جنگ لڑیں گے کہ جس میں ہاتھ اور گردنیں قطع کی جائیں گی۔ جب حضرت حُر نے یہ بات سنی تو آپ اس کے پاس سے واپس آگئے۔ لیکن اب ان کی یہ حالت تھی کہ سارے جسم میں لرزہ تھا۔ ان کے ساتھی ابن ادس نے جب یہ حالت دیکھی تو کہنے لگا اے حُر میں تو تمہارے بارے میں حیران ہوں کہ تم ایسا شجاع و بہادر اور اب یہ حالت ہے کہ جسم کا تپ رہا ہے آخر کیا معاملہ ہے حضرت حُر نے فرمایا کہ میں جنت و دوزخ کے درمیان فیصلہ کرنا چاہتا ہوں اس لیے میری یہ کیفیت ہے۔ بخدا میں بہشت چھوڑ کر دوزخ اختیار نہیں کروں گا۔ خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر حُر نے اس سے کہا تو نے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا؟ اس نے کہا ہاں، پس حضرت حُر نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ جیسے وہ اپنے گھوڑے کو پانی پلانے جا رہے ہیں آہستہ آہستہ خیام امام حسینؑ کا رخ کیا۔ اور کہتے جاتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَلَيْكَ اَتَيْتُ كَتَبْتُ عَلَيَّ لَقَدْ اَرَعَيْتُ قُلُوْبِ اَوْلِيَايَاكَ وَاَوْلَادِ بِنْتِ نَبِيِّكَ۔

خدا یا میں سخت نادوم ہوں اور تو یہ کرتا ہوں کہ میں تیرے نبی پاک کی دختر کے فرزند کو یہاں گھر کر لایا ہوں کیا میری تو یہ قبول ہوگی۔ اس نکر میں محو تھا کہ خدمت حضرت امام حسین علیہ السلام میں پہنچا اور پکار کر کہا اے فرزند رسول خدا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں وہ ہوں کہ جس نے آپ کا راستہ

روکا تھا۔ کیا میرے لیے در قبولیت تو یہ کھلا ہوا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اشد تمہاری یہ قبول کرے گا۔ آؤ گھوڑے سے اتر آؤ۔ حُر نے عرض کیا کہ یہ وقت نیچے اترنے کا نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اذن جہاد دین تاکہ آپ کے قدموں میں اپنی جان قربان کروں۔

ابن عمار روایت کرتے ہیں کہ حُر نے امام حسینؑ سے عرض کیا اے آقا جب ان زیاد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا اور میں اپنے گھر سے نکلنے لگا تو ایک شبی آواز آئی تھی۔ اَيْشُرُ يَا حُرُّ بِخَيْرٍ۔ یعنی کو اے حُر مجھے خیر عاقبت کی بشارت ہو یعنی کہ جنت کی بشارت ہو۔ وہ آواز میرے عقب سے آئی تھی میں نے مڑ دیکھا تو وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ میں حیران تھا کہ پروردگار ایسا کیا معاملہ ہے۔ میں تو فرزند رسولؐ خدا کے خلاف لشکر لے کر جا رہا ہوں میرے لیے کیا نیکی ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ مجھے آپ کی نصرت کا موقع ملے گا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی تمہارے لیے جزا وغیر اور جنت ہے۔

بعض کتب مقاتل میں ہے کہ حُر نے امام علیہ السلام سے عرض کیا میں نے رات کو اپنے پدر بزرگوار کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ ان دنوں تم کہاں تھے میں نے کہا حسینؑ ابن علیؑ کا راستہ روکنے گیا تھا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے واویلا ارے بیٹا تمہیں ان سے کیا سروکار کہ ان کا راستہ روکا۔ اگر تو بہیم ہی جاتا چاہتا ہے۔ تو مجھے اختیار ہے کہ ان کے خلاف جنگ کر۔ اور اگر تجھے جنت عزیز ہے تو امام حسین علیہ السلام کی نصرت کر۔ تاکہ بروز قیامت آنحضرتؐ تیری شفاعت کریں غرض کہ بروایت شیخ صدوق حُر نے امام حسین علیہ السلام سے اذن جہاد مانگا۔ کہ لے مولیٰ اجازت دیجئے تاکہ میں

آپ دشمنوں کو قتل کروں۔ امام حسینؑ نے انہیں اذن جہاد دیا۔ وہ امام عالی مقام سے رخصت ہو کر میدان قتال میں پہنچے اور شکر عمر ابن سعد کو لٹکارا۔ اور رجز پڑھنے لگے۔

إِنِّي أَنَا الْحُرُّ وَنَادِ الضَّيْفِ
أَضْرِبُ فِي أَعْنَاقِكُمْ بِالسَّيْفِ
عَنْ خَيْرِ مَنْ حَلَّ بِأَرْضِ الْخَيْفِ
أَضْرِبُكُمْ وَلَا أَرَى مِنْ حَيْفِ

یعنی کہ میں حر ہوں میں کریم ہوں اور میں اپنے مہمان کا احترام کرتا ہوں میں تلوار تمہاری گردنوں پر لگاؤں گا اور لایہ میرا قتال و جہاد افضل ترین کائنات کی نصرت و حمایت میں ہے اور مجھے تمہیں قتل کرنے ہیں کوئی افسوس نہیں ہوگا کیونکہ تم فرزند رسول خدا کو قتل کرنے پر آمادہ ہو۔ پھر حر زیدی شکر پر حملہ آور ہوئے اور دشمنوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص زید بن سفیان نے کہا کہ اگر حر میری زد میں آجائے تو میں نیزہ سے اسے ختم کروں۔

حضرت حر جنگ میں مشغول تھے کہ ان کے سر پر ایک ضرب لگی جس سے آپ کی آنکھ اور کان زخمی ہو گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ حصین بن نمیر سکونی نے زید بن سفیان ملعون سے کہا کہ اب تیرے لیے موقع ہے کہ اپنا نیزے سے کام تمام کرنا۔ چنانچہ اس ملعون نے حضرت حر پر حملہ کیا لیکن خدا کی شان کہ آپ نے اس زخمی حالت میں اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ داخل جہنم ہو گیا۔ اور آپ نے اس قدر جنگ کی کہ پروایتے کہ چالیس سوار اور پیادوں کو قتل کیا۔ پھر وہ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ یا مولیٰ کیا آپ مجھ سے راضی ہیں امام حسینؑ نے فرمایا نَعْمَ أَنْتَ حُرٌّ كَمَا سَمَّيْتَكَ أُمَّلَكَ - یعنی "ہاں" تم واقعی حر ہو جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام رکھا ہے۔

آخر کار حضرت حرمیدان میں دوبارہ آئے۔ دشمنوں نے گھوڑے کو پے کر دیا
آپ پیادہ ہو گئے۔ جب آپ کا گھوڑا پے ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔
رَأَيْتُ نَعْفُرُوْنِيْ فَاَنَا ابْنُ الْحَزْمِ اَشْجَعُ مِنْ ذِي كَيْدٍ هُزْبٍ۔

یعنی کہ اگر تم نے میرا گھوڑا پے کر دیا خیر مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے میں آزاد
کا فرزند ہوں۔ اور میں شجاعت میں شیر سے بھی زیادہ بہادر ہوں آخر کار اعداء
دین نے ان کا حصار کر لیا گھیرے میں لے گیا۔ اور ابن مسرح ملعون نے ایک
دوسرے شخص کی مدد سے حضرت حرم کو نیزہ مارا۔ آپ زخمی ہو کر گرے اور امام
حسین کو آواز دی۔ یا ابن رسول اللہ ادرکنی لے فرزند رسول خدا مدو کو
آئیے غلام زمین پر پڑا ہے۔

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اس تک پہنچنے
دیکھا کہ خون ان کی گردن اور سر سے بہ رہا ہے۔ امام عالی مقام نے فرمایا۔
بِغَيْرِ يَاحْرُ اَنْتَ حَزْرٌ كَمَا سَمِعْتِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

خوب بہت خوب۔ مریجا کہ اے حرم جیسا کہ تمہارا نام ہے واقعتاً تم دنیا اور
آخرت میں حرم ہو یعنی کہ آپ نے لشکر عمر بن سعد بے نہاد سے نکل کر اپنی آزادی
کا ثبوت دیا۔ اور نصرت امام حسین میں جام شہادت پی کر عذاب سے آزادی حاصل
کی اور سعادت مند ہوئے۔ بعض کتب مقاتل میں ہے کہ ان کے ساتھ ان کا
بھائی مصعب بھی جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا۔ اور اسی طرح ان کا فرزند علی
اور ایک غلام بھی نصرت امام حسین کرتے ہوئے شہید ہوا۔ اگرچہ اس کی صحت
ثابت نہیں ہے۔ (از مترجم نابیر مشہور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا)
حضرت حرم کی شہادت کے بعد زبیر بن عوف نے جو اپنے وقت کے صلحاء

اور عباد میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے حاضر خدمت امام حسین علیہ السلام ہوئے اور ذن بہا و طلب کیا اور بعد حصول اجازت میدان کارزار میں گئے پر جڑ پڑھا۔

اَقْتَرُوا صِیِّیَ یَا قَتْلَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَقْتَرُوا صِیِّیَ یَا قَتْلَةَ اَوْلَادِ الْمَلِیْکِیْنَ
اَقْتَرُوا صِیِّیَ یَا قَتْلَةَ اَوْلَادِ رَسُوْلٍ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهِ الْمَبْقِیْنَ

اے مومنوں کے قتل میں پیش قدمی کرنے والوں میرے نزدیک اؤ۔ اے اولاد بدرین نزدیک اؤ اولاد رسول خدا کو قتل کرنے والوں میرے سامنے اؤ۔ اور اپنے پاداش عمل کا مزہ چھکو۔ پھر آپ نے لشکرِ یزیدی پر حملہ کیا۔ اور تیس ملعونوں کو واصلِ جہنم کیا۔ اس وقت یزید بن معقل مقابلہ کے لیے نکلا۔ اور بریر بن خضیر ہمدانی کے سامنے آکر کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہوں میں سے ہو۔ حضرت بریر نے فرمایا اؤ میرے ساتھ مبارک ہو۔ جو گمراہ ہو وہ حق پرست کے ہاتھوں قتل ہو۔ اور اؤ کاذب پر لعنت کریں۔ پس آپ نے اس ملعون پر حملہ کیا۔ اس نے بھی تلوار چلاتی آخر کار حضرت بریر نے اس کے سرخن پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اس کے خود کو کاٹی ہوئی۔ اس کے سر میں آؤ لگئی۔ اور وہ ملعون ایک ہی ضرب میں واصلِ جہنم ہوا اور مالکِ جہنم نے اس کو آتشِ جہنم میں جھونک دیا۔

اسی دوران ابن زیاد کے ایک آدمی نے کہ جس کا نام بحیر بن اوس تھا حضرت بریر پر شدید حملہ کیا۔ جس سے آپ کی روح مبارک جنتِ اعلیٰ کو پرواز لگئی۔ بحیر بن اوس آپ کو قتل کر کے خوشی کے نعرے مارنے لگا تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ وٹے ہو تجھ پر کہ تو ایک زاہد و متقی آدمی کو قتل کر کے خوش ہو رہا ہے اور فخر کر رہا ہے۔ پھر اس کا چچا کا فرزند آیا اور کہنے لگا اے بحیر تجھ

پر دئے ہو کہ تو نے بریر جیسے نیک و صالح کو قتل کیا اور خوش ہو رہا ہے اس پر وہ ملعون پشیمان ہوا۔

حضرت بریر کی شہادت کے بعد وہب بن عبد اللہ جناب کلبی میدان قتال میں آئے۔ ان کی ماں اور ان کی زوجہ ساتھ تھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ وہب کی شان ستر بہتر دنوں پہلے ہوئی تھی آپ تازہ نوشاہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہب نصرانی تھے۔ اور آپ اپنی والدہ اور اپنی زوجہ کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے دست حق پر مسلمان ہوئے تھے۔ جب دوسرے اکثر اصحاب امام حسینؑ شہادت پا چکے تو ان کی ماں نے ان سے کہا۔

قُمْ يَا بِنْتِي قَانَصْرًا بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ -

اے نور نظر اٹھو اور فرزند دختر رسولؐ خدا پر اپنی جان قربان کر دو۔ تاکہ میں روز قیامت فاطمہ بنت رسولؐ خدا سے شرمندہ نہ ہوں۔ جناب وہب نے کہا اے مادر گرامی میں مدد امام عالی مقام کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ بس میں اپنی زوجہ سے رخصت حاصل کر لوں۔ یہ سن کر وہ عنہ کہنے لگی کہ اے بیٹیا معلوم تمہاری زوجہ تمہیں اجازت دے یا نہ دے۔ نہ جانے وہ کہا کہے گی اچھا بیٹیا جاؤ اور اس سے اجازت لے لو۔ وہب اپنی زوجہ کے پاس گئے۔ اور کہا کہ مجھے میری ماں نے تو جہاد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ تمہارا حق بھی ہے۔ تم بھی اجازت دے دو۔ اس نے کہا اے وہب میں تمہیں بڑی خوشی سے اجازت دیتی ہوں۔ مگر اس طرح کہ تم امام حسین علیہ السلام کے پاس چل کر میرے ساتھ دو باتوں کا عہد کر دو۔ ایک یہ کہ تم قیامت کے دن مجھے

فراموش نہیں کرو گے۔ دوسرے یہ کہ امام عالی مقام مجھے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی کینزنی عطا کریں تاکہ میں اپنی زندگی گزار سکوں۔ وہ رب اپنی زوجہ کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور اس سے آپ کی موجودگی میں دونوں باتوں کا عہد کیا کہ میں روز قیامت تیرے بغیر داخل بہشت نہیں ہوں گا پھر امام عالی مقام نے اس منہ کو حضرت زینب خاتون کی سپرد کیا اور فرمایا اے بہن یہ ہمارے ناصر و مددگار وہ رب کی زوجہ ہے اور وہ رب میدان قتال جا رہے ہیں۔ وہ رب کو اذن جہاد ملا۔ آپ تفتل میں پہنچے اور جڑ پڑھا۔

ان تنكروني فانا ابن الكلبى
سوف تروني وتروك ضربي
وحمايتي وصولتي في الحرب
وادفع الكرب امام الكربي
يعني کہ اگر مجھے نہیں پہچانتے ہو تو پہچانتے ہو تو پہچان لو کہ میں فرزند کلبی ہوں اور جلد تو ہی تم لوگ میری جنگ دیکھو گے۔ کہ میں کس طرح تلوار سے تمہیں قتل کرتا ہوں اور کس طرح میدان قتال میں دشمنوں کا صفایا کرتا ہوں۔ پس آپ نے اس قوم خط کار پر دلیرانہ حملہ کیا۔ اور مقاتلہ کیا یہاں تک کہ شکر عمر ابن سعد منتشر ہو گیا۔ وہ رب اپنی مادر اور اپنی زوجہ کے پاس آئے اور ماں سے کہا اے مادر گرامی آپ مجھ سے راضی ہیں۔ اس نے کہا مارصیت حتی تقتل بین یدی محمد بن میں راضی نہ ہوں گی جب تک کہ حسین کے سامنے شہید نہ ہو گا۔ اس کی زوجہ نے کہا اے وہ رب خدا مجھے اپنے غم میں مبتلا نہ کرو اور اب دوبارہ میدان میں نہ جاؤ مادر وہ رب کہنے لگی کہ اے بیٹا اس کی بات پر کان مت دھرو جاؤ اور خزندر رسول کی نصرت میں قتال کرو۔ چنانچہ وہ رب دوبارہ گئے۔ یہاں تک

کہ نوے سواروں اور بارہ پیادوں کو تیرنہ کیا اسی اثنا عشریوں میں کسی دشمن دین نے آپ پر ایسی ضرب لگائی کہ آپ کے ہاتھ قطع ہو گئے۔ جب آپ کی زوجہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا۔

فَدَاكَ اَبِي وَاُمِّي قَاتِلِ دَوْنِ الطَّيِّبِيْنَ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔

میرے ماں باپ تجھ پر خدا ہو جائیں مقاتلہ میں زیادہ کوشش کی۔ اور اپنی جان کی بازی لگا دے۔ اس وقت اپنی زوجہ کی طرف آئے۔ اور اس کو واپس چلے جانے کی کوشش کی مگر وہ مومنہ کہنے لگی کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا تجھے جزا دے اور خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہب مقاتلہ کر رہے تھے۔ کہ جب زخموں سے نڈھال ہو گئے گھوڑے سے گئے اور شمر ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ دیا جائے چنانچہ آپ کا سر گردن سے کاٹا اور ان کی زوجہ کی طرف پھینک دیا۔ اس نے سر اٹھایا۔ خوں صاف کیا کہ شمر ملعون کے حکم سے ایک شخص نے اس کے سر پر ایسا گز مارا کہ وہ منہ تہنید ہو گئی۔ جو کہ شکر امام حسینؑ میں تہنید ہونے والی پہلی عورت ہے۔

حضرت علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک روایت میں دیکھا ہے۔ وہب نے جو بیسی سوار اور بارہ پیادہ قتل کئے اور حضرت وہب کو زخمی حالت میں گرفتار کر کے عمر ابن سعد کے پاس لے گئے۔ اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ کر شکر امام حسینؑ کی طرف پھینک دو چنانچہ یزیدی شکر نے ان کا سر کاٹ کر شکر گاہ امام حسینؑ کی طرف پھینک دیا۔ اور وہ مومنہ ایک عمود خمیر لے کر اس شکر بے جینا کی طرف گئی۔ اور ایک ملعون کو نواصل جہنم کیا۔ پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ ارجعی یا اُمّ وَهَبِ اَنْتِ وَاَبْنُكَ

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فَإِنَّ الْجِهَادَ مَرْفُوعٌ السَّاءِ۔ یعنی اے مادر وہب بس کرو واپس آ جاؤ کہ عورتوں پر جہاد ساقط ہے۔ تو اور زینر اور زینب وہب روز قیامت رسول خدا کے ساتھ ہوں گے۔ پس وہ مومنہ خیمہ اہلبیت میں واپس آگئی اور کہا خداوند اتومیری امید کو منقطع نہ کرنا امام حسین علیہ السلام تے فرمایا اے مادر وہب خدا تمہاری امید قطع نہیں کرے گا اپنی رحمت سے نوازے گا۔

حضرت وہب کے بعد عمرو بن خالد ازدی میدان قتال میں گئے۔ اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ بعدہ ان کے فرزند خالد بن عمرو نے میدان قتال میں قدم رکھا۔ رجز پڑھا اور جنگ شروع کی۔ اور قتال کیا اور خود بھی شہید ہو گئے اس کے بعد سعید بن خلف تہمی میدان قتال میں گئے رجز پڑھا اور اس قوم بد شمار سے قتال کیا۔ آخر کار درجہ شہادت پایا۔ ان کے بعد عمر ابن عبداللہ مرجئی نے میدان کا رخ کیا۔ کچھ دشمنوں کو قتل کیا اور مسلم ضیاعی و عبداللہ سجلی کی ضربت سے شہید ہوئے۔

حضرت مسلم بن عوسبہ اسدی غازم میدان کارزار ہوئے آپ لشکر امام حسین علیہ السلام میں بزرگ و زیادہ سن رسیدہ تھے اور آپ اصحاب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام ان کو بھائی کہتے تھے مسلم بن عوسبہ اسدی نے مولائے کائنات کی خدمت قرآن مجید پڑھ کر سنایا ہے۔ جب آپ میدان کارزار میں پہنچے تو درجہ پڑھا۔

ان تَسْتَلُوا عَنِّي نِائِي زَوْبُعِدٍ
مِنْ فَرِيحٍ قَوْمِ مَنْ ذَرِي نَبِي اسد
فَمَنْ بَقَا نَلْهَائِدٍ مِنْ الرُّشْدِ
وَكَافِرِيْدٍ يَنْ جَبَّارِ صَمِدِ

اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو (سن لو) میں خانوادہ نبی اسد کا شیر ہوں جس کو کسی نے

نے مجھ پر ظلم کیا وہ گویا ہدایت و دین سے نکل گیا۔ اور کافر ہو گیا۔ پس مسلم بن عوسجہ
اسدی نے شکر عمر ابن سعد پر حملہ کیا اور قتال شروع کیا اور پچاس ملعونوں کو
قتل کیا۔ آخر کہاں تک بھوک و پیاس کی حالت میں قتال کرتے۔ شکر عمر ابن سعد
نے گہرے میں لے لیا۔ آپ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرے اور امام حسینؑ
کو آخری سلام کیا اور کہا اے مولیٰ ادو کئی۔ مولا مدد کو آئیے۔ امام حسین علیہ السلام
اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے پاس پہنچے تو ابھی رتق جان باقی تھی۔ امام عالی
مقام نے فرمایا۔

رَحِمَكَ اللَّهُ يَا مُسْلِمَ فُرْتُ بِالشَّهَادَةِ وَأَدَيْتَ مَا كَانَ عَلَيْكَ.
یعنی کہ اے مسلم بن عوسجہ خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے تم شہادت پر فائز ہوئے
اور اس کا عوض خدا نے تعالیٰ پر ہے۔

فَنَهَمُ مِنْ قَضَىٰ نَحْبَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدْلًا.

(سورۃ الاحزاب ۲۳) یعنی کہ ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جو مرکز اپنا وقت پورا کر
گئے اور ان میں سے بعض حکم خدا کے منتظر بیٹھے ہیں۔ پھر حضرت مسلم کے پاس
حضرت حبیب ابن مظاہر آئے اور کہا۔

يَعِزُّ عَلَيَّ مَغْرَعَاكَ يَا مُسْلِمَ الْبَشِيرَ بِالْجَنَّةِ. مسلم عجز پر سخت گراں ہے کہ میں تمہیں اس

حال جبراحت میں دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں بہشت کی بشارت ہو ما انہوں نے باوجودیکہ

ضعف کی حالت تھی۔ مگر آہستہ سے کہا بَشْرًاكَ اللَّهُ بِخَيْرٍ۔ کہ خداوند

عالم اے حبیب تمہیں بشارت خیر سے جناب حبیب نے کہا اے مسلم اگرچہ

میں بھی تمہارے عقب میں آ رہا ہوں۔ پھر بھی اگر کوئی وصیت ہو تو بیان کرو۔

انہوں نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا اَوْصِيكَ

بِهَذَا أَقْقَاتِلْ دُونَهُ حَتَّى مَوْتٍ. کہ میں ان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کی نصرت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ حبیب نے کہا لَا لَعْنَتِكَ عَيْنًا۔ کہ اے مسلم میں ایسی نصرت کروں گا کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ یعنی کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

محمد بن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ جب مسلم کو شہید کر دیا گیا تو ان کی ایک کنیز تھی اس نے گریہ و بکا کیا۔ اور بلند آواز سے ہاء مسلم ہائے ابن عوسجہ کہا جب اس کی آواز گریہ و بکا شکر مخالفت نے سنی تو وہ بدنہاد لوگ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے قتل مسلم پر خوشی کے نعرے لگائے شہید بن ربیع نے کہا اے لوگوں تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں تم نے خود ہی اپنے بزرگوں کو قتل کیا اور خود ہی خوشی کے نعرے لگاتے ہو۔ اور اپنی عزت کو ذات میں بدل رہے ہو۔ اسی اثنا میں جب نافع بن ہلال شہید ہو گئے تو۔

بروایت شیخ مفید فرات کی طرف سے امام حسینؑ کے میٹھ شکر پر عمرو بن جحان نے حملہ کیا امام حسینؑ اپنے اصحاب سمیت متوجہ جنگ ہوئے بعدہ جب کہ دو جنار جنگ ختم ہوا دیکھا کہ مسلم ابن عوسجہ زمین پر پڑے ہوئے ہیں اس وقت شمر ولد الحرام نے امام حسینؑ کے میسرہ شکر پر حملہ کیا۔ امام عالی مقام تیس افراد اس وقت تک زندہ رہے جنہوں نے دفاع کیا۔ جس طرف یہ مردان حق رخ کرتے فوج مخالف متفرق ہو جاتی تھی۔ پس عمر ابن سعد ملعون نے حصین بن نمیر سکونی کو حکم دیا کہ ان پر تیر برس اور چنانچہ اس ملعون نے پانچ سو تیر اندازوں کو حکم دیا کہ امام حسینؑ کے اصحاب پر تیر برسائیں۔ ان تیروں سے اکثر و بیشتر گھوڑے پے ہو گئے اور مقاتلہ طول پکڑ گیا۔

ابن سعد بن نہاد نے ایک گروہ کو خیام امام حسین کی طرف بھیجا کہ وہ ان کو تاراج کر دے۔ لیکن اصحاب امام حسین نے خیموں کا رخ کیا اور جو گروہ بیزیدی تاراجی خیام کے لیے در آیا تھا ان کو ہلاک کر دیا۔ پھر ابن سعد نے حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو۔ بس ان ملعونوں نے خیام اہلرم میں آگ لگا دی۔

أَحْمَدُ الْمُضَرَّانُ أُمِّيَّةٌ هَدَاهُ مَوَابِيتُكَ عَامِدِينَ وَاحْرَقُوا -
 بنی امیہ نے آپ کے گھر کو آگ لگا دی۔ بِنَاتُكَ الْخَضْرَاءُ أَصْحَابُ
 بَعْدَ ذَا الْمَسْلُوبِ وَالضَّرْبِ الْإِنْفِثُ تُعَذِّبُ. آہ آہ لے لے رسول اللہ
 آپ کی بیٹیاں پریشان ہیں اور آتش زدہ خیموں میں بیٹھی ہیں۔

خَلَقْتَهَا وَقُلُوبَهَا كَيْبُوتَهَا حَقًّا. يَشْتَبُ بِهِ الْحَرِيقُ وَيَتَقَبُّ
 یا رسول اللہ یہ سہل ہے کہ اہلرم اور آپ کی بیٹیوں کے دل مثل آتش
 زدہ خیام ہیں لیکن آپ کے فرزند کے قتل نے ان کے جگر مثل کیاب سوختہ کر دیے
 ہیں۔ جب امام حسین اور آپ کے اصحاب نے دشمنوں کی یہ جرئت دیکھی
 تو تیغیں کھینچ لیں اور مثل شیران دکنیزانہ حملہ کیا۔ اس حملہ میں عمر بن قرظہ انصاری
 شہید ہو گئے۔ امام حسین جس طرف رخ فرماتے ادھر سے تیروں کی بارشیں ہو
 جاتی تھی۔ لیکن اصحاب امام علیہ السلام سینہ سپر ہو جاتے تھے اور جب کوئی ناصر
 و مددگار نہ ملتا تو کہتا تھا کاشش کہ کوئی اور جان ہوتی تو وہ تشارام علیہ
 السلام کرتا اور کہتا تھا۔ بائیں رسول اللہ میں نے اپنے عہد وفا کو پورا کر دیا۔
 امام علیہ السلام اچھا بھائی جاو بہشت بریں ہیں اور میرے نانا کو میرا سلام
 پہنچاتا۔

اسی اثنا میں ابو تمائم صیداوی حاضر خدمت امام علیہ السلام ہوئے اور

کہا۔ یا ابا عبد اللہ تقسی لِنَفْسِكَ الْفِدَاءَ هُوَ لَا يَأْتِيكَ إِلَّا بِمَا
 مِنْكَ وَلَا وَاللَّهِ تَقْتُلُ حَتَّى أَقْتُلُ وَوَاجِبٌ أَنَّ الْقَتْلَ اللَّهُ
 رَبِّي وَقَدْ صَلَّيْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَعِنِي كَلِمَةٌ لِسَانِي لَعْنَةُ رَسُولِ خَدَائِعِ امَامِ عَالِي
 مَقَامِ هَمَّ آپ پر قربان ہو جائیں کہ ہم آپ کی اقتدا میں نماز پڑھیں یہ نماز ظہر کا اول
 وقت ہے۔ جب امام حسینؑ نے لفظ نماز سنا ایک آہ جگر سوز کھینچی اور آپ
 نے سوئے آسمان نظر کی دیکھا کہ نماز ظہر کا اول وقت ہے فرمایا کہ ان ملائین
 سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگو۔ جب مہلت مانگی تو حصین بن تمیر ملعون نے
 کہا کہ تمہاری نماز مقبول بادگاہ ایزدی نہیں ہے۔ حضرت حبیب ابن مظاہر نے
 یہ سن کر کہا لے خدا تیری نماز تو قبول ہو اور فرزند رسول خدا کی نماز قبول نہ
 ہو وہ مردود و غصہ میں بھر گیا اور جناب حبیب پر حملہ کیا۔ جناب حبیب نے اس
 کے گھوڑے پر ضرب لگائی۔ اور وہ گھوڑے گمرا۔ آپ نے چاہا کہ اس کو قتل کریں
 امام حسینؑ نے فرمایا کہ حبیب اس ملعون کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ امام عالی
 مقام سے زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ نے عرض کیا کہ ہم آپ کے سامنے
 کھڑے ہوتے ہیں تاکہ جو تیرے سامنے سے آئے وہ ہم اپنے سینوں پر روک
 لیں آپ نماز پڑھیے غرض کہ وہ دونوں امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے
 امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا تم کو نماز گزاروں میں شمار کرے یہ دونوں سینہ پر
 ہوئے اور امام حسین علیہ السلام نے نماز ظہر ادا کی۔ جو تیر دشمن کی طرف سے
 آتا یہ دونوں بڑھ کر اُسے اپنے سینوں پر روک لیتے تھے۔ امام عالی مقام اور
 باقی اصحاب نے نماز ظہر پڑھی۔ نماز تمام ہوئی اور سعید بن عبد اللہ فری ہو کر
 زمین پر گرے اور کہا خداوند ان ظالموں پر لعنت کر اور محمد و آل محمد پر صلوات

و رحمت نازل کر اور بارگاہِ خدا میں عرض کیا پروردگار میں نے تیرے رسول کی ذریت کی حفاظت کا حق ادا کر رہا ہے یہ کہتے کہتے آپ کی روح پر واز کر گئی۔ آپ کے جسم مبارک میں تیرہ تیرہ پیوست تھے اور ان کے علاوہ نیزوں اور تلوار کے زخم بھی تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما کے غلام جون میدان قتال میں جانے کے لیے حاضر حضرت امام مظلوم ہوئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جون تمہاری رفاقت تو ایسی چیز سے ظاہر ہے کہ تم نے ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم چلے جاؤ اور اپنی جان بچاؤ انہوں نے نہایت دردناک لہجہ میں آہ کھینچی اور کہا اے مولیٰ میں جہشی ہوں اور میرا رنگ سیاہ ہے کیا آپ مجھے جنت کے قابل نہیں سمجھتے یہاں تک کہ اپنا خون سیاہ پاک دہا کیڑہ خون میں مخلوط کر کے راہی جنت ہوں اور یہ جماعت گمراہ میری ضرب کے مزہ چکے گی۔ ان کی اس گفتگو سے امام حسینؑ پر بہت اثر ہوا اور فرمایا کہ اے جون ایسا نہیں ہے کہ جو تم خیال کر رہے ہو۔ پھر امام علیہ السلام نے ان کو اذن جہاد دیا اور انہوں نے حق جان نثاری ادا کیا۔ گھوڑے گسے

اور امام حسینؑ ان کے پاس پہنچے فرمایا

لَا وَاللَّهِ لَا أَفَارِقُكُمْ حَتَّى يَخْتَلِطَ هَذَا الدَّمُ الْأَسْوَدُ مَعَكُمْ

یعنی کہ خداوند اس کے چہرہ کو سفید کر دے۔ اور اس کی بو کو خوشبو دار بنا دے اور اس کو نیکو کار قرار دے۔ اور اس کو میرے جہیز گوار رسول خدا اور ان کی آل کے جوار میں جگہ دے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے پدربزرگوار علی ابن الحسینؑ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جب قبیلہ بنی اسد

نے شہداء کو بلا کو دفن کیا ہے تو اس غلام حبشی یعنی جون کی لاش دس دن کے بعد ملی اور اس سے بڑے مشک آ رہی تھی۔ سبحان اللہ!

بروایت سید ابن طاووسؒ عمرو بن خالد صیداوی بخدمت امام عالی مقام آئے اور عرض کیا۔ یا ابا عبد اللہ! قَدْ هَمَمْتُ أَنْ الْحَقَّ أَصْحَابِي وَكَرِهْتُ أَنْ أَتَخَلَّفَ وَأَرَاكَ وَحِيدًا مِنْ أَهْلِكَ قَتِيلًا۔ یعنی کہ میں بھی وہ جام نوش کرنا چاہتا ہوں کہ جو دوسرے ساتھی نوش کر چکے ہیں اور جام شہادت پہن کر دوسرے شہیدوں سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ میں بھی شہید ہو جاؤں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ

فَقَدْ مُمْ قَاتَا لِأَحْقُونِ بِكَ عَنْ سَاعَةٍ۔

تم سب سے محلق ہونے والے ہیں۔ پس عمرو بن خالد صیداوی گئے مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش کیا سید جلیل ابن طاووس نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن سعد شامی امام حسینؑ کی خدمت میں اس طرح آئے کہ سینہ کھولے ہوئے۔ ندا کی۔ يَا قَوْمِ عَلَيَكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ إِنِّي أَخَافُ مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ إِلَى آخِرِ آيَاتِ (سورۃ المؤمنین) یعنی کہ مجھے خوف ہے کہ تمہارا بھی وہ حال نہ ہو کہ قوم لوط و عاد و ثمود کا ہوا ہے۔

صاحب مناقب فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ نے فرمایا۔ یا ابن سعد! مِثْلَ بَنِ سَعْدِ شَامِي (خدا کی رحمت ہو تجھ پر کہ تو نے لشکر باطل کو ہدایت کی مگر انہوں نے عذاب خرید کر لیا اور تیری دعوت کو مسترد کر دیا۔ حضرت امام حسینؑ نے ان کو اجازت قتال دی یہ میدان میں گئے اور قتال وجدال کرتے ہوئے زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے اور رومی ملک بقا ہوئے۔

بروایت سید ابن طاووس سوید بن ابی المطالع کہ جو بزرگ دکن رسیدہ تھے میدان قتال میں گئے۔ ثبات قدم کے ساتھ قتال کیا اور گھوڑے سے زمین پر گرے بے ہوش کا عالم طاری تھا۔ کہ اسی اثناء میں ان کے کان میں یہ آواز پہنچی کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ قتل الحسینؑ کہ حسین قتل ہو گئے۔ پس انہوں نے آنکھ کھولی نزدیک ہی ایک چھری پڑی تھی۔ اٹھائی اور اسی سے قتال شروع کیا۔ یہاں تک کہ دشمنان دین نے انہیں قتل کیا اور وہ دروہنہادت پر قائم ہوئے ان کے بعد چند اور جان نثار شہید ہوئے بعدہ آپ کے مؤذن حاج بن مسروق نے خدمت امام علیہ السلام میں اذن جہاد طلب کیا۔ میدان میں باجاست امام گئے اور اجز پڑھا اور چند لمحوں نے ان کو نیزہ مار مار کر شہید کر دیا۔ ان کے بعد زہیر بن قین بجلی نے امام علیہ السلام کو سلام آخر کیا اور میدان قتال روانہ ہوئے۔

جب امام علیہ السلام سفر عراق طے کر رہے تھے تو زہیر بن قین شمال مشرق امام عالی مقام ہوئے تھے انہوں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی تھی۔ اور بہت کثیر مال دے کر ان کو ان کے قبیلہ میں بھیج دیا تھا۔ جب آپ میدان کارزار میں پہنچے تو درجز پڑھا۔

اَنَا زَهِيرٌ ابْنُ دَانَا قَيْسٍ اَخْرَجَكَ رَكْبًا بِالسَّيْفِ عَنْ حِصْلِيْنَ
 کہ میں زہیر ہوں اور قین کا بیٹھا ہوں۔ میں اپنے آقا و مولیٰ حسینؑ سے تم دشمنوں کو اپنی تلوار سے دفع کروں گا۔ جب آپ نے حملہ کیا تو لشکر باطل کے لوگ رو بہا صفت فرار کرنے لگے۔ آپ نے قتال وجدال کیا اور ایک سو بیس افراد کو تہ تیغ کیا۔ اس وقت کین گاہ سے عبدالقند بن شعیب اور مہاجر بن ادس

نے آپ پر ضرب لگائی یہاں تک کہ آپ گھوڑے سے زخمی ہو کر گرے۔
جناب ام حسینؑ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔
لَا يَبْعُدُ لَكَ اللَّهُ يَا زُهَيْر۔

خدا تجھ پر رحمت کرے اور اپنی رحمت میں جگہ دے زہیرؑ نے آواز دی اور
قوم جفا کار پر لعنت کی۔ اور آپ کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔
آپ کی شہادت کے بعد حبیب ابن مظاہرؑ نے امام حسینؑ کو سلام آخر کیا
اور اجازت میدان طلب کی آپ کہنے سال مرد بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت
رسول خدا کی زیارت بھی کی تھی۔ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ملازمت کا
شرف بھی حاصل کیا تھا۔ امام حسینؑ نے اپنے دوست، ابن مظاہر کو اجازت
دی آپ میدان میں آئے۔ اور جڑ پڑھا۔

أَنَا حَبِيبٌ وَأَبْنِي مَظَاهِرٌ فَارِسٌ دَهِيْبًا وَحَرْبٌ تَسْعَرُ
وَأَنْتُمْ رَأَيْتُمْ عِنْدَ الْعَدِيِّ الْكَثْرَ وَنَحْنُ أَعْلَى حِجَّةٍ وَأَظْهَرُ
وَأَنْتُمْ عِنْدَ الْوَفَاءِ وَأَعْدَاؤُ وَنَحْنُ أَوْفَى مِنْكُمْ وَأَصْبَحْنَا وَأَمْنَكُمْ

یعنی اے گروہ کوفہ و شام میں حبیب ابن مظاہر ہوں۔ شہ سوار ہوں۔ جس زمانہ میں
آتش قتال زوروں پر تھی اور تم اگرچہ ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ کثرت میں
تھے۔ لیکن ہم تم پر ہمیشہ غالب رہے۔ اگر تم صاحبان عذر و دکر ہو ہم صاحبان
وفا ہیں اور ہم اپنے عہد پر باقی ہیں ہم نے تمہاری نیزوں اور تلواروں پر بھی صبر
کیا۔ پس حضرت حبیب ابن مظاہر نے اس قوم جفا شعار پر حملہ کیا۔ اور بیدریغ
ان ملائین کو تیرہ تیغ لیا۔ آپ مشغول کارزار تھے کہ ایک نامرد نے جو قبیلہ بنی تمیم
سے تھا آپ پر نیزہ سے حملہ کیا۔ آپ گھوڑے سے زمین پر گرے اور حصین

بن نیر سکونی نے آپ کا سر مبارک کاٹا۔ بروایت محمد ابن ابی طالب الموسوی اس نے آپ کا سر جدا کر کے اپنے کھوٹے کی گردن میں لٹکایا صاحب مناقب نقل کرتے ہیں کہ بیدیل بن مریم آپ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا۔ اور سر منظر کو مکھڑے گیا۔ وہاں ان کے ایک فرزند تھے مگر وہ ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ جب سر بریدہ دیکھا تو اس نے اس ملعون پر حملہ کیا اور سر بریدہ اس سے چھین لیا۔ اور اس ملعون کو قتل کر دیا۔

حضرت حبیب ابن مظاہر کے بعد ہلال بن نافع بجلی نے میدان کارزار کا رخ کیا اور میدان میں پہنچ کر رجز پڑھا۔

أَنَا الْغَلَامُ الْيَمِينِيُّ الْبَجَلِيُّ
دِينِي عَلِيٌّ دِينَ حُسَيْنٍ وَعَلِيٌّ
أَنْ أَقْتُلُ الْيَوْمَ قَهْدًا أَمَلِي
قَدَّ الرَّايِ وَالْأَقْبِي عَمَلِي

کہ میں قبیلہ بجلہ کا ایک جوان ہوں۔ میرا دین۔ دین حسین ابن علیؑ ہے۔ اگر آج قتل ہو گیا۔ تو آج امام حسینؑ کی نصرت میں قتل ہونا عین آزادی اور زندگی ہے پھر قتال شروع کیا اور تیرہ ملائین داخل جہنم کئے آخر کار آپ کے بازو ٹوٹ گئے۔ اور ملائین نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور لشکر عمر ابن سعد ملعون میں لے گئے۔ شہر ملعون کھڑا ہوا اور آپ کی گردن سے سر مبارک جدا کیا اور آپ نے شہادت پائی۔

محمد ابن ابی طالب الموسوی روایت کرتے ہیں کہ ایک کم سن لڑکا جس کا باپ کچھ دیر پہلے شہید ہو چکا تھا۔ تلوار لیے ہوئے امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور اذان جہاد طلب کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ لے بیٹا تیرا باپ شہید ہو چکا ہے۔ تمہاری ماں کیسے گوارا کرے گی کہ تم بھی شہید ہو جاؤ۔ اس نے عرض کیا۔

موتی مجھے میری ماں ہی نے تلوار دے کر بھیجا ہے۔ مجھے اذن جہاد عطا کیجئے
 امام علیہ السلام نے اس کو اجازت دی وہ میدان میں آیا۔ اور جڑ پڑھا۔
 امیری حسینؑ و نعم الامیرُ سُرُورٌ فُوَادُ الْبَشْرِ التَّنْبِيْ
 علی و قاطمۃ و السدۃُ فَهَلْ تَعْلَمُوْنَ لَهُ مِنْ تَغْيِيْرِ
 لَهُ طَلْعَةُ مِثْلُ شَمْسِ الضَّحٰی لَهُ لَمْعَةٌ مِثْلُ يَدِ الْمُنِيْرِ
 میرے امیر اور امام حضرت حسین ابن علیؑ ہیں اور کس قدر نکوتر امیر ہیں وہ احمد
 مختار کے دل کا چین ہیں۔ وہ فاطمہ زہرا کے نور عین ہیں وہ علیؑ جیدر کر آر کے
 فرزند ہیں وہ حسینؑ ہیں وہ حسینؑ ہیں۔ کوئی امام حسینؑ کی نظر نہیں ہے۔

پس اس نوجوان نے مقاتلہ شروع کیا اور شہید ہو گیا ان ملعونوں نے
 اس کا سر کاٹ کر خیام حسینی کی طرف پھینک دیا۔ اس کی ماں بے اختیار خمیہ
 سے نکلی اور سر کو اٹھا کر بوسہ دینا شروع کیا۔ اور کہا اَحْسَنْتُ يَا يَسِيْرِي
 يَا سُرُوْرِي وَ يَا قُرَّةَ عِيْنِيْ۔ مر جیا، شا باش اے میرے دل کے چین
 نکو کاری دکھلائی اے نور دیدہ یہ ماں تجھ پر قربان تو نے حسینؑ پر اپنی جان نثار کر
 دی و اللہ کر کے کر دی۔ اور کہہ رہی ہے کہ اے فرزند میں تجھ سے راضی
 ہوگی۔ اس نے وہ سر شکر اعداء کی طرف پھینک دیا۔ اور عود خمیہ لے کر یمن
 کی طرف چلی اور کہتی جاتی تھی۔

اَنَا عَجُوْرٌ سَيِّدَايْ ضَعِيْفَةٌ خَاقِيَةٌ بِالْيَةِ يَخِيْفَةٌ
 اَضْرَبِكُمْ بِضَرْبَةِ عَنِيْفَةٍ دُونَ بِنِي قَاطِمَةَ الشَّرِيْفَةِ
 یعنی کہ میں کہن سالہ عورت ہوں ضعیف و کمزور ہوں کوئی قوت جہانی نہیں۔ مگر
 اے گروہ جفا کار حمایت اولاد فاطمہ زہرا میں سخت ضربیں لگاؤں گی۔ پس

اس نے دو مردوں کو قتل کیا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے مومنہ بس یہی کافی ہے۔ خیمہ میں واپس آ جا اور اس کے لیے آپ نے دعاء خیر کی۔

محمد ابن ابی طالب الموسوی لکھتے ہیں کہ انصار ان امام حسین علیہ السلام میں سے ایک ایک ناصر با وفا امام علیہ السلام سے اجازت لیتا اور میدان قتال میں اپنے جوہر شجاعت دکھاتا یہاں تک کہ شہید ہو جاتا تھا پھر مجالس بن شیبہ شامی امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذن طلب کیا۔ آپ کا ایک غلام نخاحس کا نام شوذب تھا۔ آپ نے اس سے کہا مَا فِي نَفْسِكَ اَنْ تَصْنَعُ كَتِيْرًا كَيْفَ خِيَالٍ هِيَ اس نے کہا کہ بس یہی کہ مَا اصْنَعُ اَقَاتِلُ حَتَّى اَقْتَدُ نصرت فرزند رسول خدا میں قتال کریں اور جام شہادت نوش کریں جناب مجالس نے کہا کہ میرا یہی گمان تھا کہ نصرت امام میں جام شہادت پیو گے۔ غرض کہ دونوں خدمت امام حسین میں حاضر ہوئے۔ مجالس نے بعد اسلام کیا۔

يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ اَمَا وَاللَّهِ مَا امْسَى عَلَيَّ وَجْهَ الْاَرْضِ قَرِيْبًا
وَلَا بَعِيْدًا اعْزُّ عَلَيَّ وَلَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْكَ۔

خدا کی قسم کہ روئے زمین پر دور و نزدیک آپ سے زیادہ عزیز و محترم اور محبوب کوئی اور نہیں ہے۔ وَلَوْ قَدَّرَتْ عَلَيَّ اَنْ اُدْفَعُ اَنْصِيْمًا لَوْ اَلْقَيْتُ عَنْكَ بِشَيْءٍ اَعْزُّ عَلَيَّ مِنْ دَمِي وَنَفْسِي لَفَعَلْتُ۔ یعنی کہ میں اگر کسی طرح بھی آپ سے ان دشمنوں کو دور کر سکتا تو ہرگز دیر نہ کرتا۔ آپ یہ ہماری جان ہے۔ جو آپ پر خدا کرنا ہے بعدہ کہا امام علیک یا ابا عبد اللہ یعنی اے حسین منظورم آپ پر ہمارا سلام ہو۔ گواہ رہنا کہ میں آپ کے اور آپ کے پدربزرگوں کے دین پر ہوں۔ اور یہ ہر طریق ہمارے جانیں آپ کی حفاظت کے لیے ہیں۔

بس یہ کہہ کر تلوار بکف میدان قتال میں پہنچے ریح بن تیمم کہتا ہے کہ میں جب انہیں میدان میں آتے دیکھا تو ان کو پہچان لیا۔ کیونکہ میں پہلے سے ان کو جانتا تھا وہ کہتا ہے۔ کہ مجالس شجاع ترین انسان تھے۔ ان سے جنگ کے لیے لشکر اعداء میں سے کو جرات نہ ہوتی تھی۔ اور سب ان سے ڈرتے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ کوئی شخص جنگ کے لیے نہیں نکلتا آخر کار تو انہوں نے پکارا **الْأَجَلُ الْإِرْجَلُ** یعنی ہے کوئی مرد میدان جو میرے مقابلہ میں آئے۔ ریح بن تیمم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ **هَذَا السُّودُ هَذَا ابْنُ شَبِيبٍ لَا يَخْزِيَنَّ إِلَيْهِ أَحَدٌ**۔ یعنی کہ اے لشکر اعداء یہ شیر شعبۂ شجاعت ہے۔ یہ فرزند شیب ساکوی ہے سب خائف تھے۔ کوئی اس کے مقابلہ کے لیے نہ نکلا۔ جب پسر سعد ملعون نے یہ دیکھا تو لشکر کو شرمندہ کیا۔ اور کہا کہ چاروں طرف سے اس کو اپنے گھیرے میں لے لو۔ اور اس پر سنگ باران کرو۔ یعنی پتھر برسائو۔ جب عباس نے یہ دیکھا تو اپنی زرہ اور خود اتار ڈالا۔ اور لشکر اعداء پر حملہ کیا۔ ان کا حصار توڑ دیا۔ لوگ متفرق و منتشر ہو گئے۔ ریح کہتا ہے کہ بخدا میدان صاف ہو گیا تھا۔ لشکر ابن سعد میں انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ ریح کہتا ہے کہ میں نے مجالس سے کہا کیا تمہیں کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ تم نے زرہ، خود وغیرہ اتار پھینکا۔ مجالس نے کہا کہ مولیٰ حسینؑ کی راہ سب کچھ گوارا ہے غرض کہ اس گروہ نابکار نے پھر جمع ہو کر آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ اور اس قدر پتھر برسائے کہ آپ کا بدن مبارک لہو لہان ہو گیا اور آپ بالکل بے حس و حرکت ہو گئے۔ ان ملعونوں نے آپ کا سر مبارک تنی سے جدا کیا۔ اور عمر ابن سعد کے پاس لے گئے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے۔ جب نزاع زیادہ بڑھ گیا تو عمر ابن سعد ملعون نے کہا کہ ایک شخص نے

ان کو قتل نہیں کیا ہے۔ بلکہ تم سب نے مل کر ان کو قتل کیا ہے۔ ان کے بعد عبد اللہ غفاری و عبد الرحمن غفاری امام عالی مقام کی خدمت میں دسے اور بعد سلام کہا کہ مولیٰ اذن جہاد عطا ہوتا کہ ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کریں۔ اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ نے فرمایا اے فرزند ان یرادر تم پر گریہ کیوں طاری ہو رہا انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر فدا ہوں۔ پھر عرض کیا خدا قسم ہم پر گریہ آپ کی مصیبت دیکھ کر طاری ہوا ہے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ گروہ نابکار آپ کا حصار کئے ہوئے ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ خداتم کو جزا وغیر دسے۔ پھر ان کو اجازت دی۔ وہ روانہ میر ان کا رزار ہوئے اور اویسا قتال کیا کہ لوگ داد و شجاعت دینے لگے یہاں تک کہ وہ مارے گئے اور ان کے سر دشمنوں نے کاٹ لیے۔ پھر آپ کا غلام نزکی خدمت میں حاضر ہوا اور اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو غلام سید سجاؤ ہے۔ ان سے اجازت طلب کہ وہ غلام امام زین العابدین کی خدمت میں آیا اور سلام کرنے کے بعد اجازت طلب کی۔ اور کہا کہ میں آپ کے پدربزرگوار کی خدمت میں گیا تھا مگر انہوں نے فرمایا کہ تجھے زین العابدین اجازت دیں گے سجاؤ امام نے اجازت دی پھر اس نے آپ سے کہا مولیٰ کوئی تقصیر ہوگی ہو تو معاف فرمائیں اور میری ایک آرزو ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ روز قیامت مجھے نہ بھولنا بلکہ اپنی خدمت میں رکھنا۔

اس کی گفتگو سن کر المہرم میں گریہ و بیکا کی آوازیں بلند ہوئیں اور سب نے اس کو وداع کیا۔ میدان میں پہنچا اور مبارزہ طلبی کی۔ اور ادھر سید سجاؤ علیہ السلام تے فرمایا کہ میرے خیمہ کے درکار پر وہ اٹھا دو کہ میں اپنے غلام سعادت مند کی جنگ دیکھ سکوں۔ وہ غلام کچھ دیر تک مقابلہ کرتا رہا آخر کار اس نوم بے دین نے ایسا حملہ

کیا کہ وہ گھوڑے سے زمین پر گرا۔ اس نے امام علیہ السلام کو سلام آثر کیا۔ آپ اس کے پاس پہنچے اور اس نے آنکھ کھول کر امام حسینؑ کے چہرہ پر نگاہ کی اور تبسم کیا اور ساتھ ہی اس کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔

اس کے بعد یزید بن زیاد بن شعثا میدان میں آئے آپ کے جسم مبارک پر آٹھ تیر گئے اور ہر ایک تیر بہت گہرا لگا اور شہید ہو گئے اور درجہ رفیعہ پر فائز ہوئے بعدہ ابو عمرو نہشلی میدان میں آئے۔ اور مخالفوں پر حملہ آور ہوئے۔ جس طرف حملہ کرتے میدان صاف ہو جاتا تھا۔ آپ پھر خدمت میں حاضر ہوئے امام علیہ السلام سے فرمایا۔

ابشیر ہدایت الدرشد تلقی احمداً فی الجنة الفردوس تعلقوا بعداً
 کہ تجھے ہدایت کی بشارت ہو اور تو ہمارے جد رسول خدا کی زیارت کے گا۔
 اور آنحضرتؐ تجھے بہشت بریں میں اعلیٰ جگہ دیں گے۔ آخر الامم ایک ملعون نے
 کہ جس کا نام عامر بن نہشل تھا شہید کیا۔ اور ان کے جسم مبارک سے سہ جدا کیا۔
 کیا کہنا و اللہ اعلم امام حسین علیہ السلام کا کہ جو سر کاٹے ہوئے زمین کر بلا پر پڑے
 ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ زمین پر ماہ تاب تابا بندہ ہیں آسمان پر ایک چاند
 روشن تھا اور یہاں خاک و غون میں غلطان چاند ہی چاند نظر آ رہے تھے۔ ہمارا
 ہمارا سلام ہو ان باوفا جان نثاروں پر کہ جن کے بعد امام حسینؑ مکہ تمہارا گئے کوئی
 یاور و انصار باقی نہ رہا سوائے بنی ہاشم کے۔

اللعنة الله على القوم الظالمين

ساتویں مجلس

شہادت اولادِ عقیل اور شہادت و پامالی

حضرت امیر قاسم ابن حسن علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى أَهْلِ
 بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى أَنْصَارِ دِينِ اللَّهِ وَعَلَى حُقَاقِظِ شَرِيعَةِ اللَّهِ
 وَعَلَى الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى النَّاصِحِينَ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَعَلَى
 بَاذِلِي الْأَرْوَاحِ لِرُوحِهِ اللَّهِ وَعَلَى الْخَاضِعِينَ فِي بَحَارِ السُّيُوفِ وَالرِّسَالَةِ
 فِي نَجْدَتِ اللَّهِ وَعَلَى الثَّابِتِينَ فِي نِيزَانِ الْكُفْرَانِ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَعَلَى
 الْأَيْدِي أَنْ الضَّعِيفَةَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَعَلَى الدِّمَاءِ السَّائِلَةِ وَ
 الدُّمُوعِ السَّائِلَةِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى السَّادَاتِ الْعُلُوِيَّةِ
 السَّلَامُ عَلَى الْمِنَابِ الْهَاشِمِيَّةِ السَّلَامُ عَلَى الشُّيُوخِ وَالسَّيِّدَانِ
 السَّلَامُ عَلَى الرُّحْبَالِ وَاللِّسْوَانِ - السَّلَامُ عَلَى الْأَبْدَانِ السَّلِيمَةِ
 السَّلَامُ عَلَى الْأَجْسَامِ التَّرِييَّةِ السَّلَامُ عَلَى الْخُذُودِ الْمُعْتَمِرَةِ

وَالْحَيَاةِ الْمُنْصَبِيَّةِ وَالْأَعْضَاءِ الْمُقْتَصَّةِ وَالرُّؤُوسِ الْمَالَّةِ السَّلَامِ
 عَلَى الْمَدْبُوحِ مِنَ الْقَقَا السَّلَامِ عَلَى الْمَحْرُوقِ الْخَبَاءِ وَصَلُوبِ
 الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ بَكَى عَلَيْهِ جَبْرَيْئِيلٌ وَتَنْزَلُ
 لَهُ الْعَرْشُ الْجَلِيلُ وَعَلَى أَنْصَارِهِ مِنْ وُلْدِ جَعْفَرٍ وَعَقِيلِ السَّلَامِ
 عَلَى الصَّرِيحِ الْمَرْتَجَى وَعَلَى مَنْ نَصَرَهُ مِنْ وُلْدِ الْمُحْتَبَى
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَيَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ :
 آيَةٌ جِيده :- وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط
 حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمَلَهُ وَفِصْلَهُ
 ثَلَاثُونَ شَهْرًا ط حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ
 سَنَةً لَقِيَ رَبَّهُ أَوْزِعُنِي أَن أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
 الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَتِي وَأَنْ
 أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي
 ذُرِّيَّتِي ط الخ

(سورة الاحقاف آیت ۱۵)

ترجمہ:

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا کہ جو تم کو
 اس کی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا۔ اور رنج ہی سے اس
 کو جنما۔ اور اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کی دودھ بڑھائی کے تین مہینے ہوئے
 یہاں تک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہنچتا اور چالیس برس (کے سن) کو پہنچتا ہے
 تو خدا سے عرض کرتا ہے پروردگار تو مجھے توفیق عطا کر کہ تو نے جو احسانات مجھ پر

اور میرے والدین پر کہتے ہیں میں ان احسانوں کا شکریہ ادا کروں۔ اور یہ (جی توفیق دے) کہ میں ایسا کام کروں جسے تو پسند کرے۔ اور میرے لیے اور میری اولاد میں صلاح (نیکی) اور تقویٰ پیدا کر (میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً ڈرنا فرمانبرداروں میں ہوں۔

(از منہ حجج :-)

سیدنا سید

از روئے تفسیر اہلبیت طاہرین اس آیت مجیدہ کی تفسیر یہ ہے کہ یہ پوری آیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جو حالات ابتدا و عمل سے آخر تک امام حسین علیہ السلام کے تھے۔ ان سے پوری طرح پر مطابقت ہوتی۔ ہے اور آیات خدا میں غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ سولے امام حسین علیہ السلام ان صفات کا کوئی دوسرا شخص مستحق نہیں ہے (اگرچہ آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا یعنی نیکی کرنا عند اللہ مستحق ہے اور اسی طرف آیت راجح ہے اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ یہ نیکی پیش آئے۔ اور ماں خصوصاً اس لیے نیکی کی مستحق ہے کہ زمانہ حمل میں اس نے تکلیف اٹھائی ہے۔ مدت حمل میں مشقت برداشت کی ہے اور دورانِ عرصہ رضاعت میں بھی تکلیف کا سامنا رہتا ہے (رضاعت کے احکام مجتہدین کے علیہ میں ملائظہ فرمائیں) بہر کیف یہ تمام چیزیں مقتضی احسانات بر والدین ہیں۔ اور اولاد ان کے لیے ایک العام ہے جو خداوند عالم کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّ اشْكُرْلِيْ وَ لِيْوَالدِّيْنِ ﴿١٣﴾ (سورۃ لقمن آیت ۱۳)

یعنی کہ (ماں باپ کے بارے میں خدا تے تاکید فرمائی ہے) میرا بھی شکر یہ ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر یہ ادا کرو۔ یعنی کہ حاصل حقوق والدین یہ ہے کہ اگر اولاد اپنے والدین کی شکر گزار نہیں ہے تو خدائی شکر گزار کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں خداوند عالم نے اپنے شکر اور والدین کے شکر کو مقرون فرمایا ہے۔ یعنی کہ ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَقَضَىٰ رَبِّيكَ إِلَّا تَعْبُدُ ۖ وَالْآيَاتُ ۖ وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۗ

سورۃ نوحیٰ اسرئیل آیت ۲۳

اور تمہارے پروردگار نے تو کو حکم ہی دیا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا۔ پس خداوند عالم نے ماں باپ سے یہ نیکی پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ اس آیت میں امتحان والدین کو اپنی عبادت سے نزدیکی کا درجہ دیا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یَفْعَلُ الْبَارُ مَا يَشَاءُ اَنْ يَفْعَلَ فَلَنْ يَدْخُلَ النَّارَ وَيَفْعَلُ الْعَاقُ مَا يَشَاءُ اَنْ يَفْعَلَ فَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ یعنی جو شخص اپنے والدین کے ساتھ نیکی کے ساتھ پیش آیا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو وہ اگر داخل جہنم نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس کے دوسرے اعمال سیدھے ہیں اور والدین کا عاق شدہ اگرچہ اس کے اعمال حسنہ ہوں۔ داخل بہشت نہیں ہوگا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد میں جاتے کا از حد متاقی ہوں۔

آنحضرت نے اس سے فضائل جہاد بیان فرمائیے کہ اگر راہ خدا میں قتل ہو جائے تو خدا اس کو زندگی جاوید عطا فرماتا ہے۔ اور اس کو روزی عطا ہوتی ہے اور اگر قتل

نہ ہوتی تھی اس کا اجر خدا پر ہے اور خدا نے تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا پھر اس شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ زندہ ہیں اور ہمت بوڑھے ہیں۔ جو میری جدائی براداشت نہیں کرتے میرا بسوئے جہاد گھر سے نکلنا انہیں پسند نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قُوا الَّذِي نَفْسِي بَيْنَهُ لَا اَسْمَهَا يَدَكْ يَوْمًا وَايْلَةً خَيْرٌ مِنْ جِهَادٍ سَتَةٍ۔ یعنی کہ اس ذاتِ اقدس کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کی خدمت کرنا ایک سال کے ثب و روز کے جہاد سے بہتر ہے۔ واضح رہے کہ زندگی کی دو قسمیں ہیں۔ حیات صوری و ظاہری، اور حیات معنوی و حقیقی، والدین پہلی قسم کی حیات کا سبب بنتے ہیں۔ یعنی حیات صوری و ظاہری کا سبب اولیٰ ماں باپ ہوتے ہیں۔ بنا بریں والدین کا نفع اس قدر عظیم ہے کہ عقل اور شہد و ذوق ہم زبان ہیں۔ اور حیات حقیقی و معنوی وہ ہے کہ جو بعد فنا بھی ساتھ رہے گی۔ اور اس حیات کے لیے نہ موت ہے اور نہ فنا یہ ایک ایسی عزت خیر حیات ہے۔ کہ اس میں ذلت کو دخل نہیں ہے۔ اور اس حیات میں ایسی استفادہ ہے کہ کسی کے سائے دست سوال دراز نہیں ہوتا۔ اور چونکہ حیات حقیقی ہدایت و رشد سے مزی ہوتی ہے اس لیے امام نیز لہ والدین کیونکہ مخلوق عالم الٰہ کو سب سے بڑی ہدایت منلا ہے۔ اور انہی سے آب حیات جاری ہے۔ بلکہ حیات ظاہری اور نشاہ و بتویہ میں بواسطہ وجود امام انیس جاری ہے۔ اسی لیے پس خداوند عالم نے ان کا درجہ والدین حقیقی سے افضل و برتر قرار دیا ہے۔ جس طرح اولاد پر والدین کی اطاعت فرض ہے اس سے اولیٰ تر اطاعت امام واجب ہے۔ اور اطاعت امام سے انحراف حیات حقیقی و معنوی کے لیے

حضرت رسال ہے۔ اور اگر انسان بغیر معرفت امام مرہائے توجاہ ہدیت کی موت فرما ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے طارق ابن شہاب سے فرمایا۔ فَهَرَّ رَأْسُ دَائِرَةِ الْإِيمَانِ وَسَمَاءُ الْوُجُودِ وَقَطِبَ ذَا بُرْجَةِ الْمَوْجُودِ وَضَوُّ الشَّمْسِ الْمَشْرِقِ وَنُورُ قَرَّةِ وَأَصْلِ الْعَزْمِ مَبْدَأُ وَنَهْجُهَا ابتداء دائرہ ایمان ہیں۔ یعنی اگر امام بن نہ کرے ہیں تو ایمان ایک دائرہ ہے۔ جس کے یہی منہ تھی کہ امام برحق پر اعتقاد کے بغیر ایمان کا وجود مشکل ہے۔ وجود امام روشنی آفتاب و ماہ تاب کی مانند ہے۔ اور اصل اور اساس عزت ہے۔ ایمان کی ابتدا و انتہا وجود امام پر ہے۔ از مترجم امام الاولین و آخرین جو سلسلہ امامت کی پہلی عظیم فرد ہیں۔ ایمان کل ہیں آنحضرت کے جنگ خندق میں فرمایا ہے۔ برز الایمان کلہ کہ ایمان کل مبارز طلحی کے لیے جا رہا ہے۔ اس حدیث اور دوسری احادیث میں اسی قسم کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:
يَنَافِعُ اللَّهُ وَبِنَايِحَتِهِ اللَّهُ وَنَحْنُ أُمَّةُ الْهُدَى وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقَى
وَ نَحْنُ الْأَوَّلُونَ وَ نَحْنُ الْآخِرُونَ۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی سے ابتدا ہوئی ہے اور ہم پر ختم کرے گا۔ ہم عمر ہدایت ہیں۔ ہم مضبوط واسطہ ہیں۔ ہم اولوں و آخروں ہیں اور آخر حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔ نَحْنُ السَّرَاجُ الْمُنِيرُ اسْتِضَاءً وَالسَّبِيلُ فَمَنْ اهْتَدَى وَنَحْنُ الْقَادَةُ إِلَى الْجَنَّةِ نَحْنُ الْمَجْسُورُ وَالْقَنَاطِرُ نَحْنُ السَّنَامُ الْأَعْظَمُ يَنَائِزُ الْعَيْشَ وَيَنَازِلُ الرَّحْمَةَ وَيَنَازِلُ الْعَذَابَ وَالنَّقْمَةَ۔

یعنی کہ ہم روشنی چراغ ہیں اس کے لیے جو روشنی حاصل کرے اور ہم سیدھا راستہ ہیں اس کے لیے جو طالب صراط مستقیم ہو اور ہم جنت کی طرف قیادت کرتے ہیں۔ ہمارے ذریعہ سے ابربرستا ہے ہم کو بان اعظم ہیں یعنی جس طرح اگر لوٹ کے کو بان نہ ہو تو سواری مشکل ہے۔ اگر ہم نہ ہوں تو مشکلیں حل نہ ہوں گی۔ ہمارے ہی طریق عذاب دفع ہوتے ہیں اور دشمنی دور ہوتی ہے۔

جہاں تک کہ آیت مذکورہ کا تعلق ہے۔ وہ یقیناً حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں ہے۔ (از ترجمہ ترجمہ آیت کے بعد ہی اس چیز کا اشارہ کیا جا چکا ہے کہ کہ تفسیر البیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آیت جسے سزا میں قرار دیا ہے وہ امام حسین علیہ السلام کی شان میں ہے۔)

چنانچہ علی ابن ابیہم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ اَلْاِحْسَانُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ بَيُوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا اِمْتَاعَتِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنِ كَرَامَانَ سے مراد حضرت ختمی کریمت اور والدین کا صدق حسین شریفین ہیں۔

جہاں تک کہ آیت مذکورہ کا تعلق ہے۔ تو اس کا وہ حصہ جو نقل کیا گیا ہے یقیناً امام حسین علیہ السلام سے متعلق ہے کیونکہ عام طور پر مائیں اپنے بچے کے حمل سے خوش بھی ہوتی ہیں۔ اور پیدائش بھی دیر مسرت ہوتی ہے۔ لیکن آیت کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ یہاں عمومیت نہیں ہے۔ بلکہ خصوصی طور پر کسی ایک مال کا ذکر ہے جو اپنے بچے کے حمل میں رنجیدہ رہی ہے۔ اور یہ مان حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں اس لیے کہ ان کے پدر عالی قدر نے ان کو امام حسین کے حمل ہی کے زمانہ میں بتا دیا تھا۔ کہ ان کا بچہ امرت کے ظالموں کے ہاتھوں نہایت ظلم و جور سے قتل ہو گا۔ جس پر سیدہ عالمین نے عرض کیا یا جان مجھے ایسی بیٹے

کی ضرورت نہیں ہے کہ جو قتل کیا جائے گا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولادت امام حسینؑ کی بشارت دی ہے اور ساتھ ساتھ شہادت کی خبر بھی دی تو حضرت سیدہ عالیہ نے بکراہت عمل برداشت کیا ہے۔ چنانچہ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا ہے کہ: **فَهَلْ رَأَيْتُمْ أَحَدًا أَيُّبْتُ رُبُّو لَهَا فَيَعْمَلُهُ كَرُهًا**۔ یعنی کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ ماں بچہ کے عمل میں کراہت کرے۔

پس فاطمہ بنت رسول خدا ایک ایسی ہیں کہ وہ امام حسینؑ کے حمل کے زمانہ میں منوم رہیں اور بکراہت برداشت کیا۔ کہ ان کو اس بچہ کے قتل ہونے کی خبر صادق رسول خدا نے خبر دی تھی۔ اسی لیے آیت میں کراہت کا ذکر وارد ہوا ہے۔

ان قولیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں جبرئیل امین نازل ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے تعالیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے تمہیں بشارت دیتا ہے۔ کہ ایک فرزند تمہاری دختر فاطمہؑ سے پیدا ہوگا۔ تمہاری امت کے لوگ تمہارے بعد اسے قتل کریں گے۔

آپؑ نے فرمایا کہ سلام ہو رب جلیل پر مجھے ایسے نواسی کی ضرورت نہیں ہے کہ میری امت اسے قتل کرے جبرئیل امین نے پرواز کی اور پھر حاضر خدمت رسول خدا ہوئے۔ اور کہا کہ خدا سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ولایت اور وصایت کو اس فرزند میں قرار دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ پس خدا نے وحی کی اے رسول خدا فاطمہؑ کے پاس جاؤ۔ اور اس کو یہ

خبر دو کہ یہ بچہ شہید ہو گا۔ جب آنحضرتؐ نے سیدہ زہرا کو یہ خبر پہنچائی تو آپ نے فرمایا کہ بابا جان مجھے ایسے بچے کی کیا حاجت کہ جو بڑا ہو کر قتل ہو جائے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے امامت و ولایت اور ولایت کو اس بچے میں رکھا ہے۔ اس پر سیدہ عالم نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ لیکن سیدہ عالمین رضیہ ربیٰ اور بھی مطلب ہے اس پر مجیدہ کے ان الفاظ کا۔ **حَلَّتْهُ أُمَّةٌ كَرِهَتْهُ وَوَضَعَتْهُ لِرُحْمَةٍ وَأَحْمَلَتْهُ دِفْضًا لَلَّهِ تَلْتُونَ شَهْرًا** یعنی کہ اس ماں نے رنج کی حالت میں پیٹ میں رکھا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ بڑھانی کی مدت کل تیس ماہ ہے۔ اور چوبیس ماہ مدت رضاعت ہے۔ پس امام حسین علیہ السلام کی مدت گل صرف پھ ماہ ہے۔ ظاہر ہے کہ پھ ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہتا احادیث میں ہے کہ پھ ماہ میں پیدا ہونے والے صرف دو بچے ہیں ایک جناب یحییٰ اور دوسرے امام حسین علیہ السلام ہیں۔

حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا ہے کہ یہ یعنی مذکورہ آیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ پس آپ کی مصیبتوں کے پیش نظر احسان خداوندی کا تعلق آپ کے ساتھ لازم ہے اور بدلائل عقلی و نقلی چونکہ تگمہ انسانیت انہی سے وابستہ ہے لہذا موجود امام والدین کا حقیقی مصداق ہے اور یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگر وجود امام نہ ہو تو دنیا باقی نہیں رہ سکتی۔

سید ابن طاووسؒ نے ذکر کیا ہے۔

أَشْكُرُ لِمَنْ لَوْلَاهُمْ لَمَا خُلِقْتُ يَعْنِي كَمَا شَكَرَ كَرَّكَرًا تَحْتَهُ خَدَاوَنَدَّ عَالَمٍ عَلِقَ نَزَكَرَاتُو
تیز وجود نہ ہوتا۔ پس وجود کا ہونا متفقہ شکر ہے پس اگر انسان والدین کا

شکر گزار نہ ہو تو تو حید خدا اس کے عقیدہ میں ناقص ہے۔ اور چونکہ وجود امام
بمنزلہ الدین کائنات ہے لہذا انسان کافر یعنی ہے۔ کہ امام علیہ السلام کا شکر
گزار ہو۔ اور ان کی تعظیم بجالائے۔ ابن عباسؓ نے حضرت سے روایت
کی ہے کہ جب خداوند عالم نے عرش و ملائکہ اور مائین عرش پیدا کئے ان
پر وحی ہوئی کہ میرے عرش کا طواف کرو۔ میری تسبیح کرو۔ بس انہوں نے طواف
کیا۔ پھر وحی ہوئی کہ میرے جیب پر صلوٰۃ بھیجو کہ میں اسے اپنے تور عظمت سے
پیدا کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا اے پروردگار! تو نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تیرے
عرش کا طواف کریں۔ ہم نے تیرے عرش کا طواف کیا۔ تو نے حکم دیا۔ میرے
جیب پر صلوٰۃ (درود) بھیجو تو ہم آیتیری تسبیح کریں یا بجائے تسبیح تیرے جیب
پر درود بھیجیں۔

پس منائے قدرت آئی کہ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ سَبَّحْتُمُوَنِي
وَهَلَّلْتُمُوَنِي۔ یعنی کہ تم نے میرے جیب پر درود بھیجا تو گویا میری
تسبیح و تہلیل ادا کی۔ پس ان کے ساتھ نیکی و احسان لازمی ہے۔ اور لازم و
واجب ہے کہ ان کا شکر ادا کریں۔ ان کے ساتھ یہ نیکی و حرمت پیش آئیں۔ ان
کی اطاعت کریں کیونکہ سب تعظیم کائنات محمد و آل محمد علیہم السلام میں ہیں۔
ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جبیر بن ابیہن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خبر دی کہ جس روز تمہارا نواسہ حسینؑ مع عزیز و انصار قتل ہو گا تو اس
گروہ ملائین پر کہ جو حسینؑ کو قتل کریں گے خدا کی لعنت ہوگی
تَوَعَّظَتِ الْاَرْضُ مِنْ اَقْتَارِهَا وَصَلَّتِ الْجِبَالُ وَكَثُرَ اضْطِرَابُهَا
یعنی کہ زمین میں لرزہ پیدا ہو گا یعنی قتل امام حسینؑ کے سبب کانپ جائے گی۔

اس کا جگر شق ہو جائے گا پھر ہمارے کناں ہوں گے۔ ان میں اضطراب پیدا ہو جائے گا۔ دریاؤں میں تلاطم پیدا ہوگا۔ آسمان کا رنگ سرخ ہو جائے گا فونی رنگ ہو جائے گا۔ وَلَا يَبْقَى شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا إِسْتِازَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي نَصْرَةِ أَهْلِكَ الْمُسْتَضْعَفِينَ الْمَظْلُومِينَ۔

یعنی اس وقت کہ جب حسین قتل ہوں گے تمام کائنات، ہر ایک جبرائیل تعالیٰ سے اذن طلب کرے گی کہ اہلبیت اطہار کی نصرت کرے۔ کیونکہ دنیا والوں نے ان کے باحسان پیش آنے کی بجائے ظلم و ستم کا ان کو نشانہ بنایا ہے۔

اور ان کو مظلوم و بے کس بنا دیا ہے ان کو کمزور کر دیا ہے۔ پس گویا ہر ایک شے ان کے ساتھ یہ نیکی پیش آئے گی اور یہ چیز احسان باری تعالیٰ کی طرف راجح ہے۔ اسی لیے آئینہ مذکورہ میں خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ ائمہ ہدیٰ اور خصوصاً امام حسین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اور اگر ان پر ظلم کیا تو گویا

کفرانِ نعمت کیا۔ بس اے شیعیان حیدر کرار ہمہ وقت حسین کی مظلومیت اور ان کے ساتھ باحسان پیش آنا مد نظر رہے اور اب یہی احسان کی صورت ہے

کہ امام حسین کے فضائل اور مصائب بیان کریں۔ اور عزاداری برپا کریں۔ کیونکہ زمانہ نے ہمیں امام حسین سے دور کر دیا ہے۔ کاشش ہم کہ بلائیں ہوتے تو فوز عظیم حاصل کرتے۔ اسی لیے تمام علماء اعظام اور مومنین ذوی الاحترام کہتے ہیں

يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُخْتُكَ۔ یعنی کہ میرے مال باپ آپ پر قربان ہو جائیں (از تہ ترجمہ یہ بھی ایک علامتِ احسان ہے کہ عزاء امام حسین عقیدت مند سال بسال روز و شب مسلسل کڑوروں روپیہ صرف کرتے ہیں۔ کاشش کہ واقفین و ذاکرین بھی احسان سے کام لیں)۔

ابن قولویہ بسند معتبر زراہ ابن امین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت صادق آل محمد نے فرمایا کہ **مَا مِنْ عَيْنٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ وَلَا أُعْبِدَ مِنْ عَيْنٍ بَكَتْ وَدَمَعَتْ عَلَيْهِ**۔ یعنی کہ خداوند عالم کے

نزدیک محبوب زدہ آنکھ ہے کہ جو غم حسینؑ میں آنسوؤں سے لہریں ہو۔ **وَمَا مِنْ بَابٍ يُبْكِيهِ إِلَّا وَقَدْ دَمَلْ فَاطِمَةُ وَأَسْعَدَهَا وَوَصَلَ رَسُولُ اللَّهِ وَوَادَى حَقَّقْنَا** یعنی کہ ہر وہ آنسو جو مصیبت امام حسینؑ میں ٹکلتا ہے۔ وہ گویا جناب فاطمہؑ زہرا کے زخمی دل کے لیے مرہم بنتا ہے۔ یعنی کہ معصومہؑ کو سکون پہنچاتا ہے کیونکہ آپ کو حسرت تھی کہ میرے حسینؑ پر کوئی رونے۔ اور آنحضرتؐ کے ساتھ غم امام حسینؑ میں رونے والا نبی کرتا ہے۔ اور ہمارا حق ادا کرتا ہے۔

وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَشْتَرُ إِلَّا وَعَيْنُهُ بِالْكَيْفَةِ إِلَّا الْبَاكِينَ عَلَيَّ حَبِيبِي یعنی کہ جو آنکھ غم حسینؑ میں رونے وہ مشر میں روشن ہوگی اور اس کو خدا اور رسولؐ کی طرف سے سرور و خوشحالی کی بشارت دی جائے گی یعنی کہ بہشت کا مشرہ سنایا جائے گا۔ اور اس خوشی کے آثار اس کے چہرہ سے نمایاں ہوں گے **الْخَالِقُ فِي الْقَرَعِ وَهُمْ أَمْتُونَ وَالْمَخْلُقُ يَعْرِضُونَ وَهُمْ حِدَاتُ الْحُسَيْنِ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ وَبِي ظِلِّ الْعَرْشِ لَا يَخْفُونَ سِوَاءَ الْحِسَابِ** یعنی کہ اے بروز قیامت تمام لوگ فزع و جزع کر رہے ہوں گے۔ مگر وہ لوگ مامون و محفوظ ہوں گے جو غم امام حسینؑ گریہ کنان ہوتے ہیں۔ وہ سایہ عرش میں ہوں۔ اور ان کو حساب و کتاب کا خوف نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کا غم امام حسینؑ میں گریہ کرنا، ہم پر اور رسولؐ خدا پر احسان ہے۔ یعنی کہ نبی ہے۔

پس اسی مقام سے غور کرو کہ جب امام حسینؑ کے غم میں رونے سے

حول محشر نازل ہو جائے گا۔ تو امام حسینؑ کے سبب سے یہ صلہ کم ہے۔ علاوہ
ازین غم امام حسینؑ میں معرفت کے ساتھ رونا تو دلیل ہدایت ہے۔ اور ہدایت
تجھ کی طرف سے ہے۔

حضرت صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا فَقَدْ
صَيَّرَنِي عَبْدًا یعنی کہ اگر کوئی شخص کسی کو ایک حرف دین تعلیم کرے، گویا
اس نے مجھے اس کے ہونگے۔

أَوْتِ لَعِينِي كَيْفَ تَلْتَدُ الْكِرْمَىٰ وَجَفْوُ لَهُمْ لَمْ تَكْتَمِلْ بِرِقَادِي
افسوس ہے اس آنکھ پر کہ وہ خواب راحت میں ہو اور سادات عظام
یعنی اہلبیت بمنوٰۃ زمین پر بغیر بشر ہیں۔

بابی و اُمّی۔ الهاشمیات قد هُشِمْتِ بِالْمَقِيدِ وَالْاصْفَارِ۔

پدر و مادر خدا ہوں ان غماتین ہاشمیہ پر کہ زمین پر لیٹنے سے ان کے بدن زخمی
ہو گئے تھے اور رس بندھنے اور قید ہونے سے ختم ہو گئے تھے۔

يَسْرِي لَهْنُ عَلِيٍّ الْمَطَايَا حُرًّا شَعْنَا الْغَيْرِ وَطَاءَ عَلَيَّ الْاَعْوَادِ

ان کو پڑمردہ اور لاغر اونٹوں پر سوار کر کے شہر بشہر پھرایا۔

تَرْفَعُهُ اِلَى رَاسِ الْحُسَيْنِ وَتَسْتَكِي مَا نَالَهَا مِنْ مَعْشَرِ الْاَوْغَادِ

اے اُمّی! بعد العزّ عجز نصیڈھا فَعَزَّ اَعْمًا نَابِدًا وَمُدَى الْاَبَادِ

وا حسرتا۔ کسی سے شکایت کی جائے اپنے دل حسرت زدہ کی اور ظالموں
کے ظلموں کی حسین کا سر بریدہ کیا گیا۔ اے برادر آپ کے بعد ہمیں اس قدر
ذلیل کیا کہ کوئی ہمارا فریاد رس نہ تھا۔

اَلْحَيُّ يَارُوحِي دُرُوحٌ مَسْرُوفِي وَقَرْنِ اَنْرَاجِي مَحَلِّ وَدَارِي

ثُمَّ وَالنَّظَرَ الْأَوْلَادَ فِي ذُرِّي السَّبَبِ وَالسَّبَبُ لِدَاءِ وَأَرْحَبُ إِدَاءِ
 اے میرے پیارے بھائی اے میرے خوشی و مسرت کی آئیں بھائی ذرا
 اٹھیے اور مقل سے اگر دیکھئے کہ ہمارے یتیم بچے اور ہم سب اسیرِ ذلت کو فرو
 نشام ہیں۔ اور عدلے دین کے سب کے سب مل کر ہمارے باپ و ادا کی
 شان میں ناز و الفاظ کہتے ہیں اور وحسرتا ہم سنتے ہیں۔

هَذَا نَظْرَةٌ لِأَوَّلِ الْحَفِي بِهَا مَا أَشْتَكِيهِ مِنْ لَظَى الْأَبْعَادِ
 اے برادر ایک نظر فرما اپنے بہن اور اسیروں پر ڈالیے تاکہ آتش سوزان
 مفارقت ٹھنڈی ہو جائے۔ پس ان کے حقوق کو حقوق والدین کے ساتھ نسبت
 نہیں دے سکتے کیونکہ ان کے حقوق ان سے افضل ہیں۔ اور ان ساداتِ عظام
 کو ساداتِ ظاہری پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ والدین تو سبب وجودِ ظاہریہ ہیں لیکن
 آئمہ معصومین سبب وجودِ عالمین میں ان کی راحت ہماری راحت ہے۔

جناب ام المومنین ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف لائے۔ ان کے عقب میں حسن و حسینؑ بھی
 آگئے۔ تب آنحضرت نے حسنؑ کو اپنے دل سے زانو پر اور حسینؑ کو اپنے بائیں
 زانو پر بیٹھایا۔ اور دونوں کو پیار کرنے لگے کہ جبرئیلؑ بائیں نازل ہوئے اور
 خداوندِ جلیل کی طرف سے یہ پیغام دیا۔ قَدْ حَكَمَ عَلَى هَذَا الْحَسَنِ أَنْ
 يَمُوتَ مَسْمُومًا وَعَلَى هَذَا الْحُسَيْنِ أَنْ يَمُوتَ مَذْبُوحًا بَعْنِي كَمَا تَتَأَلَى
 نے فرمایا ہے کہ حسنؑ زہر سے شہید ہوگا۔ یعنی حسنؑ کو زہر دیا جائے گا اور حسینؑ
 کو زبح کیا جائے گا یہ بائیں مقدر ہو چکی ہیں کہ حسنؑ زہر سے شہید ہو اور حسینؑ کا
 سر بہت ظلم کے ساتھ کاٹا جائے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ ہر ایک پیغمبر کی دعا مستجاب

ہوتی ہے اگر آپ بھی دعا کریں۔ تو خداوند تعالیٰ یہ مصیبت ان سے دور فرمادے گا۔ **وَإِنْ شِئْتَ كَأَنْتَ مَحِيطٌ بِمَا ذَخِيرَةٌ لِي سَفَاعَتِكَ** **لِلْعَصَاةِ مِنْ أُمَّتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**۔ یعنی کہ لے رسول اللہ آپ چاہتے ہیں تو ان مصیبتوں کو امت کے عاص لوگوں کے لیے ذخیرہ شفاعت قرار دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ اور قضاء الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔ مگر جب کہ خدا بھی ایسا چاہے۔ **وَقَدْ أَحْبَبْتُ دَعْوَتِي ذَخِيرَةَ الشَّفَاعَةِ فِي الْعَصَاةِ مِنْ أُمَّتِي وَيُقْضَى اللَّهُ فِي وَلَدِي مَا لِي شَاءَ**۔ یعنی کہ لے جبرئیل تم میری جانب سے اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ میں اپنی امت کے گناہگاروں کے لیے ذخیرہ شفاعت چاہتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ میرے دونوں نواسوں کے لیے جو چاہتے کم نازل کرے۔ اس مقام پر بعض عارفین و کاملین نے نقل کیا ہے کہ روزِ رست عالم ذر میں جب کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ ان سب کے لیے کہ جو بھی مصیبت خدا کرنے والے ہیں آتشِ جہنم مقدر فرمائی کہ اس میں جلا کریں۔ **فَقَدَّمَ الْحَسَيْنِ وَضَمِنَ ذُنُوبَ شَبِيعَةَ بِقَتْلِهِ فِي كَرْبَلَا وَسَيِّئَةَ نِسَاءِ وَكَأَنَّ**۔ یعنی کہ حضرت سید الشہداء عالم ذر ہی میں آگے بڑھے اور اپنے شیعوں کی نجات کے ضامن بنے۔ اور خود شہید ہونا گوارا پسند کیا۔ اور اپنے اہلِ حرم کی ایسری قبول کی۔ (از مترجم شہادت امام حسینؑ ہمارے لیے ذریعہ نجات ہے۔ لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ صحت عقیدہ پر نجات منحصر ہے اور عمل پر درجات نجات منحصر ہیں۔ پس اقامتِ عزاء امام حسینؑ پر بصحت عقیدہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور چونکہ عزاداری کی اساس مودتِ اہلبیت ہے اور شہادتِ امام حسینؑ کی اساس عداوتِ اہلبیت ہے

لہذا اقامہ عزراء کو بیک سمجھنا راجح بعد اوت ہے۔ اس سے اجتناب کرنا ضروری

ہے۔

اس مقام پر شیخ احمد احسائی نے اپنے بعض مثنویوں میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس وقت جب کہ آپ کے اصحاب جان نثاری میں سبقت کر رہے تھے تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا فَدَيْمُونِي وَاَنَا اَعْمَجْتُ لَكُمْ اَفْدِيكُمْ مِنْ لَطْمِي بِمَهْجَتِي اَسْتَبْرِيكُمْ نَارِيَا كَيْفَ سَبَقْتُمْ يَا يَغْدَاءَ وَالشَّرَاءَ - یعنی کہ اے اصحاب تم اپنے آپ کو مجھ پر خدا کرتے ہو۔ اور میری جان خرید کر لی ہے۔ یعنی کہ اپنی جان کی سبب حفاظت کرتے ہیں۔ اسی لیے تم میری جان بچانے کی سعی کرتے ہو۔ اور میرا مقصد یہ ہے کہ میں تمہیں آتش جہنم سے آزادی دلاؤں۔ اور اس جان کے عوض خود کو پیش کر دوں۔ اور میں تمہیں خرید کر دوں اور میں تو روز ازل ہی اپنے شیعیوں کو آتش جہنم سے بچانے کی ضمانت دے چکا ہوں۔ لیکن تم نے سبقت کی اور میری جان کی دشمنوں سے حفاظت کی۔ مولف کہتے ہیں۔ کہ اے مولیٰ حسین تمام عالم بھر کے شیعہ آپ کے قربان بلکہ آپ کے نقش قدم پر قربان، اور شیعہ پند نہیں کرتے کہ آپ کے پلے مبارک میں کوئی کائنات بھی پیوست ہو۔ مگر خداوند عالم کی مشیت میں یہ گزرا ہے کہ اے مولیٰ آپ شہید ہوں۔ جیسا کہ اس سے پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ام المومنین بی بی ام سلمہؓ کو حسن و حسینؓ کی شہادت کے بارے میں خبر دی ہے تو انہوں نے عرض کیا

کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ان دونوں بچوں سے اس مصیبت کو مائل کرے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قَدْ فَعَلْتُ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ أَن لَّهُ دَرَجَةٌ لِأَبْنَائِهَا أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ وَأَنَّ لَهُ شِيعَةً يَشْفَعُونَ وَيُشْفَقُونَ وَأَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ وَلَدِهِ -

یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ میرے بچوں کے لیے اس نے ایسی مراتب عالیہ و جلیہ ہمایا فرماہم فرمائے ہیں جو عالمین میں کر اور کے لیے نہیں ہیں۔ مگر یہ مراتب ان کو ان کے شہید ہونے کے بعد ہی عطا ہوں گے۔ اور وہ اپنے شیعہوں کی شفاعت کریں گے اور حسینؑ کی اولاد میں سے امام مہدیؑ ہوں گے۔ بس یہیں سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی جان مینارِ شریعتِ محمدی پر رفتار کر دی ہے۔ کیونکہ بقائے دین و شریعت حسینؑ کی شہادت سے وابستہ و مربوط ہے۔ چنانچہ شیخ جلیل القدر شیخ حسین ابن عصفور بحرانی نے اپنی کتاب "فواوح" میں کتاب "مناقب المناقب" کے حوالہ سے یہ روایت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ درج کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں جب حضرت امام حسینؑ عازم سفر عراق ہوئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ آپ فرزند رسول خداؐ ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی حسنؑ کی طرح اپنے دشمنوں سے صلح کر لیں۔ وہ اپنی صلح میں موفق من اللہ تھے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ يَا جَابِرُ قَدْ فَعَلْتُ اَنْحَى بِأَمْرِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِنَّا أَيْضًا أَفْعَلُ بِأَمْرِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ یعنی کہ جو کچھ میرے بھائی نے کہا وہ اللہ و رسول کے حکم کے تحت تھا۔ اور جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ بھی اللہ اور رسول کے احکام کے ماتحت ہے۔ کیا

آپ یہ چاہتے ہیں کہ میرے نانا، میرے بابا اور میرے بھائی حسنؑ مجھے سے
میر خباب کی تصدیق سن لیں اور ان کو دیکھ لیں یہ کہہ کر آپ نے آسمان کی
طرف اشارہ کیا۔ حضرت جابر کی آنکھیں روشن ہوئیں اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور امام حسنؑ
مجھے حضرت حمزہؑ، حضرت جعفر کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حضرت جابرؓ نے بے ساختہ
جست لگائی اور حیران و ششدر رہ گئے۔ آنحضرتؐ نے ان کی طرف منہ کر کے
فرمایا۔ **اللہ اَفْلَلُ لَكَ فِيْ اَمْرِ الْحُسَيْنِ قَبْلَ الْحُسَيْنِ** یعنی کہ
کیا میں نے تمہیں قتل حسینؑ کی اب سے بہت پہلے خبر نہیں دی تھی۔ اے جابرؓ
لَا تَكُوْنُ مَوْصِنًا حَتّٰی لَا تَكُوْنَ لَا يَمِيْنُكَ مُسْلِمًا وَلَا تُكُوْنَ مَعْتَرِضًا
یعنی کہ اے جابرؓ تم مسلمان و مومن نہیں ہو سکتے تا وقتیکہ تم اپنے ائمہ برحق پر ایمان نہ
لاؤ اور ان کی اطاعت نہ کرو۔ امد اے جابرؓ کیا تم وہ جگہ دیکھنے کے خواہش مند
ہو کہ جہاں حسینؑ قتل ہوگا۔ بس آنحضرتؐ نے ان کو امام حسینؑ اور دشمنوں کے
مقامات آخرت دکھلائے جناب جابرؓ نے امام حسینؑ کے ارشادات کے سامنے
سر تسلیم خم کیا اور خموش ہو گئے۔ حضرت امام حسینؑ نے زمین پر قدم مارا زمین شکستہ
ہوئی اور جابرؓ نے دشمنان اہلبیت کے مقامات جہنم دیکھے ان میں ولید بن مغیرہ
ابو جہل، معاویہ، یزید وغیرہ تھے۔ پھر حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے جابرؓ سے
فرمایا کہ سر آسمان کی طرف بلند کر کے دیکھو۔ جابرؓ نے آسمان کی طرف سر بلند کیا دیکھا کہ
دریاء آسمان کھلے ہوئے ہیں۔ اور اعلیٰ مقامات بہشت نظر آ رہے ہیں آنحضرتؐ
اپنے ہمر اہیوں کے ساتھ بہشت کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ بلند
ہوئے تو آپ نے صیغہ کیا اور فرمایا۔ **يَا بُنَيَّ الْحَقِيْنِيْ** اے حسینؑ بلند

طور امام حسینؑ جلد تر ملحق ہوئے۔ اور داخل بہشت ہوئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے میری جانب دیکھا اور فرمایا اے جابرؓ:

هَذَا وَلَدِي مَعِيَ هَيْهَذَا قَاتِلُوا امْرَأَةَ وَلَا تَشْكُوا تَكُنْ صَوْمِيًّا۔

اے جابر یہ میرا بھٹ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ اس کے امر کو تسلیم کرو اگر مومن بننا چاہتے ہو۔ جابرؓ نے کہا۔ فَعَمِيَّتْ عَيْنَايَ اِنْ لَمْ اَكُنْ رَايْتُ

مَا قُلْتُ مِنْ رَسُوْلٍ اللّٰهِ۔ یعنی کہ جابر کہتے ہیں کہ جو کچھ میں دیکھا ہے اور ارشادات آنحضرتؐ سنے ہیں ان میں سے اگر ایک حرف بھی غلط ہو

تو میں اندھا ہو جاؤں۔ پس اے شیعیوں جابرؓ کی اس روایت سے ظاہر ہونا ہے کہ شہادت امام حسینؑ کا مقصد ہی حفاظت دین ہے۔ اور اسی میں نجات

امت ہے نیز یہ بھی غور کرو کہ امام حسینؑ کا یہ عمل انتہائی قابل شکرگزاری ہے۔ اور ہم امام حسینؑ کی مصیبت کو یاد کر کے روتے ہیں۔ اور تعزیر داری کرتے ہیں

نوحہ و ماتم کرتے ہیں یہ عزاداری امام حسینؑ کے ساتھ احسان ہے یعنی کہ ہم پر فرض ہے کہ اقامہ عزرا بصورت استحسان کریں۔

فَيَا مَعْشَرَ الْاَحْبَابِ قَوْمُوا وَهَرَجُوا وَصَبُوا صَبِيحًا لِيَسْمَعَ الصَّعْدُ بِالْوَعْدِ وَيَا زَمْرَةَ النَّدَابِ دُلُّوْا وَحَتُّوْا اَصْمًا حَمَّاحَ الْخُلُقِ مِنْ شِدَّةِ الْوَقَا۔

یعنی کہ اے گروہ دوستداران اٹھو شور پر پا کر دو۔ اور مثل رعد تعرہ زن ہو اور گریہ و بکا کرو تاکہ دنیا سنے۔

فَاَيُّ ابْنِ خَيْدِرِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدًا۔ صرِّعٌ مِنَ الْاَعْقَابِ قَهْرًا بِنِيْتَا۔ یعنی کہ فرزند رسولؐ خدا اپنے عزیز و اقارب و انصار کے ساتھ از رو سے قہر و ظلم زمین کر پلا پر وارد ہو چکے ہیں۔

الْهَفِيُّ يَقَوْمُ ذِي نَفُوسٍ كَرِيمَةٍ أُحْيَطُوا بِأَخْوَانِ الْمُخَازِينِ وَالزَّرَى الْقَسْرَى
 انفسوں ورنج ہے ان نفوسِ مکرمہ پر کہ وہ اعداءِ دین میں گھیرے ہوئے ہیں
 ان لوگوں کے درمیان ہیں کہ جو چیز (سعد) ہیں۔

أَحَاطَ بِهَمِّ الْبَاغُونَ يَبْعُونَ قَتْلَهُمْ رَحِمَ قَدِيمٍ كَانَ مِنْ صَدْرِهِمْ غَلَا
 دشمنوں کی جماعت نے ان کا خون بہانے کی غرض سے ان احاطہ کیا ہے۔

اور یہ بہ سبب عداوت ویرنیہ ہے۔

لَقَدْ قَتَلُوا ظَلَمًا وَصَارَتْ رَأْسُهُمْ - تَدُو عَلَى الْإِفَاقِ كَالْبَدْرِ فِي الْمَدْحَاءِ
 یعنی کہ گروہ شتمکار نے ان کو بظلم و ستم قتل کیا۔ اور ان کے سر باعبریدہ کو نیزوں
 پر بلند کر کے در بدر پھرایا گیا۔

فَمَا تِلْكَ أَيْدَانٌ خَوَّفَتْ دُونَ مَجْدِهَا وَتِلْكَ رُؤُوسٌ عَالِيَاتٌ عَلَى الْقَنَا
 پس شتم بھیرت واکر اور ان مظلوموں کو دیکھو کہ ان کے بدن باعبریدہ کو باوجودیکہ
 بزرگ و بلند مرتبہ ہیں زمین پر پڑے ہیں۔ اور ان کے سر باعبریدہ نیزوں پر بلند
 ہیں۔

وَتِلْكَ الذَّرَارَى مِنْ سَلَالَةِ أَحْمَدٍ - بَقِيَّةٌ أَسَارَى لِأَخْفِيْدٍ وَلَا مَصْطَا
 یہ زمین آنحضرتؐ کی ذریتِ طیبہ کے جسے اسیر کیا ہے اور کوئی فریاد رس نہیں
 ہے۔

أَسَارَى لِأَهْلِ الْهِنْدِ تَقْدَى تَطْلُقُ - أَسَارَى لِأَهْلِ الْبَيْتِ تَبْقَى بِلَاقِدَا
 آہ آہ اسیران ہند و فرنگِ فدیہ دے کر رہائی پا جائے ہیں۔ لیکن اہلبیت کا کوئی فدیہ
 نہیں کہ خلاصی پائیں۔

فَبَا حِرَاحِ عَمِنْ يَزِيدٍ دَجُوسَا وَنَعَى أَهْلِي الصَّنِيمِ وَالنَعَى وَالزَّرَى

الْمَوَاطِنَ لِيَسَّ يُعْهِدُ مِثْلَهُ وَهُوَ بِنِكَاحٍ لَمْ يَكُنْ سَيِّئَةً يَرَى

یعنی کہ اے صاحبانِ یزیدِ پلید سے خوف کرا اور اس کے ان مظالم سے کہ جو اس کے لوگوں نے کئے پناہ مانگ۔ اس ظالم نے وہ مظالم ڈھائے ہیں کہ جو اس سے پہلے نہ سنے اور دیکھنے میں آئے ہیں اور یہ بد نہاد معصیت کا مرتکب ہوا ہے۔

أَيُّهَا رَحِمَى قَدْ حَدَّرَ رَوَامِنَ حَرِيمِهِ أَحْتَلُوا وَمَا لَيْسَتْ تِنَا فِتْنَةٌ

کہ یزید ملعون اور ادم کا مرتکب ہوا کہ اس نے امام حسین کا خون بہایا۔ حالانکہ تمام عالمیں کا خون اس خونِ ناحق کی برابری نہیں کر سکتا۔

عَزِيزٌ عَلَى الْخَلْقِ الْمَعْيِشُ غَيْبَتًا مَضَى أَهْلُ بَيْتِ لَا يُقَاسُونَ بِالْوَرَى

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعیوں پر زندگی گران ہوگی۔ کون سا سینہ ایسا تھا کہ جس میں دردِ مظلومیت امام حسینؑ نہ ہو، کون سا ہاتھ ایسا تھا کہ جو صرف ماتم نہ ہو۔ کون سی آنکھ تھی کہ جو اشکبار نہ ہو۔ کافر لوگ اگرچہ امام حسینؑ کی معرفت نہیں رکھتے۔ مگر پھر بھی مصیبتِ امام حسینؑ سے متاثر نہ ہوتے ہیں اور روتے ہیں۔

خصوصاً ہندوستان کے کافر لوگ عزاداری کرتے ہیں اور بڑے بڑے

صاحبانِ صولت و شوکت ایامِ عزاء میں روزِ عاشورا کو اپنے تخت پر نہیں بیٹھتے

بلکہ زمین پر بیٹھتے ہیں کیونکہ اہلِ ہرم حسینؑ خاک نشین تھے۔ اہل ہند کا عزاداری

امام حسینؑ کرنا اُمتِ مسلمہ کے لیے باعثِ عبرت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ

وہ فرزندِ رسولِ خدا کے غم میں سوگ نشین ہوں۔ کسی ثقہ نے بیان کیا کہ وہ ایک

مدت تک ہندوستان میں سکونت پذیر رہا۔ وہ وہاں کسی شہر میں گیا اس نے

وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ محرم میں عزاداری امام حسین کیوں کرتے ہو۔ اور گریہ و ماتم کیوں کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس لیے ہم عزاداری کرتے ہیں کہ وزیر خدا کا فرزند ان دنوں میں قتل ہوا ہے۔ اے دوستو اگرچہ یہ چیز غلط ہے کیونکہ خدا نے تعالیٰ کا کوئی وزیر نہیں ہے۔ لیکن امام حسین پر ہر قوم گریہ کرتی ہے۔ حسین سب کے میں۔

علی ابن عیسیٰ صاحب کشف الغمہ جو کہ ممتاز شیعہ میں سے ہیں اپنی کتاب کشف الغمہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ اور آپ کے اہل محرم کی مصیبتیں ایسی ہیں کہ جن کا تصور بھی دل خراش ہے فرماتے ہیں کہ

وَلَمَّا وَصَلَ الْقَلَمُ فِي الْمِيدَانِ إِلَى هَذَا الْمَقَامِ أَيْدَتِ الْإِيَّامُ مِنَ الْأَلَامِ مَا مَنَعَهُ مِنَ اِتِّمَامِ الْمُرَامِ عَلَى أَيْمِ الْأَقْسَامِ وَلَوْ بَرَّخِوْ مِنْ نِظَامِ الْكَلَامِ دُونَ مَوْقِفِ الْاِخْتِامِ۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت امام حسینؑ پر جو مصائب گزرے ہیں۔ قلم رات دن لکھتے رہیں تب ہی تمام ضبط تحریر میں نہیں آسکتے۔ اور جو سوزش اہل ایمان و ولا کے دلوں میں ہے۔ وہ حرارتِ غم کبھی سرد نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ مصائب سن کر بے اختیار گریہ غالب ہو جاتا ہے۔ اور قاتلانِ امام حسینؑ پر دل و زبان لعنت کرتے ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ امام حسینؑ پر گریہ و بکا سے مومن پہچانا جاتا ہے۔

حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اَيُّ قَلْبٍ لَا يَتَصَدَّرُ لِقَتْلِهِ اَيُّ قَوْلٍ لَا يَحْسُ اِلَيْهِ۔ اَيُّ سَمْعٍ يَسْمَعُ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ اَلَّتِي تَلَمَّتْ فِي الْاِسْلَامِ۔ یعنی کہ کون سا

دل ہے کہ جو غم امام حسینؑ میں شگافتہ نہیں ہے۔ اور کون سا سینہ ہے۔ کہ جو اس مصیبت سے مجروح نہیں ہے۔ کون سے کان ہیں کہ آواز مصائب امام حسینؑ سنے اور بے تاب نہ ہوں۔ یہ ایک رخصتہ ہے۔ اسلام میں اور عظیم ترخہ ہے۔ اصبحتنا مطرودین مَشْرَدِ دین، شاسعین عن الامصار
 كَانَا اَوْلَادُ تَرْكٍ وَاكَا بَا رَمِنْ غَيْرِ حَرَمٍ اَجْرَمْنَا وَا لَمْ كُرُوْهُ اَزْ تَكْبِيْنَاهُ
 وَلَا تَلْمِيْهِ فِي الْاِسْلَامِ سَلَمْنَا يٰ مَنِيْ كَرَمٍ نَعْنِيْ صَبْحَ اِسْحَالِ مِيْن
 کی کہ ہم کو چلایا گیا۔ اور ہمیں وطن سے دور کیا گیا حالانکہ عہد کوئی قصور نہ تھا۔ اور نہ
 ہی کوئی امر قبیح و منافی اسلام سرزد ہوا تھا۔ اور ہم نے اسلام میں کوئی رخصتہ بھی
 نہیں ڈالا تھا۔

اے عزیز و اکر دلوں میں غم امام حسینؑ سے سوزش پیدا نہ ہوئی اور آنکھوں
 سے آنسو رواں نہ ہوئے۔ تو پھر کون سی مصیبت ایسی ہے کہ جس کا اثر ہوگا۔

فَلَا خَيْرَ وَاَللّٰهِ فِيْ دَمْعِ رِيْعَانٍ عَنْ سَادَاتِ الزَّمَانِ وَاَوْلِيَاءِ
 الرَّحْمٰنِ قَوَا اَسْقَاةُ عَلٰى تِلْكَ الْاِجْسَامِ الْمَرْمَلَةِ بِغَيْرِ فَرَاشٍ وَا لَمْ هَادِ
 وَا مَحْتَنَاهُ عَلٰى الْاِبْدَانِ الْمَطْرُوْ وَا حَرَمٍ بِغَيْرِ وَطَاءٍ وَا لَوْ سَادِ جِسْمٍ
 طَالَ مَا تَعْبُوْهَا فِي عِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ وَا تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَيَا لَيْتَهُ
 قَدْ وَقَعَتْ فِي تِلْكَ الْاِلَامِ فَيَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ تَرَابًا لِّهَوْلُوْ اِلْوَادِ

حضرت امام رضا علیہ السلام پر یان بن شیبہ سے فرماتے ہیں کہ یا بَنَتِ
 شَيْبِ اِنَّ كُنْتُ بِالْكِئِ الشَّيْءِ فَاَبْكُ عَلٰى الْحَسَيْنِ فَاِنَّهُ دُبْحَرُ كَمَا يَذُبْحَرُ الْكَلْبُ
 اے پسر شیبہ اگر تو کسی شے پر روتا ہے تو تجھے چاہتے کہ امام حسینؑ پر گریہ کر کہ
 وہ جناب اس طرح فرح کئے گئے کہ جیسے گوسفند ذبح کیا جاتا ہے

ومعه من اهل بیتہ ثمانیۃ عشر رجلاً ما لہم فی الارض شہیدون
 یعنی کہ امام حسینؑ کے ساتھ اٹھارہ ایسے جوانان بنی ہاشم قتل کئے گئے۔ کہ جن کی نظیر
 روئے زمین پر نہیں تھی۔ وہ حسن و جمال، صورت و سیرت، عبادت و ریاضت
 خدا شناسی و معرفت دین اور اپنے امامؑ کی اطاعت میں بے مثال تھے چنانچہ
 امام برحق علی بن موسیٰ علیہ السلام نے ان کی مدح کراہی فرمائی ہے۔ ان ہی اٹھارہ
 جوانان بنی ہاشم میں حضرت قاسم علیہ السلام بھی ہیں جو امام حسنؑ کے نوزنظر ہاشمی
 کسراج منیر، اور جوان رعنا ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام جناب قاسمؑ کو
 بہت چاہتے تھے۔ وارد ہوا ہے کہ جب حضرت قاسم بن حسنؑ امام مظلوم کی خدمت
 میں رخصت آخر کے لیے آئے اور امامؑ سے اذن جہاد مانگا۔ امام حسینؑ نے
 ایک حسرت بھری نظر قاسمؑ پر ڈالی اور اس قدر روئے کہ غش طاری ہو گیا۔ ان
 ہی جوانان بنی ہاشم میں حضرت عباسؑ علمدار بھی ہیں جن کی مثل و نظیر کوئی نہ تھا۔
 آپ قرنی ہاشم کہلاتے ہیں۔ علیؑ کی تصویر، شجاعت میں بے نظیر، ثانی حمزہ و
 جعفرؑ، سقائے سکینہ لکھا ہے کہ جب حضرت عباسؑ شہید ہو گئے۔ تو حضرت
 امام حسینؑ نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا کہ بھیا عباسؑ میری کمر ٹوٹ گئی۔ میرے
 بازو کمزور ہو گئے۔ زندگانی بے کیف ہو گئی۔ ان ہی جوانان بنی ہاشم میں حضرت
 علی اکبرؑ بھی تھے۔ جو نوزنظر ام لیلیٰ راحت دل ثانی زہراؑ، نبی پاک کی پاک تصویر
 صورت، سیرت، رفتار، گفتار میں شبیہ رسولؐ کو بیا دگار رسولؐ گھر کا پرانا
 منیر چہرہ پر نظر پڑے تو رسول خدا کی زیارت ہو جائے جب آپ شہید ہو
 گئے اور امام حسینؑ لاشیں سپر پر پہنچے تو فرمایا اے بیٹا تیرے بعد زندگی کا کیا
 لطف، اب حسینؑ کی نگاہ تے اندھیرا چھا گیا ہے۔ بہر حال جوانان بنی ہاشم

اپنی مثال آپ ہی تھے۔ جب تک انہوں نے جام شہادت نہیں پیا۔ حسینؑ زندہ تھے اور ان کی شہادت نے حسینؑ کو بے جان کر دیا۔ قوت ختم ہو گئی ایک دل اور اس پر اٹھارہ عزیزوں کی جدائی کا صدمہ، معلوم امام مظلوم کا کیا عالم ہوگا۔

شیخ حسن بن شیخ زین الدین صاحب معالم نے اپنے بعض قصائد میں

فرمایا ہے کہ

خَطْبٌ أَقَامَ عَمُودَ الشُّرُكِ - أَمْتَصِبًا وَشَدَّ أَعْضَادَ النَّجِيِّ وَالزُّورِ
یعنی کہ یہ ایک مصیبت ہے کہ شرک کے ستون قائم کئے جو کہ اہل ظلم اور کفر اہل
کے لیے باعث قوت ہوئے۔

خَطْبٌ تَضَعُضَعُ صُنَّةً وَأَضْطَرِبُ
قواعد المحدث في الاعراف والطور
انصاف طلب ہے کہ ارکان دین لرزے میں ہیں۔ اور مجد و بزرگی کے وہ
اصول و قواعد کہ جو قرآن میں مقرر کیے گئے۔ اضطراب میں ہیں۔

خَطْبٌ تَزَلْزَلُ مِنْهُ الْعَرْشُ الْكُفْرُ - مَعَالِمُ الرَّشْدِ فِي الْإِحْقَافِ وَالنُّورِ
انصاف کہ عرش عظیم متزلزل ہے اور نشان باء ہدایت کہ جو خداوند عالم نے
قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔ بظرف کر دیئے گئے۔

يَا لَلْحَمَاتِ حِمَاتِ الدِّينِ مِنْ مُضِرِّ - وَيَا ذَوِي الْحِزْمِ وَالْبَيْضِ الْمَتَابِرِ

یعنی کہ کہاں ہیں حامیان دین مصطفوی کہاں ہیں بہادران و صاحبان تدبیر کہاں
ہیں۔ صاحبان نیزہ و شمشیر شاعر نے جو انان بنی ہاشم سے خطاب کرتے ہوئے
فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آؤ مدد امام حسینؑ کرو

يَقْتُلُ السَّبْطَ ظَنَانًا عَلَى خَنْقٍ - وَالْمَاءَ يَشْرِبُهُ صَارِي الْعِيفِيرِ

یعنی کہ آیا یہ روا ہے کہ سبط محمد مصطفیٰ تشنہ لب قتل کیا جائے۔ حالانکہ جانوروں کو وقت ذبح پانی پلاتے ہیں۔

وَأَسْأَلُ فَوْقَ عَنَسَالٍ يُطَافُ بِهِ مِنْ كُلِّ قَاصٍ مِنَ الْبُلْدَانِ مَشْهُورٍ
یعنی کہ سربریدہ امام حسینؑ پر بلند کیا۔ اور دور و نزدیک شہر بشہر قبر پر تقریباً پھرایا گیا۔

غَيْرِ كَاسٍ لَا يُكْفَتُهُ فِي مَرْدَةٍ غَيْرِ خَقَاقٍ مِنَ الْمَوْرِ
یعنی کہ ان کا بدن مبارک پر منہ و عمر بان زمین پر پڑا ہے کفن و دفن بھی نہیں سیر ہے۔ مگر گرد و غبار جسم مجروح پر پڑا ہوا ہے۔ میرے ماں و باپ امام حسینؑ کی مظلومیت پر قربان ہوں۔

وَعَزَّاصِحَابِهِ صَرَخِي كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ طَوِيلٍ الْقَدِّ مَقْعُودٍ
اور امام مظلوم کے اصحاب نکو کار جام شہادت پئے ہوئے زمین پر سو رہے ہیں۔ اس طرح زمین پر پڑے ہیں۔ جیسے کسی درخت کی شاخیں کٹی ہوئی پڑی ہوں وَمَا نَسَيْتُ وَلَا أُنْسِي كَرَأِيمَهُ يَتَبَزَّهَا كُلُّ أَقَاكٍ وَمَعْرُورٍ۔

یعنی کہ الہم امام حسینؑ کے سروں سے چادریں پھین لیں اور برہنہ کر دیا۔ وَتَسْتَعِيثُ إِلَهَ الْعَرْشِ صَارِعَةً۔ وَالذَّمُّ مَعُ مَا بَيْنَ مَنْظُومٍ وَمَنْشُورٍ
و ترفع الصوت ندباً وهي قائلة يا جَدُّ قَدْرًا يَبْنِي عَكْسَ التَّقَادِيرِ
یعنی کہ امیران کر بلا۔ پچشم گریان۔ بسوز جگر اور آہ و تالوں کے ساتھ فریادی ہیں اپنے خدا اور اپنے جد نامدار سے ظالموں کے ظلم کی شکایت کر رہے ہیں کہ لے جہنم کو اور ہماری مصیبتیں آپ کی نگاہ میں ہیں کہ دشمنوں نے ہمیں ہلاک کر دیا۔

يَا حَيْدَرُ قَدْ اصْبَحْتَ بِنَاءُ قَاطِمَةَ فِي كُلِّ اطْرَافٍ قَضِرٍ غَيْرِ مَجْبُورٍ
 اے نانا جان آپ کی بیٹی فاطمہ کی بیٹیاں اسیر کی گئیں اور رو بہ رو پھرائی گئیں۔
 يَا حَيْدَرُ قَدْ اَحْرَقْتَنَا كُلَّ هَاجِرَةٍ وَنَاجِرَةٍ وَعَاھِرَاةُ ابْنِ حَرْبٍ فِي الْمَعَاصِرِ
 اے نانا جان ہم آپ کی بیٹیاں ہیں۔ آفتاب کی تمیش سے ہمارے بدن
 جل رہے ہیں۔ اور بنی امیہ کی بدکار عورتیں اعلیٰ قصر میں رہتی ہیں۔

آہ آہ يَا حَيْدَرُ قَدْ جَرَدْنَا كُلَّ قَاصِرَةٍ وَخَاشِنُ الطَّرْفِ عَمَّا غَيْرِ مَقْصُورٍ
 اے نانا جان ہم کو برہنہ سر کر دیا اور تماشا لائی ہمیں دیکھ رہے تھے۔
 يَا حَيْدَرُ قَدْ هَتَكْتَ اسْتَا سُرَاتَا عَصَبٌ يَقْتَادُهَا كُلُّ نِسِيْنٍ وَخَيْرٍ
 اے نانا جان آپ کی امدت نے ہمارے پردہ کا احرام نہیں کیا اور ہماری چادریں
 چھین لیں اور ہماری بے پردگی کرنے والے صاحبان فسق و فحور تھے۔

علماء اعلام مثلاً شیخ مفید، سید ابن طاووس اور محمد ابن ابی طالب الموسوی
 وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مختلف طور پر روایت کیا ہے کہ جب حضرت
 امام حسین علیہ السلام کے اصحاب با وفا اور انصاران سعادت آثار جام شہادت
 نوش کے لب کو تراپنی تشنگی بچھا چکے۔ تو امام علیہ السلام کے قربنداروں
 میں سے اس وقت پانچ گروہ ہاشمیہ کربلا میں ہمراہ امام عالی مقام تھے جو کہ
 یہ ہیں (۱) اولاد عقیل (۲) اولاد جعفر (۳) اولاد امیر المؤمنین (۴) اولاد حسن مجتبیٰ
 علیہ السلام اور اولاد امام حسین علیہ السلام۔ جب ان سب نے دیکھا کہ اب
 وقت کم رہ گیا ہے اور اصحاب و انصار سب ہی بطرف جنت روانہ ہو چکے
 تو سب کے سب جمع ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کرنے لگے۔
 اور فرزند رسول خدا پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ

اہلبیت طاہرین میں سے جو سب سے پہلے عازم میدان قتال ہوا وہ حضرت
عبدالمنذر بن مسلم ابن عقیل تھے۔ کہ ان کی ماں رقیہ دختر حضرت امیر المومنین علیہ
السلام تھیں اور بہت قاضی تھے۔

وہ عبدالمنذر بن مسلم بن عقیل تھے جو اپنے بابا اور دادا کی شبیہ تھے۔ اطوار
پسندیدہ، جوان خوب رو تھے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ان کی قتل و ظفر
کوئی دوسرا نہ تھا۔ امام حسینؑ سے اذن جہا و لے کر عازم میدان کارزار ہوئے
اور رجز پڑھا۔

الْيَوْمَ الْفَتْحِ مُسْلِمًا وَهُوَ ابْنُ وَفْتِيَّةً بَارُوعًا عَلَى دِينِ النَّبِيِّ كَيْسُوا
بِقَوْمٍ عُدُوًّا بِالْكَيْدِ بِ وَكِرَامُ النَّسَبِ لَكِنْ خَيْرٌ

یعنی کہ میں آج جام شہادت پی کر اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔
اور جنت اعلیٰ میں ملاقات کروں گا۔ اور ان اصحاب اور جو انان بنی ہاشم
سے ملوں گا جو اپنی زندگی میں دین نبوی کے قلعہ کی دیوار تھے۔ وہ امام حسین
پر قربان ہو گئے۔ وہ صادق الوعد، راست گو، اور عالی نسب تھے۔ ان کی
ہمتیں بلند تھیں۔ رجز کے بعد آپ نے تین حملہ کئے اور بیاسی ملعونوں کو واصل
جہنم کیا۔ آپ نے اسی اثناء میں اپنی پیشانی مبارک سے پین پوچھا کہ ایک
ملعون نے آپ کی پیشانی پر ایک تیر مارا جس سے آپ گھوڑے سے زمین
پر گئے اور عمر ابن صبیح ملعون بابر وایت اسد بن مالک کے ان کو شہید کیا۔

آپ کی شہادت کے بعد محمد بن مسلم بطلب خون برادر میدان قتال میں
آئے وہ بھی شہید ہوئے آپ بطن رقیہ سے نہیں تھے۔ آپ کے بعد جعفر ابن
عقیل میدان کارزار میں آئے۔ آپ روشن جمال تھے رجز پڑھنے کے بعد حملہ آور

ہوئے پندرہ کافروں کو تہ تیغ کیا۔ آخر کار بشیر بن سوط ہمدانی یا بروایت عروۃ بن عبد اللہ خشخشی نے آپ کو شہید کیا پھر ان کے بھائی عبد الرحمن بن عقیل میدان قتال میں آئے اور رجز پڑھا۔ ابی عقیل، قاع فوا مکانی۔

ابى عقیلٌ قاعِ فوا صکانی
من ہاشمِ و ہاشمِ اخوانی
کہولِ صدیقِ سادۃ الاقوانی
ہذا احسینٌ شامخِ البنیاتِ
و سیدُ الشیبِ مع الشبان

یعنی کہ میرے پدربزرگوار عقیل ہیں میرا مقام پہنچا تو اور میرے خان دان کی معرفت ماحصل کرو میں ہاشمی ہوں اور ہمارے اسلاف اپنے زمانہ کے سید و سردار تھے۔ یہ حسین ابن علی ہیں جو سب سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اور سردار جوانان جنان ہیں۔

پس آپ نے ظالموں کے نزدیک جا کر حمد کیا سترہ سواروں کو زمین پر گرایا۔ آپ کو عثمان بن خالد ملعون نے شہید کیا۔ اور بروایت ابو الفرج اصفہانی عبد اللہ بن عقیل کو بھی عثمان بن خالد ملعون نے شہید کیا ہے۔ اور عبد اللہ الاکبر بن عقیل، سعید بن عقیل، جعفر بن محمد بن عقیل۔ یہ سب کے سب روز عاشورا شہید ہوئے ہیں۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے اور زیارت شہداء میں ہے کہ دو نفر اولاد عقیل سے اور دو نفر اولاد مسلم سے شہید ہوئے ہیں۔ ہاں صاحب تنظیم الزہراء کہتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ تین شخص اولاد مسلم سے اور تین شخص اولاد عقیل سے روز عاشورا شہید ہوئے ہیں بعدہ، اولاد جعفر نے میدان کارزار کا رخ کیا۔ اور عبد اللہ بن جعفر کے دو صاحبزادے یا بقولے تین صاحبزادے تھے کہ جو کہ بلا میں روز عاشورا شہید ہوئے ہیں اور یہ حضرت

زینبؓ خاتونِ نبوت امیر المومنینؑ کے فرزند تھے۔ (از ترجمہ اور بنا بر مشہور حضرت زینب علیا کے ہی دو فرزند تھے عون اور محمدؑ، کہ جو کہ بلا میں شہید ہوئے ہیں)۔ روایت یہ ہے کہ جب امام حسینؑ نے مکہ سے کوچ کیا۔ اور مکہ سے ہر نکلے تو حضرت عبدالملک بن جعفر نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو آپ کے ہمراہ کیا اور آپ خود مدینہ واپس آگئے۔ روز عاشورا محرم محمدؑ نے کارزار میں ابتداء کی اور بادبو دیکہ کم عمر تھے مگر قلبِ شکر میں گھس کر حملہ کیا۔ اور دس ملعونوں کو قتل کیا۔ آخر الامر عامر بن نھشل تمیمی نے انہیں شہید کیا۔ آپ کے برادرِ نخون میدانِ کارزار میں آئے اور بنا بر ظاہر زیارت سید الشہداء پہلے ان ہی نے قتال کیا ہے اور اس طرح رجز پڑھا۔

ان تینکرونی قان بن جعفر شہید صدق فی الجنان ازھر
یطیر فیہا بجناح اخضر کفی یہلدا اشرفا فی المہشتر
یعنی کہ فرمایا کہ اگر مجھے نہیں پہچانتے ہو تو پہچان لو۔ میں فرزند جعفر طیار کا پوتا ہوں کہ جن کو بعد شہادت خداوند عالم نے ذوال بال و پر عطا فرمائے ہیں۔ اور وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اور روزِ محشر ہمارے فخر کے لیے بس یہی چیز کافی ہے یہ کہہ کر آپ نے شکرِ باطل پر حملہ کیا۔ اور اٹھارہ پیادہ قتل کئے۔ آخر عبدالملک بن بطن ہمدانی نے ان کو شہید کیا۔ اور روحِ جنت اعلیٰ کو پرواز لگائی۔

بروایت ابو الفرج عبدالملک بن عبدالملک بن جعفر نے بھی اسی موقع پر یہ شہادت پائی ہے۔ ان کے بعد چنتاں سبط اکبر کے گل نوشگفتہ کے بظاہر پشمرہ ہوتے کا وقت آیا۔ یعنی حضرت امام حسن مجتبا کے فرزندوں کے شہید ہونے کی باری آئی بنا پر مشہور ترین روایات یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام

کے دو فرزند عبداللہ اور جناب قاسم تھے، بعض روایات میں ہے کہ آپ کے تین فرزند تھے اور تیسرے فرزند کا نام ابو بکر بن الحسن تھا اور ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

بروایت عقبہ غنوی نے ان کو شہید کیا اور عبداللہ کو حرط بن کاہل اسدی ملعون نے تیر سے شہید کیا۔ اس طرح حضرت قاسم، امام حسنؑ کے تین فرزند کہ بلا میں شہید ہوئے ہیں۔ ان میں سے حضرت قاسم کی شہادت کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت گلگول قبا۔ خونی کفن قاسم علیہ السلام کفن تھے۔
خوبرو و جمال دیدہ زیب، صبح منتظر تھے۔

چہرہ ماہ تابانی تھا۔ ابھی آپ بحد بلوغ نہیں پہنچے تھے۔ اپنے غم نامدار امام حسینؑ کی خدمت میں اذن جہاد کے لیے آئے بعض روایات میں ہے کہ مادر قاسم ساتھ آہی تھیں کہ اپنے فرزند کو امام علیہ السلام سے اجازت دلا سکیں حضرت امام حسینؑ سے جناب قاسم نے عرض کیا چچا جان اب میدان قتال کی اجازت دیجئے۔ آپ نے قاسم کو پیار کیا۔
وَجَعَلَا بِي كِيَا رِ حَتَّى غَشِيَا -

اس قدر روئے کہ دونوں قریب تھا کہ بنے ہوش ہو جائیں۔ ہر چند کہ جناب قاسم طلب رخصت میں مبالغہ کرتے تھے۔ مگر امام اجازت نہیں دیتے تھے جب حضرت قاسم نے دیکھا کہ چچا جان اجازت جہاد نہیں دیتے۔ آپ نے اپنا سر امام حسینؑ کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا چچا جان اب تو اذن جہاد دیجئے امام علیہ السلام نے فرمایا بیٹا قاسم جو میدان قتال میں جاتا ہے۔ وہ واپس نہیں آتا۔ قاسم تم ابھی کم سن ہو۔ کیونکہ چرنے کی اجازت دیدوں

رازمترجم جیب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پر زہر نے اثر کیا تو ہنگام رحلت آپ نے قاسمؑ کو اپنے پاس بلایا۔ اور چھاتی سے لگایا اور ایک پرچہ قرظ کا اس اپنے دست مبارک سے لے کر قاسمؑ کو دیا اور فرمایا اے پارہ بگلے میوہ دل اے قاسمؑ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو۔ اور جس وقت تمہارے غم نامدار وارد کر بلا ہوں۔ اور ان پر زہر اعدا ہو۔ موت کا بازار گرم ہو۔ تو اس وقت اس تحریر کو کھول کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا۔ یہ دیکھ کر الہم رم میں کہرام برپا ہو گیا۔ زور عاشورا و محرم حضرت قاسمؑ نے وہی خط امام حسینؑ کو پیش کیا۔ اور امام حسینؑ نے ناچار ہو کر اجازت جہاد دی بعض روایات میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

يَا وَلَدِي اَتَمْشِي بِرُوحِكَ اِلَى الْمَوْتِ -

اے بیٹا قاسمؑ تم خود اپنے قدموں سے موت کی طرف جا رہے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ قتل ہو جاؤ حالانکہ تم تنہا ہو اور اوصرف دشمنوں کا اثر وہاں ہے۔

رُوحِي لِرُوحِكَ الْفِدَاءُ وَنَفْسِي لِنَفْسِكَ الْوَفَاءُ -

امام حسینؑ نے اجازت دی بروایت تھے آپ نے ان کا گریبان چاک کیا۔ اور لباس پارہ پارہ کیا۔ اور عمامہ کے دو حصہ کر دیئے اور دونوں گوشہ دائیں بائیں جانب کو لٹکا دیئے۔ لباس بصورت کفن کر دیا اور تنوار قاسمؑ کے زین لکر لی اور جناب قاسمؑ نے خیمہ سے قدم باہر رکھا۔ اس وقت الہم رم میں ایک کہرام برپا ہوا۔ قاسمؑ کیا جا رہے تھے۔ پھر سے گھر سے جنازہ نکل رہا تھا۔ ام فزودہ مادر قاسمؑ سکتے کے عالم میں تھیں۔ زینب خاتون قاسمؑ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ قاسمؑ میدان میں پہنچے یہ معلوم ہو رہا تھا۔ کہ تاریکی لشکر شام میں چاند نکل آیا ہے۔ میدان رزم میں پہنچ کر وارث منبر سلونی کے فرزند نے رجز پڑھا

اعداء نے گھیرے میں لے لیا۔ اور چاروں طرف سے تیر برسانے لگے ایک ملعون نے سنگ باری شروع کر دی۔ جسم ناز میں پتھروں سے زخمی ہو گیا۔ اور حضرت قاسمؑ نڈھال ہو گئے۔ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ میں شکر عمر ابن سعد میں تھا کہ میری نظر حضرت قاسمؑ پر پڑی۔ دیکھا کہ آپ ذرہ پہنے ہوئے ہیں۔ باؤں میں نعلین ہیں۔ کہ آپ کا بندت سہ لٹوٹ گیا۔ اس وقت عمر ابن سعد ازدی نے کہا لے لوگو کہ اس وقت حملہ کر دو یہ موقع ہے کہ قاسمؑ جنگ نہ کر سکیں گے۔ لشکر والوں نے تیر برسانے شروع کئے۔

لیکن آپ نے گھوڑے کو دوڑایا اور حملہ روکا۔ کہ ایک ملعون نے آپ کے سر مبارک پر تلوار لگائی۔ اس ضرب سے سر شکافہ ہو گیا۔ اور فریاد کی یا عاہ اور کنی۔ اے چچا جان خبر لیجئے۔ خمید کہتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ادھر قاسم بن حسنؑ نے آزدی اور ادھر امام حسینؑ مانند عقاب میدان میں پہنچے۔ اور شکر عمر بن سعد کی صفوں کو چیرتے ہوئے۔ حملہ آور ہوئے۔ اور آپ نے عمر بن سعد ازدی فاتح قاسم پر ضرب لگائی اس ملعون نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ مگر امام حسینؑ نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا وہ شقی چلایا۔ لشکر بے حیاء چاروں طرف جمع ہو گیا۔ اور وہ ملعون اپنا دست یریدہ پھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور جب چاروں طرف شکر بھاگنے لگا۔ تو حضرت قاسمؑ دشمنوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے تلے آگئے۔

فَأَسْتَفِيلَتْهُ بَيْصَدْرُهُا وَجِرْحَتُهُ يَحْوَاهَا وَوَطْنَتُهُ حَتَّى مَاتَ الْعَلَامُ۔

آہ۔ آہ کہ دشمنوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے تلے جسم ناز میں پائمال ہو گیا جب کسی گھوڑے کی ٹاپ میں آپ پر پڑیں تو آپ مادر گرامی کو پکارتے یا آماہ اور کنی لے

اماں جان خبر لیجئے۔

اور فرمایا:

إِنَّ تَنَكُّرِي قَانَا ابْنَ الْحَسَنِ سَبَطَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى الْمُؤْتَمِنَ
هَذَا حَسِينٌ كَالْأَسِيرِ تَهَنَّأَ بَيْنَ أَنْاسٍ لَا سَقُوا صَوْبَ الْمَزِينِ

یعنی کہ اگر نہیں پہچانتے ہو تو مجھے پہچان لو۔ میں حسنؑ مجتبیٰ کا فرزند ہوں۔ کون
حسنؑ مجتبیٰ وہ جو دختر محمد مصطفیٰ (ص) کے بیٹے ہیں اور حسینؑ مظلوم میرے غم
نامدار ہیں کہ جنہیں تم لوگوں نے بے کسی و اسیر بنا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ تم سے
اپنی رحمت دور رکھے اور تم پر بارش ہرگز نہ ہو۔ تم لوگ حرمت رسول خدا نہیں کرتے
ان کی آل پاک پر ظلم کرتے ہو۔ اور پھر بھی خدا اور رسولؐ سے جزاء خیر کے طالب
ہو۔ خدا تمہیں جزاء خیر نہیں دے گا۔

تَدْعِي الْإِسْلَامَ وَالرَّسُولَ اللَّهُ عَطَشًا نَاطِحًا تَأْذَانًا قَدْ اسْتَوَىٰ أَرِنَا يَا عِزِّيهِمْ
لے قوم جفا کارو بے حیاء و دعویٰ اسلام بھی ہے اور اہلبیتؑ پیغمبر خدا پر
پانی بند کر دیا ہے وہ سب کے سب تشنہ لب ہیں۔ بعض روایات میں
ہے کہ آپؐ پر پیاس نے غلبہ کیا اور آپؐ میدان سے خمیر میں واپس آئے
اور اپنے چچا کی خدمت میں عرض کیا۔

يَا عَمَّالُ الْعَطَشِ الْعَطَشُ أَدْرَكْنِي بِشَرِبَةٍ مِنَ الْمَاءِ۔

اے چچا جان پیاس مارے ڈالتی ہے مدد فرمائیے اور ایک گھونٹ پانی
پلا دیجیئے۔ امام حسینؑ نے تسلی دی اور تلقین صبر کی۔ اور فرمایا اے قاسمؑ اپنی انگشتی
اپنے منہ میں رکھ لو۔ تشنگی کم ہو جائے گی۔ حضرت قاسمؑ دوبارہ میدان قتال کو
روانہ ہوئے اور جنگ کرنا شروع کی۔ اور لشکر عمر ابن سعد کی ہمت توڑ دی
ایسے حوصلہ شکن حملے کہ دیکھتے وائلوں کو علیؑ یاد آگئے۔ اسی دوران آپؐ کو لشکر

مَحْطُومٌ جِسْمٌ هُشَمَتٌ اَضْرَاعُهُ وَكَسِيْرٌ طَرَفُهُ مِنْ خِيُوْلِ زِيَادٍ
گھوڑوں کی ناپوں سے آپ کا جسم مبارک پس گیا۔ جب گھوڑوں کی آمدورفت
کا غبار کم ہوا اور تنگ رُکی تو امام حسینؑ قاسمؑ تک پہنچے۔ مگر لاش قاسم پائمال
ہو چکی تھی۔ اور آپ کی روح پرواز کر چکی تھی۔ امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ
بیٹا قاسمؑ! تمہارے چچا پر کس قدر گران ہے۔ کہ تمہارا جسم نازمین پائمال سم اس پان
ہو گیا نقش حسنؑ مجتبیٰؑ بکھر گیا۔ آپ سے جس طرح ہوسکا مجروح لاشہ قاسمؑ کو اٹھایا
اور گنج شہیدان میں رکھ دیا۔ پھر خیمہ میں آئے۔ اور فرمایا کہ اے بہن زینبؑ اور لے
ام کلثومؑ، اور لے بھائی جان ام فروہ آپ کا بیٹا جنت کو سدھار گیا اب وہ
بھائی حسنؑ کے پاس ہے۔ المجرم نے ماتم قاسمؑ کیا۔ بیبیاں مندر پر طمانچہ مار رہی تھیں
واقاسماہ کی صدا میں بلند تھیں۔ (از منترجم: یہ بھی روایات میں پایا جاتا ہے۔ کہ
حضرت قاسمؑ نے ازرق نامی ملعون اور اس کے چار بیٹوں کو واصل جہنم کیا ہے)۔

اللعنة الله على القوم الظالمين

شہادت اولاد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ الْعَرُوفِ
 الْكَرِيمِ وَرَسُولِهِ الْجَوَادِ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ السَّيْفِ وَالْقَضِيمِ وَعَلَى
 آلِهِ الصَّرَافِيَّةِ وَأَوْلَادِهِ الْهَادِيَةِ فِي الْعِلْمِ وَالْعِلْمِ خُصُوصًا عَلَى شَبْلِهِ
 الْكَرِيمِ وَتَحْيَاهُ الْيَتِيمِ صَاحِبِ التَّوَرِّعِ الْجَسِيمِ وَالْبِلَاءِ النَّعِيمِ الَّذِي
 بَكَى عَلَيْهِ الْكَلِيمُ وَدَيْفَتْ فِي حَزْنِهِ الْخَلِيلُ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ وَكَانَتْ
 أَمْرًا عَجِيبًا مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ الْمُنْقَطِعِينَ عَنِ الصِّدِّيقِ وَالْحَمِيمِ
 الْمَأْمُورِ بِأَيْدِي كُلِّ مُذْنِبٍ حَرِيمٍ وَكُلِّ فَاجِرٍ صَدِيمٍ الْمَقْتُولِ
 بِالسَّهْمِ وَالسَّنَانِ وَالْمِجَارَةِ وَالْعَصَا وَالْقَضِيمِ وَالْمَمْتُوعِ مِنَ
 الْمِيَاهِ الطَّرَاحِيمِ الْمَطْرُوحِ عَلَى الْأَرْضِ كَالطَّخِيمِ الْمَرْمُوضِ
 أَعْضَاهُ مِنْ تَعَالِ أَحْقَابِ الْقَرَاشِيمِ الْمُهْتَمِّ أَضْلَاعُهُ
 مِنْ حَوَاقِرِ الْخَبُولِ الْأَضْيَابِ تَيْبِيمِ الْمَطْرُوحِ عَلَى وَجْهِهِ

كَالْمُضْطَرِبِ السَّيْلِ عَلا بَلْ كَالْمُدْنِفِ السَّقِيمِ يَنْقَلِبُ يَمِينًا وَشِمَالًا
وَلَا يَسْتَطِيعُ جَوَابًا وَلَا سِوَالِ الَّذِي نَهَبُوا مَا وَآيَمُوا أَطْفَالَهُ
وَآسَرُوا عِيَالَهُ وَذَارُوا بِهِمْ وَيُرَاسِيهِ فِي الْبِلَادِ بَيْنَ الْعِبَادِ نِيَا
لِلَّهِ رِزْقٍ عَظِيمٍ وَقَادِحِ تَمِيمٍ لَمْ يُسْمِعْ مِثْلَهُ فِي الْآقَادِيمِ قَلْعَتَهُ اللَّهُ
عَلَى الْإِصَابَةِ الْمَلْحُونَةَ الْأَمْرَةَ وَالْبَايِعَةَ وَالتَّابِعَةَ عَلَى هَذَا
الْأَمْرِ الْجَسِيمِ وَبَعْدَ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ وَخَطَايِهِ
الْمُسْتَبِينِ -

(آیت) إِنْ عَدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي
كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ
ذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ
كَافَّةً كَمَا يَقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ط وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
الْمُتَّقِينَ ۝

سورة التوبة آیت ۳۶

ترجمہ:

اس میں تو شک ہی نہیں کہ خدا نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا اسی
دن سے خدا کے نزدیک خدا کی کتاب (لوح محفوظ) میں مہینوں کی گنتی بارہ
مہینے ہے ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں (یعنی ان کا احترام ضروری
ہے) یہی دین سیدھی راہ ہے تو ان چار مہینوں میں تم اپنے اوپر کشت و
خون کر کے ظلم نہ کرو۔ اور مشرکین جس طرح تم سے سب کے سب مل کر لڑتے
ہیں تم بھی سب کے سب مل کر ان سے لڑو۔ اور یہ جان لو کہ خدا تو یقیناً پرہیز

کے ساتھ ہے۔

ان آیات کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک ہہینوں کی تعداد بارہ ہے اور ان میں چار مہینے محترم ہیں۔ اور ان کی حرمت ضائع کرنا گناہ ہے۔ اور ان کی حرمت اس لیے ہے کہ یہ امن و امان کے مہینے ہیں۔ اور ان میں جنگ و جدال ممنوع ہے۔ اور ان کی حرمت اس وقت سے ہے کہ جب سے خدا نے آسمان و زمین خلق فرمائے ہیں۔ ان ہہینوں میں ظلم و قتال منع ہے چونکہ اسلام کے شروع زمانہ میں کفار و مشرکین پر دعوت اسلام کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ بنائیں آنحضرتؐ نے جہاد شروع کیا۔ تاکہ لوگ اسلام قبول کریں۔

اس جہاد میں بھی بہت سی حکمتیں مخفی ہیں جن پر نبی و امام مطلع ہیں۔ ارباب فقہ نے جہاد کو دو صورتوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ کہ صورت واجب سال میں ایک مرتبہ ہے۔ اور وہ بھی بعد از تحقیق شرائط واجب ہے۔ اور زیادہ صرف ایک دفعہ مستحب ہے۔ اور سال میں چار مہینے ایسے ہیں کہ جن میں جہاد کرنا حرام ہے۔ یہ چار مہینے ذیقعد، ذی الحجۃ، محرم الحرام جو کہ مسلسل ہیں اور ایک مہینہ رجب کا ہے۔ کہ جس میں جدال و قتال حرام ہے۔ اس طرح یہ چار ماہ ہوتے ہیں۔ مسلسل تینوں ہہینوں کا احترام اس لیے ہے کہ حج بیت اللہ ماہ ذی الحجۃ میں ہوتا ہے۔ لہذا جو لوگ حج کے لیے مکہ معظمہ آتے ہیں۔ وہ آسانی اور محفوظ طریقہ سے آسکیں۔ اور واپس بھی جاسکیں کیونکہ اگر جدال و قتال جاری رہتے۔ تو صورت امن کے خراب ہونے سے واجب کی ادائیگی میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی لہذا خداوند عالم نے ان تین ہہینوں میں جدال و قتال پر

پر پابندی ماند کر دی چوتھا مہینہ رجب کا اس لیے محترم ہے کہ اس ماہ میں عمرہ کرنے کا حکم ہے۔

حج ہر مسلمان پر بشرط استطاعت صرف ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے مگر زیارت قبر امام حسین علیہ السلام کے ناستطاعت کی شرط ہے اور نہ ہی یہ پابندی ہے کہ عمر بھر میں صرف ایک دفعہ زیارت کی جائے بلکہ جب بھی حالات سازگار ہوں زیارت کی جائے زیارت قبر مبارک امام حسینؑ مرتبہ میں حج و عمرہ سے افضل ہے بلکہ ہر قدم پر زائر کے لیے حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے لیکن خداوند عالم نے واجب قرار نہیں دیا ہے۔ (از مشرجم زیارت کر بلا مستحب ہے اس لیے کہ اگر واجب ہوتی تو پھر مثل حج یہ بھی استطاعت کے دائرہ میں محدود ہو جاتی یہ کم و عطاء ایزدی ہے کہ زیارت کو مستحب قرار دیا تاکہ ہر شخص خواہ مستطیع ہو یا نہ ہو زیارت کے ثواب سے محروم نہ رہے)۔ بہر حال چاروں مذکورہ مہینے محترم ہیں اور ان میں بدال و قتال کرنا ممنوع و حرام ہے۔ اسلام سے پہلے مشرکین و کفار بھی ان مہینوں میں جنگ و جدل نہیں رکھا کرتے تھے چنانچہ مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرضینہ بھیجا اور یہ اعتراض کیا کہ آپ حرمت کے مہینوں میں بھی جنگ و جدل کرتے ہیں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حرم کے مہینے میں کفار و مشرکین خصوصیت سے جنگ و جدل بند رکھتے تھے۔

لیکن افسوس کہ امت رسول خدا نے حرم کی حرمت ضائع کر دی اور آنحضرتؐ کے فرزند امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اور ان کی اولاد و اقربا قتل کئے الہرم امیر کئے اور پیام امام حسینؑ غدیرت کئے۔

لَقَدْ قَتَلُوا فِي هَذَا ذَرِيَّتَهُ وَسَبَّوْا نِسَاءَهُ وَأَنْتَهَبُوا ثِقْلَهُ
فَلَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ أَبَدًا۔

اس امتِ شوم نے آل رسول کو قتل کیا اور خندرات کو اسیر کیا۔ اور ان کا مال
و اسباب لوٹ لیا۔ خدا ہرگز اس قوم جھاکار نہیں بخشے گا۔ جانا چاہیے کہ بے شک
مہینوں کی تعداد خدا کے نزدیک بارہ ہے اور کتاب خدا جو ظاہر لوح محفوظ ہے
اس میں بارہ ہے اور ان میں سے چار ماہ خاص طور پر ذی حرمت ہیں راود
یہی دینِ قیم ہے۔

اگرچہ اس آیت میں سال کے بارہ مہینوں کا ذکر ہے لیکن پھر بھی ایک جگہ
ایسا ہے کہ جس کو دیکھ کر ذہن اس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ سال میں صرف چار
ماہ کو مہتمم سمجھنے سے دینِ قیم کا کیا تعلق ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ ذلک الدین المقیم
یعنی کہ یہی دینِ مستقیم ہے یہ ایک استعارہ ہے جس سے صاحبانِ بصیرت اس
نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ دراصل اس آیت میں بارہ سے ایسے نفوس مراد ہیں کہ جو
واقعی مدارِ اسلام اور دینِ قیم میں چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں
بارہ مہینوں کی تعداد سے معنوی طور پر ہم آٹھ اثناء عشر مراد ہیں۔ یعنی کہ جن کے
اول حضرت علی ابن ابی طالب اور آخری امام۔ حضرت مہدی العصر علیہ السلام ہیں
کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا یا معاشرۃ المسلمین اعلما ان الله
یا ابا من دخلها امن من النار ومن القرع الا کبیر یعنی کہ اے گروہ
مسلمین آگاہ ہو کہ خدا کے لیے دروازے ہیں کہ جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو آتش جہنم
سے نجات دیتا ہے۔ اور وہ دروازے آٹھ اثناء عشر صلوات اللہ علیہم اجمعین میں
مقصود ہے کہ آٹھ کاتک۔ خاص نجات ہے۔ ان دروازوں سے گزرتے والے

مول قیامت اور آتش ووزخ سے محفوظ ہے۔ ابوسعید خدری یہ سن کر اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ان دروازوں میں سے کسی کی نشاندہی فرمائے تو آنحضرت نے فرمایا کہ

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمْسِكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى الَّتِي لَا انْغِصَامَ لَهَا فَلْيَسْتَمْسِكْ بِوَلَايَتِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

اے لوگو! جو اس عروہٴ وثقی سے تمسک چاہتا ہے جو مضبوط ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ولایت علی ابن ابی طالب سے تمسک اختیار کرے۔ یعنی میرے بعد علیؑ کی اطاعت پیروی کرے۔ اس وقت جابر بن عبد اللہ انصاری کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صَاعِدَةَ الْأَيْمَنِ - یعنی کراپ کے بعد

کتے ائمہ ہوں گے ان کی کیا تعداد ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سَأَلْتَنِي بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ عَنِ الْإِسْلَامِ بِأَجْمَعِهِ -

اے جابرؓ خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے کہ تم نے ائمہ کے متعلق سوال کیا کہ اسلام میں کتنے امام ہوں گے۔ عَدَاثُ عَشْرَةَ الشُّهُورِ وَ هِيَ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ یعنی ائمہ کی تعداد اس قدر ہے کہ جس قدر سال کے بارہ مہینے ہیں اسی طرح میری امت کے بارہ امام ہیں خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ نَبِئًا ۝

(سورة البقرة آیت ۲۴۵)

ترجمہ ۱۔

ازہم نے کہا اے موسیٰؑ اپنی لاشیٰ پتھر پر بارو لاشیٰ مارتے ہی اس میں بارہ چٹے

چھوٹ پڑے۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوا ہے۔

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا

سورة المائدہ آیت ۷۴

یعنی کہ ہم (خدا) نے ان میں سے ان پر بارہ سردار مقرر کئے۔ پس جس طرح بنی اسرائیل کے بارہ سردار تھے اسی طرح اُمت مسلمہ کے بارہ امام ہیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب تک میرے بارہ خلیفہ نہ ہوں گے۔ دنیا قائم رہے گی اور اس حدیث کا مصداق ائمہ اثنا عشر ہیں جن کے اول حضرت علیؑ اور آخری حضرت امام مہدیؑ القائم ہیں۔

شیخ صدوق نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم بخدا کہ اس نے مجھے بسوئے خلق رسول بنا کر مبعوث کیا اور مجھے تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا اور میرا وہی بھی تمام ادھیاء انبیاء سے برگزیدہ ہے وہ مخلوق پر رحمت خدا ہے اور وہ خلیفہ خدا بھی ہے۔ اور اس کی اولاد سے انہوں نے جو میرے بعد ہوں اور حق ہیں۔ بِہُمْ یَجْلِسُ اللّٰهُ الْعَدَابَ عَنْ اَہْلِ الْاَرْضِ وَبِہُمْ یَمْسُکُ السَّمَاوَاتِ اَنْ تَقْعَرَ عَلٰی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہِ وَبِہُمْ یَمْسُکُ الْجِبَالَ اَنْ تَمِیدَ بِہُمْ وَبِہُمْ یَسْتَقِی خَلْقَہُ الْغَیْثِ وَبِہُمْ یُخْرِجُ النَّبَاتَ یعنی کہ انہی کے بسبب سے خدا زمین و آسمان کو قائم رکھتا ہے۔ اور اہل زمین پر عذاب نہیں کرتا۔ انہی کی وجہ سے کوہ ساروں کی حفاظت ہوتی ہے۔ انہی کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ اور زمین سے سبزہ اداگت ہے۔ یہی اللہ کے اولاد اور میرے خلیفہ و جانشین ہیں۔

عَدَّتُمْ عِدَّةَ الشُّهُورِ وَهِيَ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا یعنی کہ ان کی تعداد سال کے بارہ مہینوں کی ہے۔ یعنی سال کے چھبیسے بارہ اور ائمہ ہدیٰ بھی بارہ میں اور مثل نقیاء بنی اسرائیل بارہ میں پھر آنحضرتؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔
 وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ (سورۃ البروج آیت ۵) یعنی کہ بزجوں والے آسمان کی قسم پھر فرمایا اے ابن عباسؓ آسمان میں ہوں اور بروج سے مراد ائمہ ہدیٰ ہیں۔ جو میرے بعد ہوں گے اور اے ابن عباسؓ پہچان لو اور ابھی طرح پہچان لو ان کا اول علی مرتضیٰ ہے۔ اور آخری مہدی القاسم ہیں۔ مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ ائمہ اثنا عشر کو جو بارہ مہینوں سے تعبیر دیا گیا ہے اس کی وجہ شایبہ یہ ہے کہ تمام مخلوق کا نظام معاش، اور تمام عالم انہی سے مربوط ہے۔ اگر امام کا وجود نہ ہو تو زمانہ رہے نہ زمین و آسمان رہیں گے۔ اور دن و رات کے بارہ ہی گھنٹہ ہوتے ہیں۔ یہ بھی کتابیہ ہے کہ امام منصوص من اللہ کہ جن کے دم قدم سے دنیا و دین برقرار ہے۔ بارہ ہی ہیں چنانچہ کلمہ لا الہ الا اللہ جو اصل اصول توحید ہے بارہ حروف سے مرکب ہے۔ (از مترجم لفظ اللہ کے اعداد کا مجموعہ ۶۶ ہے جل صغیر بارہ ہے) محمد رسول اللہ کے حروف بھی بارہ ہیں۔ پس آنحضرتؐ کے خلفاء بھی بارہ ہیں۔ پس ان کی ولایت کا اقرار توحید و نبوت کے ساتھ مربوط ہے۔ عارفین نے بیان کیا ہے کہ ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک امام علیہ السلام پر شخص پر ہزار باب رحمت کُشاہ کرتے ہیں۔ یعنی کہ وہ نزول رحمت و وجود امام ہے

اس مقام پر ہم شجرہ طیبہ رسول خدا اور حج کرتے ہیں۔ علماء و نسب نے کہا ہے کہ مرکز سیادت، برگزیدہ وجود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ آنحضرت کے ابا و اجداد کی سیادت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہے۔ اور وجود نبوی مرکز دائرہ شرف و مجد ہے اور تمام کمالات آنحضرت پر ختم ہیں۔ ذات آنحضرت سے دو خط ظاہر ہوتے ہیں ایک خط جو کہ آپ سے اوپر آپ کے ابا و اجداد کی طرف جاتا ہے۔ اس طرح کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر اور دوسرا خط جو بطی ہے یعنی کہ جو آپ کی ذریت کی طرف جاتا ہے۔ اور خط جو بطی میں سلسلہ امامت و واژہ معصومین ہے۔ جس کی آخری فرد حضرت امام العصر قائم آل محمد علی اللہ فرجہ ہیں۔ جب آپ پھور فرمائیں گے۔ اس وقت زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا۔

(سورة الامر آیت ۷۶)

اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ امام کی تعریف میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ رَبُّ الْأَرْضِ الْإِمَامُ الَّذِي نُورُ اللَّهِ فِي عِبَادِهِ وَبَلَادِهِ۔ یعنی کہ رب زمین امام ہے جو تمام مخلوق کے لیے اللہ کا نور جانا چاہیے کہ ان چار مہینوں کی حرمت برقرار رکھنا واجب ہے۔ اور ان مہینوں کی حرمت کو خداوند عالم نے دینِ تقیم کا نام عطا کیا ہے۔ ان میں سے تین ماہ مسلسل ہیں یعنی کہ ذیقعد، ذی الحجۃ اور محرم الحرام ایک مہینہ طیبہ ہے یعنی کہ رجب اسی طرح

اثناعشر صلوات اللہ علیہم اجمعین میں سے تین امام، یعنی کہ حضرت امیر المؤمنین علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور ان کو خصوصی عظمت حاصل ہے۔ جس طرح کہ قرآن کی رو سے تین مہینے مسلسل طور پر محترم ہیں اور اسی امامت کے سلسلہ کی آخری کڑی حضرت امام مہدی علیہ السلام علی اللہ فرجہ کہ جن پر عظیم تمام ہو گئیں ہیں۔ اور ان چاروں ماہ میں حکم ہے کہ فَلَا تَطْلُمُوا فِيهِمْ الْقُسُوفَ۔ بس ان مہینوں میں تم لوگ اپنے نفوس پر ظلم نہ کیا کرو کیونکہ ان کی بے حرقی معصیت الہی ہے۔

خدا نے تعالیٰ نے تو حرمت ظاہر کی ہے۔ مگر امت مسلمہ نے محرم کے مہینے میں فرزند رسول خدا کو قتل کیا۔ ان پر پانی بند کیا۔ ان کے اولاد اور عزیزوں کو تہ تیغ کیا، اہل الحرم کو اسیر کیا۔ تو کیا قاتلان امام حسینؑ کا قرآن پر ایمان ہو سکتا ہے قرآن پر ایمان نہ ہو تو وہ شخص فاسق و فاجر ہے۔ اور اس پر اجماع امت ہے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کسی زمانہ میں کسی نبی کی امت نے یہ کام نہیں کیا کہ نبی کا کلمہ پڑھیں اور اس نبی و رسول کی اولاد کو تہ تیغ کریں جیسا کہ بزرگی مسلمانوں نے کام کیا ہے۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ عالم ذر میں جناب آدمؑ نے جب اس امت کو دیکھا۔ اس میں اختلاف، نفاق، حرص، خواہشات کی فراوانی پائی آپ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کیا پروردگار اس امت آخری کا یہ حال؟ حالانکہ امت مسلمہ تمام امتوں سے افضل ہے۔ آواز آئی اے آدمؑ یہ سب جدا ہو گئے ہیں۔ یعنی کہ ان میں نفاق کا رفرما ہے۔

وَسَيُظْهِرُونَ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ هُوَ كِفَارٌ قَابِلٌ جِبِينَ قَتَلَ
أَخَاهُ هَابِيلَ فَأَنَّهُمْ يَقْتُلُونَ فَزَحْرَ حَبِيبِي مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى۔

جلد تر زمین میں فساد کیا۔ مثل قابیل کے کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور فرزند رسول خدا کو زید نے قتل کر دیا۔ پس خداوند عالم نے عالمِ ذر میں حضرت آدمؑ نے اس گروہِ جفا کار کی طرف دیکھا۔ تو ان کو سیاہ رو پایا۔ عرض کیا پروردگار! ان سے انتقام لے کہ ان ظالموں نے اپنے نبیؑ کی اولاد کو ذبح کر ڈالا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کے ساتھ بھی ظلم ہوا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام سفر عراق ہیں۔ حضرت یحییٰ بن زکریا کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ دنیا کی بے قدری و ذلت کے لیے یہ کافی ہے۔ کہ یحییٰ بن زکریا کا سر کاٹ کر ایک زنِ ناحشہ کو ہدیہ کیا گیا کہ وہ بد نہاد خوش ہو جائے۔ اسی طرح میرا سر بریدہ فرزند سمیرہ کے پاس بھیجا جائے گا۔ اگر بنور دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ واقعہ یحییٰ واقعہ شہادت امام حسینؑ کے مقابلہ میں بہت قبیل مشابہت رکھتا ہے۔ حضرت یحییٰ تشذب قتل نہیں کیے گئے۔ آپ کے اہل و عیال اسیر نہیں بنائے گئے۔ ان کا جسد بے روح غسل و کفن کے لیے نہیں پڑا رہا۔ ان کے بھائی بھتیجے اور اولاد قتل نہیں ہوئی جب حضرت یحییٰ کا سر بادشاہ کے پاس لے گئے تو سر یحییٰ نے خطاب کیا لے بادشاہ خدا سے ڈر۔ اور زنا مت کہ اس طرح سر بریدہ امام حسینؑ علیہ السلام نے بھی خطاب کیا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب سر امام حسینؑ ایک نیزہ پر بلند تھا۔ اور اسے بازار کوفہ میں بھرایا جا رہا تھا۔ تو آپ کے سر مبارک نے سورۃ کہف کی تلاوت کی۔ اور جب آپ اس آیت پر پہنچے۔

رَأْتُمُ فِتْنَةً أَمْ تُبَدِّلُونَ لَهْدًا مَّهْدًى -

(سورۃ کہف آیت ۱۳)

وہ چند جوان تھے کہ اپنے سچے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی سوچ اور سمجھ زیادہ کر دی، جب اہل کوفہ نے سربریدہ کو قرآن کی تلاوت کرتے دیکھا تو شور برپا ہو گیا۔ زید ابن ارقم نے جو اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے، غم سے سر باہر نکالا کہ دیکھیں کہ یہ شور و غوغا کیا ہے۔ دیکھا کہ نیزہ پر سر مبارک ہے جو بہت نورانی ہے اور قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ زید ابن ارقم باہر آئے اور نیزہ کے نزدیک پہنچے تو معلوم ہوا کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام ہے۔ اس وقت سر مبارک نے اس آیت کی تلاوت کی

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكُفْرِ وَالرِّفِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا۔

(سورۃ الکہف آیت ۷۶)

یعنی کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ اصحاب کفر اور رقیم (غار اور تختی والے) ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے، جب زید ابن ارقم (غار اور تختی والے) ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے، جب زید ابن ارقم نے یہ حال دیکھا تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور کہا۔ اَمْرُكَ اَعْجَبٌ وَاللّٰهِ يَا مَنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَنْعَى لِعَافِرٍ زَنْدِ رَسُوْلٍ تَمَّارٍ اَمْرُكَ اَعْجَبٌ تَرْهَى۔ بلکہ اصحاب کفر کے قصہ سے بھی بالاتر ہے۔ کیونکہ آپ کا سر نیزہ پر بلند ہے اور جسد مبارک کہ بلا میں پڑا ہوا ہے حالانکہ یہ سر کبھی آغوشِ فاطمہ کی زینت ہونا تھا۔ اور کبھی آغوشِ رسولِ خدا کی زینت ہونا تھا۔ کاش کہ نبی و فاطمہ ہوتیں تو دیکھتیں کہ سرِ مطہر نیزہ پر بلند ہے۔

ذِي عَرِّ الْحُسَيْنِ فَايَّ عَيْشٍ يُّصْطَفِيْ اَوْ اَيَّ نَفْسٍ بَعْدَهُ مُتَّبَا سِرَّةً

حسینؑ کو ذبح کر ڈالا پھر کیا لطف زندگی و مظلوم کے قتل ہو جانے سے دل

پڑمروہ ہو گیا۔ لیکن اب اسی میں حیات ہے کہ حسینؑ پر گریہ و بکا کریں۔
 اَوْ يَذُتْصَىٰ غَيْرَ الْبُكَاءِ عَقِيْبَةُ . یعنی آپ کے بعد غیر از بکا کوئی اور کام
 نہیں۔ او بیہیتنی طیب البقا و مفاخرہ۔ کون ہے کہ جو آپ پر گریہ
 ترک کر کے راضی ہو۔ اور کون ہے کہ جسے بغیر گریہ و بکا زندگی عزیز ہو۔

مَاتَ الْعَزِيْزُ وَمَنْ يُّرْجَىٰ لِلْهُدَىٰ وَالْمَرْتَجَىٰ لِلنَّائِبَاتِ الصَّائِرُ
 وَالْحَيْلُ اَجْرُ وَاَعْلِيْهِ فَرَقَتْ مِنْهُ يَوْمِ اِطْنُهُ وَوَضَتْ ظَاهِرُهُ
 سردار زمانہ ہادی برحق اور عالم کونجات دلانے والا قتل ہو گیا۔ اور اس کے بدن
 مبارک پر گھوڑے دوڑا دیئے گئے۔

لَهْفَتِي لَزَيْدِيَّتْ وَاَلَيْتَا مِي حَوْلَهَا تَبِيكِي عَلَيْهِمْ صَوْهِي فَاشْرَةُ
 تَدْعُو اِيْفَا طِمَّةِ الْمَبْتُولِ بِصَوْتِهَا يَا اُمَّنَا يَا اَلَيْتَ حَسِيْنِكَ بَا صِرَةً
 و احسرتا کہ زینب خاتون یتیم بچوں کو جمع کر کے حسرت و یاس کے عالم میں کھڑی
 رو رہی ہیں اور خطاب کر رہی ہیں کہ اے اماں جان آپ زندہ ہوتیں۔ اور
 دیکھتیں کہ آپ کا حسینؑ خاک و خون میں غلطیاں پڑا ہے۔ تو اب کیا حال ہوتا
 لَتَرَى حَسِيْنًا تُوْرِعِيْنِيْكَ مَا لَقِيْ مِنْ بَعْدِ فَقْدِكَ مِنْ عَصَاةٍ عَادِرَةٍ
 کاش آپ ہوتیں اور دیکھتیں کہ تمہارا حسینؑ نور و دیدہ حسینؑ کے ساتھ اس غدار
 اُمّت نے کیا ظلم کئے ہیں۔

ذُجُوْهُ ذَبَحَ الشَّاةَ ظَلَمًا ظَالِمِيًّا تَسَدَّدُ اَعْلِيْهِ السَّانِيَاتِ اَتِ الْغَابِرِ
 کہ امام حسینؑ کا سر شل کو سفند جدا کیا گیا۔ اور لاش کو زمین پر ڈال دیا ہے۔ اور
 صحرائی گرد آلود ہوا میں جسم مبارک پر چل رہی ہیں۔

وَسَيُّوْا اِبْنَانِكَ جَهْرَةً يَا اُمَّنَا فَوْجُوْهُ اِيْبِيْنَ الْاِعَادِي سَا فِرَةً

اے مادر گرامی آپ کی بیٹیاں اسیر کی گئیں۔ اور ان کو دشمنوں میں تشہیر کیا گیا۔

فَبَنَاتُ هِنْدٍ فِي الْقُصُورِ أَعَزَّةٌ مَّجْنُونَةٌ تَحْتِ الخُدِّ وَالسَّاتِرَةِ،
وَبَنُوكِ سَرَى فِي الْقُقَارِ أَذَلَّةٌ مِنْ عَيْرٍ مَا سَتَرَ عَلَيْهَا سِرَّةً

واحسرتا کہ دختران ہندہ تو قصر باء عالیہ میں ہوں۔ باعزت بیٹھی ہوں۔ اور باپردہ ہوں۔ اور اولاد اور آپ کی بیٹیاں صحرا میں ذلت و خواری کے ساتھ زمین پر بیٹھی ہوں۔ اور ان کے سروں پر مقنعہ بھی نہ ہو۔ واحسرتا واحسرتا۔

وَيَزِيدُ فِي تَحْتِ الخِلَافَةِ حَالِ السَّحَابِ فِي السَّاعَةِ

اے صد آہ کہ زید بن معاویہ تو تخت خلافت پر ہو۔ اسے بادشاہی حاصل ہو۔ اور حسینؑ و صوب میں زمین پر پڑا۔ سبحان اللہ عجیب عجیب و ابتلاء ہے یعنی کہ عجیب و دردناک امتحان ہے۔

اس مصیبت سے شیعہوں کے دلوں پر داغ پڑ گئے ہیں۔ زمین و

آسمان کے درمیان ایک عجیب شور و غل برپا ہے۔ ابن قزویہ نے صفوان جمال

سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کے ساتھ مکہ جا رہا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا اے فرزند رسولؐ کیا وجہ

ہے۔ کہ آپ پر اس وقت اندوہ و غم طاری ہے میں آپ کو رنجیدہ دیکھ رہا

ہوں فرمایا: لَوْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ لَشَفَاكَ عَنْ مَسْأَلَتِي۔ جو کچھ میں

سنتا ہوں اگر تم بھی سنتے تو میری طرح ٹھگنیں ہوتے ہیں سن رہا ہوں کہ ملائکہ

حضرت امام حسینؑ اور امیر المؤمنینؑ پر گزرنے والی مصیبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور

گریہ کرتے ہیں اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ بس ایسی حالت میں

اگر میں ملول ہوتا ہوں۔ اور آرام کرنا گوارا نہیں ہوتا۔

حارث بن اعور سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ **كَرْبَابِي أَنْتَ أُمَّيِّ الْحَسَّائِنِ الْمَقْتُولِ بِنَهْرٍ الْكَوْفَةِ كَأَنِّي بِهِ وَالْوَحْشُ مَا وَدَّ أَنْ يَعْرِفَهَا يَرْتُونَهُ كَيْدًا لِحَتَّى الصَّبَاحِ**۔

کہ میرے ماں باپ فدا ہوں حسینؑ پر کہ وہ پشت کو فرقتل ہو گا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ صحرا کے جانور کہہ دہیں جھکے ہوئے ان کی قبر پر آتے ہیں اور رات بھر تاصبح مرثیہ پڑھتے ہیں اور روتے ہیں۔ واللہ امیر المومنین کا ارشاد صیح کلاما اور امت رسولؐ کے ایک گروہ نے حسینؑ کو قتل کیا۔ وہ کام امت نے کیا کہ یہود و نصاریٰ آج تک ان کو مطعون کرتے ہیں۔

يُرِحُّ قَوْمٌ حَافِرًا رَعِمَ أَنَّهُ لَمْ كُوبِ بَعْضُ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِي مَضَى وَيَقْتُلُ قَوْمٌ ابْنَ بَنَتٍ سَيِّدِيهِمْ تَأْمَلُ بِالْأَنْصَانِ تَرَى صَنْهَى الشَّقَا

مقام غور و تامل ہے کہ ایک گروہ اپنے پیغمبر کے گدھے کے سم کی تعظیم کرتے ہیں لیکن اس قوم جفاکار نے نبی کی ذریت کو قتل و غارت کر دیا۔ پس اس قوم شقاوت آثار یہود و نصاریٰ کا کردار اچھا ہے۔ مسلمانوں نے امام حسینؑ کو قتل کر کے نبی آدم کو رسوا کر دیا۔ اسی رسوائی کی طرف ملائکہ نے بارگاہ خداوندی میں کہ جب خدا نے یہ فرمایا اتنی جا علنی فی الارض خلیفہ کہ میں زمین ایک خلیفہ بنانے والا ہوں یا بناؤں گا عرض کیا۔ **اجْعَلْ فِيهَا مَنْ يَفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ** آیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد اور خون ریزی کرے۔ **حَالَانِ كُنْ نَسَبِيَّ مُحَمَّدٍ لَكَ وَقَدْ سِ لَكَ** کہ ہم تیری تہمت و تقدیس بجالاتے ہیں۔ تو خداوند عالم نے جواب دیا۔

اِنِّي اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ - کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو۔ اشارہ یہ تھا کہ انسان حکم عدول خداوند عالم کرے گا اور یہ معصیت دین میں مصیبتِ عظمیٰ ہے۔ اور سزاوار ہے کہ آسمان وزمین اس مصیبت کی وجہ سے سرنگوں ہو جائیں۔ لیکن خداوند عالم نے یہ منصب آدمؑ کو عطا کیا تاکہ آدمؑ نور نبوی اور ذریت نبوی کے نور کے حامل قرار پائیں۔ اور ان کے واسطے انسان مستحق رحمت قرار پائیں اور پیغمبر خدا ہی کی ذریت سے آخری حجت خدا دنیا میں قائم رہے گی۔

ابن قولوبہ حسین ابن علی صاعدی بربری رواق امام رضا علیہ السلام کے مجاور سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد کے بارے میں کہا کہ وہ امام علی رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ”یہ لوگ کیا کہتے ہیں“ انہوں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں میں آپ سے دریاقت کرنے آیا ہوں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ”ہوم“ (یعنی اُلو) کو دیکھا ہے کہ یہ ہمارے جد بزرگوار رسول خدا کے زمانہ میں لوگوں کے گھروں میں رہا کرتا تھا۔ جب لوگ کھانا کھاتے تو قرب آجاتا تھا اور لوگ اس کو آب و دانہ دیتے تھے۔ مگر جب دشمنان دین نے ہمارے جد بزرگوار حضرت حسین علیہ السلام کو شہید کیا اس جانور نے گھروں میں رہنا چھوڑ دیا اور دیرانوں میں رہنا اختیار کیا۔ اور انسانوں سے نفرت کرنے لگا۔ کہ اس امت نے پیغمبر خدا کے نواسہ کو قتل کیا پھر ہمیں ان سے امید امن و امان ہو سکتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی مضمون کی حدیث وارد ہوئی

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیات میں سے کسی شخص نے چند (کوئی) کو دن میں دیکھا ہے لوگوں نے کہا مولیٰ وہ تو دن میں ظاہر نہیں ہوتا۔ البتہ رات کے وقت نظر آتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ پہلے عمارتوں میں رہتا تھا کہ جب حسین علیہ السلام کو ظالموں نے قتل کر دیا۔ اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ عمارتوں میں نہیں رہتا گا۔ اب اوجھل اور خراب میں رہتا ہے۔ پس دن میں وہ فاقہ سے رہتا ہے اور غمگین رہتا ہے اور صیب رات ہو جاتی ہے۔ تو امام حسینؑ پر گریہ کرنا ہے۔

سید محمد مہدی طباطبائی فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ الْبَرُّ مَاذَا الْحَوَادِثُ الْجَلِيلُ فَقَدْ تَزَلُّزَلْ مَهْلُ الْاَرْضِ وَالْجَبَلِ

یعنی کہ واقعہ کربلا اس قدر عظیم ہے کہ جس نے تمام عالم میں اپنا اثر کیا زمین میں زلزلہ آگیا۔ اور پہاڑ جنبش میں آگئے۔

هَذِهِ الزَّلْزَلَاتُ الصَّاعِدَاتُ اَسْمٰی كَا تَهْمَا شُعْلٌ تَرَحٰی بَرْمَا شُعْلٌ

یعنی کہ یہ تالہائے دل سوز اور یہ آہیں بگڑ فرانس کیسی ہیں کہ چاروں طرف بلند ہو رہی ہیں۔

مَا لِلْعَيُّونِ الدَّمْعِ جَارِيَةٍ مِنْهَا تَحْتًا وَخَدٌ وَدَّاحِينَ تَبْنَهْلُ

آخر زمانہ کی آنکھوں نے کیا دیکھا ہے کہ آنکھوں سے آنسو زوال ہیں اور چہروں پر طمانچہ لگا رہے ہیں۔

مَاذَا السَّوَابِحُ الَّتِي عَطَّ الْقُلُوبَ دَمَا هَذَا الصَّبِيحِ وَذِي الصُّوْضِ وَالزَّلْزَلِ

یہ نوحے کیسے ہیں کہ دل شکافتہ ہو رہے ہیں۔ اور یہ نالہ و فریاد کیسی ہے کہ

اطراف عالم میں برپا ہے۔ اور یہ اضطراب کیسا ہے کہ زمانہ میں پیدا ہو گیا ہے

كَانَ نَفْحَتُهُ صُورَ الْحَشْرِ قَدْ حَجَّاتِ وَالنَّاسِ سِكْرٰی وَلَا سَكْرٰی وَلَا تَمَلُّ

گویا صورتاً تم بھونک دیا ہے اور بساط خوشی الٹ دی ہے یا قیامت ظاہر ہو گئی ہے۔ اور محشر برپا ہے۔ کہ لوگ مدہوش ہیں۔

قَدْ هَلَّ عَاشِعُدُّ كَوْغَمِ الْهَلَالِ بِهِ كَانْنَا هُوَ مِنْ شَوْمٍ بِهِ زَحَلٌ
اے مادر گرامی ماتم حسینؑ چھرتازہ ہو گیا۔ کیونکہ محرم کا چاند پیغامِ غم لے کر افقِ عالم پر نمودار ہو گیا ہے۔ یہ چاند دنیا تمہیں ہے ہر سال ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا شوم ہونا ناشوئی زحل ہے۔

شَهْرٌ هُوَ تَقْلِيهَا مِنْهُ رَاهِيَةٌ
ثَقُلَ النَّبِيُّ حَصِيْدُ فِيهِ وَالثَّقَل

یہ چاند تمام جن و انس کے لیے ایک ابتلاءِ عظیم ہے کیونکہ اس چاند سے غمِ امام حسینؑ میں ہر ایک شے متاثر ہوتی ہے۔ اور اظہارِ حزن و اندوہ کرتی ہے۔ کہ باخبر رسالتِ محرم ہی میں اُبڑ گیا۔ کلیاں مرجھا گئیں نخل کٹ گئے پھول پامثال ہو گئے یہ سب چیزیں اہل والا کے لیے پیغامِ غم ہیں۔

قَامَتْ قِيَامَةٌ أَهْلِ الْبَيْتِ وَانْكَسَرَتْ
سُقْنُ الْجَاةِ وَفِيهَا الْعُلُوُّ وَالْعَسَلُ

اہلبیتِ رسولؐ خدا برپا ہو گئی۔ اور کشتیِ نجاتِ امت کہ جو علم و عمل سے پُر تھی۔ شکستہ ہو گئی۔

وَقَدْ هَلَّ السَّمَاوَاتُ الْعُلَى الْوَجَلُ
وَأَهْتَرَضَ رَهْشَ عَرَشِ الْجَبَلِ نَلُوُ
یعنی کہ آسمانوں اور زمینوں میں تنازل پیدا ہو گیا ہے۔ اور اہل آسمان اس خیال سے کہ آپ اہل زمین پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔ سرگرداں ہیں۔ انتہا

یہ ہے کہ عرش رب جلیل بھی رزہ میں ہے۔ قریب تھا کہ سرنگوں ہو۔ لیکن خداوند عالم نے اسے ساکن رکھا۔

حَلَّ الْأَلَهَ فُلَيْسَ الْحُزْنَ بِالْعِغَه لَكِنْ قَلْبًا هَوَاهُ حَزَنَهُ جَلَلٌ

یعنی کہ اگرچہ خدا سے ذوالجلال کی کیفیات سے متبرہ و منزہ ہے یعنی کہ حوادثِ مہلت و ملال اس پر طاری نہیں ہوتے لیکن چونکہ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت سے مومنین و مجاہدانِ آل رسول کے دل متاثر ہوتے ہیں اور دلوں پر غم و اندوہ چھا جاتا ہے۔ پس بصدق حدیث قدسی لَا يَسْجِدُنِي أَرْضٍ وَلَا سَمَاوِيٌّ وَ لَكِنْ يَسْجُدُنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ میری سماوی زمین و آسمان اور ان کی چیزوں میں نہیں ہے۔ البتہ قلبِ مومن میں میری سماوی ہے۔ یعنی کہ قلبِ مومن منزلِ گاہِ قدرت ہے۔ پس اس جہت سے چونکہ قلبِ مومن غمِ امام حسین میں متاثر ہوتا ہے۔ گویا خدا پر غمِ امام حسین کا اثر ہے۔ ازاں متوجہ اس کی یہ توجیح بھی ہو سکتی ہے کہ خداوند عالم مؤثر حقیقی ہے۔ اس نے غمِ حسین علیہ السلام دائمی طور پر متاثر بنایا ہے۔ جب کہ دوسرے سارے غم جلد ہی اپنا اثر

ختم کر دیتے ہیں۔

قَضَى الْمَصَابِ بِأَنَّ تَقْضَى النَّفْسُ لَهُ لَكِنْ قَضَى اللَّهُ أَنْ لَا تَسْبِقَ الْأَهْلُ

اگرچہ غمِ امام حسین ایسی مصیبت ہے کہ دلِ مومن پر اس کا جاگیزی اثر ہوتا ہے وہ بے تابانہ گریہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ روتے روتے مر جائے۔ لیکن وہ جانتا ہے۔ کہ اجل آنے سے پہلے کوئی نہیں مہترا اور از خود جان دینا منع ہے۔ پس وہ صبر کے ساتھ روتا ہے۔ انسانوں پر ہی کیا منحصر ہے۔ اس مصیبت میں تمام عالم متاثر ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ لوگ بعد از امام حسین خوشیاں کس

کے پیروں کی خاک اٹھا کر اپنے آنکھوں سے لگاتے تھے۔ امام حسینؑ نے کہا اے ابوہریرہ یہ کیا کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ خدا مجھے ایسا کام کرنے میں اس سے مجھے کیوں روکتے ہیں۔ فَوَاللّٰهِ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مِثْلَ مَا اَعْلَمُ مِنْ فَضْلِ بِلَدِكَ تَحْمِلُوْكَ عَلٰی اَحْدَا قِهْمَ فَضْلًا عَنْ اَعْتَابِ قَهْمٍ۔

یعنی کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ جو فضائل آپ کے ہیں نے آنحضرتؐ کی زبان وحی ترجمان سے سنے ہیں اگر اور لوگ بھی سنتے اور وہ فضائل دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جاتے تو وہ بھی آپ کی خاک پاؤ کو آنکھوں سے لگاتے۔ میں نے اکثر مرتبہ آپ کے نامہجان سے سنا ہے کہ فرمایا اِنَّ هٰذَا الْحَسَيْنِ سَيِّدِ الشَّبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهُ يَمُوْتُ مِنْ بَوْحِ اَظْلَمَانَا مَظْلُوْمًا۔

کہیے شک میرا یہ فرزند بسط الصغیر، حافظہ کا نور عین حسینؑ جو زبان جنت کا سردار ہے۔ اور یہ پیار سا اور مظلومیت کے ساتھ قتل ہوگا۔ میری امت کا ایک گروہ حسینؑ کی قتل کرے گا وقت ذبح پانی بھی نہ دے گا؛ و احسن تراہ

اگر گشتندہ چراغِ آفتابش نکر وند
کفن بر جسم حد چاکش نکر وند۔
یعنی کہ اگر حسینؑ کو قتل ہی کیا تھا۔ تو اس کا جسد مجروح سپرد خاک کیوں نہ کیا۔ اور اس کے جسد مبارک پر کفن کیوں نہ ڈالا۔

ترجم بریتیمیاں یا چہ بودی

کہ برنیزہ سرپاکش نکر وند!

یتیمیاں حسینؑ پر رحم کیا ہوتا اور اس کے سرپاک کو نیزہ پر بلند نہ کیا ہوتا۔ اچھا اگرچہ سب کچھ ظلم کیئے۔ کہ یتیموں کو طمانچہ لگائے۔ اور سر مبارک کو نیزہ پر بلند کیا۔ یہ سب کچھ سہی مگر بعد قتل حسینؑ خوشیاں نہ منائی ہوتیں۔ اور روز عاشورا

کو روز عید نہ سمجھتے۔ شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ ”بنی اُمیہ اور اس کے ہوا خواہوں نے یہ مننت مانی تھی کہ اگر امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور یزیدی لشکر فاتحانہ صورت میں واپس ہوا تو اس یوم قتل حسینؑ کو ہم یوم عید قرار دیں گے۔ چنانچہ صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جِدِّدَاتِ اَرْبَعَةٌ مَسَاجِدَ بِالْكُوفَةِ فَرَحًا لِقَتْلِ الْحُسَيْنِؑ كَمَا كُوفُوا فِيهَا بِعَشْرَةِ شَهَادَاتِ اِمَامِ يَارِ مَسْجِدِي بِصُورَتِ اَدَايِكِي نَذْرًا لِي كَيْتِي۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مسجد اشعث (۲) مسجد عجزیر (۳) مسجد سماک (۴) مسجد شبعت ابن ربیع
 لعنہم اللہ فَوَاعِجَنَاهُ مِنْ مَصِيبَةٍ مَا اعْظَمَهَا وَوَلِيَّتِهِ مَا فَحَعَهَا
 مَصِيبَةٌ لَمْ تَعْمَأْ اُذُنٌ فِي الْاَنَامِ وَلَمْ تَرَوْهَا عَيْنٌ فِي الْمَنَامِ وَ
 ذُرِّيَّةٌ لَمْ يَتَّاهِدْ مِثْلَهَا فِي الصَّفْحَاتِ اللَّيَالِي وَالْاَيَّامِ فَوَاحَسْرَتَا ه
 عَلٰى قَتِيلِ الْعِبْرَاتِ وَاسِيرِ الْكُرْبَاتِ وَالشَّهِيدِ الْمَطْرُوحِ فِي الْغُلُوبِ
 وَوَاخْتِنَا هُ عَلٰى الْاَجْسَادِ وَالْاَجْسَادِ وَالْاَعْضَاءِ الْمَقْطَعَاتِ وَوَالِهَقَا ه
 عَلٰى النِّسْوَةِ الْمَاسُونَاتِ وَالذَّرَايِ اِمَا وَتَوَارَاتِ وَوَاَسْفَا هُ عَلٰى الْاَيْدِي
 الْمَعْلُولَاتِ وَالْاَعْنَاقِ الْمَكْبَلَاتِ فَهَلْ تَبْكُونَ لِقَوَاتِ الْحُسَيْنِ
 وَلَا يَتَكُونُ لِقَتْلِ الْاِمَامِ الشَّهِيدِ الْغَرِيبِ هَلْ تَتَمَتَّعُونَ بِبَارِدِ الْمَاءِ
 وَحُسَيْنِكُمْ قَتِيلِ الظَّمَاءِ هَلْ تَسْتَلِدُونَ بَلَدِي يَدِ الطَّعَامِ وَ
 الْاِمَامِ وَاِمَامِكُمْ وَاصْحَابِيهِ الْكِرَامِ عُنَاةُ اَيْدِي اللِّثَامِ وَسُقَاةُ
 جُرْعِ كَوْسِ الْحَمَامِ وَهَلْ يَسْتَرْخُونَ عَلٰى الْفَرَاشِ وَالْبُوسَادِ وَمَوْلِيكُمْ
 وَمَوْلَى الْاِمَامِ مَطْرُوحٍ يَلَاوِطُ اَيَّامًا وَلَا مَهَادٍ وَعَلَى الدُّنْيَا بَعْدَهُ الْعَقَا۔

رخصاصہ کلام یہ ہے۔ کہ خدا العزت کرے قاتلان امام حسینؑ پر کہ جنہوں نے ایسے مظالم کئے کہ جن کی نظیر صفحات روز و شب میں کہیں نہیں ملتے حسرت ہے۔ ان بے کسوں پر اور ان شہیدوں پر کہ جن کے جسد بار بار ک ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور وہ بے غسل و کفن یک گرم پر پڑے رہے صحرا کی گرد و دھوپ ان کے لاشوں پر پڑتی رہی۔ اور ان بے کس اہلحرم پر گریہ کرو کہ جن مندرات کے شانوں میں رسن باندھی گئی۔ اور بیمار امام کو طوق پہنایا گیا۔ اور شتر ان بے کجاہ پر تشہیر کیا گیا۔

ان شہیدوں پر گریہ کرو کہ جنہیں عیو کا و پیا ساقنق کیا گیا۔ جن کے بعد دنیا بے کیف ہوگی (خدا کی رحمت ہو سید مہدی طباطبائی پر کہ جن کا یہ کلام ہے
 كَيْفَ السُّلُوْنَ اِنَّا الْقَلْبُ تَلْتَمِزُ الْعَيْنِ خَلَقَ قَدْ اَهَادَ مَعَهَا سَرَبٌ
 ہم کیونکر آرام کریں حال یہ ہے کہ ہمارے دلوں اور ہمارے سینوں میں آتش غم و اندوہ بھرتک رہی ہے۔ اور ہماری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہیں۔

الْفَقِي الْمَصَابِعِ عَلَى الْاِسْلَامِ كَلِمَةً فَكُلُّ مَنْ تَسَبَّ لِلدِّينِ مَكْتَسَبٌ
 یعنی کہ سینہ اسلام پر ایسی مصیبت ڈالی ہے اور اہل اسلام اس سے اس طرح متاثر ہیں کہ حزن و ملال آشکارا ہے۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ مصیبت امام حسینؑ یاد رکھنے سے اسلام میں تازگی پیدا ہوتی ہے کیونکہ آپ نے اسلام کی بقاء کے لیے شہادت دی ہے۔ بس مظلومیت امام حسینؑ سے اگر کوئی متاثر ہے تو وہ اسلام سے قریب تر ہے اور اگر ظالموں کا ساتھی ہے تو وہ مزید سے قریب تر ہے کہ جو دشمن اسلام اور دشمن آل رسول ہے۔

لَا صَبْرَ فِي فَاذٍ عَمَّتْ رِزْيَتُهُ حَتَّى اعْتَرَى الصَّيْرَمِيَّةَ وَالْحَزْنَ وَالْوَسْبَ
وہ آنکھ ہرگز با وفا نہیں ہے کہ جو اشک ریز نہ ہو۔ غم و مصیبت امام حسینؑ میں
چشم تر نہ ہو۔ مصیبت امام حسینؑ ایسی مصیبت ہے کہ انسان کہتا ہے صبر کر کے
مگر پھر دل شکافہ ہو جاتا ہے۔

لَا تَقْدِرُ وَالْعَيْنُ حَقَّ الْقَدْرِ مِنْ صَدَبٍ
وَإِنْ جَرَتْ حَبْنٌ يَجْرِي دَمْعُهَا الصَّلْبُ

یعنی اگر آنکھ وہی وفا دار ہے کہ جو غم امام حسینؑ میں آنسو برسا ہے۔

يَسْتَحْقِرُّ الدَّمَ فِيمَنْ قَدْ بَكَتْهُ دَمًا أَرْجَاءُهَا الْجَوْنَ وَالْخَضْرَاءُ وَالشَّهْبُ

امام حسینؑ کی مصیبت میں آنکھوں سے آنسوؤں کا ٹکنا کوئی کم مرتبہ نہیں ہے۔ بلکہ
زمین و آسمان اور دشت و جبل سب ہی نے گریہ کیا ہے۔ اور آسمان سے
خون برسا ہے۔

قَلَّ الْبِكَاءُ عَلَى رِزْوَانِهِ يَسْتَحْقِرُّ لَهٗ شَقُّ الْجُيُوبِ وَعَطَا الْقَلْبِ الْعَطِبُ

یعنی کہ گریہ کرنا کافی نہیں ہے یا بعض حالت میں جا مہ پہاڑنا جیسا کہ لوگ گریبان
چاک کرتے ہیں۔ یا دونوں کو شکافہ کرنا۔ بلکہ مصیبت امام حسینؑ میں ہلاک ہونا بھی
کم ہے۔

كَيْفَ الْعَزَاءُ وَجَمَانُ الْحُسَيْنِ عَلَى الرِّضْضَاءِ عَارِ جَرِيحٍ بِاللَّغْوِ تَرَبُّ

اے مومنین تم کیسے آرام کر سکتے ہو۔ جب کہ لاش امام حسینؑ علیہ السلام ریگ
کر بلا پر پارہ پارہ اور عریاں پڑا ہے۔

وَالرَّاسُ فِي رَأْسٍ مِثَالِ يُطَافُ بِهِ وَيَقْرَعُ السِّنُّ مِنْهُ شَاهِمٌ وَطَرَبٌ

سر منور نیزہ پر بلند کیا گیا۔ اور شہر بشہر پھرایا گیا۔ اور نیزہ ملعون نے آپ کے

وذا ان ولب ہاومبارکہ پر پھڑکی سے بے ادبی کی۔ حالانکہ حضرت رسول خدا ان بول کا بوسہ لیتے تھے۔

وَأَهْلُ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ فِي نَصَبٍ
أَسْرَى التَّوَابِعِ قَدْ أَسْرَاهُمُ النَّصَبُ

آہ اہلبیت رسول اللہ عز و جل کی عظمت و طہارت رنج و ماندگی کی حالت میں امیر کریں گی۔ ناصبی لوگ روز و شب ان کے نافرمانی کو چلاتے تھے۔

وَالنَّاسُ لِأَجْمَاعِهِمْ وَلَا وَجَعُ
وَالْآخِرِينَ وَلَا مَسْتَرَجِعُ كِتَابٌ
امیر ان کو بلا ایسی حالت میں تھے کہ نہ کسی شہید پر رو سکتے تھے اور نہ ماتم کر سکتے تھے اور نہ زبان سے اِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہہ سکتے تھے۔

فَلَيْتَ عَيْنُ رَسُولِ اللَّهِ تَأْطَرُّكَ
مَاذَا اجْرَى بَعْدَ لَا مِنْ مُمْشِرٍ نَكْبُوا
کاش حضرت رسول خدا ہوتے اور دیکھتے کہ ان کے بعد امت نے ان کی عزت کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔



كَمْ مِنْ بَعْدَ لَا مِنْ خَطُوبٍ بَعْدَ خَطْبِ
لَوْ كَانَ شَاهِدًا هَا كَمْ تَكْتَرُ الْخَطْبُ

ہاں اگر رسول خدا ہوتے تو کس کی جرات تھی کہ اہلبیت کی طرف ظلم و جور کی نظر سے دیکھا۔ اگر علی مرتضیٰ ہوتے تو کس میں طاقت تھی کہ وہ اہلبیتؑ الہام کی بے توقیری کرتا۔ اور ظلم و جور کرتا۔ حالانکہ آنحضرتؐ نے اپنے اہلبیت کی بابت بہت کچھ اپنی امت سے فرمایا تھا کہ ان کی اذیت میری اذیت ہے۔ اور مجھے اذیت دینا کفر ہے۔ شیخ صدوقؒ نے اپنی کتاب امالی میں لیث بن سلیم سے روایت کی ہے۔

کہ اس نے کہا کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ اور آپ کے دونوں

صاحبزادے حسن و حسینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اور ہر ایک یہ کہنے لگا کہ
 أَنَا أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - یعنی کہ رسولؐ خدا مجھے سب سے زیادہ
 دوست رکھتے ہیں۔ پس اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اَسْمُؤْتِيْ اور اَنَا مِنْكُمْ
 کہ تم سب مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔

حضرت زید بن علی بن الحسین اپنے ابا و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ
 ایک شخص نے حضرت رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آقُ
 الخَلْقِ أَحَبُّ إِلَيْكَ. کہ تمام مخلوقات میں آپ کے نزدیک محبوب تر کون ہے۔
 آپ نے حضرت علیؑ رضیٰ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا هَذَا وَاَنْدَاءُ وَاُمَّهَاتُ
 یہ اور ان کے دونوں فرزند اور ان دونوں کی ماں۔ ایک اور حدیث میں مروی
 ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ خدا جناب فاطمہ زہرا کے پاس سے گزر رہے
 تھے کہ ابام حسیںؑ کے رونے کی آواز آئی۔ آپ اندر داخل ہوئے اور فرمایا اے
 بیٹی اس کو خموش کر دو تمہیں نہیں معلوم کہ اس بچہ کے رونے سے مجھے اذیت
 ہوتی ہے۔ اور پھر آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کو باندا زحمت و پیار خموش کرایا
 پر دل چاہتا ہے کہ اس مقام پر حضرت رسولؐ خدا سے خطاب کرو۔ یا رسولؐ
 اللہ اس وقت آپ کہاں تھے۔ کہ حسینؑ کی شہادت کے بعد زینبؑ و اُم
 کلثومؑ آپ کی بیٹیاں فریاد کر رہی تھیں۔ سکیۃ خاتون رو رہی تھیں۔ اس وقت
 کہاں تھے کہ جب آپ کا لواک خاک و خون میں غلطاں زمین کر بلا پر پڑا تھا۔
 صاحب کشف العتمہ علی ابن عیسیٰ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
 انہوں نے کہا کہ ایک روز دوپہر کے وقت آنحضرتؐ میرے گھر تشریف لائے اس
 وقت ہوا گرم چل رہی تھی۔ میں نے حجرے کے اندر آنحضرتؐ کے لیے چٹائی بچائی

جب آپ رونق افز ہوئے۔ اور آرام کرنے لگے میں نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا کہ اتنے میں حسین دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔ اور آنحضرت کے پاس جا کر آپ کی سینہ سے لیٹ گئے اللہ اللہ ایک روز یہ شان کر سیدہ رسول خدا آپ کی آرامگاہ اور ایک دن کربلا میں بیگم پر لاش مبارک پڑی ہے ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ کچھ دیر بعد میں حجرہ میں گئی تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور آثار غم دالم نمایاں ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید اس بچہ نے آنحضرتؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ آنحضرتؐ نے میری طرف دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ گریہ کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ ابھی جبرئیل امین آئے تھے اور مجھ سے کہا۔ اِنَّ وَكَلَهُ هَذَا سَيِّئًا کہ آپ کا یہ فرزند قتل ہو گا۔ میں نے جبرئیل سے کہا کیوں اور کہاں قتل ہو گا اور کون اسے قتل کرے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس فرزند کے ماں اور باپ کے انتقال کے بعد زمین کو بلا پر آپ کی امت کا ایک گروہ اس کو قتل کرے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس فرزند کے ماں اور باپ کے انتقال کے بعد زمین کو بلا پر آپ کی امت کا ایک گروہ اس کو قتل کرے گا۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کو قتل کر بلا دکھا دیا جائے۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ پس آنحضرتؐ نکلا ہوں سے غائب ہو گئے۔ اور جب واپس تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں خاک یعنی مٹی تھی جو تربت امام حسینؑ کی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ اس مٹی کی حفاظت کرو اس کو دیکھنا جب یہ مٹی خون تازہ ہو جائے سمجھ لینا کہ حسینؑ کربلا میں شہید ہو گیا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھا۔ جب آنحضرتؐ اور علی مرتضیٰؑ اور فاطمہؑ و حسنؑ دنیا سے

رضعت ہو گئے۔ حسینؑ مدینہ سے بسوئے عراق روانہ ہوئے۔ امام حسینؑ نے جناب ام سلمہؓ کو وداع کیا۔ اور فرمایا اے نانی صاحبہ امید رکھو کہ جب یہ مٹی خون ہو جائے سمجھنا کہ میں شہید ہو گیا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں روزانہ اس شیشی پر نظر ڈالتی تھی کہ۔

روز عاشورا محرم ہنگام ظہر حججہ پر نیند غالب آگئی۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول خدا تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا فرزند حسینؑ اس کے اصحاب اور اولاد و بھائی سب کے سب شہید ہو گئے۔ اور ام سلمہؓ میں شب بھران سب کے لیے قبریں کھودنے میں مشغول رہا۔ امام سلمہؓ خواب سے بیدار ہوئیں۔ اور فوراً اس شیشی کو دیکھا تو خون تازہ نظر آیا میں نے یقین کر لیا کہ حسین مارے گئے۔ پس میں فریاد کرنے لگی۔ وایناہ و اقترہ عیناہ و احسیناہ و اضیعتہا بعدک یا ابا عبد اللہ کہ ہائے میرا فرزند حسینؑ مارا گیا جب میری گریہ کی آواز بلند ہوئی تو لوگ چاروں طرف سے آنے لگے اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے کہ تم نوحہ کر رہی ہو۔ میں نے مٹی کے خون ہو جانے کا سارا واقعہ بیان کیا۔ اس وقت ایک محشر پر پاہو گیا درود یار سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد جب غیر شہادت امام حسینؑ ملی تو وہ روز عاشورا محرم تھا۔ کہ جس روز یہ مٹی خون آلودہ ہوئی تھی۔ اسی رات کی سحر کے وقت اہل مدینہ نے جنوں کی مرثیہ خوانی کی آوازیں سنی تھیں اور جنات یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

أَلَا يَا عَيْنُ قَاتِلِهِ جَهْدٍ فَمَنْ يَبْكِي عَلَى الشَّهِدِ آءِ بَعْدِي
عَلَى قَوْمٍ تَقُودُهُمُ الْمَطَايَا إِنْ مَتَكَبَّرَ فِي الْمَلِكِ وَغَدِ !!

یعنی کہ لے آئے روئے کی طرف مائل ہوا ان لوگوں پر گریہ کر کہ جنہیں موت کشتاں کشتاں
 کر بلا کی طرف لے گئی۔ اگر تو نے گریہ نہ کیا ان مظلوموں پر تو تجھے گریہ کرنا چاہتے۔
 مَسَحَ النَّبِيُّ حَيْنَهُ فَلَهُ بَرَقَ فِي الْخُدُودِ
 أَبَوَاهُ مِنْ عَلِيًّا قَرَيْشٍ وَجَدُّهُ خَيْرًا الْجَدُّ

یعنی کہ پیغمبر خدا (ص) شہید کر بلا کی حسین مبارک کو بوسہ دیتے ہیں اور اس وجہ
 سے کہ امام حسینؑ کی حسین تائیدہ و نورانی ہے ان کے پدر و مادر قریش میں بلند
 مرتبہ ہیں اور حسینؑ کے نانا افضل و برگزیدہ عالم ہیں۔

نَحَقُوا عَلَيْهِ بِالْقَنَاشِيرِ الْبُرِّيَّةِ وَالْوُفُودِ
 مَمْلُوءَةً ظِلْمًا وَيَلْهَهُمْ سَكُونُ أَبِيهِ نَانَ اخْلُودِ

بدترین انسانوں نے ان کا محاصرہ کیا اور آخر کار ان کو شہید کر ڈالا جب اہل
 مدینہ کو خبر شہادت امام حسینؑ ملی تو سب نے اپنے سروں پر خاک ڈالی۔
 اور واجیناہ کہہ کر فریاد کرنے لگے۔ قبر مبارک رسول خدا پر گئے۔ اور حسینؑ کا پرہیز
 دیا۔ قبر مبارک پر ماتم کیا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ جب رات ہو گئی نہ بند جاتی رہی
 تھی۔ غم و اندوہ کا ہجوم تھا کہ ناگاہ میں نے کسی کی آواز سنی جو کہ یہ شعر پڑھ رہا
 تھا۔

إِنَّ الزَّهْرَةَ الْوَارِدَاتِ صَدُوزَهَا
 دُونَ الْحُسَيْنِ تَفَاتِلُ التَّنْزِيلَ
 قَتَلُوا جِهَادًا عَامِدِينَ رَسُولًا

یعنی کہ یہ صبح ہے کہ فرج نابکار کے نیزے سینہ حسینؑ کی طرف تھے کہ شکافتہ
 کریں۔ اور وہ مقابلہ حسینؑ اور شکر پزیری کے درمیان حق و باطل کا تھا یعنی
 کہ تنزیل قرآن و تاویل قرآن کے لیے تھا لے فرزند نیت رسول خدا تیرا قتل

ہونا ایسا ہے جیسے کہ خود رسول خدا شہید ہو گئے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ إِنِّي ظَلَمْتُ جِرْمِي عَلَىٰ أَرْبَابٍ مُّنتَبِرٍ وَالْمِحْرَابِ وَ
 امْنَاءِ الْكَيْبِيتَةِ وَالْكِتَابِ فَلَعْنِي يَبُوءُ عَلَيْهِمْ لِسَانُ الصَّلَاةِ
 وَيُنْدُبُهُمْ أَذْكَارُ الْخَلْوَاتِ وَيَبْكِيهِمُ الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالسَّنَنُ
 وَالْأَحْكَامُ وَكَارِئِي الْمَحْرُوحَهُمْ إِذْ هُمْ مَرْتُونَ حُدُومِ بَيْتِ
 الْقُدْسِ يَسْتَنْصِرُونَ فَلَا يُبْصِرُونَ وَيَسْتَعِيثُونَ فَلَا يَعْثُونَ
 وَيَنَادُونَ فَلَا يُجِيبُونَ فَاكْرَمُ مِنْ فِدَاءِ وَاحِدٍ أَوْ ابْتَاءَةٍ وَأَخَاهُ قَدْ عَلِيَ
 فِي الْأَرْضِ كَرَبْلَاءِ وَكَمُ مِنْ شُمُوسٍ مُنْكَسِفَةٍ وَبَدْرٍ مُنْكَسِفَةٍ وَنَجُومٍ
 مُنْكَرِفَةٍ وَوُجُوهِ مُنْعَفِرَةٍ قَدْ حَشْرَتْ فِي تِلْكَ الْفَلَائِكِ كَانَهَا أَقَامَتِ الْقِيَامَةَ
 الْكُبْرَى فَقُلِّ لِلْعَالِي بَعْدَهُ لَا حَيِّتٍ فَمِنْ بَعْدِهِ تَبْتَعِي الْمَوْثِلَا.

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اللہ بے نیاز ہے کہ وارث منبر رسول خدا قائم
 الصلوٰۃ، عابد و زاہد، اور عالم علوم کتب سماویہ پر ظلم و ستم ہوئے اور شکر عمر ابن
 سعد نے امام علیہ السلام کو قتل کر ڈالا۔ زندگی بھر اگر امام مظلوم پر گریہ کریں تو کم
 ہے۔ ان مظلوموں پر نماز، روزہ سنت رسول خدا اور مستحبات گریہ کنان میں
 مقصد یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں امام ہی کے دم سے باقی تھیں۔ امام حسین اپنا سر
 کٹوا کر ان کو زندہ جاوید بنا دیا۔ امام حسین یکے دتہنا میدان کہ بلا میں استغاثہ بلند کر
 رہے تھے۔ مگر کوئی مدد کو پہنچنے والا نہ تھا۔ کیونکہ تمام انصار و اعزاء قتل ہو چکے
 تھے۔ امام علیہ السلام پکار رہے تھے کہ اے تانا جان، اے بابا جان اور اے
 بھائی حسن آئے اور دیکھئے کہ آپ کا حسین اکیلا رہ گیا ہے۔ میں پکار رہا ہوں
 اور کوئی مدد کو نہیں پہنچا۔ امام حسین کے بعد بزرگی اور رفعت ختم ہو گئی۔

وَقُلْ لِلْمُعَامِدِ الْمَكْرَمَاتِ خُذْنَ فِي الْبُكَاءِ وَلَهُ قَاعِوَلَا۔

اخلاق اور خوبیوں سے کہو کہ اب وہ گریہ و بکا کریں کہ صاحب خلق عظیم اور ذوی مرتبہ اور صاحب مکارم مار گیا۔

وَقُلْ لِلصَّلَاةِ وَقِيلِ الصَّلَاةِ نَعَطَلْتَمَا بَعْدُ لَوْ تَعَقَّلَا
نماز و رکوع اور خیرات اور صدقات سے کہو کہ امام حسینؑ کے قتل ہوجانے سے تعطل پیدا ہو گیا ہے اور اوامر الہی ضائع ہو گئے ہیں۔

وَقُلْ لِلْفَضَائِلِ تُوْحِيْ اُسْمٰى وَسُئِيْ لَهٗ دَمْعَكَ الْمَبْلَا
فضائل و مناقب سے کہو کہ گریہ و بکا کریں آنسو برسائیں صاحب مجاہد شہید ہو گیا۔

آه يَحْطِئُهُ كُلُّ رِخْوِ الْعَنَانِ عَرَاهُ الْوَرِيْ مَدْبَرًا مُّقْبِلًا
یہ بنائے خلق امام الوری شہید ہو گیا۔ گرد و غبار کر بلا کفن کی جگہ پڑی ہوئی آہ یحطیئہ

آه يَحْطِئُهُ كُلُّ رِخْوِ الْعَنَانِ عَرَاهُ الْوَرِيْ مَدْبَرًا مُّقْبِلًا
آہ یہ صندوق علوم الہی کہ جس کو گھوڑوں کی ٹاپوں نے شکستہ کر رہا ہے
اَلَا يَا غِيَاثِ الْوَرِيْ وَالْمَلَاءِ اِذَا عَطَّلَ الْاَمْرًا وَاَشْكَلَا
لَقَدْ غَتَّ فِيْ اِلَيْكَ الْمُنْجِدُوْنَ وَمَا اَنْتَ حَرَمْتَهُ حَدَلًا

یعنی کہ اے فریاد رس عالمین، یا رسول اللہ آپ کی امت کے محمدوں نے آپ کے اہلبیت طاہرین کو عداوت کے سبب ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور جس چیز کو آپ نے حرام قرار دیا تھا۔ اسے حلال کر دیا۔

وَلَوْ كُنْتَ شَاهِدًا يَوْمَ الْحُفُوْنِ لَشَهِدْتَ اَمْرًا رَهْمًا وَّهُوَلَا۔

يَوْمَ الزُّنَامِ عَلِيٌّ رَغِمَ النَّفِ الثَّقِي وَالْعَدْلَا

یا رسول اللہ اگر آپ اپنے فرزند حسینؑ کی شہادت کے وقت کربلا میں ہوتے تو اس ہولناک واقعہ کی بہر حال دیکھتے کہ آپ کا نور دیدہ آپ کا لولہ زمین پر پڑا ہے۔

آہ آہ۔ نَعْلُ الصَّوَارِمِ مِنْ جَسِمِهِ وَنُورِدُهُ سَمْرَةٌ مُنْبِلَا۔
آہ صد آہ و شمنوں کی تلواریں خون سینے سے سیراب ہوئیں۔ اور اس مظلوم پر چاروں طرف سے باران نیر ہو رہی تھی۔

وَقَدَرُ فُجُورِ أَسَةِ فِي الْقَتَا يُضَاهِي عَلِيَّ سَمَّهَا الْأَعْزَا
وَرَضُوا أَيْنَا جَمَهُ وَوَيْهَهُ مَجْرِدُ الْخِيُولِ وَتَتِ الْكِلَا
امام مظلوم کا سر مبارک نیزہ پر بلند کیا۔ سینہ اقدس پائمال کر دیا۔

أَمَّا وَالْمَشَاعِرِ يُولَا سَنَاهُ كَسَادَتْ بِهِمْ غَضَبًا كَرِبَلَا
یعنی کہ میں شاعر اُمّی کی قسم کہا کہ کہتا ہوں کہ اگر اے رسول خدا آپ کی ذریت اور امام زین العابدین علیہ السلام نہ ہوتے تو زمین زلزلے میں آگر تمام دشمنوں کو ہلاک کر دیتی۔

مگر زمین نایع امر امام علیہ السلام تھی۔ زلزلہ زلزلہ خوش رہی۔ واضح رہے کہ جب اکثر عزیز و اقارب سید الشہداء اوجام شہادت پائی کہ عازم جناب ہو چکے اور حضرت قاسم ابن حسنؑ بھی شہید ہو گئے تو حضرت امیر المؤمنینؑ کے فرزند ان عازم میدان قتال ہوئے۔ بنا بر مشہور کربلا میں آپ کے چھ فرزند علاوہ امام حسینؑ کے شہید ہوئے ہیں ان میں سے چار فرزندوں کے نام یہ ہیں عباسؑ، عثمانؑ، جعفرؑ، محمدؑ۔ ان کی ماں جناب امّ البنینؑ کا بیہ تھیں ان کا نام فاطمہ تھا۔

اور کنیت ام البنین تھیں اور اسی کنیت کے ساتھ آپ مشہور ہیں۔ ان کے والد
حزام بن خالد تھے۔ باقی امیر المومنین کے دو فرزند ابو بکر بن علیؓ کہ ان کی والدہ ام
لیلیٰ تھیں اور عمر بن علیؓ کہ ان کی والدہ کا نام کتابوں میں نہیں ملتا یہ دونوں بھی
کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔

حضرت عباسؓ علمدار اپنے حقیقی بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔
اور حضرت علیؓ کی تمام پیمراٹ کے نگر ان تھے۔ اور آپ اپنے بھائیوں میں سب
کے بعد شہید ہوئے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؓ علیہ السلام سے منقول ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب
جناب ام البنین کو خیر شہادت ملی تو آپ جنت البقیع میں چلی جاتیں اور اپنے
بیٹیوں کو یاد کر کے اس درد انگیز طریقے سے روتیں اور نوحہ و سریشہ پڑھتی تھیں کہ
ادھر سے گزرنے والے بھی روتے تھے یہاں تک کہ مروان بھی مریشہ سنانے جایا
کرتا تھا۔

شیخ صدوقؒ نے امالی اور فضائل میں ابو حمزہ شمالی سے روایت کی ہے۔
کہ ایک روز عبداللہؓ پر عباسؓ حضرت سید جواد علیہ السلام کے پاس آئے
جیسے حضرت سید جوادؓ نے ان کو دیکھا بے ساختہ آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اور
فرمایا کہ رسول اللہؐ کے لیے وہ دن انتہائی غم انگیز تھا۔ یہ جس دن حضرت امیر حمزہؓ
جنگ احد میں شہید ہوئے۔ اور اس دن کے بعد وہ دن سخت الم انگیز تھا کہ
جس دن جعفر طیار شہید ہوئے ہیں۔

لیکن لا یوم کیوم الحسین یعنی کہ روز عاشورا و سخت ترین الم انگیز ہے
کوئی دوسرا دن روز عاشورا جیسا کہ الم انگیز نہیں ہے کیونکہ امام حسینؓ پر تیس ہزار

دشمنان دین کا نزع تھا جو سب کے سب یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ سین و دتر رسول خدا کے فرزند ہیں۔ لیکن پھر بھی قتل امام حسین پر آمادہ تھے۔ بالا خرا انہوں نے نصرت امام حسین علیہ السلام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کہا۔ حتیٰ کہ ان کے دونوں بازو کٹ گئے۔ خداوند تعالیٰ ان کو ان کے بازوؤں کے عوض دو پر عطا فرمائے ہیں۔ جیسا کہ حضرت جعفر طیار کو عطا کیے ہیں حضرت عباس جنت میں طائفہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ - وَإِنَّ الْعَبَّاسَ مَمْرُزِلَةً يُعْبِطُهُ رَبُّهَا جَمِيعَ الشَّهْدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - یعنی کہ قیامت کے دن ہمارے چچا عباس کا وہ مرتبہ ہوگا کہ تمام شہداء راہ خدا ان پر رشک کریں گے۔ بہر حال آپ کے علاج کا احاطہ کرنا طاقت بشریہ سے باہر ہے۔ آپ کے روضہ اقدس و اعلیٰ پر متواتر معجزات و کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ آپ کے القابات میں سے ایک لقب باب الحوائج ہے "مترجم یہ لفظ اصل میں باب قضاء الحوائج ہے یعنی کہ ایسا دروازہ کہ جہاں حاجت روائی ہوتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشکل کشا کا لال بھی مشکل کشا ہے کوئی مصیبت کے وقت پکارے تو سہی اے عباس عطا علیہ السلام ہے

بابا تو تیرا شیر سے سلمان کو چھڑائے
بھائی تیرا اُمت کے لیے سر کوٹائے
اور چرخ کھن کوہ الم مجھ پر گرائے
اور تو میری امداد کو یا شاہ نہ آئے
حل کر میری مشکل کو تو جیدڑ کا اسد ہے۔

یا حضرت عباس علیہ السلام وقت عود ہے۔

مولف کتاب حسن بزوغی لکھتے ہیں کہ میں خود گذشتہ سال رجب ۱۳۶۶ھ میں جب زیارت عتبات عالیہ کے لیے کربلاء معلیٰ گیا میں وہاں روضہ حضرت عباسؑ پر حاضر تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس نے خیانت کی تھی۔ اس کی ایک اونگلی قطع ہو کر ضریح مبارکہ سے چپک گئی۔ اور میں نے اس شخص کو بھی دیکھا کہ جس کو یہ سزا ملی تھی۔

پس حضرت عباسؑ کی شہادت پر جس قدر گریہ و بکا کریں کم ہے۔ اندازہ لگائیے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کو حضرت عباسؑ باوقافی بیدائی کا کس قدر رنج و صدمہ ہو گا۔ امام حسینؑ کی زبان مبارک پر وقت شہادت برادر یہ الفاظ تھے۔ کہ بھیا عباسؑ تیرے مرنے سے میری کمرٹ گئی۔

جب جنگ صفین میں حضرت عمار یا سر شہید ہو گئے۔ حضرت امیر المومنینؑ بوقت شنب الٰہ کی لاش پر پہنچے تو آپ نے ان کے سر کو اپنے زانوں پر رکھا۔ اور چشم پریم کے ساتھ یہ مرثیہ پڑھا۔

اَلَا اَيُّهَا الْمَوْتُ الَّذِي هُوَ قَاصِدِي اَرِحْنِي فَقَدْ اَفْنَيْتَ كُلَّ خَلِيلِي
اَرَاكَ بَصِيْرًا بِالَّذِيْنَ اُحِبُّهُمْ كَاذًا تَخَوُّوا نَحْوَهُمْ يَدَلِيْلِي

اے وہ موت جو آنے والی ہے اب اگے مجھے راحت دے کہ تو نے میرے کل دوست فنا کر دیئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو ان سب لوگوں سے واقف ہے

جن سے میں محبت کرتا ہوں۔ پس تو ان کی جانب گویا کسی رہنما کے ذریعہ رخ کرتی ہی رہتی ہے۔ بعدہ حضرت امیر المومنینؑ نے کلمہ استرجاع فرمایا۔ کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ فرمایا کہ جو شخص حضرت عمار کے غم میں تلکین و محزون نہیں ہے۔ وہ اسلام کے بے بہرہ ہے۔

جب حضرت امیر المؤمنین

علیہ السلام حضرت عمار کے غم میں اس قدر محزون تھے تو اندازہ کیجئے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت امام حسینؑ اور شہیدان کربلا کی مصیبتوں میں کس قدر محزون و غمگین ہوں گے۔

بہر حال حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے بیٹوں میں سب سے پہلے ابو بکر

بن علیؑ جن کا اصلی نام عبدالمطلب تھا۔ اور ان کی والدہ ام لیلیٰ دختر مسعود بن خالد قبیلہ بنی تمیم سے تھیں۔ میدان قتال میں آئے اور رجز پڑھا۔

شیخی عَلِيٍّ ذُو الْفَخَّارِ الْاَطْوَلُ مِنْ هَاشِمِ الصِّدِّيقِ الْكَرِيمِ الْمُفْضِلِ

هَذَا حُسَيْنُ النَّبِيِّ الْمُرْسَلِ نَفْسِي مِنْ اَخِي مُنْجَبِ اَحَدٍ

یعنی کہ میرے پدر بزرگوار حیدر کار علی نامدار ہیں۔ جو ذریت ہاشم سے ہیں۔ اور

ہاشم منبع صدق و صفا و راستی و خیر ہیں۔ اور میرے برادر عالیقدر حسینؑ فرزند رسول

مختار ہیں۔ میں اپنی جان ان پر قربان کرنے آیا ہوں۔ پس اس رجز کے بعد آپ

نے حمد کیا۔ اور اہل نفاق کو تہ تیغ کرتے ہوئے نزع اعداء میں گھر گئے۔ اور

آخر کار رجز بن بدر نخصی کے ہاتھوں بجا شہادت نوش فرمایا۔ ان کے بعد ان

کے بھائی عمر بن علیؑ نے میدان رزم کا رخ کیا۔ عمر بن علیؑ جوان دلاور و شجاع اور

نامور تھے۔ چنانچہ زیارت مقدسہ ناچیمیں سے مسبط ہوتا ہے کہ ان کا

نام محمد تھا۔ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور سلام کرنے کے بعد اذن جہاد مانگا

میدان میں گئے اور رجز پڑھا۔

ذَٰلِكَ الشَّقِيُّ بِالنَّبِيِّ قَدْ كَفَرُوْ

اَضْرَبَكُمْ وَاَرَانِي فَيُكُوْزُ جَبْرُوْ

لَعَلَّكَ الْبِعْدَمُ تَبُوْءٌ مِنْ سَقَرُوْ

يَا جَبْرِيَا جَبْرَتَانِي مِنْ عُبْرُوْ

یعنی کہ آج میں اپنی تلواروں سے تمہارے سر قلم کروں گا اور میں تمہارے دین کوئی ایسا جو انمرد نہیں دیکھا کہ میرے مقابلہ میں نکلے اور جنگ کرے۔ جس نے میرے بھائی کو قتل کیا وہ پیغمبر خدا کے نزدیک کافر ہو گیا۔ اے میرے بھائی کے قاتل اے زبر ملعون میرے سامنے آکر مس تجھے ابھی داخل جہنم کروں۔ پس آپ نے زبر ملعون پر حملہ کیا اور اسے قتل کر کے مالک جہنم کی سپرد کیا اور پھر تیغ بکف شکر عمر ابن سعد کی طرف گئے اور حملہ کیا۔

اکثر کوفیوں کو داخل جہنم کیا اور آخر کار لوگوں نے آپ کو گھیر کر شہید کر دیا۔ ان کے بعد عثمان بن امیر المومنین میدان کارزار میں آئے اور شمشیرے کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے ان کا نام اپنے دوست عثمان ابن مظعون کے نام پر رکھا تھا۔ کہ جو بزرگ ترین ذہاب تھے۔ اور اصحاب حضرت رسول خدا میں سے تھے اور ان کو بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی۔ سخت معرکہ ہوا بالآخر آپ کی پیشانی مبارک پر خولی بن یزید اموی نے تیغ مارا جس سے ذیحی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گئے اور روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ آپ کے بعد جعفر بن علی علیہ السلام میدان قتال میں آئے کہ جس کی عمر شریف ۱۹، بیس سال تھی۔

آپ نے میدان کارزار میں یہ رجز پڑھا۔ انی انا الجعفر ذوالمعالی ابن علی حیدرة النوال حسبی یعنی شرقاً و غرباً۔ یعنی کہ میں ایک بلند خاندان کا جعفر ہوں میں علی کافر زندہ ہوں جو کہ ہر ایک کریم و جواد سے افضل ہیں۔ میرے بچا اور ماموں کی خاندانی عزت میرے لیے کافی ہے۔ آپ نے قتال کیا اور آپ

کو خولی بن یزید اصبحی نے شیر مار کر شہید کیا۔ آخر میں عبدالستار بن علی علیہ السلام امام عالی مقام کی خدمت میں آئے اذن طلب کیا۔ بروایت ابوالفرج آپ کی عمر پچیس سال کے قریب تھی۔ حضرت عباس علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تقدّم بین یدتی حتی آراک و اَحْتَسِبُكَ یعنی کہ آگے بڑھو تا کہ تمہیں آتے ہوئے سب دیکھ لیں۔ آپ نے ان کی ہمت بڑھائی اور جناب عبدالستار نے بڑھ کر فوج ناپکار پر حملہ کیا۔ قتال کر رہے تھے۔ کہ ہانی خزرمی نے ایک ایسی ضرب لگائی کہ جس سے آپ گھوڑے پر نہ سنبھل سکے اور زمین پر گرے اور روح افدس شہیدوں سے ملتی ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ تم لوگ کوئی اہل و عیال نہیں رکھتے لہذا میرے سامنے تم شہید ہو۔ میں تمہاری جنگ دیکھوں اور تمہیں داد شجاعت دوں اور تمہارا فراق گوارا کروں۔

جب حضرت عباس کے بھائی شہید ہو چکے اور آپ چاروں بھائیوں کا داغ مفارقت اٹھا چکے۔ تو آپ نے میدان کارزار میں جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت عباس علیہ السلام پر اس دقت ہجوم و الم تھا۔ ایک طرف بھائیوں کا داغ دوسری طرف امام حسین کی مظلومی اور بے کسی نگاہ کے سامنے تھی آپ عجب دلیرانہ انداز میں میدان رزم میں جاتے کے لیے بے چین تھے۔ آپ امام مظلوم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا مولیٰ اب زندگی بے کیف ہو گئی ہے مجھے اجازت جہاد دیدیجئے۔ کہ دشمنوں کو آپ سے دور کروں۔ حضرت عباس علیہ السلام شکر امام حسین تھے۔ اور شجاعت علی کے وارث تھے آپ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو رکاب قدم زمین پر خط دیتی تھی اور شجاعت علی کے

وارث تھے۔ آپ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو رکاب قدم زمین پر خطرتی تھی آپ کے دم سے حضرت زینبؓ خاتون کا پردہ قائم تھا۔ اہل حرم کا آپ سہارا تھے۔ سکیڑ کے پیار سے چپا تھے۔ اور کربلا میں آپ سقائے سکیڑ کے نام سے مشہور تھے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں تشریف لائے۔ سوال اذن کیا۔ امام مظلوم نے فرمایا جیسا میں تمہیں کس طرح مقتل میں جانے کی اجازت دے دوں۔

یا اخی انت صاحب لوائی علامۃ عسکری۔ واذا مضیت تفرق عسکری
بھائی تم تو علمدار ہو اگر تم گئے تو میرا لشکر متفرق ہو جائے گا۔ اس وقت امام حسین
علیہ السلام پر گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت عباسؑ نے عرض کیا مولیٰ ان گروہ منافقین
کو آپ سے درو کرنا ہے۔ بھائیوں کا صدمہ لے چین کر رہا ہے کہ قاتلوں
سے انتقام لوں۔ اس وقت امام حسینؑ نے فرمایا اچھا جیسا قاطلب لہوؤ
الاطفال قلیل الامن الماء۔ بچوں کے لیے تھوڑا سا پانی لاؤ۔ اے جیسا عباسؑ
دیکھتے ہو کہ تشنگی سے اہل حرم اور بچوں کا کیا حال ہے۔ حکم امامؑ سے آپ خیمہ
میں تشریف لائے کہ مشیکزہ لے کر فرات کا رخ کریں۔ پس جیسے ہی خیمہ کے
اندر پہنچے اہل حرم نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور ایک کہرام برپا ہو گیا۔ آپ
سب سے رخصت ہو کر باہر نکلے درخیمہ پر اسب و فواد موجود تھا۔

فرکب فرسہ واخذ رحمہ والقربہ وقصد المقرات۔

گھوڑے پر سوار ہوئے۔ نیزہ اٹھایا۔ مشک دوش پر رکھی اور فرات کا رخ کیا۔
میدان قتال میں جانا پانی لانے کے لیے تھا۔ اگر امام حسینؑ آپ کو اذن جہاد
دے دیتے تو پھر کربلا کے واقعہ کا رخ ہی کچھ اور ہوتا۔ لیکن امام حسینؑ کی شہادت

منظور تھی لہذا اپنے علمدار شکر کو شجاعت دکھانے کا موقع ہی نہیں دیا۔ علاوہ ازیں مشکیزے دیکھ کر سکینہ خاتون یہ سمجھیں کہ چچا جان پانی لانے کے لیے جا رہے ہیں۔ ورنہ اس وقت تک کا مشاہدہ یہ تھا کہ جو میدان جنگ میں گیا وہ واپس نہیں آیا بلکہ اس کی آئی ہے۔ سکینہ خاتون کا دل قوی تھا۔ کہ چچا جان پانی لائیں۔ واپس خیمہ میں آئیں گے۔ بہر حال اس وقت لشکراعداء میں حضرت عباسؓ کی آمد سے یہ حال تھا کہ

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے۔

حضرت عباسؓ جیسے ہی میدان کارزار میں پہنچے تو آپ نے عمر بن سعد بد نہاد کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اے ابن سعد حسینؑ پیارے ہیں۔ حسینؑ کے بچے پیارے ہیں۔ اہلرم تشنہ دین ہیں۔ اور اطفال تو قریب بہ ہلاکت ہیں۔ انہیں ایک جام آب چاہتے۔ بعدہ آپ نے فرمایا کہ اگر پانی نہیں دیتے ہوتو ہمیں روم یا ہندوستان کی سمت جانے دو۔

حضرت عباسؓ کا یہ بیغام حسینیؑ سن کر شکر عمر ابن سعد پر خموشی طاری ہو گئی۔ لیکن ان ظالموں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس وقت شمر ولد الحرام اور شدت بن ربیع سامنے آیا اور کہا اے سپر ابو تراب اگر تمام عالم کا پانی ہمارے قبضہ میں آجائے تب بھی ہم تمہیں ہرگز پانی نہیں دیں گے ہاں اگر حسینؑ بیعت یزید کر لیں تو پھر پانی مل سکتا ہے۔ حضرت عباسؓ علمدار خدمت امام حسینؑ علیہ السلام میں واپس آئے اور اس قوم جفا کار کے خیالات سے آگاہ فرمایا۔ امام حسینؑ نے اپنے شر زانو پر دکھا اور کہ یہ ضبط نہ ہو سکا کہ نیمہ سے آواز العطش حضرت عباسؓ نے سنی ساقی کو تر کا بیٹیا۔ بچوں کی صدائے العطش سن کر بے قرار ہو گیا۔ آسمان کی طرف نگاہ

کی اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا پروردگار! کوشش کرنا میرا کام ہے۔ اور
انعام تیرے ہاتھ میں ہے تو میری مدد فرما۔ تاکہ میں تشنہ کاموں کے لئے
پانی لاسکوں۔

شیخ مفید اور سید بن طاووس اور ابن نما فرماتے ہیں کہ جب حضرت
عباس نے تشنگی کا مشاہدہ کیا ضبط نہ ہو سکا تو آپ نے نہر فرات کا رخ کیا
نہر فرات پر حاضری فوج نے راستہ روکا۔ اور مانع ہوئے کہ پورا بونہر نہر
سبک نہ پہنچے پائے۔ فوج یزیدی چاہتی تھی کہ آگے نہ بڑھنے دیں مگر کیا کہنا حضرت
عباس کا آپ کے بڑھتے ہوئے قدم کو ٹی نہ روک سکا۔ اس وقت تکران فوج
کے سردار نے کہا کہ اے لوگوں، عباس اور نہر کے درمیان حائل ہو جاؤ امام
حسین یہ حالت درخیمہ سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ نے ان ملائین پر نفس
کی حضرت عباس علیہ السلام نے ان بزدلوں پر حملہ کیا۔ اور آپ نے رجز
پڑھا۔

لَا اَرْهَبُ الْمَوْتَ اِذَا مَوْتُ رَفَا حَتَّى اُوَارِيَ فِي الْمَصَالِيْتِ لِقَا
نَفْسِي لِنَفْسِ الْمُصْطَفَى الطَّهْرُوقَا اِنِّي اَنَا الْعَبَّاسُ اَعْدُوْ بِالْمَسْقَا
وَلَا اَخَافُ الشَّرَّ يَوْمَ الْمَلْتَقَا

یعنی کہ موت جب سر پر آجائے تو بھی میں مرنے سے نہیں ڈرتا۔ میرا یہ جذبہ نہ
خاک پہنچنے پر بھی دل میں رہے گا میں نے اپنی جان کو جان مصطفیٰ کی سپر بنا دیا
ہے۔ جو کہ آیہ تطہیر کی منزل ہیں یعنی کہ اہل کساء ہیں میں شب تار میں آنے والی
مصیبتوں سے بھی نہیں ڈرتا۔ مجھے لوگ سقائے سکینہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اس
کے بعد شیر شیبہ شجاعت نے فوج نابکار پر کہ جو سدرہ تھی۔ مثل حیدر کا راجہ کیا

سچاہ کو زیر و زبر کر دیا۔ فوج کے پرے درہم و برہم کر دیئے۔ یہاں تک کہ آپ نہر فرات پر پہنچ گئے۔ نہر میں داخل ہوئے۔ مشک پانی سے بھری۔ اور نہر سے نکلے اور خود پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پیا۔ یہ بے مقام و فاقہ عباسیؑ کے پیاسے ہیں۔ مگر حسینؑ اور بچوں کی پیاس کے مد نظر خود پانی نہیں پیا۔ پانی چلو میں لیا اور پھینک دیا۔ اور فرمایا:

وَاللّٰهُ مَا اَذُوْقُ وَسَيَدِي الْحُسَيْنِ عَطَشًا نَّامِيں بَخْدِ اَهْرَازِ پَانِي نَهِيں پيوں گا جب کہ حسینؑ پیاسے ہیں میرا خیال ہے کہ اس وقت وفات پڑے کہ دست عباسی چومے ہوں گے۔

يَا نَفْسُ هَوْنِي وَالْحُسَيْنِ مُعَطَّشٌ وَبَنُوهُ وَالْحَرَمِ الْمَطْهَرِ اَجْمَعِ
اے نفس بڑی ذلت کی بات ہے کہ میں سیراب ہوں۔ حسینؑ اور ان کے بچے تشنہ و بن رہیں۔ وَاللّٰهُ مَا اَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ قَطْرَةً۔ خدا کی قسم میں پانی سے ایک قطرہ بھی نہیں پیوں گا۔ وَ اَخِي حُسَيْنٌ فِي الْعِرَاقِ مَضِيْعٌ۔
اور میرا بھائی حسینؑ عراق کی سرزمین پر پیاسا ہے۔ اور زمین عراق پر حسینؑ قریب بہ ہلاکت ہوں۔ پس آپ مشک بھر کر نہر فرات سے نکلے۔ فرات کی پہرہ دار افواج نے مقابلہ کیا۔ لیکن اللہ سے ہدایت ملد اور

حضرت عباسؑ کی ہدایت کا عالم دیکھو کہ
آئیں جب فوجیں مقابل میں ہر اسال ہو گئیں۔

(ماقہر لکھنوی ہندو شاعر)

جناب عباسؑ مشک و علم لیے ہوئے خمیر کی طرف بڑھتے رہے کہ۔
فوج عمر بن سعد نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور آپ ترغہ اعداء میں گھر گئے

فوج جفا کار نے چاروں طرف سے تیروں کی بارش کر دی۔ آپ کی زرہ پر اس قدر تیر پڑا کہ تھکے جیسے ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہیں۔ آپ حمد کر رہے تھے کہ زید بن ورقا ملعون نے کین گاہ سے آپ کی پشت کی طرف اگر حمد کیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابرش بن سنان نے حمد کیا۔ اور بعض کا یہ کہنا ہے۔ حکیم بن طفیل نے آپ پر حمد کیا یا دوسرے حمد کرنے والوں کی مدد کی بہر حال ان ملعونوں نے آپ کے دست راست پر ایسی مذب نگائی کہ وہ جسم سے جدا ہو گیا آپ نے اپنے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی۔

آپ نے فرمایا کہ

وَاللّٰهِ اِنْ قَطَعْتُمْ يَمِيْنِيْ
رَاٰنِيْ اِحْرَامِيْ اَبَدًا اَعَنْ دِيْنِيْ
وَعَنْ اِمَامٍ صَادِقٍ الْيَقِيْنِ
نَجَلَ النَّبِيَّ الطَّاهِرَ الْاَمِيْنِ

یعنی کہ خدا کی قسم اگر تم نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا تو۔ لیکن میں ہمیشہ دین کی مدد کرتا رہوں گا۔ اور سچے امام کی نصرت کروں گا۔ جو پاکیزہ نبی کا فرزند ہے۔

پس آپ مشک لے کر خمیر کی طرف بڑھے۔ لیکن جب آپ پر ضعف طاری ہو گیا اور زخموں کی تاب نہ لاسکے کہ حکیم بن طفیل ملعون نے یا بروایت عبد اللہ بن یزید ملعون نے آپ کے دست چپ کو بھی قطع کر دیا۔ اس وقت آپ نے

فرمایا:

يَا نَفْسُ لَا تَخْشَى مِنَ الْكُفَّارِ
وَابْشِرِيْ بِرَحْمَةِ الْجَبَّارِ
مَعَ النَّبِيِّ السَّيِّدِ الْمُخْتَارِ
قَدْ قَطَعُوا بَعْضَهُمْ لِيْسَارِيْ
فَاَصْلَهُمْ يَارَبِّ حَزَّ النَّاسِ

یعنی کہ اے نفس تو دشمنوں کے تیرے خوف نہ کھا۔ تجھے خدا سے جبار کی رحمت کی

بشارت و خوشخبری ہو۔ کہ تو سید مختار حضرت رسول خدا کے ساتھ مختص ہے۔ تم ظالموں نے میرا دست چپ بھی قطع کیا۔ پروردگار ان ظالموں کو آتش دوزخ کا مزہ چھکا۔ پس آپ نے مشک کا تسمہ دانتوں سے دبا لیا۔ کہ ایک میر مشک پر پڑا۔ اور پانی بہنا شروع ہوا۔ واقعہ نگار دوسرا دست مبارک قطع ہونے پر پرکھتے ہیں کہ جگت قطع نہیں ہوئی اور دشمن ہلاک ہوتے رہے صاحب ریاض الشہادت لکھتے ہیں کہ بایاں ہاتھ قطع ہونے پر تلوار دانتوں سے روکی اور جگ کی۔ لیکن گھوڑے پر سنبھلنا مشکل تھا کہ حکیم بن طفیل ملعون نے گزراہنی سہ مبارک پر لنگایا۔ سر شکافتہ ہوا۔ روایت میں ہے کہ ایک ملعون نے آپ کے سینہ مبارک پر تیر مارا جس سے آپ گھوڑے سے زمین پر گرے۔

فَهَوَىٰ لَهُ الْمَجْدُ الرَّيْلُ وَوَعَزَعَتْ سَبْعُ الْمَشَادِ وَجَلَّ مَنَّةُ الْمَصْرَعِ
فَبَكَى لِمَصْرَعِ الشُّجَاعَةِ بِالذَّمَاءِ
وَمِنَ السَّمَاءِ بَكَتْ عَيُونٌَ تَدْمَعُ

یعنی کہ اس صاحب مجد و بزرگی کے گھوڑے سے گرنے پر ایسا بزرگی منہم ہو گیا اور خانہ محترم زمین بوس ہو گیا۔ آسمان متزلزل ہو گیا۔ حضرت عباس گھوڑے سے کیا گرے کہ یا عرش اعظم زمین پر گر پڑا۔ اس شجاع و بہادر کے زمین پر گرنے اور قتل ہونے سے جو انفرادی خاک و خون میں غلٹاں ہو گئی۔ پس جیسے ہی آپ گھوڑے سے زمین پر شریف لائے۔ آواز دی یا ابا عبد اللہ علیک منی السلام یعنی اے ابا عبد اللہ پر سلام قبول فرمائے۔ یہ روایتیں آپ نے فرمادی۔

يَا آخَاهُ أَدْرَاكَ أَخَاكَ يَعْنِي لِي بَهَائِي أَيْ بَهَائِي كِي تُبْرِئِي عَيْبِي - پس جیسے آواز حضرت عباس امام مظلوم کے گوش زد ہوئی۔ آپ نے اسپ کو فرست کی

طرف دوڑایا۔ اور لاش برادر پر پہنچے۔ دیکھا کہ دونوں ہاتھ قطع ہو گئے ہیں۔
سر مبارک شکافۃ ہے۔ خون جاری ہے۔

کہ امام حسینؑ دیر تک روتے رہے۔ اور فرمایا اَلَا اِنَّكَ سَرَّ ظَهْرِي وَقَلَّتْ حِمْلَتِي
اے برادر عباسؑ اے افضل الشهداء اے فرزند علی المرتضیٰ۔ میری کمراب ٹوٹ گئی
راہ چارہ مسدود ہو گئی۔ اے عباسؑ تم کیا قتل ہو گئے حسینؑ کیلارہ گیا۔ شیخ
فخر الدین کہتے ہیں کہ جب امام حسینؑ نے اپنے بھائی عباسؑ کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا اے برادر
میری جدائی مجھ پر شاق ہے اس کے بعد آپ نے لاش عباسؑ گھوڑے کی پشت پر رکھا اور
خیمہ میں لائے لاش برادر کو درخیمہ کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس قدر گریا کیا کہ آپ
غش کر گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ لاش برادر خیمہ میں نہیں لائے میں
(از مترجم: حضرت عباس علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔ یا اَخِي بَحْتِ جِدِّكَ
رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْكَ الْاِتِّمَلْتِي وَدَعِي فِي مَكَاتِي هَذَا اَيْكُوَا بِكَ جَدِّ رَسُولِ اللّٰهِ
وَاسْطَ دِيْنَا هُوْنَ۔ مجھے اس جگہ سے نہ اٹھانا میری لاش یہیں رہنے دینا اور خیمہ
میں نہ لے جانا مجھے آپ کی بیٹی سکینہؑ سے شرم آتی ہے۔ میں نے اس سے
پانی لانے کا وعدہ کیا تھا۔ پس لاش حضرت عباسؑ اس جگہ رہی کہ جہاں آپ کا روضہ
مبارک ہے۔ امام حسین علیہ السلام علم اور خالی مشکیزہ لے کر اٹھے اور خالی علم لے
کر خیمہ میں پہنچے اہم نے عباسؑ باوفا کا ماتم کیا۔

خاک اڑاتی ہوئی جنگل سے ہوا آتی ہے۔

ہائے عباسؑ کی دریا سے صدا آتی ہے۔

شہادتِ تشبیہِ رسولِ خدا حضرت علی اکبر علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيمِ الْحَمِيدِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ شَرِيكٌ وَلَا نَظِيرٌ
 وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْبَشِيرِ النَّذِيرِ السَّرَّاجِ الْمُنِيرِ مُحَمَّدِ الْمَبْعُوثِ
 فِي جَمِيعِ الصُّفُوفِ وَأَطْوَامِيهِ وَعَلَى خُلَفَائِهِ وَأَوْصِيَاءِهِ الْمَصَابِيحِ
 فِي الدِّيَارِ جَائِدِ وَأَهْلِ التَّوْحِيدِ وَالْعَبِيدِ فِي جَمِيعِ الْأَزْمَتِ وَالذَّهَارِ
 خُصُوصًا عَلَى شَيْلِهِ الْمُظْلُومِ بِلَا حَامٍ وَلَا نَصِيرٍ وَبِحَبْلِهِ الشَّهِيدِ
 الرَّوحِ الْأَسِيرِ بِأَيْدِي الْكِلَابِ وَالْخَنَازِيرِ مَقْتَرِعِ كُلِّ مُضْطَرِ
 خَفِيرٍ وَمَلْجَأِ كُلِّ مَاهُوتٍ كَسِيرٍ مَقْطُوعِ الْأَعْضَاءِ مِنَ السَّيْفِ
 وَالسِّنَانِ وَالرِّمَاحِ جِرٍ مَرَضُوعِ الْأَضْلَاعِ مِنَ الْأَضْلَاعِ وَالْأَحْمَارِ
 وَالزَّنَانِيرِ مَسْتَبِي الْعِيَالِ الْأَمْوَالِ مَقْتُولِ الْأَعْوَانِ مِنَ الصَّغِيرِ
 وَالْكَبِيرِ مَقْطُوعِ الْكَلَامِ مِنَ النَّعِيرِ وَالنَّفِيرِ ضَعِيفِ الْكَلَامِ وَالْقَرِيرِ
 ذِي الشَّيْبِ وَالْجُنَيْبِ وَالْجَسَدِ السَّيِّبِ وَالْوَجْهِ الْعَضِيرِ وَالظَّهْرِ

الْكُسْبِ وَالْتَّجِيرِ الْحَيْرِ وَالْقَلْبِ الْحَصِيرِ وَالْجَسَدِ الْمَطْرُوحِ كَالْوَعِيدِ وَ
الْجَسْمِ الذَّائِلِ مِنَ الْهَجِيرِ - الْمَكْفَنِ بِالْعَشِيرِ الْمَضَلِّ بِمَاءِ جَرَى
مِنَ الْأَثِيرِ مَزُورِ الْعِقَانِ وَالنُّسُورَةِ وَالْعَصَانِيرِ الذِّي أَيْتَمُوا
أَطْفَالَهُ وَنَهَبُوا عِيَالَهُ فَحَمَلُوهُمْ عَلَى الْآخَارِيرِ - إِلَى الْفَسِيحِ الْخَمِيرِ
وَالْكُفُورِ الشَّرِيفِ يَا عَجَبَهُ بِنَاةِ بَيْتِي بِنَاةِ سَفْيَانِ فِي الْحُصُونِ الْمَقَامِيرِ
وَبِنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ أُسَارَى صَارَى بَيْنَ أَرْبَابِ الْقُحُورِ وَالْمَنَاقِيرِ -
وَأَهْلِ الْقَيْسَانَةِ وَالْمَزَامِيرِ - فَهَذَا أَمَا إِذَا أَنْظَرِ إِلَيْهِ الْعَقْلُ كُلَّ خَاسِمَا
وَهُوَ حَسِيرٌ فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ اجْتَرَى عَلَى هَذِهِ الْأَمْرِ الْعَظِيمِ الْجَطِيرِ
وَبَعْدُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى -

آيَات : وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالْثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ
قَالُوا إِنَّ اللَّهَ وَآتَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
أُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (سورة البقرة آيات ۱۵۵ تا ۱۵۷)

ترجمہ :-

اور ہم تمہیں کچھ خوف اور ہجرت سے اور مالوں اور جانوں اور پھولوں کی کمی
سے ضرور آزما دیں گے۔ اور (مے رسول) ایسے صبر کرنے والوں کو کہ جب
ان پر کوئی مصیبت آپڑے تو وہ (بیباختہ) بول اٹھے ہم تو خدا ہی کے ہیں اور
ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ خوشخبری دے دو کہ انہی لوگوں پر ان
کے پروردگار کی طرف سے عنایتیں ہیں۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
جاننا چاہیے۔ کہ خداوند عالم۔ عالم الغیب ہے اور ہر ایک شے کی حقیقت

اس پر ظاہر و باہر ہے۔ ہر شے کا ظاہر و باطن اس کے لیے
 یکساں ہے اور اس کا علم کائنات کو محیط کئے ہوئے ہے۔ اس چیز سے بھی
 انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسان کی پوری زندگی آزمائش ہی آزمائش ہے اور
 اللہ تعالیٰ نے انسان کو فی الجملہ مختار خلق کیا ہے۔ پس امتیاز اطاعت و
 معصیت ابتلاء و امتحان پر منحصر ہے۔ عارفین خداوند عالم فرماتے ہیں کہ خدا نے
 انسان اپنی طرف سے آزمانے ہی کے لیے پیدا کیا ہے کہ آیا وہ خیر کی طرف رخ
 کرتا ہے۔ یا خیر سے انحراف کر کے شر اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی واضح سی
 حقیقت ہے کہ اس دنیا میں انسان پر پڑنے والی مصیبتیں خاص طور پر آزمائش
 و ابتلا کہلاتی ہیں جن پر صبر کر کے انسان اپنے ایمان کا ثبوت دیتا ہے اور
 آخرت میں بلند درجات کا مستحق قرار پایا ہے۔ کوئی شر امتحان سے خالی نہیں
 ہے۔ جیسا کہ سرنامہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم تمہیں ابتلاء میں ڈال کر آزمائیں
 گے۔

اس ابتلاء کی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ حلاوة الدنیا مصاراة الاخرة و صرارة
 المدنیا حلاوة الاخرة۔ یعنی کہ دنیا کی مٹھاس یعنی وابستگی دنیا آخرت
 کی کڑواہٹ ہے۔

اور دنیا کی کڑواہٹ یعنی کڑواہٹ دنیا ہوتا۔ آخرت کی مٹھاس ہے ایک
 دوسری حدیث میں آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَتَعَاهَدُ
 وَ لِيَّهٖ بِالْبِلَآءِ كَمَا يَتَعَاهَدُ الْمَرِيضُ اَهْلَهُ بِاللَّوْءِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَيُّهُ دَوَّتُوْنَ
 کو بلاؤں سے اسی طرح نوازتا ہے۔ جیسے مریض کے گھروالے اس کو تلخ کڑوی

دو ایش دیتے رہتے ہیں جن کا انجام کار محمول برصحت ہوتا ہے پس خداوند عالم اپنے دوستوں (اولیاء) کو لہذا نڈ دنیا سے اس طرح بچاتا رہتا ہے جیسے کہ بیمار کے گھروالے اسے نقصان دینے والی غذاؤں سے بچاتے ہیں۔ اور خداوند عالم امتحان و ابتلاء کے ذریعہ اصلاح احوال فرماتا ہے۔ جس کا ثمر آخرت میں ملتا ہے۔ آنحضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ **الْبَلَاءُ لِلظَّالِمِ اَدَبٌ وَ الْمُؤْمِنِ اِمْتِحَانٌ وَ الْاَنْبِيَاءِ دَرَجَةٌ وَ لِلرُّوْلِيَاءِ كِرَامَةٌ**۔ یعنی کہ بلا ظالم کے لیے تادیب ہوتی ہے، مومن کے لیے امتحان ہوتی ہے انبیاء کے لیے بلندی درجات کا باعث ہوتی ہے اور اولیاء کے لیے کرامت کا باعث ہوتی ہے۔ پس جس قدر کہ ابتلاء عظیم ہوگی۔ اسی قدر درجات میں بلندی کا ہونا ضروری ہے۔ اور اسی قدر لطف ایزد متان شامل حال رہتا ہے۔

پس اس جگہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلا و مصائب جو انسان پر بڑتے ہیں ان میں بہت سی حکمتیں مخفی ہیں اور اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ سرز نشی یعنی ابتلاء افعال زشت کی وجہ سے ہے جو کہ اس کے افعال زشت کا کفارہ ہوجاتی ہے۔ اور بایں دیر وہ جنت کا مستحق ہوجاتا ہے۔ **وَ كُلُّ نَعِيمٍ دُونَ الْجَنَّةِ صَغِيرٌ وَ كُلُّ بَلَاءٍ دُونَ النَّارِ كَبِيرٌ**۔ یعنی کہ بہشت کی ہر ایک نعمت مقابلہ بلاؤں کے حقیر اور کم تر ہوگی۔ خداوند عالم کو اپنے بندوں سے کوئی عداوت نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو مبتلاء مصائب رہے۔ بلکہ خدا چاہتا ہے کہ اس کے بندے میرے لطف و کرم کے مستحق ہوں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے کہ جسے مومن اپنے بدن پر پڑنے والی آفات کے بغیر نہیں پاسکتا۔ لہذا انسان کو ابتلاء و مصائب

پر صبر کرنا ضروری ہے۔ خداوند عالم دہائے شکستہ، بدن باہو عاجز و خستہ پر بند
 ہیں۔ اِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا جَعَلَ فِي قَلْبِهِ نَاحِيَةً مِنَ الْحُزْنِ۔
 یعنی کہ خدا اس بندہ کو درست رکھتا ہے کہ جس کا دل محزون ہو۔ اور چشم آنسو سے
 تر ہو اور اس کے سینہ میں سوز و محبت ہو۔ (عارفین نے فرمایا ہے کہ قلب انسانی
 منزل گاہ جلوہ خدا ہے۔ یعنی قلب مومن میں جلوہ وحدت ہے پس اگر خوف
 خدا یا محبت خدا میں انسان کی آنکھ سے کوئی آنسو نکلے تو اس شخص پر آتش دوزخ
 کو سر دے دیتا ہے۔ یعنی کہ اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مودہ
 اہلبیتؑ ظاہرین کی جگہ قلب انسانی ہے۔ پس مودت اہلبیتؑ میں معرفت کی
 وجہ سے خوشگیا ان کی غمی میں کوئی آنسو نکلے تو وہ بھی آتش دوزخ کو بچھا دیتا ہے
 اسی لیے معصومؑ نے فرمایا ہے۔ کہ جو غم امام حسینؑ میں روئے تو اس پر جنت
 واجب ہے) پس انسان محب خدا پر جو مصائب پڑتے ہیں۔ وہ صرف اسی
 لیے اس کے مقامات جنت ارفع و اعلیٰ ہوں۔ یہاں تک کہ وارد ہوا ہے کہ
 وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةٌ وَحَرِيرٌ ۖ بِمَا صَبَرُوا عَلَيْهِمْ بِمَا صَبَرُوا عَلَيْهِمْ فَتَعْمَقُ الدَّارُ آيَةٌ ۗ
 کہ اور ان کے صبر کے بدلے بہشت کے باغ اور ریشمیں پوشاک خدا عطا فرمائے
 گا۔ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةٌ وَحَرِيرٌ ۖ بِمَا صَبَرُوا عَلَيْهِمْ بِمَا صَبَرُوا عَلَيْهِمْ فَتَعْمَقُ الدَّارُ آيَةٌ ۗ
 یعنی کہ بہشت کے ہر دروازے سے فرشتے آئیں گے اور سلام کرنے سے
 بعد کہیں گے کہ دنیا میں تم نے صبر کیا یہ اس کا صلہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو یہ صلہ
 ہے۔ مصائب میں ثابت قدم رہنے کا یعنی صبر کرنے کا اور اس طرح اپنے آپ
 کو خدا کے واسطے سمجھے گا کہ ہم خدا کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہماری بازگشت
 ہے۔ اور اسی لیے وارد ہوا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے۔ اور خداوند عالم

نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَجَعَلْنَا صَمْتَهُمْ آيَةً يُهَدُّونَ بِأَمْرِنَا الْمَاصِبُونَ۔
 (سورۃ الحجۃ آیت ۲۴) اور ان میں سے ہم نے کچھ لوگوں کو چونکہ انہوں نے
 مصیبتوں پر صبر کیا تھا امام بنایا۔ جو ہمارے حکم سے (لوگوں کی ہدایت کرتے تھے)
 پس آنحضرتؐ اور ائمہ ہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین نے مصائب پر صبر کا خدائے
 کائنات کی پیشواں ان کی سپرد کردی چنانچہ بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ
 السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ معراج میں تشریف لے گئے۔ تو
 خطاب قدرت ہوا اِنَّ اللّٰهَ مُخْتَرَاكَ بِنَتْنِكَ لِيَنْظُرَ كَيْفَ صَبْرُكَ۔
 یعنی کہ خداوند عالم نے فرمایا کہ اے میرے حبیب میں تمہارا تین چیزوں کے ساتھ
 صبر دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ تم کس قدر درجہ صبر پر فائز ہو عرض کیا۔ پروردگار جو
 تیری رضا وہ میرے لیے باعث تسلیم ہے۔ ارشاد ہوا کہ ان تین چیزوں میں سے
 اولایہ ہے کہ آیاتم اپنے اہل و عیال کے مقابلہ میں فقراء و مساکین کو ترجیح دیتے
 ہو یا نہیں یعنی اپنے اہل و عیال اور اپنی کسبگی گوارا کرتے ہو اور بھوکے کھانا
 کھلاتے ہو یا نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پروردگار میں اس پر راضی ہوں دوئم
 یہ کہ تیری قوم تیری تکذیب کرے گی اور تجھے شدید خوف و ہراس پیدا کرے
 گی۔ تو ان خوف و ہراس میں صبر کرو گے یا ان سے مقابلہ کرو گے۔ آپ
 نے عرض کیا پروردگار میں صبر کروں گا تیسرے یہ کہ جو مصائب تیرے اہلیت
 پر گزریں گے اور تیرے برادر پر مظالم ہوں گے حتیٰ کہ لوگ اس کی شان میں
 نارردا الفاظ کہیں گے اور آخر کار وہ سب شہید ہو گے عرض کیا پروردگار
 سب کچھ قبول ہے۔ میں صبر کروں گا۔ پھر ارشاد ہوا کہ تیری دختر فاطمہؑ پر تیری
 امت کے لوگ مظالم کریں گے۔ تیرے درخت سے محروم کریں گے اس کے

پہلو پر دروازہ گرائیں گے۔ جس سے اسے اذیت پہنچے گی بے اذن اس کے گھر میں لوگ دراندہ داخل ہو گئے، شکم مادر میں بچہ شہید ہو گا اور اسی صرب سے وہ معصوم دنیا سے رخصت ہوں گی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پروردگار مجھے قبول ہے۔ پھر خطاب قدرت ہوا کہ تمہاری دختر کے دو فرزند ہوں گے اور وہ دونوں شہید ہوں گے ان میں سے شہید زہر دغا ہو گا اور دوسرا خنجر سے شہید ہو گا۔ اور انہوں تیری امت کے لوگ شہید کریں گے یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ میں نے تیرا حکم قبول کیا دوسرے فرزند کے متعلق یہ بھی خبر دی کہ تُوْمَ يَقْتُلُوْنَهُ صَدْرًا وَيَقْتُلُوْنَ وَاَلَدًا مِنْ مَعَهُ مِنْ اَهْلِيْتِهِ ثُمَّ يَسْلُبُوْنَ حَرَمًا۔

پس اس کو تیری امت کا ایک گروہ قتل کرے گا۔ اس کی اولاد کو بھی قتل کرے گا۔ اور اس کے اہلیت کو اسیر کرے گا اور سروں سے چادریں اتارے گا۔ وہ مجھ سے استغاثہ کرے گا۔ مگر چونکہ شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ وہ شہید اور المحرم اسیر ہوں گے۔ اور زمین و آسمان اس پر گریہ کرے گا۔ یہ حدیث بہت طولانی ہے۔ مگر ہم اس قدر تحریر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اے شیعو! امتحان آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت عظیم ہے لیکن جس شان سے امتحانات اپنے اختتام کو پہنچے۔ اس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ آنحضرتؐ کو جو اذیت قوم جفا کار سے پہنچی ہے۔ وہ احاطہ بشری میں نہیں آسکتی۔

امام حسین علیہ السلام فرزند رسولؐ خدا شہید ہوئے۔ تیرا تیرا در تلواروں کا نشانہ بنے یہ ہی آنحضرتؐ کے لیے اذیتیں ہیں۔ ابن قولویہؒ کا مل الزیارة

میں بس نہ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب عالم بچپن میں امام حسین علیہ السلام اپنے نانا کی خدمت میں آئے تو آنحضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے فرماتے تاکہ اے علیؑ اس بچہ کی میری خاطر خاص طور پر حفاظت کرو۔ آنحضرتؐ امام حسینؑ کو اٹھا کر پیار کرتے اور گلے دیتے تھے کہ بوسہ لیتے تھے۔ امام حسینؑ نے آپ سے دریافت کیا نانا جان کیا میں قتل کیا جاؤں گا۔ فرمایا وَاللّٰهُ يُقْتَلُ وَيُقْتَلُ ابُوكَ وَاخُوكَ کر لے بیٹا تو قتل کیا فرمایا لے بیٹا تو شہید ہوگا۔ تیرا پدربھی شہید ہوگا۔ تیرے بھائی بھی شہید ہو گئے۔ حسینؑ نے پوچھا نانا جان کیا کوئی ہماری قبروں کی زیارت کو آئے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری قبروں کی زیارت وہ ہی لوگ کریں گے۔ جو صدیقیں میں سے ہوں گے۔

علامہ سید مرتضیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے یہ
لَوْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُحْيِيْ بَعْدَهُ وَحَدَّ الْيَوْمِ عَلَيْهِ الْعَزَاءُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَوَعَايِنْتَهُمْ مَا بَيْنَ قَتْلِيْ وَ سَبَا

اگر بعد شہادت امام حسینؑ حضرت رسولؐ خدا بشری لباس میں زندہ رہتے تو اپنے فرزند حسینؑ کی صف عزا برپا کرتے یا رسول اللہؐ فریاد ہے کہ آپ دیکھئے کہ حسینؑ کو پارہ پارہ کر دیا۔ آپ کافر زند خون خاک میں غلطان ہے اور اہل محرم کو امیر کیلئے۔

مِنْ وَمِيْضِرٍ يَمْتَعُ الظِّلِّ وَ مِنْ عَاطِشٍ يَسْتَقِيْ لَنَا بَيْتَ الرَّدَى
یا رسول اللہؐ آپ کے اہلبیتؑ بعد شہادت ریگ گرم پر پڑے ہیں اس شان سے کشتگی کی وجہ سے لب خشک ہیں انہوں نے آب تموار سے

پایس بجائی ہے۔

لَيْسَ هَذَا الرَّسُولُ اللَّهُ يَا أُمَّةَ الطُّغْيَانِ وَالنَّغْيِ جَبْرًا۔

اے امت جفاکار اے گروہ ستم شمار کیا یہ امر رسالت ادا کیا جا رہا ہے

کہ تم نے آنحضرتؐ کی ذریت کو نشاۃِ علم بنایا ہے۔

عَارِسٌ لَمْ يَأَلْ فِي الْغَرَسِ لَهُمْ قَاذِقُوا أَهْلَهُ مَرَّ الْجَنَّا۔

آنحضرتؐ نے اپنے اہلبیتؑ کے حق کے ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ دوگذاشت

نہیں کیا۔ رعایتِ حقوقِ اہلبیتؑ کی نشاندہی فرمائی ہے کہ امتِ اہلبیت

ظاہرین سے تمسک رہے لیکن واسعترتاہلبیتؑ پر امت نے پانی بند کیا

اور مردوں کو نشاۃِ تیغ و تیزہ بنایا۔ اور ہوائے مخالفت نے جن رسالت کو شرموہ

کر دیا۔

جَزْرًا وَاجْزُرُوا الْأَضْحَى نُسِكُهُ ثُمَّ سَأَقُوا نَسْلَهُ سَوْقًا لِإِطَاعٍ

ظالموں نے آنحضرتؐ کی اولاد کو اس طرح قتل کیا جیسے کوئی قربانی کے اونٹوں

کو ذبح کرتا ہے۔ اہل طہم امیر کیا اور اس طرح دبدر پھرایا۔ جیسے کوئی غلاموں

اور کینروں کو پھرتا ہے۔

مُعْجَلَاتٌ لَا يُؤَارِينُ ضَحِيًّا سَتْنِ الْأَوْجِبِ أَوْ بَيْضِ الْبَلَا

اہل طہم اور مخدراتِ عہمت و طہارت کو امیر کر کے بجلت تمام لے گئے۔

حالانکہ ان کے سروں سے چادریں آمارلی تھیں۔ ان کے پردہ کا کوئی خیال

یک نہ تھا۔

هَاتِفَاتٌ بِرَسُولِ اللَّهِ فِي بَهْرَجِ السَّجْحِ وَعَثْرَاتِ الْخَطَاءِ۔

اہل طہم اپنے سوزوں کی وجہ سے اپنے حیدر گوار کو بچار رہے تھے۔ کبھی کبھی

ہوتے اور کبھی گریہ کنان بیٹھ جاتے،
 يَا قَتِيلًا قَوْصَ الدُّهْرِ بِهِ عَمَدُ الدِّيْنِ وَأَعْلَامُ الْهُدَى
 اے مظلوم کہ بلا تیرے قتل ہو جانے سے ارکان دین منہدم ہو گئے، اور علم ہدایت سرنگوں ہو گئے۔

قَلْوَةٌ بَعْدَ عِلْمٍ مِنْهُمْ أَنْتَهُ خَاصُّ اصْعَابِ الْكِبَاءِ
 اے گروہ جفا کار جسے تم نے قتل کیا پہچانتے ہو کہ وہ آل عباس سے ہے
 خاص آل عباس ہے۔ پختن پاک میں سے پانچویں فرد ہے۔

دَصْرِيْعًا عَالِجَ الْبَوْتِ بِلَا شِدِّ الْحَمِيْنِ وَرَاهِلِ دَرِي
 عَسْلُوَّةٍ بِدِمِ الطَّعْنِ وَمَا كَفُوَّةٌ غَيْرَ لَوْعَاءِ الْمَثْرِي
 اے شہید کہ جو زمین پر پڑا ہے۔ اور وقت مروں نہ کسی نے اس کے چہرہ پر
 کپڑا ڈالا نہ غسل دیا بلکہ خاک کہ بلا مثل کفن جسم مٹھہر پر پٹی تھی۔

حَمَلُوا أَرَا سَأِيضَلُّونَ عَلٰى حَيْدَةِ الْاَكْرَامِ طَوْعًا وَايَابًا
 اس کے سر پریدہ کو نیزہ پر آویزاں کیا گیا۔ جب کہ تمام لوگ ان کے ناتا اور
 خود ان پر ورود و سلام بھیجتے ہیں۔

كَيْفَ لَمْ يَسْتَعْجِلِ اللهُ لَهُمْ بِالْقَلَابِ الْاَرْضِ اَوْ رَحْمِ السَّمَاءِ
 یعنی کہ اگرچہ مقرر بان خدا مصائب دینی پر صبر کرتے ہیں۔ لیکن رضاء و دوست
 میں ان حکمایف و مصائب کو بشوق برداشت کرتے ہیں۔ اے شیعہ و ذرا
 انصاف تو کہو کہ حضرت سید الشہداء و علیہ السلام کے مصائب ہی حد سے
 بالاتر ہیں اور اس طرح آپ کا صبر بھی عظیم و بالا تر ہے۔ شہیدان کہ بلا اور
 اسیران کہ بلا سے کبھی کوئی امر خلاف رضاء و خدا و رسول صا در نہیں ہوا حضرت

سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کو فریضہ داخل ہوتے وقت ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ اَنَا بِنُ مَنْ قُتِلَ صَبْرًا وَ كَفَىٰ بِنَا الْكَ فخرًا۔ یعنی کہ میں اس کافر زندہ ہوں کہ جسے قتل کیا گیا بلاؤں پر صبر کے ساتھ۔ یعنی کہ اس نے بلاؤں اور مصائب پر صبر کیا۔ اور یہی صبر عارے لیے موجب فخر ہے۔ پیناچہ حضرت امام محمد تقی جو اد علیہ السلام فرماتے تھے کہ کہ بلا میں جیسے جیسے مصیبتیں بڑھتی جاتی تھیں۔ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کرام کے چہروں کا رنگ شگفتہ ہوتا جاتا تھا۔ یعنی کہ ان پر بشاشت بڑھتی جاتی تھی خوف و ہراس مطلق نہ تھا۔ بلکہ گل نوش گفتمہ کی طرح تروتازہ تھے۔ انہیں موت کی کچھ پروا نہ تھی۔

معصوم فرماتے ہیں کہ دنیا مومن کے لیے زندان ہے اور کافر کے لیے بہشت ہے۔ اور کافروں کے لیے موت ایک پل ہے کہ جس پر گزر کر وہ داخل جہنم ہوتا ہے۔ اسی طرح مومن کی موت اس کے لیے پل ہے کہ جس کے ذریعہ وہ داخل بہشت بریں ہوتا ہے۔ یہ بھی معصوم نے فرمایا کہ جب وقت وفات حضرت رسول خدا نزدیک پہنچا تو آپ کا سر مبارک حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے زانوں پر تھا۔ حضرت امیر المومنین پر وقت نزع گریہ طاری ہو گیا۔ آنحضرت نے آنکھ کھولی اور فرمایا اے بھائی کیوں روتے ہو۔ حضرت امیر المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی! تمہیں درجہ شہادت نصیب ہوگا تم شہید ہو گے۔ یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے قتل ہوں اور درجہ شہادت ملے۔ آپ کا وقت وفات قریب ہے اور میں شہادت سے محروم ہو رہا ہوں۔ آنحضرت

نے فرمایا: اَبَشْرُ فَاَتَهَا مِنْ وَرَائِكَ - یعنی اے علیؑ تجھ کو بشارت ہو کہ شہادت تجھے میرے بعد ملے گی۔ بس تو صبر کر۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ مقام شکر ہے کہ خداوند تعالیٰ مجھے درجہ شہادت عطا فرمائے گا۔ یہ مقام شکر ہے نہ کہ مقام صبر۔ کیونکہ برابر محبوب پر شکر شکر کرنا لازم واجب ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ لیکن امام حسینؑ نے اپنے بھائیوں بھیتجوں اور بھانجیوں کے شہید ہونے پر اور اہل محرم کی تشنگی اور پریشانی پر گریہ فرمایا ہے۔ اور ان کا یہ گریہ عین شکر تھا کیونکہ یہ گریہ عدم صبر و رضا پر عینی نہیں تھا آخر الامر انبیاء و سلف نے بھی گریہ کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کا فراق یوسفؑ میں گریہ مشہور ہے اور جناب آدمؑ کا گریہ بھی مشہور ہے اور حضرت نوحؑ کا نوحہ مشہور و معروف ہے۔ اور حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کا آنحضرتؐ کی رحلت پر گریہ و بکا کرنا مشہور و معروف ہے۔ اور احادیث سے ثابت ہے کہ اہلیت طاہرین کی مصیبتوں پر گریہ کرنا عبادت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔

وَأَصْدِيكَ مَا صَبَّرْنَا وَلَوْ أَعْتَمْنَا مِنَ الْوَيْسِلِ صَبْرًا كَمَا صَبَّرْنَا لَوْ لَوِ الْعَزْمُ نَعَى
صَبْرًا كَمَا هُوَ - اور اس میں شک نہیں ہے۔ کہ یہ سب کے سب بشری توفیقے اور محنت و مصیبت پر روزنا اور خوشی و مسرت پر خوشی ہونا لازم بشریت ہیں جیسا کہ بھوک و تشنگی کو لازم بشریہ میں لہذا بھوک کے وقت بھوک محسوس کرنا اور پیاس کے وقت پیاس محسوس کرنا بشری صورت میں ضروری ہے لیکن ان صورتوں میں اگر اظہار شکایت خدا زبان پر آجاتے تو البتہ پھر انسان صبر و رضا سے باہر ہو جاتا ہے۔ ورنہ گریہ ہرگز مٹانی صبر نہیں ہے۔ حضرت یوسفؑ زندان میں اس قدر رونے کی مینائی متاثر ہو گئی۔ پس حضرت سید الشہداءؑ

امام حسین علیہ السلام ایک طرف اپنے شہداء پر، دوسری طرف ابھرم کی غزبی دیکھی
 پر ایک طرف بچوں کی تشنہ دہانی پر۔ اگر نہ روتے تو کیا کرتے ایسے موقعوں پر نہ رونا
 قساوت قلبی کی نشانی ہے۔ امام کا دل قساوت سے پاک و تہرا ہوتا ہے۔ لہذا
 رونافطری امر ہے۔ مگر اس کے باوجود امام حسینؑ کی زبان پر ہمہ وقت یہی حمد رہتا
 تھا کہ **اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْيَتٰىمُ الرَّاجِعُوْنَ**۔ کہ ہم خدا کے ہیں اور اسی کی طرف
 ہماری بازگشت ہے۔ مگر مصائب پر گریہ فرمانا گویا ظالموں کے ظلم کی خدا سے
 شکایت کرنا ہے اور اس کا حق مظلوم کو حاصل ہے۔ امام حسینؑ کے صبر پر تو ملائکہ
 تعجب کرتے تھے۔ زیارت نامیہ مقدسہ میں وارد ہوا ہے کہ **قَدْ عَجَبْتُمْ**
مِنْ صَبْرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمٰوٰتِ کہ امام العصر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے
 جبر مظلوم آپ کے صبر پر ملائکہ تعجب کرتے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ سموات نازل ہوئے
 ہیں اپنی آنکھوں سے انہوں کے مصائب دیکھے۔ امام علیہ السلام سے اذن جہاد
 مانگا۔ مگر امام حسین علیہ السلام نے ان کو اذن جہاد نہیں دیا۔ ان کو اذن جہاد نہ دینا
 ہی امام حسینؑ کے صبر کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر معاذ اللہ امام حسینؑ صابر نہ ہوتے
 تو اذن دے دیتے۔ جنوں کی ایک جماعت بھی آواز استغاثہ سن کر مدد کے لیے
 آئی ہے۔ مگر آپ نے ان کو بھی اذن جہاد نہیں دیا۔ ایک روایت میں یہ ہے
 کہ جنوں کی ایک جماعت کا فضا کو کربلا میں گزرا ہوا انہوں نے امام حسینؑ کو زفرہ
 اعدا میں دیکھا۔ ان کا سردار امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اذن
 طلب کیا۔ مگر امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں اپنے نانا کے قول کی مخالفت نہیں
 کر سکتا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ۔ **يٰٰحَسِبْنَ اَنْ اَسْتَدْرِكُوْا اَنْ يُّرٰىكَ**
مَقْتُوْلًا دِيْكُهُنَّ یعنی اے حسینؑ خدا کی مشیت میں یہی ہے کہ وہ تمہیں دین حق

کی نصرت میں مقتول و مذبح دیکھئے۔ لہذا میں ہر حالت میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا امر جاء سے فرمائے تیرا مالکین ہے۔ وہی میرے اور اس گروہ نابکار کے درمیان حکم جاری کرے گا۔ واللہ امام حسینؑ نے صبر کیا۔ اور آخر کار اپنے خون میں غلطان ہو کر خاک کر بلا کو خاک شفا بنا دیا۔ جو ہر ایک مرض کی دوا ہے مگر عارفان امام عالی مقام کے لیے۔ یوں کہ آپ کے خون کا قطرہ جہاں گرا۔ اپنا اثر کیا ہے۔ ایک یہودی کی بیمار لڑکی پر گرا اسے صحت و شفا دے دی اور ایک قطرہ خون ابن زیاد کی ران پر گرا۔ ناسور بنا دیا۔ یہ اس چیز کی دلیل ہے کہ قطرہ خون میں فرماں داگہی منظوف تھی اس کے مطابق اثر مرتب ہوتا تھا۔

لَقَدْ دَمَوْنَا مَآحِدًا مِّنْضَلْمًا يَوْمَ السَّقَاوَةِ شَلَّتْ وَكَفُّ دَامِيكَ
 تیروں کی بوجھاڑ آپ کے بدن اقدس پر ہو رہی تھی۔ تیرے جسم مطہر میں پیوست ہو رہے تھے خدا قطع کرے۔ ہاتھ ان ظالموں کے کہ جنہوں نے امام عالی مقام پر تیرے برساتے۔

أَيُّ طَعِينِ الْعَوَالِي أَمْتَهَا كَسْرَتْ لَأَيَّارِكَ اللَّهُ فِيهَا كَيْفَ بَرَدَ يِكَا
 اے کشتہ تیرے تیرے ونیزہ۔ کاش کتیزے کی لڑنی قوت گئی ہوتی۔ اور لوہا غلق ہی نہ ہوتا کہ اس سے تیرے نئے اور امام مظلوم کے جہاز نہیں پر گئے۔

وَيْلُ الْمَوَاضِي وَوَيْلُ الْحَامِلِينَ لَهَا عَجِبْتُ مِنْهَا ظَبَاهَا كَيْفَ تَدْهِيكَا
 افسوس ہے کہ ان تلواروں پر کہ جنہوں نے جسم امام حسینؑ کو مجروح کیا تیرے جسم کا رخ کیا اور تجھ پر حملہ آور ہوئی۔

يَا رُوْحَ أَحْمَدِ يَا رِيحَانَ مَهْجَتِهِ لَهْفِي عَلَيْكَ سَمُومُ الرِّيْحِ يَدْرِ يِكَا
 اے خوشبودار روح احمد مرسل اور اے باغ و بہار چمن مرقصوی۔ افسوس صد افسوس

ہے کہ تیرا جسم مجھ کو زمین گرم پر پڑا ہے۔ اور گرم ہوا میں اس پر گزر رہی ہیں۔
 بَعْدَ الْحَسَنِ أَيَّامَاءَ الْفِرَاتِ فَلَا تَجْرِي سِوَا قَيْدِكَ لِأَزَاقَتِ هَسَا نَيْكَا -
 کاش کہ اے نہر فرات کے پانی حسین مظلوم و تشنہ لب کی شہادت کے بعد
 خشک ہو جاتا اور تیری روانی ختم ہو جاتی۔ کہ توجاری رہا اور حسین تشنہ لب
 دنیا سے چلے گئے۔ مگر اے فرات تجھے افسوس نہیں ہوتا۔

يُهِيبُ الشَّحْرَقِي قَلْبَ حَزِينٍ إِنَّا ذَكَرْتُ يَنْتُ عَلِيٍّ إِذْ تَنَادَى بِكَ
 تَطُوفٌ حَوْلَكَ فِي الْأَرْضِ الطَّوْفِ وَقَدْ تَجَمَّعَتْ حَوْلَهَا الْإِتْيَامُ يَبْكِيكَ -
 یعنی کہ مجھے جو شس آتا ہے اور میرا رنج و اندوہ اور زیادہ ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام کی بیٹیاں فریاد کر رہی ہیں۔ ان کے گرد یتیم دور رہے ہیں اور اے
 امیر المومنین آپ کو یاد کر رہے ہیں۔

وَتَارَةً عَطَشُ الْأَطْفَالِ يَجِدُ قَهْمًا أورد معہا کا دیر و بہا و یرویکا۔
 کبھی بچوں کی تشنگی سے ان کی ماں کے دل جلتے ہیں۔ پس ان کی آنکھوں سے
 آنسو برستے ہیں۔ اور وہ بچوں کو سیراب نہیں کر سکتی۔

وَنَادَا تَسْعَبُ الذَّلِيلَ الْعَضِيفَ إِلَى، نَحْوِ الْخَيْلِ إِذَا صَاحَتْ ذَرَارِيكَ -
 کبھی دامن کھینچتی ہوئی نیام کی طرف جاتی جاتی ہیں۔ اور یتیموں اور بچوں کی فریادوں
 فغان سنتی ہیں۔

وَتَارَةً تَتَدَبُّ الْإِخْوَانَ إِذْ صَدِرُوا وَأَسْوَكَ بِالرُّوحِ إِذْ عَزَّتْ مَوَاسِرُكَ -
 اور کبھی جناب زینب اپنے برادران عباس و جعفر اور دوسرے بھائیوں پر
 نوحہ کرتی ہیں کہ تم نے نصرت و یاری ہیں اپنی جائیں قربان کر دیں اور تم خاک
 و خون میں غلطان پڑے ہو۔

تَارَةً تَدْفَعُ الشَّمْرَ اللَّعِينُ عَنِ الْجَسِمِ الشَّرِيفِ وَبِالزَّاهَاتِ
تَحْيِيكًا، تَهْجِرُ يَأْتِمُرُ حَازِرَانُ تُوْمَةً، فَإِنِّي لَطَرِيقِ الْخَيْرِ أَهْيَلُكَ -
اور کبھی شمر ولد الحرام کو تجھ سے دور کرتی ہیں اور کہتی ہیں اے شمر ملعون کیا تو تکلیف
دینا چاہتا ہے۔

يَا شَمْرُ لَا تَبْرَأْسَ السَّبْطِ إِنَّكَ لَعُنْدَ اللَّهِ لَشَانًا ائْتَشَّ بَارِيكَ -
اے شمر خدا سے ڈر اور اس کو ہماری خاطر چھوڑ دے۔ کہ خدا کے نزدیک اس
کا عظیم مرتبہ ہے۔

إِنْ تُشِيتَ نَفْسِي بِهِ بِالرَّوْحِ دُونَ كَمَا أُوشِيتُ مَا لَأَقَاتَ الْيَوْمَ نَفْسِيكَ -
اے شمر ملعون اگر تو میری جان چاہتا ہے تو مجھے اس کے عوضی قتل کر دے۔ اگر
مال چاہتا ہے تو ہم تجھے مال دے دیں گے۔ اور تجھے غنی بنا دیں گے۔

مَا رَأَى نَعْلًا أَوْ شَفِيقَةً مَارَأَى عِلْبَجْرَ الصَّبَابِي كَوَيْرَ عَيْكَ -
لیکن اس ولد الحرام نے امام مظلوم کے بچوں اور الحرم پر ذرا بھی رحم نہ کیا۔

مسئع ابن عبد الملک سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے مجھ سے پوچھا اے مسئع تم تو اہل عراق میں سے ہو کیا تم زیارت قبر حسین
سید الشہداء کے لیے جاتے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ کیونکہ میں بصرے کا ایک
معروف آدمی ہوں۔ میرے پڑوس میں ایسے لوگ رہتے ہیں کہ جن سے یہ خوف
رہتا ہے کہ اگر میں زیارت کو گیا تو وہ وائی بصرہ سے میری شکایت کریں گے۔

اور مجھے ضرر پہنچائیں گے۔ حضرت صادق آل محمد نے یہ سن کر فرمایا کہ افسس
تذکرہ صانع۔ آیا کیا تم امام حسین کی مصیبت یاد کر کے ٹنگیں و طول ہو۔ میں نے
کہا جی ہاں میں جب بھی مونی کو یاد کرتا ہوں تو اس قدر روتا ہوں اور مجھ پر اس

اس قدر جو جو رنج و الم ہوتا ہے۔ کہ میں کھانا پینا بھی ترک کر دیتا ہوں۔ اور میرے گھر والوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ میں غم امام حسینؑ میں رنجیدہ ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ رَحِمَ اللّٰهُ دَمْعَتَكَ يَا مَسْمَعُ یعنی کہ اے مسمع تم ان لوگوں میں سے ہو کہ جو ہمارے غم میں روتے ہیں اور ہماری خوشی سے شاد ہوتے ہیں۔ خداوند عالم تمہارے آنسوؤں پر رحم فرمائے۔ (از مترجم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ زیارت قبر امام حسینؑ کو نہیں جاسکتے ان کا امام مظلوم پر گریہ کرنا زیارت قبر امام حسینؑ کرنے کا مرادف ہے) اور اے مسمع جب تمہاری موت کا وقت آئے گا تو تم ہمارے ابا و طاہرین کو اپنے سر ہانے پاؤ گے اور وہ ملک الموت سے تمہاری سفارش کریں گے تو پھر ملک الموت تم پر تمہاری مادر مہربان سے زیادہ مہربان ہوں گے۔ یہ فرما کر امام علیہ السلام پر گریہ طاری ہوا اور امام علیہ السلام کے ساتھ میں بھی رونے لگا۔ امام علیہ السلام نے حمد خدا اور کی اور پھر فرمایا اے مَسْمَعُ اِنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمَاءَ لَتَبْكِيَا ه مَنذُ قَتَلَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ رَحْمَةً لَّنَا۔ اے مسمع زمین و آسمان ہم پر اس وقت سے روتے ہیں کہ جب سے حضرت امیر المؤمنین شہید ہوئے ہیں۔ اور فرمایا اے مسمع ہمارے جد مظلوم پر گریہ کیا کہ خدا تجھ پر رحم کرے۔ اور ملائکہ بھی ہم پر گریہ کرتے ہیں اور ان کے آنسو ابھی تک خشک نہیں بھرے ہیں چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ جب حضرت سید الشہداء علیہ السلام وشت کر بلا۔ لشکر اعداء میں محصور ہو گئے۔ تو پچاس ہزار ملائکہ نصرت کے لیے آئے مگر جب انہیں امام عالی مقام نے اذن نہ دیا تو وہ واپس چلے گئے خداوند عالم نے ان پر رحم کی کہ سرورِ تم با بن حبیبی وھو نقیصہ فلم یتصردہ۔ کہ میں نے تمہیں

اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کے پاس چھوڑا اور وہ قتل ہو گا۔ اس کی تم نے مد نہیں کی۔ پس تم بسوئے زمین جاؤ اور قبر حسین مظلوم تا قیامت رہو۔ اور قبر مطہر کی نگرانی کرو۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے۔

تمام کائنات امام حسینؑ کے غم میں گریاں ہوئی ہے۔ اور چار ہزار ملائکہ قبر مطہر پر موکل قرار دیئے گئے۔ تاکہ وہ روز قیامت تک مظلومیت امام حسینؑ پر گریہ کریں۔ (از ترجمہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ غم امام حسینؑ علیہ السلام میں گریہ کرنا ایسا ہے جیسے کہ امام عالی مقام کی معیت میں جہاد کیا ہو کیونکہ ملائکہ کو اذان جہاد نہیں ملا تھا) زمین و آسمان سب نے گریہ کیا۔ روز سوئم ماہ شعبان کو جو کہ روز ولادت حضرت سید الشہداء علیہ السلام ہے۔ دعاؤں کی کتابوں میں اس طرح وارد ہوا ہے۔ **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ الْمَوْلُودِ فِي هَذَا الْيَوْمِ الْمَوْعُودِ بِشَهَادَةِ قَبْلِ اسْتِهْلَاكِ وِوَلَادَتِهِ بِكَتَمَةِ السَّمَاءِ وَمَنْ فِيهَا وَالْأَرْضِ وَمَنْ عَلَيْهَا مَاطِطَاءً وَلَا يَبْتِئًا** یعنی خداوند عالم سے اس طرح سوال کرو کہ اس ذات اقدس کا واسطہ کہ جو اس تاریخ میں پیدا ہوئی۔ اور اس نے وعدہ شہادت جو کیا تھا پورا کیا۔ قبل اس کے کہ وہ پیدا ہو اس پر زمین و آسمان نے گریہ کیا اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ وہ سب کے سب گریہ کنان ہوئے۔

پس مصیبت امام حسینؑ علیہ السلام عجیب مصیبت ہے کہ جس نے واقعہ کو بلا رو تما ہونے سے پہلے دل عالم کیا ب کر دیا۔ آنکھیں آنسو برسائے لگیں ان تمام امور کی خبر سن کر آپ کی نادر گرامی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر کیا دالت گزری ہوگی۔ اور آپ کے پدر بزرگوار علی مرتضیٰ کے دل کا کیا حال ہو گا جب آپ کی

نگاہ امامت میں واقعہ کربلا مستحضر رہتا تھا۔

ابن قولیبر نے ابو جہد اشجد جدلی سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام حسین ان کے پہلو میں بیٹھے تھے۔

آپ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا يُقْتَلُ وَلَا يَنْصُرُهُ أَحَدٌ . یعنی کہ یہ شہید ہوں گے اور کوئی ان کی نصرت نہیں کرے گا۔ مقصد یہ ہے کہ گروہ قاتلان میں سے کوئی نصرت نہیں کرے گا۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین کہ ایسا کسی زمانہ میں واقع ہوگا آپ نے فرمایا ایسا ضرور ہوگا مگر تم صبر کرو۔ اس وقت حضرت امام حسین کم سن تھے۔ اور واقعہ رونما بھی نہیں ہوا تھا۔ لیکن اندازہ کیجئے کہ جب امام حسین شہید ہو گئے اور عزیز واقارب سب ہی قتل ہو گئے۔ تو حضرت سید سجاد علیہ السلام کے دل پر کیا گوری ہوگی کہ آپ نے شہیدوں کی لاشوں کو بے گور و کفن پڑا ہوا دیکھا اور چھوٹی زینب دام کلثوم اور بہنوں کو برہنہ سر دیکھا۔ لیکن صبر کیا اور بہ صبر سید سجاد عجیب صبر ہے۔

لَهَيْفَى لِي زَيْنَبُ وَالْيَتَامَى حَوْلَهَا
قَدَّ أَيْرُزْتُ مِنْ حَذْوِهَا وَخَبَلٌ هَا
وَعَدَّتْ تَنَادِي وَهِيَ حَرَى تَا كَلِ
وَالْحَزَنُ مُسْتَمِلٌ عَلَى أَعْضَاءِهَا

وا حسرتاً کہ حضرت زینب غاتون بحال پریشان خیمہ سے باہر نکلیں۔ اور تیمم و نالوں بچے گرد و پیش ساتھ ساتھ تھے۔ آپ نے انتہائی درد و حزن کے ساتھ اس قوم جفا پیشہ سے خطاب کیا۔

يَا قَوْمَ مَا أَذْنَبُ الصِّغَارِ لِيَتَزَلُّوا بِهِمُ الصِّغَارُ وَتَعْلَتُوا أَبَادًا هَا .

اے قوم نابکار، ان بچوں کی کیا خطا ہے کہ تم ان کو علانیہ ستا رہے ہو اور ان کو ذلیل و خوار کر رہے ہو۔

يَا وَيْلَكُمْ لَعَلَّيْتُمْ غُلَّ صَدْرُكُمْ قَتْلَ الْمَوَالِي الْيَوْمَ مِنْ كِبَرِ اِثْمِهَا۔
و اے ہو تم پر کیا تمہارے ستے ہماری عداوت سے ابھی تک پر میں کہ تم دشمنی پر اترے ہوئے ہو۔ کیا ہماری مردوں کو قتل کرنا کافی نہیں ہے۔

مَا وَتَعِبْ طَوْرًا بِالنَّوْصِيِّ وَتَارَةً مَتَّاجِرِي تَشْكُوْا اِلَى زَهْرَاهَا
کبھی حضرت زینب خاتون اپنے دل میں اپنے پر سے فریاد کرتی تھیں۔ کبھی اپنی مادرِ فاطمہ زہرا سے خطاب کرتی تھیں۔

يَا اُمَّيْ قَوْمِيْ مِنْ تَرَاكٍ وَشَاهِدِ اسْنَاكِ فِيْ اَشْرَاكِ ذَلَّ عِدَا عِيْهَا۔
اے مادرِ گرامی ذرا قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے قیدیوں کو دیکھئے کہ دشمنوں نے ان کو اپنے جالِ عداوت میں ایسے کیا ہے۔ اور ذلیل و خوار کیا ہے۔

قَدْ قَبِدُ وَهَا بِالْحَمْدِ يَدِ كَاثَرَهَا ، شَرُّ الْعَبِيدِ اَبْقَنَ مِنْ اَمْرَا عِيْهَا
اے مادرِ گرامی ہمارے بچوں کو ایسے کیا ہے سیدِ سجاد کو طوقِ دوزخ پر پہنایا ہے یا ضیعة الدنيا وضیعة اہلہا بعد الحسین وما لفنا رثہا۔

اس قوم جفاکار نے حسین کو کیا ہلاک کیا دنیا و اولاد کو ہلاک کر دیا۔
اَضْحَى يُزَيْدُ ذُو لِحْنَا وَابْنُ الرَّزَا فِيْ دَوْلَةٍ بِالْعِزِّ مِنْ اَمْرَا عِيْهَا
وَ اَبْنُ الرَّسُوْلِ مُرَّ مِلًّا بِدِ مَاعِيْهِ مُلَقًى عَلٰى بُوْعَا عِيْهَا
یزید ملعون پسرِ زنا نے دولت و عزت بادشاہی کے نش میں فرزندِ رسولِ خدا کو قتل کیا اور ان کی لاشِ مقدس کو زمینِ کربلا پر ڈال دیا۔

وَلَيْسَاءَ اِلِ اُمِّيْهِ فِيْ صَوْتِهَا حَصَوْنَهَا مَسْرُوْرَةً رِغْنَا عِيْهَا

وَبَاتَ أَحْمَدُ فِي السَّبَائِنِ الْوَرَى قَدْ أَبْرَتْ مِنْ خَدِّهَا وَجَاءَهَا
 آہ عورات، بنی اُمیہ محلات میں رہیں ان کو قصر میسر ہوں اور مینتہ کنیزیں ان کے
 سامنے محفل غنا آراستہ کریں اور دختران احمد مختار کو برہنہ سرخیوں سے باہر
 نکالا جائے۔ امیر کے لوگوں میں تشہیر کیا جائے۔

وَيَزِيدُ يَشْرِبُ فِي الْقُصُورِ زَالِهَا وَالسَّبْطُ يُسْقَى مِنْ نَجْعِ دِمَائِهَا
 آہ کہ زید بن معاویہ قصر اعلیٰ ہیں رہے اور آپ خوشگوار پیئے۔ اور فرزند
 پیغمبر خدا پانی کے عوض اپنے خون سے سیراب ہو۔

جاننا چاہیے کہ جو کچھ احادیث سے مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو مصائب
 انبیاء و اولیاء اللہ پر پڑتے ہیں۔ ان سے انبیاء و اولیاء خدا کے درجات میں
 بلندی عطا ہوتی ہے اور وہ تقرب خدا میں اور بھی آگے بڑھے ہوئے ہوتے
 ہیں۔ اور جیسا کہ سابق میں ذکر کیا جا چکا کہ ابتلاء سے درجات میں اضافہ ہوتا ہے
 یہ چیز بھی مد نظر رہے کہ خداوند غلیل کے نزدیک دنیا کوئی وقعت نہیں ہے اور
 نہ ہی قابل اعتبار ہے اسی لیے خداوند عالم نے اپنے دوستوں اور مقررین کے
 لیے دنیا جاوہر راحت قرار نہیں دی ہے بلکہ ان کے لیے دنیا صرف ایک سرے
 کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ جہاں مسافر ایک دو شب قیام کرتا ہے اور چلا جاتا
 ہے۔ اسی طرح دوستداران خدا کے لیے دنیا منزل کی حیثیت رکھتی ہے نہ کہ
 دائمی قرار کی جگہ ہے۔ پس دوستداران خدا ہمیشہ اپنی زندگی میں نکالیفتہ تعب
 میں رہتے ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ
 بِعَزَلَةٍ كَفَّةِ الْمِيزَانِ كُلَّمَا زِيدَ فِيْ اِيْمَانِهِ زِيدَ فِيْ مَلَايِكَةٍ -
 یعنی کہ مومن بمنزلہ پلہ ترازو ہے کہ اگرچہ ایمان کتنا ہی قوی ہو۔ اسی اعتبار سے

بلاؤ محنت یعنی اتلا قوی تر ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آکر وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدائے تعالیٰ کو دوست رکھتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا اِسْتَعَدَّ لِلْبَلَاءِ۔ کہ مصائب و امتحان کے لیے تیار ہو جا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں ارشاد فرمایا کہ اِسْتَعَدَّ الْفَقْرَ کہ فقر و ادا کے لیے آمادہ ہو جا۔ اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ کہ میں علی مرتضیٰ کو دوست رکھتا ہوں فرمایا کہ اِسْتَعَدَّ لِدَكْرَةِ الْاَعْدَاءِ کہ اس امر پر آمادہ ہو جا کہ تیرے دشمن بہت کثیر ہوں گے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی جلالت و منزلت و مرتبہ کس قدر زیادہ ہے (از مترجم پس اسی اعتبار سے آپ کے دشمن کی کثرت کس قدر ہوگی اس کا اندازہ لشکر کو فزوشام سے لگایا جا سکتا ہے کہ افواج اعداء کم سے کم تیس ہزار اور بروایت تین لاکھ تک بتلائی جاتی ہے اور آج بھی ان کے ہمنوا کثرت میں ہیں اور آج اگرچہ امام حسین علیہ السلام نہیں ہیں مگر ان کی عزاداری پر کس قدر لوگ مخالفانہ زبان کھولتے ہیں)

اسی اعتبار سے امام حسینؑ کا درجہ شہادت عظیم تر ہے۔ اگر کوئی دوسرا مرتبہ شہادت میں بلند تر ہے تو وہ انہی کے جد و پدر ہیں۔ باقی دوسرے اولیاء اللہ کی ابتلاء و شہادت ان کے اعتبار سے ہے۔ مگر حضرت امام حسینؑ سید الشہداء ہیں۔ اور ان بزرگوار کے مقابلہ میں مبتلاء و مصائب کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ جد ہو گئی۔ کہ ظالموں نے آپؑ سے مبارک تن سے جدا کیا اور شراب غوار کی محفل میں نذر کیا۔ اور یزید ملعون چوب خزان سے مبارک کے ساتھ بے ادبی کر رہا تھا۔

معتشم فرماتے ہیں :-

کو تباہ کن سخن کہ دل سنگ آب شد
کباب باد صبر و خانہ طاق تخراب شد
خاموشی معتشم کہ فلک بسکہ خون گریست
در دیدہ اشک مستعدان خون تاب شد
خاموشی معتشم کہ ز ذکرِ غم حسینؑ
بجریل راز روی پیغمبر حجاب شد
تا چرخ سفلیہ بود خطائی چنین نکرد
بایسح آفریدہ جفائی چنین نہ کرد

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اولیاءِ اشد پر جو مظالم گزرے ہیں ان کو سن کر پتھر کا دل بھی پانی پانی ہو جاتا ہے یعنی کتنا ہی انسان سنگ دل ہو مگر اس کا دل بھی متاثر ہوتا ہے۔

بادۂ صبر ہاتھ سے پھوٹ جاتا ہے اور طاقت جواب دے دیتی ہے۔
آسمان خون کے آنسو روتا ہے۔ اور مصائب سنتے والے خون کے آنسو روتے
ہیں۔ اشکِ خون میں بھرے دیدہ تر بار ہیں۔

اے معتشم خاموش ہو جاؤ کہ غم حسینؑ سن کر جریریل امین بھی ٹلگین ہیں اور ان کو
آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شرم آئی ہے۔ کہ چرخ کہن نے امام حسینؑ
پر ایسا ظلم و ستم کیا کہ کسی پر اس طرح کا ظلم نہیں ہوا۔ جانتا چاہیے کہ انبیاء و مرسلین
سب سے زیادہ مظلوم حضرت یحییٰؑ تھے ان کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ
کے بادشاہ کے پاس ایک عورت تھی اور اس عورت کے پہلے شوہر سے ایک

لڑکی بھی اس کے ساتھ آئی تھی۔ جب وہ عورت بوڑھی ہو گئی۔ اور اس نے بادشاہ کی توجہ اپنی طرف کم پائی تو اس لڑکی کے ذریعہ بڑھانا چاہی۔ مگر جیب بادشاہ نے حضرت یحییٰ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تجھ پر حرام ہے ایک دن بادشاہ نشت کی حالت میں تھا کہ اس فاحشہ عورت نے لڑکی آراستہ و پیراستہ کر کے بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے اس لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس عورت نے کہا کہ اس لڑکی کا تمہارے یحییٰ کا سر ہے۔ اگر تو یحییٰ کا سر اس کو پیش کرے۔ تو اس کو مہر مل جائے گا اور یہ تیرے تصرف میں آجائے گی۔ بادشاہ بد بخت نے حضرت یحییٰ کے قتل کا حکم دے دیا۔ جیب علماء کو خبر ہوئی تو انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ اگر ان کا خون زمین پر گرے گا۔ تو کوئی دانہ زمین پر نہ آگے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ یحییٰ کو قتل کر کے سر میرے پاس لاؤ اور ان کی لاشیں کوئیں میں گرا دو غرض کہ آپ کو قتل کرنے کے بعد سر بریدہ طشت میں بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ اور لاشیں کو کنوئیں میں ڈال دی گئی۔ خون ناحق نے کنوئیں میں سے جوش مارا۔ لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کی۔ یہاں تک کہ کنوئیں سے خون کا جوشس مارتا بند نہ ہو سب نے مل کر اس قدر مٹی ڈال کر اچھا خاصا میلہ بن گیا۔ یہاں تک کہ بخت النصر بادشاہ نے اس بادشاہ اور اس کے ساتھ ستر ہزار لوگوں کو قتل کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ بادشاہ کے ہر چند کہ متعدد ازواج تھیں اور اس زن پر نے اس لڑکی کو پیش کر کے یحییٰ کا سر جو عن مہر طلب کیا تھا۔ چنانچہ ۲۲ ۱۵۰۰ اس لڑکی کو پیش کیا گیا۔ بہر حال حضرت یحییٰ ایسے مظلوم نبی نہیں کہ ان کے قتل ہونے پر زمین و آسمان نے گریہ کیا ہے۔ لہذا آسمان

نے گریہ کیا ہے۔ واضح تر کہ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کبھی سے بہت ہی زیادہ درجہ مظلوم تھے۔ بلکہ امام حسینؑ پر جو مظالم ہوئے ہیں ان کا حضرت یحییٰؑ سے تقابل کرنا بالکل مناسب نہیں ہے۔ امام حسینؑ کا سر مبارک قطع کیا گیا انگشتری کی خاطر آپ کی انگشت مبارک قطع کی گئی۔ لاشیں مہر پر گھوڑے دوڑا دیئے گئے لاشیں مبارک بائٹھال سم اسپان ہوئی۔ اور طرفیہ کہ آپ کی لاش ریگ گرم پر خاک و خون میں غلطاں پڑی رہی۔ آپ کے المہر میں تین دن سے پیاسے ان مظالم کو دیکھتے رہے۔ آپ پر آسمان رویا۔ زمین روئی۔ ملائکہ اور قوم جن نے ماتم کیا اور قیامت تک دنیا میں ماتم ہوتا رہے گا۔

صف انبیاء میں حضرت ابراہیمؑ ایک ایسے ہی ہیں کہ جن کو آتش میں ڈالا گیا۔ مختصر سا واقعہ یہ ہے کہ (از ترجمہ) کہ جب ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑ کر چکنا چور کر دیا۔ اور قوم نمرود کو خیر ہوئی تو لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو گرفتار کر لیا اور دریافت کیا کہ ایاتم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا
 قَالَ بَلْ فَعَلُوا كَمَا كَانَ آدَمُ الْبَشَرِ
 یعنی ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ان بتوں (خداؤں) کے بڑے (خدا) نے یہ حرکت کی ہے۔ یہ بت بول سکتے ہوں تو انہی سے دریافت کر لو۔ اور چونکہ انبیاء کے ہدایتی کام منجانب خدا ہوتے ہیں پس آپ نے سچ کہا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دو یہ آگ میں ڈالنے کی تجویز ایک شخص نے پیش کی تھی اور وہ فارس (ایران) کا رہنے والا تھا یہ جلد اس کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ وہ شخص زمین دھنس گیا بہر حال نمرود نے ایک ٹیلہ پر ایک ماہ تک لڑکیاں جمع کرائیں اور اس میں آگ روشن کر کے جب وہ آتشکدہ آگ بن گیا ابراہیمؑ علیہ السلام کو ایک گوجن میں رکھ کر بھیجا گیا

لیکن جب غیبِ خدایا کی طرف ہوا میں جا رہے تھے۔ تو ملائکہ میں ایک شور و غوغا برپا ہو گیا۔ جس پر جبریل آئے اور عرض کیا یا غیبِ خدا کوئی حاجت ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ آخر کار خدا نے آگ کو حکم دیا۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۶۹) ملاحظہ ہو کہ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔ بس آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی۔ نبرد نے اپنے محل کی چھت پر جا کر ٹیلہ کی طرف منگاہ کی تو آگ سرد ہو گئی تھی۔ اور ایک چمن بن گئی تھی اس نے دیکھا کہ ابراہیم بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے ایک خوب رو جوان بیٹھے مسکرا رہے ہیں۔ اور دونوں کے درمیان ایک طلائی ستوار کھڑی ہوئی ہے۔ یہ حیران رہ گیا اور بے ساختہ بولا کہ ابراہیم خدا کو پسند ہیں۔ اس طرح خدا نے حقیقی کال سے علم ہوا۔ لیکن وہ بد بخت اپنی خدائی کے دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوا۔ اس مقام پر سوال ہو سکتا ہے کہ وہ کون تھا کہ جو ابراہیم کے سامنے بیٹھا تھا۔ خداوند عالم تو جسم و جسمانیات سے مبرا و پاک ہے اور کسی ایک جگہ سے وہ متحد نہیں ہو سکتا۔ پس خدا تو نہ تھا جبریل بھی نہ تھے کیونکہ ابراہیم نے ان کی مدد قبول نہیں کی تھی۔ پس وہ ولی کائنات حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے کہ جو اس عالم میں بھی انبیاء کے مددگار تھے۔ اللہم صل علی محمد و آل محمد۔ از منہم حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسمعیل کو ذبح بھی کرنے کے لیے لٹایا اور گویا اپنے نزدیک ذبح کر ڈالا مگر ان کی جگہ و نیز ذبح ہو گیا اور اسمعیل قربانی سے بچ گئے۔ اور حقیقت ذبحِ عظیم امام حسین علیہ السلام میں کہ جو خود بھی ذبح ہوئے اور بہتر قربانیاں اپنی شہادت کے ساتھ پیش کیں۔

حضرت ایوب یغیرہ خدا نے بھی ابتلاء میں قدم رکھا ہے۔ آپ کے جس قدر

زخم تھے سب مرہم پذیر تھے۔ لیکن حضرت سید الشہداء کے جسم مبارک پر ایک ہزار نو سو اکیاون زخم لگے تھے جسم اطہر زخموں سے چور چور خفا۔

صف ایبیا میں حضرت یونس ایسے نبی ہیں کہ جن کا خداوند عالم نے امتحان لیا ہے۔ (از ترجمہ حضرت یونس بن ہنی ثمر موصل کے قریب نینوا کے رہنے والوں پر تیس برس کی عمر میں نبی مبعوث ہوئے۔ آپ کی تئیس سالانہ تبلیغ کے نتیجے میں دو شخص ان کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ آخر کار تنگ ہو کر آپ نے ان لوگوں کے

حق میں بددعا کی اور خدا سے ان کے لیے عذاب مانگا۔ آپ نے خدا کے حکم سے عذاب کے نازل نہ ہونے پر کچھ عرصہ صبر کیا آخر کار حکم خدا ہوا کہ ماہ شوال میں عذاب ہوگا۔ جناب یوسفؑ نے اس کا اعلان کر دیا۔ روہیل نے قوم سے کہا کہ یونس پر ایمان لاؤ ورنہ تم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے لوگ گریہ وزاری میں مشغول تھے کہ آخر وقت عذاب آیا مگر توبہ کرنے سے ٹل گیا۔ جناب یونس پہلے ہی

گھر سے باہر چلے گئے تھے۔ دوسرے دن یونس اس خیال میں واپس ہوئے کہ سب لوگ تباہ ہو چکے ہوں گے۔ لیکن شہر میں داخل ہوتے وقت لوگوں کو چلتے پھرتے دیکھا اور سمجھے کہ عذاب نہیں آیا ہے۔ یہ خیال کر کے کہ میری قوم مجھے کاذب کہے گی۔ شہر کی راہ چھوڑ کر دریا کی طرف چلے گئے۔ تو اس وقت روہیل نے کہا کیوں میری رستے صحیح نکلی کہ تیری۔ اس نے جناب یونس کو یہ رستے دی تھی کہ عذاب کے

نازل ہونے کا اعلان کرنے میں جلدی نہ کریں۔ جناب یونس اس سے الگ ہو کر کشتی میں بیٹھے۔ کشتی تھوڑی دیر کے بعد گرد آب میں پھینچی اور ڈوبنے کے قریب ہو گئی۔ ناخدا نے کشتی بولا کہ اس میں کوئی غلام اپنے مالک سے ناراض ہو کر سوار ہو گیا ہے۔ یہ اس کا اثر ہے۔ جناب یونس نے فرمایا کہ ہاں میں وہ غلام

ہوں۔ بعدہ ان ہی کے نام پر قرعہ بھی مکمل آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے کشتی سے چھلانگ لگائی اور ایک مچھلی کے شکم میں مقید ہو گئے۔ کئی روز آپ اس کے شکم میں رہے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ تین یا سات دن چالیس دن شکم ماہی میں رہے آپ نے تسبیح خدا پڑھی اور پھر مچھلی کے شکم سے نجات ملی اور چالیس روز کے بعد اپنی قوم گئے جنہوں نے ان کی تصدیق کی اور پھر آپ وہاں رہنے پہنچے۔

آپ کے جسم مبارک کی کھال ختم ہو گئی تھی آپ سورج کی حریت تھیں برداشت کر سکتے تھے۔ خداوند عالم نے کدو کی بیل پیدا کی اور چشمہ آب جاری کئے۔ اور سایہ درخت اور ان چشموں کے پانی سے صحت ہوئی اور چالیس روز کے بعد اپنی قوم میں واپس آئے پھر سب نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔

واسترا۔ امام حسینؑ کا امتحان عجیب تر تھا کہ زخموں کی حالت میں زمین کو بلا رنگ گرم پر لاش مہر نشان رہی۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے جد بزرگوار نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّمَا مِثْلُكَ مِثْلُ يُونُسَ اِذَا اَخْرَجَهُ اللهُ مِنْ بَطْنِ الْحُوتِ تَهَارِي مِثْلُ يُونُسَ كِ مِثْلُ هِے كِ خدائے تعالیٰ نے اس کو بطن ماہی سے نجات دی اور اس کے لیے درخت کدو اور پانی کے چشمے جاری کئے۔ پانی بھوٹ پڑا۔ مگر امام حسین علیہ پر پانی بند تھا اور شمشیر و تلوار ریزے اور تیر کے زخموں سے نہ ہال تھے۔

اَسْفَى لِعَارِ شَيْلٍ يُونُسَ بِالْعَرَاءِ يَقْطِينُهُ فِيهِ جَنَاحُ الْاَنْسَرِ
 افسوس ہے کہ بر مظلومی حضرت سید الشہداء علیہ السلام کہ آپ کا لباس تار تار ہو گیا تھا۔ اور لاش مہر زمین پر پڑی تھی۔ حضرت یونسؑ نیز خدا برہنہ تھے لباس

سے خالی تھے۔ اور درخت کدو کی ڈالیاں اور پتے چشم پوشی کر رہے تھے۔

فَايُكُوْا قَيْدًا مِّثْلَ مَيْحِي مَالَهُ اَحَدٌ سَمِيٌّ فِي قَدِيْمِ الْاَعْصَرِ
پس گریہ کرو اس مظلوم پر کہ جو مثل کجی مظلومیت کی حالت میں شہید ہوا۔ اور ایک
بھی مثل سید الشہداء مظلوم نہیں گزرا؛

اَيُّكُوْا حَسِيْنَ الطُّهْرَيْنِ قَدْ شَمَّتْهُ فِي تَحْرَةِ مَالِيْسٍ شَمَّ الْعَنْبِيْنَ
حضرت امام حسینؑ مظلوم کہ بلا کی مصیبت میں گریہ کرو کہ حضرت رسول خدا ان مظلوم
کے گلوئے مبارک کے ہوسہ لیتے تھے ان سے اور مثل غیر خوشبو آئی تھی۔

اَيُّكُوْا شَهِيْدًا بِالِدِّمَاءِ مَرْمَلًا وَّ دَمًا يَكْتُهُ اَعْيُنُ الْمَدِيْنَةِ
گریہ کرو شہیدینو اور گریہ کرو جس کا بدن مبارک لہو لہان تھا۔ اور اس پر آیات قرآنی

برساتی ہیں۔

اَيُّكُوْا اَحَدًا يَلْاَحُوْلُهُ الْاَيْتَامُ مِنْ مَّمَسَّاكِ فِي عَضْرَةٍ وَمَعْفَرٍ
اس مظلوم گریہ کرو کہ امام حسینؑ مظلوم کا زمین پر پڑے ہیں۔

اَيُّكُوْا الْجَمَّانِ الْحُسَيْنِ كَمْ صَحَفَتْ فِيهِ جُرُوْحُ السَّيْفِ مِثْلَ الْاَسْطَرِ
آہ آہ رُو و اس امام مظلوم پر کہ جس کا بدن مبارک زمین پر مثل اور اقی قرآن بکھرا

پڑا تھا۔ اور ان کے جسد مبارک پر اس قدر زخم تیز و تلوار تھے کہ جیسے سطور کتاب
ہوں۔

لَوْ يَنْطِقُ لِقُرْآنٍ سَاعَةً ذِيْجَهْ لَمَعَا خَيْرًا نَابِصَوْتِ جَهْوَدِيْ
خدا اگر قرآن کلام کرتا۔ بولتا تو یقیناً لوگ اس کو بھی قتل کرتے اور قرآن باواز

بلند خبر قتل امام حسینؑ دیتا۔

اَيُّكُوْا لَهٗ وِيْنَاتُهُ كِبَنَاتٍ نَعِيْشٍ لَّدُنْ قِيَهٗ مِنْ نِبَاتِ الْاَوْيْرِ
لَدُنْ قِيَهٗ مِنْ نِبَاتِ الْاَوْيْرِ

ذرا اس حالت کا تصور کرو کہ حسینؑ کی یتیم لڑکیاں لاشیں مطہر کے گرد جمع ہیں اس طرح جیسے نبات النعش آسمان پر جمع ہیں۔ لاشیں امام منظلوم مثل قطب ہے۔

جو مر کر بنی ہوئی ہے اور یتیم بچے چاروں طرف بالہ بناٹے ہوئے ہیں۔
 اَبْكُوا نَحِيْرًا صَحْبِهِ بَعْدَ الْمَتَا حِرِّ خَدَّ لَوْ اَفْكُوْضْعَابَا بِالْمَتَحْرِ

یعنی کہ اشکِ خونی برساؤ اپنے ویدہ تر سے امام حسینؑ پر کہ آپ کے اصحاب مانند شتر ہاؤ قربانی تحر کر دیئے گئے۔ اور وہ مقفل میں پڑے ہوئے ہیں۔

اَبْكُوا الظَّالِمِ مَدْحُهُ لَمْ يَحْصُ . لَوْ كَانَتْ لَهُ جِرَامِيَاةُ الْاَبْحِرِ

اس تشنہ کام پر گریہ کرو کہ وہ بیاسا شہید ہوا۔ اگر تمام فریاسیہا بن جائیں اور اس منظلوم کی مدح دستائش رقم کی جائے۔ تب بھی اس محدودی کے فضائل رقم نہیں کئے جا سکتے۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غرود نے آگ میں ڈالا مگر یہ بھی ابتداء ابراہیمیؑ کی ایک صورت تھی۔ اس کے علاوہ آپ اپنے فرزند اسمعیل کو حج کے موقع پر ذبح کرنے پر مامور کیسے گئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (سورۃ الصفت

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۹ ملاحظہ ہوں) ایک دفعہ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند اسمعیل سے کہا کہ میں خواب میں (وحی کے ذریعہ) کیا دیکھتا ہوں کہ میں خود تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو تم بھی خود غمور کرو تمہاری اس میں کیا رائے ہے۔ اسمعیل نے کہا یا ابا جان

جو آپ کی حکم ہوا ہے اس کو (یے تامل) بجا لائیے) اگر خدا نے چاہا تو مجھے آپ صبر کرنے والوں سے پامیٹی گے۔ پھر جب دونوں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تو حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسمعیل کو نے کہ مقام منیٰ میں لے گئے۔ حضرت اسمعیل اس وقت تیرہ برس کے تھے۔ مگر حضرت اسمعیلؑ نے بھی ایسا صبر دکھلایا

کہ ملائکہ بھی حیران رہ گئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند کو لے کر جا رہے تھے تو راستہ میں ابلیس ایک مروپیر کی شکل میں آیا اور حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ اے ابراہیمؑ تم اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے لے جا رہے ہو اور کیا تم خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرو گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے جواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے فرزند اسمعیلؑ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ وہ بولا یہ خواب خیال ہے۔ اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ دور ہو جاؤ تو ابلیس ہے۔ میرا خواب بجز لڑوی ہے کیونکہ نبی کی خواب وحی کے حکم میں ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وہ چلا گیا پھر حضرت اسمعیلؑ کی پاس پہنچا ان کو بہکانے کی کوشش کی مگر حضرت اسمعیلؑ پر بھی اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ ابراہیمؑ و اسمعیلؑ، دونوں ہی اللہ کے مخلصین بندے تھے۔ اور مخلصین بندوں پر انجوا شیطان کا اثر نہیں ہوا۔ پھر ابلیس مایوس ہو کر جناب اسمعیلؑ کی والدہ ہاجرہ کی طرف گیا۔ وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں۔ اس نے ان سے کہا کہ ابراہیمؑ تمہارے بیٹے کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ اور عنقریب ذبح کر ڈالیں گے۔ اس پر جناب ہاجرہ نے کہا کہ ابراہیمؑ رحم ترین انسان ہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو ذبح کر دیں گے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو وہ نبی اللہ ہیں ان کا ہر کام وحی الہی کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے طوائف تمام کیا اور جلدی سے مٹی کی طرف گئی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

فَكَانِي أَنْظُرُ إِلَيْهَا مُسْرِعَةً فِي الْوَادِي رَاضِعَةً يَدُهَا عَلَيَّ رَاسِهَا۔

یہی گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ مادر اسمعیل اپنے ہاتھ سر پر رکھے ہوئے فریاد کنان
 دوڑتی جا رہی ہیں۔ اور کہتی جاتی ہیں۔ رَبِّ لَا تُؤَاخِذْ بِنِيءِ عَمَلَاتِي۔
 خدایا میرا مواخذہ میرے اعمال کے بارے میں نہ کر مقصد یہ تھا کہ میں امتحان
 دینے کے قابل نہیں ہوں کیونکہ براہیم نبی درگول ہیں۔ مقام منیٰ میں پہنچیں تو
 فرزند کو صحیح و سلامت پایا اور اسمعیلؑ کی جگہ ایک گوسفند (دنبہ) فروخ کیا ہوا دیکھا
 حضرت اسمعیلؑ نے سارا واقعہ سنایا آپ نے پیٹے کو گلے سے لگایا۔ لیکن
 جب اسمعیلؑ کے گلے پر نظر پڑی تو آپ کی گردن پر پھری کی خراش دیکھی۔ پس
 یہ خیال کر کے کہ اگر کہیں اسمعیلؑ ہی کی گردن پر پھری چلی ہوتی اور دنبہ نہ آتا تو کیا
 ہوتا۔ جناب ہاجرہ پر اس قدر صدمہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا سے رخصت
 ہو گئیں۔ ہوا یہ تھا کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ کو فروخ کرنے لٹایا اور
 ان کے گلے پر پھری پھری تو حضرت جبرئیلؑ نے خدا کے حکم سے پھری پلٹ دی
 تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ تو آواز آئی کہ قَدْ صَدَّقَ الرَّؤُوسُ يَا ج۔ یعنی کہ
 اے ابراہیمؑ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اب تم دونوں کو بڑے مرتبہ ملیں گے
 ہم نیکوں کو یوں ہی جزا دیا کرتے ہیں اور بے شک یہ بڑا اور سخت امتحان تھا
 اور ہم نے اسمعیلؑ کا فدیہ ایک فزح عظیم قرار دیا ہے۔ (از مترجم۔ بظاہر دنبہ
 فزح ہوا۔ اگرچہ یہ بہشتی دنبہ تھا مگر حیوان مطلق حیوان ناطق یعنی انسان سے افضل
 نہیں ہے تو پھر حضرت اسمعیلؑ تو نبی امم ہیں ان سے افضل ہونا کیا معنی ؟
 پس وَقَدْ يَنْدُبُ بِنِيءِ عَمَلَاتِي سے امام حسینؑ کا شہید ہونا مراد ہے
 گویا کہ خواب ابراہیمؑ کی تعبیر شہادت امام حسینؑ علیہ السلام ہے اور اسی لیے آنحضرت
 کی ذریت میں امامت برقرار ہے، بہر حال حضرت اسمعیلؑ ذبح ہونے سے پنج

گئے مگر مادر اسمعیل گلوے نازنین پر محض نشان خراش دیکھ کر بے چین ہو گئیں اور ضبط نہ کر سکیں دامن صیر ماٹھ سے پھوٹ گیا۔ تو اندازہ فرمائے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا کیا حال ہوا ہو گا کہ جب آپ نے اپنے نوجوان فرزند شبیہ رسول خدا کو خاک و خون میں تر پٹے دیکھا ہو گا۔ اور حضرت زینب خاتون کی کیا حالت ہوتی ہو گی۔ حالانکہ اسمعیل وقت ذبح کفن پہننے نہ تھے اور حضرت علی اکبر کو امام حسین اور حضرت زینب خاتون نے وقت رخصت کفن پہنایا تھا۔ اور متقل کی طرف روانہ کیا تھا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت عباس علمدار علیہ السلام ہر فرات کے کنارے شہید ہو گئے۔ تو سولے علی اکبر کوئی دوسرا نہ تھا۔ کہ جو میدان قتال میں جاتا صرف امام حسین کی اولاد باقی تھی۔ بنا پر مشہور امام حسین علیہ السلام کے تین فرزند تھے۔

(۱) علی اکبر

(۲) علی اوسط

(۳) علی اصغر

لیکن علی اکبر کہ وہ سید الساجدین امام زین العابدین ہیں جو کہ روز عاشورا عزم سخت علیوں و میار نھے۔ میدان جہاد میں جانے کی طاقت نہ تھی۔ اور علی اصغر ہی وہ طفیل شیر خوار ہیں کہ جو حرطہ کے تیر نطم سے شہید ہوئے۔ یہ بس علی اوسط نے (جو علی اصغر کی نسبت سے علی اکبر مشہور ہیں) میدان قتال میں جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ علماء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ علی فرزند امام حسین جو کہ بلا میں شہید ہوئے حضرت امام زین العابدین سے

بڑے تھے یا ان سے چھوٹے تھے۔ مگر قول مشہور یہ ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کہ جن کا نام علیؑ تھا۔ جناب علیؑ اکبرؑ (شہید کربلا) سے بڑے تھے۔ ابن ادریس جو کہ علماء شیعہ میں سے ایک مشہور عالم ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ حضرت علیؑ اکبرؑ بڑے تھے۔ بہر حال یہ متفقہ حیثیت ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہی اولاد امام حسینؑ میں سب سے بڑے تھے حضرت علیؑ اکبرؑ علیہ السلام نوجوان تھے اور حسن و جمال میں شبیہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جب کبھی لوگ زیارت رسول خدا کے متناقض ہوتے تو اس شہزادہ کی زیارت کیا کرتے تھے۔ بروایت محمد ابن ابی طالب الموسوی حضرت علیؑ اکبرؑ اٹھارہ سالہ جو ان وقت تھے خانہ امام حسینؑ میں مثل ماہ کامل تھے۔ اور یہ مشہور تر تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی لیلیٰ تھا۔ جو ابی مرثد بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی تھیں۔ اور لیلیٰ کا کوئی بھائی نہ تھا۔ بعض روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ اکبرؑ علیہ السلام بنی ہاشم میں پہلے شہید ہیں یعنی روز عاشورا ہاشمیوں میں سب سے پہلے علیؑ اکبرؑ شہید ہوئے ہیں۔ اس روایت کی تائید زیارت حضرت امام حسینؑ سے ہوتی ہے کہ **الَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلَ قَتِيلٍ مِنْ نَسْلِ خَيْرِ سَبِيلٍ** بنا بریں ابوالفرج اصفہانی تحریر فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم میں حضرت علیؑ اکبرؑ پہلے شہید ہیں لیکن یہ مشہور تر ہے کہ آپ آخری شہید ہیں کیونکہ یہ بات ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ حضرت جہاد علیہ السلام اور دوسرے جان نثاروں نے آپ کو اپنی موجودگی میں میدان قتال میں جلنے دیا ہو۔ لہذا حضرت علیؑ اکبرؑ حضرت علیؑ اصغرؑ سے پہلے شہید ہوئے ہیں اور بعدہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ اس طرح حضرت علیؑ اکبرؑ آخری شہید ہیں۔

ایک مرتبہ معاویہ ابن ابی سفیان نے اپنی خاص مجلس میں اپنے ماحصرین سے پوچھا کہ بتاؤ اس وقت امر خلافت رسول خدا کا سب سے زیادہ سزاوار اور مستحق ترکون شخص ہے۔ لوگوں نے جب ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ تو معاویہ نے خود کہا کہ اَوَّلِي النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ عَلِيٌّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عَلِيُّ حَبَدَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَبَيْنَهُ شِجَاعَةُ بَنِي هَاشِمٍ وَسَخَاوَةٌ بَنِي أُمَيَّةٍ وَذَهْوٌ ثَقِيفٌ كَيْبَةَ لَأَتْقَى تَرِيْنِ شَخْصِ عَلِيِّ كَبْرٍ الْحُسَيْنِيُّ هِيَ۔ ان کے جدر رسول خدا ہیں اور بنو ہاشم کی شجاعت بنو اُمیہ کی سخاوت، اور بنو ثقیف کی وجاہت، یہ تمام صفات ذات حضرت علی اکبرؑ میں پائی جاتی ہیں۔ بس آپ امر خلافت کے مستحق ہیں۔ ابو الفرج اصفہانی کہتے ہیں کہ اس سے معاویہ کی مراد حضرت علی اکبرؑ ہیں کہ جو کہ بلا میں شہید ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت علی اکبرؑ ہی کا نہیال بنی ثقیف ہیں نہ کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا۔ یہ بھی مروی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے اس پوتے سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔ ابن ادریس حلی نے لکھا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس شہزادہ کی شان میں فرمایا تھا۔ لَمْ تَرَعَيْنَ نَظْرَتَ مِثْلِهِ مِنْ حُخْفِ مِيشِي وَلَا نَاعِلٍ كَمَا كَسَى أَنْكَحَ نَاسِ كَمَا مَثَلُ نَهَيْمٍ دَكِيحًا۔ آپ کی نہمادت کا احوال جو تمام روایات سے مستفاد ہوتا ہے یہ ہے کہ جب حضرت علی اکبرؑ نے اپنے پدر بزرگوار کی بے کسی و بے یاری دیکھی تو آپ حاضر خدمت ہوئے۔ سلام آ کر بجالا کر عرض کیا بابا جان، اب تو کسی اہل علم نہیں دیکھی جاتی۔ دل سوختہ ہو رہا ہے۔ جگر شاق ہو رہا ہے۔ پتھوں کی صدائے العطش نہیں سنی جاتی اے بابا جان اب مجھے بھی اذن جہاد عطا ہو۔ بعض کتب مقاتل میں ہے کہ جب ستم زدہ اور بیگس اہل علم

کو ایہ خبر ہوئی کہ نور نظر حسین علی اکبرؑ زینتؑ کی گود کا پالا علی اکبرؑ ام لیلیٰ کا نور دیدہ علی اکبرؑ مرنے جا رہا ہے۔ ایک کہرام برپا ہو گیا۔ نادر و شیون کا شور اٹھا۔ و اعلیٰ اکبر کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ و امجدہ کی فریاد ہونے لگی۔ ہنسیں ٹپنے لگیں الہمؑ نے علی اکبرؑ کے گرد اگرد حلقہ بنا لیا اور دل بھر کے زیارت شہید رسولؐ کرنے لگے ذرا اندازہ کیجیے کہ الہمؑ جاتے تھے کہ جو بھی مقتل کی طرف گیا واپس نہیں آیا حسینؑ لاسٹس لے کر آئے ہیں۔ علی اکبرؑ کو الہمؑ نے وداع کیا۔ آخر کار حضرت علی اکبرؑ شیر سے نکلے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے بھرے گھر سے جنازہ نکلتا ہے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے۔ امام نے چہرہ علی اکبرؑ پر نظر کی۔ پھر رسول خداؐ کی آخری زیارت تھی۔ علی اکبرؑ عقاب پر سوار ہوئے۔ امام حسینؑ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور بارگاہ خدا میں اس طرح عرض کیا۔ اللّٰهُمَّ اَشْهَدُ عَلٰی هَوْلِ اَعْقَابِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ الْيَهُودَ غُلَامًا مَّشَبَّهُهُ النَّاسُ خَلْقًا وَخُلُقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُولِ اللّٰهِ یعنی کہ خدایا تو گواہ رہے ان لوگوں پر کہ اب ان کی جانب میرا وہ نور نظر میرا وہ فرزند جا رہا ہے کہ جو تمام لوگوں میں خلق و اطوار، صورت و سیرت، رفتار و گفتار میں تیرے رسولؐ کی شبیہ ہے۔ گناہا اِذَا اسْتَقْنَدَ اِلٰی نَبِيِّكَ نَظَرْنَا اِلَيْهِ۔ یعنی کہ اے خداوند! میں جب تیرے نبیؐ کی زیارت کا مشتاق ہوتا تھا تو میں اپنے اس فرزند کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ آج میرا یہ بیٹا مرنے جا رہا ہے۔

اس کے بعد آپ نے عمر بن سعد ملعون کو پکار کے کہا اے پسر سعد جس طرح تو نے قطع رحم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اس کی سزا دے تو نے خاندان رسالتؐ کی حرمت ضائع کر دی اور کوئی رعایت نہیں کی۔ پھر امام مظلوم نے ان آیات مجیدہ تلاوت کی۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّتَهُ ۚ بَعْضُهُمْ أَمِنُ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ -

(سورۃ آل عمران آیات ۳۳، ۳۴)

یہے شک خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو سارے جہاں سے برگزیدہ کہا ہے۔ بعض کی اولاد کو بعض سے اور خدا سب کی سنا اور سب کچھ جانتا ہے) آپ کا ان آیات کی تلاوت کرنے کا مقصد یہی تھا کہ تم وہ ہیں کہ تمہیں سارے عالمین میں برگزیدگی حاصل ہے۔ اور میرا فرزند اس لیے اور زیادہ برگزیدہ ہے کہ شبیر رسول خدا حضرت علی اکبر میدان جہاد میں پہنچے جب لشکر عمران سعد ملعون نے شہزادہ کا جمال اور حسن دیکھا نحویرت رہ گئے اور انگشت بدندان تھے کہ حسین نے اس فرزند کو بھی مرنے کے لیے بھیج دیا۔

حضرت علی اکبر نے رجز پڑھا:

عَنْ وَبَيْتِ اللَّهِ أَوْلَىٰ بِاللَّيْتِي

أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ

بیت اللہ کی قوم ہم ہی رسول خدا نبی کی اولاد ہیں

میں حسین ابن علی کا فرزند ہوں،

أَضْرِبُكُمْ بِالْمَسْبُوفِ أَحْمَىٰ عَنْ أَبِي

أَطْعَمَكُمْ بِالرَّمِيحِ حَتَّىٰ يَنْثَنِي

میں تم لوگوں کو اپنے نیزہ سے مارتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ وہ ٹیرھا ہو جائے۔ اور

میں تمہیں اپنی تلوار سے مار رہا کہ اپنے بابا کی حمایت کر دوں گا۔

وَاللَّهِ لَا يَخِيكُهُمْ فِينَا ابْنُ الدَّعِي

ضَرَبَ غُلَامٌ هَاشِمِيٌّ عَلَوِيٌّ

میں تم لوگوں کو ہاشمی علوی جوان کی طرح مار۔ ماروں گا۔ خدا کی قسم پھر زیاد و لد الحرام

ہم پر اپنا حکم نہیں پلا سکتا۔ اور ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ اس کو حاکم مان کر ذلیل و رسوا

ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس قوم بے جیہاد پر حملہ کیا اور ابن سعد کے لشکر کے

ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس قوم بے جیہاد پر حملہ کیا اور ابن سعد کے لشکر کے

میمنہ اور میسرہ میں ہل چل ڈال دی۔ بعض روایات میں ہے۔ **كَانَ أَهْلَ الْكُوفَةِ يَتَّقُونَ قَتْلَهُ**۔ یعنی کہ اہل کوفہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کریں۔ لہذا وہ وہ گریز کر رہے تھے۔ حمید بن مسلم واقعہ نو بیس لشکر ابن سعد لکھتا ہے کہ **مَا رَأَيْتُ اشْتَبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ** یعنی کہ میں نے علی اکبر سے زیادہ رسول اللہ سے مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ جناب علی اکبر کے حملوں نے عمر ابن سعد کے لشکر کے میمنہ اور میسرہ میں ہل چل چھادی تھی۔ اور تین دن کی پیاس کے باوجود آپ نے ایک سو بیس منافقوں کو واصل جہنم کیا۔ اور دشمن کی فوج کو پسا کر دیا۔ جب پیاس اور تیز دھوپ اور زخموں نے نڈھال کر دیا تو ایک مرتبہ آپ نے گھوڑے کی نگام کو خیمہ کی طرف موڑا۔ آپ خیمہ میں تشریف لائے۔ اور اپنے بابا جان سے عرض کیا **يَا آيَةَ الْعَطَشِ قَدْ قَتَلُوا وَقَتْلُ الْحَيِّدِ أَجْهَدُ نِي فَهَلْ إِلَى شَرِيَةٍ مِّنْ مَّاءٍ سَبِيلٍ أَتَقَوِّي بِهَا عَلَى الرَّعْدِ أَيْ**۔ یعنی کہ اے بابا جان پیاس مجھے قتل کر رہی ہے اور اسلحہ کی پیش اور بھی زیادہ پریشان کر رہی ہے۔ آیا ممکن ہے۔ کہ ایک جام آب مل جائے تاکہ میں بھی دشمن کے مقابلہ میں قوت کا مظاہرہ کر سکوں۔

لیکن افسوس کہ امام حسین علیہ السلام اپنے صبر کا امتحان دے رہے تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ **يَا غوثاهُ يَا بُنْتِي اِصْبِرِي قَلِيلًا لِّيَسْقِيَكَ جِدًا كَ شَرِبَةٍ لَا ظَمَاءَ بَعْدَهَا**۔ یعنی کہ اے علی اکبر تجھڑی دیر اور صبر کرو پھر تمہارے جد بزرگوار ساقی کو نثر آب کو نثر سے میرا ب کریں گے۔ اور پھر کبھی تم پیاس نہیں ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ امام حسین نے فرمایا کہ اے فرزند تمہارے باپ پر یہ کس قدر گران و سخت ہے کہ تم سوال آپ کر رہے ہو اور میں نہیں سیراب

مجھ نہیں رکھتا۔ تم اپنی زبان میرے منہ میں ڈال دو۔ حضرت علیؓ نے اپنی زبان امام کے دینی مبارک میں رکھی تو محسوس ہوا کہ امام علیؓ سلام کی تشنگی کچھ زیادہ ہی ہے۔ امام حسینؓ نے فرمایا اچھا بیٹا اس انگوٹھی کو اپنے منہ میں رکھ لو تشنگی کم ہو جائے گی۔ حضرت علیؓ نے وہ انگوٹھی اپنے منہ میں رکھی۔ قدرے سکون آیا۔

امام حسینؓ نے فرمایا کہ علیؓ اکبر پھر میدان میں جاؤ تمہارے دادا علیؓ حوض کوثر پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ شہزادہ علیؓ اکبر پھر میدان میں گئے۔ اور پھر ابھرم نے علیؓ اکبر کو وداع کیا۔ اور درخیزہ پر منظر رہے کہ علیؓ اکبر دوبارہ واپس آئیں۔ امام حسینؓ نے دوسری مرتبہ بھی علیؓ اکبر سے فرمایا تھا۔ کہ لے علیؓ اکبر خدا جہاد مبارک کرے جاؤ اور پوری قوت سے جہاد کرو۔ نزدیک ہے کہ تم اپنے دادا کی خدمت میں پہنچو۔ تمہارے دادا تمہیں جام کوثر سے سیراب کریں گے۔

حضرت علیؓ اکبر میدان قتال میں پہنچے اور فوج اعداء سے مخاطب ہو کر فرمایا:

الْحَرْبُ قَدْ بَانَتْ لَهَا الْحَقَائِقُ وَظَهَرَتْ مِنْ يَعْدِهَا مَصَادِقُ
وَاللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ لَا لِفَارِقُ جُوعَكُمْ أَرْتَعِمُدُ الْبَوَارِقُ

پس حضرت علیؓ اکبر نے جنگ شروع کی۔ جلد پر جلد کیا۔ یعنی پے در پے حملے کئے۔ ایسا قتال کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اسی ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ آپ کے مقتولین کی تعداد دو سو تک بتلائی جاتی ہے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ منقذ ابن مرہ عمیدی ملعون نے عہد کیا کہ اگر فرزند حسینؓ میرے پاس سے گورا تو میں اس کے نم میں حسینؓ کو دلاؤں گا۔ وہ ولد انعام کہیں گاہ میں کھڑا ہو گیا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ شہزادہ علیؓ اکبر جب ادھر سے گزرے تو اس نے ان کے سینہ

پرنیزے سے وار کیا۔ نیزہ ایک طرف سے دوسری طرف تک چھو گیا۔ شہزادہ نے گھوڑے کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور اس پر ٹھیک لگئے۔ اور گھوڑا جدھر سے گزرتا شکر بدنہا د آپ پر تلواروں سے وار کرنا۔ یہاں تک کہ آپ گھوڑے سے زمین پر گئے۔ آپ نے باوا ز بلند فریاد کی یا ابتاہ اینک جدّم لے یا باجان جد نامدار بھی موجود ہیں۔ لے یا باجلد آئیے کہ علی اکبر تمام ہوا چاہتا ہے یا ماد کو پہنچئے۔ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ جب حضرت علی اکبر گھوڑے گئے۔ تو آزادی یا ابتاہ عیدک متھی السلام یعنی کہ لے یا باجان آپ پر میرا سلام ہو۔ لے یا با العجل، العجل لے یا باجلد تشریف لائیے۔ امام حسین نے جب علی اکبر کی آواز سن اذناں و خیزان علی اکبر کی طرف چلے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ امام حسین کی یہ حالت تھی کہ کبھی زمیں پر بیٹھ جاتے تھے اور کبھی کھڑے ہوتے اور علی اکبر کی طرف چلے۔ علی اکبر کے پاس پہنچے فرما ہے تھے۔ یا بنی علی الدنیا بعدک العقی یعنی لے بیٹا تیرے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہو۔ جب علی اکبر کے پاس پہنچے دیکھا کہ زینب خاتون کی گود کا پالا رام لیلی کا نور نظر خاک و خون میں غلطاں ہے۔ علی اکبر اڑیاں رگڑ رہے ہیں (از ترجمہ امام حسین نے دیکھا کہ علی اکبر سینے پر ہاتھ رکھے ہیں۔ لے شیعوں کو سینہ میں برتھی کا پھل تھا۔ بنا بر مشہور حضرت امام حسینؑ نے شہزادہ علی اکبر کے سینہ سے برتھی کا پھل نکالا کیوں کر نکالا۔

کے معلوم اپنی یا پسر کی بندگی آنکھیں :-
سناں شبیر نے کیسے نکالی قلب اکبرؑ

(نورانی سید محمد ہادی صاحب (مجموعہ) سرسوی)

حضرت امام حسینؑ نے حضرت علی اکبرؑ کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا۔
 متہ پر منہ رکھ کر کہنے لگے اے جان پدر قتل اللہ قوماً قتلواک ما اجرناہم
 علی اللہ وعلی اہلک احرمتہ۔ رسول اللہ ان لوگوں کو اللہ قتل کرے کہ
 جنہوں نے تمہیں قتل کیا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ ورسول کی حرمتوں کو توڑنے
 میں کسی قدر بے باکی سے کام لیا ہے۔ اے نور نظر اب تو آنکھوں تلے اندھیرا
 چھا گیا ہے۔ کچھ نظر نہیں آتا۔ نور نظر دم توڑ رہا ہے۔ اور حسینؑ سزا نے بیٹھے ہیں
 کہ علی اکبرؑ کو موت کی سچھی آئی اور روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ امام مظلوم نے
 فرمایا:

تَدْبِقِي أَبُوكَ فَمَا أَسْرَعَ لِحُوقِهِ بِكَ -

اے بیٹا علی اکبر تم اپنے بابا کو تنہا چھوڑ گئے۔ اب حسینؑ اکیلا رہ گیا۔ لیکن میں
 عنقریب تم سے ملتی ہوں گا۔ ناگاہ امام حسینؑ کے کانوں میں زینب دمام کلثوم کے
 رونے کی آواز آئی۔ ابھرم کے توجہ و شیون سنا دیکھا کہ سارے الہم خیر سے باہر
 نکل آئے ہیں۔ اور واعلیاہ کی صدا میں بلند ہیں۔ اور متعل کی طرف آ رہے ہیں۔
 زینب خاتون کہتی ہوتی آرہی ہیں۔ یَا لَيْتَنِي كُنْتُ قَبْلَ هَذَا الْيَوْمِ عَمِيَاءَ
 أَوْ كُنْتُ وَشَدَّتْ تَحْتِ أَطْبَاقِ النَّدَىٰ یعنی کہ اے پیارے علی اکبر اے
 میری گود کے پالنے والے علی اکبر میں زندہ ہوں اور تم دنیا سے جدا ہو گئے۔ اے میرے
 بھائی کے نور نظر یہاں تک کہ آپ لاش علی اکبر پہنچ گئیں۔ فریاد کر رہی تھیں۔
 بیٹا علی اکبر تم کہاں ہو اے شیخ رسولؐ آج نانا کی زیارت کہاں ہوگی۔ چھوٹی لال
 کو رونے کے لیے چھوڑ گئے۔ -

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے زینب خاتون کو خیمہ سے نکلے ہوئے دیکھا

وہ مقتل کی طرف آرہی تھی۔ مگر قدم اٹھتے نہ تھے۔ واعلیاہ کی فریاد کہ رہی تھی۔ اور فرما رہی تھی۔

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ قَبْلَ هَذَا الْيَوْمِ عَمِيَاءَ اَوْ كُنْتُ وَشَدَّتْ تَحْتَ اَطْبَاقِ الدَّرِيِّ

اے نور نظر اے عزیزم کاش میں اس سے پہلے نور چشم ہو جاتی اور تمہیں اس سال میں نہ دیکھی۔ یا مردہ ہوتی اور آغوش قبر میں سوتی تمہیں اس حالت میں نہ دیکھی جب آپ لاش علی اکبر پر پڑتیں۔ تو زینب بیگم نے خود کو لاشہ علی اکبر پر گرادیا اس وقت حضرت امام حسینؑ نے زینبؑ خاتون کے سر پر اپنی ردا ڈال دی۔ اور ان کا بازو تمام کرخیمہ میں لائے۔ شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب شہزادہ علی اکبر شہید ہو گئے۔ حسینؑ خیمہ میں آئے فرزند کی لاش مقتل میں پھوڑی اور آپ خیمہ میں آئے۔ جناب سکینہؑ نے دریافت کیا آئِنَا اِنْحَى عَلِيٍّ باباجان میرے بھائی علی اکبر کہاں ہیں۔ امام حسینؑ کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ کہ جب سکینہ نے سوال کیا کہ بابا بھائی علی اکبر کیا ہوئے۔ امام مظلوم نے ایک آہ سرد بھری۔ اور فرمایا اے بیٹی سکینہ وہ قتل ہو گئے شہزادی روتی ہوئی خیمہ سے نکلی داخا، واعلیاہ کی آوازیں بلند تھیں۔ امام حسینؑ اس کے عقب میں گئے۔ اور سکینہ کو خیمہ میں واپس لائے۔

(از مترجم۔ بنا پر مشہور۔ امام حسینؑ جب حضرت زینبؑ خاتون کو لاش پسر سے خیمہ میں واپس لائے اور زینبؑ کو خیمہ میں پہنچایا۔ سوچا کہ اگر لاش علی اکبر مقتل سے نہ لایا تو بہنوں کو شکوہ رہے گا علی اکبر کی پھوپھیاں کف افسوس ملیں گی۔ ام ایلیا ماتم کر بے گی کچھ سوچ کر امام حسینؑ مقتل میں آئے اور لاش علی اکبر کو اٹھایا۔)



۷ جوان کی لاش کو شہ نے اٹھایا۔ یا علی کہہ کر
 بحر شیبیر اے ایوب دیکھو کس میں یہ دم ہے
 (از سر و شس سرسوی)

لاش علی اکبر کو قبر بوس زین پر رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی اکبر کے قدم
 زین پر خط دے رہے تھے۔ امام حسین لاش پسرے کو درخیمہ پہنچے آواز کو پوچھو
 اپنے بھائی کی لاش لے جاؤ۔ بروایت تمام بچے خیمہ سے نکلے لاش علی اکبر خیمہ
 میں لے گئے اور سند پر لاش رکھ دی۔ ابھرم نے ماتم کیا۔ فضہ ام ایلی کے پاس
 گئیں اور کیا بی بی اٹھوا اٹھوا علی اکبر کی لاش مقتل سے آتی ہے۔ ام ایلی فرماتی ہیں۔
 فضہ جب سے علی اکبر کے مرنے کی خبر سنی ہے میرے گھٹنوں کا دم نکل گیا ہے۔

سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

شہادت حضرت علی اصغرؑ اور جہاد و شہادت امام حسین علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْمَصَائِبِ فَادِحِهَا الْحَادِيَةِ وَالنَّوَابِثِ الْحَارِ
الْحَارِجَةِ الطَّاحِيَةِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآهِلِ بَيْتِهِ
السَّمْوِيِّ السَّاحِبَةِ وَالْبَدْرِ صَائِبَةِ سَمَاءِ عَلِيٍّ سَبْطِ الْمَعْصُومِ وَشَبْلِهِ
الْمُظْلَمِ ذِي النَّفْسِ الْمَطْمَئِنَّةِ الْمُرْتَضِيَةِ صَاحِبِ الْمُصِيبَةِ الْهَائِلَةِ وَ
الْبَيْلِيَّةِ الْوَائِلَةِ الَّتِي لَمْ تُسْمِعْ مِثْلَهَا فِي الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ وَقُرُونِ الْخَالِيَةِ
صَاحِبِ الدَّمَاءِ الْحَارِيَةِ وَالْأَجْسَادِ الْعَاوِيَةِ وَالْعَيُونِ الْبَاكِئَةِ وَ
الدَّمُوعِ السَّائِلَةِ وَالنُّجُورِ الدَّامِيَةِ وَالْقُلُوبِ الصَّارِيَةِ وَ
الْجُرُوحِ الصَّاهِيَةِ وَالْبَطُونِ الطَّوِيَةِ وَالْأَفْوَاهِ الْيَابِسَةِ
الظَّامِيَةِ وَالْأَيْدِيَّ الْمَكْدُوتَةِ الصَّامِيَةِ وَالْبُيُوتِ الْمَهْدُوقَةِ
الْهَاجِمَةِ الْحَيْرَانَ فِي الْأَرْضِ الْمَارِيَةِ وَالْأَسِيرِ بِيَدِي
الْفِتَنِ الْبَاغِيَةِ الَّذِي قَدْ أَحَاطَ عَلَيْهِ الْكَابُ الْعَاوِيَةُ
وَالدَّابُّ لِحَارِيَّةِ السُّيُوفِ الْقَاطِعَةِ وَالسَّامِ النَّافِذَةِ
وَالرِّمَاحِ الْبَاطِرَةِ فَمَا دَلَّ هُدَيْدِي الْفِقَارِ كَأَنَّهُ عَلَى الْكِرَارِ

بَيِّتَةٍ صَادِقَةٍ وَنَفْسٍ صَابِرَةٍ وَكَبِدٍ صَارِيَةٍ وَدِمَاءٍ فِي
 جَوَانِبِهِ حَارِيَةٍ وَدُمُوعٍ عَلَى عِيَالِهِ سَاكِبَةٍ فَتَاوَةٌ تَشُدُّ
 عَلَيْهِ الْفِرْقَةَ الرَّامِيَةَ وَآخِرَى الطَّاعِيَةَ وَآخِرَى الصَّارِيَةَ
 وَهُوَ التَّنَادُ عَلَيْهِمْ كَاللَّيْتِ الْمُكْفَهَرِ فَحَاطُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ
 نَاحِيَةٍ وَآخِذُوهُ مَا خَذَتْهُ رَأْيِيَّةٌ وَحَمَلُوهُ حَمْلَةً وَآخِذَةً
 يُجْبِتُهُ حَاشِيَةٌ وَعَيْنٌ دَائِبَةٌ وَنَفْسٌ إِلَى رَيْبِهَا فَارِغَةٌ
 فَوَقَعَتِ الْوَأَقِعَةَ وَقَامَتِ الْقِيَامَةُ وَيَغْنَى نَاعِيَةٌ فِي كُلِّ
 نَاحِيَةٍ وَانْضَدَعَتْ إِلَى الْجِبَالِ الرَّاسِيَّةِ وَاضْطَرَبَتْ
 بِهَا الْأَرْضُ الدَّاحِيَةَ فَوَا اسْقَاهُ عَلَى الدِّمَاءِ الشَّائِثَةَ
 وَالْأَيْدَانَ الْعَارِيَةَ وَالشُّفَا الدَّائِلَةَ وَالرُّؤْسَ السَّامِيَةَ
 الْعَالِيَةَ وَالشَّيْبَاتِ الْخَاضِبَةَ وَالذُّمُوعَ الْهَامِيَةَ
 وَالنَّبَاتِ الْمَحَاسِرَةَ وَالشُّعُورَ النَّاشِرَةَ وَالْعُيُونَ السَّاهِرَةَ
 فَيَأْتِيهَا كَأَنَّ الْقَاضِيَةَ وَحَيَّاتِ الظَّامَةَ وَقَامَتِ الْقِيَامَةُ وَبَعْدُ
 فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ وَخَطَابِهِ الْمُسْتَبِينِ :
 آيَات - يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَى
 رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝
 وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

ترجمہ :

یعنی کہ اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے
 خوش اور وہ تجھ سے راضی، تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا۔ اور

میری جنت میں داخل ہو جائے۔ کئی فوائد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے شیعوں سے فرمایا کہ انچی فرض اور مستحب نمازوں میں سورۃ الفجر کو پڑھا کرو کیونکہ یہ سورۃ الحسین ابن علیؑ ہے تاکہ خدا تم پر رحمت کرے۔ اور تم سے راضی ہو۔ ابواسامہ جو اس وقت وہاں حاضر تھے۔ امام عالی مقام سے سوال کیا۔ کہ اے فرزند رسولؐ خدا سورۃ الفجر سورۃ الحسین کیوں کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سورۃ میں خدا فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ** اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ نفس مطمئنہ راضیہ، مرضیہ ہیں اور خدا کے خاص اور مقرب بندے محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں جو پہلے ہی سے عند اللہ راضیہ و مرضیہ ہیں۔ (از ترجمہ اس آیت میں لہذا امام حسینؑ ہی مراد کیوں ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ جس طرح کہ حدیث کساء میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ جب چادر تھیری اڑھ کر اہلام فرما ہوئے تو باجائزت رسول خدا علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ داخل ہوئے ان کی منزل حقیقت میں چادر تطہیر تھی۔ مگر بطور سبند آنحضرتؐ کی اجازت کے بعد داخل کساء ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہ شک امام حسینؑ اور ان کے برادر اکبر سردار جوانان جنان میں۔ مالک بہشت ہیں اور ان کے پر عالی قدر قائم جنت و نار میں۔ لیکن اس آیت میں اس لیے امام حسینؑ مراد ہیں کہ آپ نے کربلا کے خونِ مقفل میں جس شان سے اپنے اطمینان قلب کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ از آدم تائسی ابن مریم کوئی نبی و مرسل مظاہرہ ایسا نہ کر سکا۔ پس خداوند عالم نے امام حسینؑ کو نفس مطمئنہ کا خطاب دے۔ کہ اطمینان نفس کی تصدیق فرمادی) پس یہ سورۃ مبارکہ جہان امام حسینؑ کے لیے سند جنت ہے۔ بشرطیکہ کوئی شخص امام حسینؑ کا عارف اور محب ہو۔ واضح رہے کہ اگر کوئی شخص جلال و جمال

عظمت الہیہ پر غور کرے اور عرفان کی منزل میں طے کرے تو جس قدر معرفت ہوگی۔ اس قدر اس کو محبت ذات الہیہ ہوگی۔ اور جس قدر محبت ہوگی اسی قدر اسے بقاء الہی کا شوق وامن گیر ہوا۔ بقاء الہی سے مراد راضی الہی ہے کہ اس کی رضا کے بغیر کوئی کام نہ ہو۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ حضرت یونسؑ پیغمبر خدا محبت الہیہ میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ روتے روتے بنیائی متناثر ہوئی۔ اور آپ اس قدر عبادت خدا کرتے تھے کہ بہت لاغر ہو گئے تھے کمر حمیدہ ہو گئی تھی۔ اور کہا کرتے تھے۔ وَعَزَّتْكَ وَجَلَّ لَكَ لَوْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَحْرٌ مِنْ نَارٍ لَتَحَضَّتْهُ إِلَيْكَ شَوْقًا مَتًى۔ یعنی کہ اے خداوند اتیری عزت و جلال قسم اگر میرے اور تیرے درمیان آتش کا ایک سمندر بھی حاصل ہو جائے تو میرا شوق بقاء ایزدی اس قدر ہے کہ وہ آگ سرد ہو جائے گی۔ یعنی کہ میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ اور یہ ایک ایسا مقام ہے کہ جب عارف خدا اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ تو آخرت کو اختیار کر لیتا ہے اور دنیا کو نگاہ میں نہیں لاتا اور اس کی نگاہ میں محبوب حقیقی ہی رہتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

الدُّنْيَا حَرَامٌ عَلَىٰ أَهْلِ الْآخِرَةِ۔ وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلَىٰ أَهْلِ الدُّنْيَا
 وَهَذَا حَرَامٌ عَلَىٰ أَهْلِ اللَّهِ سَرَكْتُ لِلنَّاسِ دُنْيَاهُمْ وَدِينَهُمْ شُغْلًا يَدْرُكُ يَأْتِي دُنْيَاهُمْ
 یعنی کہ اہل آخرت پر حرام ہے اور آخرت اہل دنیا پر حرام ہے۔ اور یہ دونوں اہل اللہ کے لیے حرام ہیں کیونکہ اہل اللہ نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور ان کا مشغلہ ہی ذکر خدا ہے چونکہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام مقام معرفت الہیہ میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں اور آپ سے زیادہ معرفت ان کے ابا و

ابا و اجداد کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہے اور نہ کوئی نئی و مرسل ان پر سبقت لے جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی کے طائر بلند پرواز کے باز ڈول میں اس قدر دم ہے کہ فضائے معرفت میں پرواز کر سکے یا حد معرفت کو پاسکے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی معرفت عظیم درجہ رکھتی ہے۔ لیکن ہم اس معرفت کی عظمت کا ادراک نہیں کر سکتے آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا تھا کہ لو کشف العطاء لم ازودت یقیناً یعنی اگر پردے اٹھا دیئے جائیں تو بھی علی کی معرفت یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔ امام حسین کو ہی درجہ علی طور پر حاصل ہے۔ بنا بریں معصوم علیہ السلام نے فرمایا ہے بنا عرف اللہ کہ ہمارے ہی ذریعہ سے لوگوں نے خدا کو پہچانا ہے۔ یہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ معرفت اور محبت لازم و ملزوم ہیں۔ پس امام حسین کو جو مقام محبت الہیہ حاصل ہے وہ ان کی معرفت کے اعتبار سے ہے۔ آپ عشق الہی کے درجہ پر فائز ہیں۔ امام عالی مقام نے خود فرمایا ہے یہ

تَرَكْتُ الْخَلْقَ طُرَاتِي هُوَا كَا وَ اَيُّمُ الْعِيَانِ لِكِي اَرَا كَا !

یعنی کہ میں نے سوائے تیرے ساری کائنات کو ترک کر دیا ہے اور میرے دل میں نہ کوئی خواہش ہے نہ آرزو بس ہے تو صرف تیری بقاؤ کی خواہش تنگاری، بلکہ میں نے تو تیری راہ میں اپنی جان سے بھی ہاتھ نہ پھینچ لیا ہے۔

فَلَوْ قَطَعْتَنِي بِالْحَبِثِ اِسْبَا لِمَا حَقَّ الْقَوَادُ اِلَى سِوَا كَا

یعنی کہ اگر تیری راہ محبت میں ہزاروں ابتلاء اور مصائب ہوں تو بھی میں اپنے بدن کو تیری محبت میں پارہ پارہ کر دوں گا اور راہ محبت میں ثابت قدم رہوں گا اور تیری دوستی اپنے دل سے نہیں نکال سکتا۔ اور فرمایا کہ یعقوب ملاقات یوسف کے لیے کس قدر بے چین تھے اور کس قدر شوق و امن گرفتار۔ پس تیری محبت

مقتضیٰ ہے کہ تیری رضا حاصل کی جائے۔ کہ تیری رضا حاصل کی جائے۔ یعنی میں راضی
 برضائے الہی رہوں۔ چنانچہ آپ نے رضا خدا کے لیے سب کچھ تیار کر دیا اور
 اس کی مرضیان خرید لیں۔ پس درہائے رحمت و ملاحظت آپ پر کشادہ ہو گئے
 اور آوازِ نبی آئی۔ اِرْضِعْنِي اِلَى رَبِّكَ یعنی اپنے پروردگار کی طرف آجا۔ اور
 جنت میں داخل ہونے کی بشارت ہو۔ یہ بشارت حسین علیہ السلام کے ثبات
 قدم کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ لیکن ایک فرزند یعنی
 یوسف نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے۔ یوسف صرف نگاہوں سے غائب
 ہو گئے مرنے نہیں تھے بلکہ جناب یعقوب نے ملک الموت کو بلا کر دریافت کر
 لیا تھا کیا میرے یوسف کی روح قبض کی ہے یا نہیں ملک الموت نے کہا کہ میں
 نے یوسف کی روح قبض نہیں کی ہے۔ لیکن حضرت امام حسین نے نہ صرف اپنی
 جان کا نذرانہ دیا بلکہ اٹھارہ جوانان ہاشمی کو راہِ خدا میں قربان کیا۔ یہ وہ جوان تھے۔
 کہ جن کا مثل و نظیر جسمِ فلک نے کاہے کو دیکھا ہوگا۔ اصحاب و انصار سب ہی راہ
 خدا میں قتل ہوئے۔ اور آخر خود بھی راہِ خدا میں تیر و تیر، تلوار و نیزے اور بگڑتھروں
 کا نشانہ بن گئے۔ اور خداوند عالم نے راجنید و مرفیہ کے خطابات سے نوازا۔
 اور مالکِ جنت بنا دیا اگرچہ تمام انبیاء و مرسلین بہشتی ہیں۔ مگر جس شانِ امام حسین
 کو خدا نے بہشت عطا فرمایا ہے۔ وہ شانِ سب سے نرالی ہے۔ اسی لئے
 امام حسین تمام شہیدوں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور امام حسین کے مرتبہ کو
 نبی و مرسل نہیں پہنچ سکتا۔

اور آپ کیوں افضل نہ ہوں آپ را کب دوشِ رسول ہیں۔ آپ کے لیے
 دنیا میں ہی نعمات بہشت آئی ہیں چنانچہ ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں

کہ روزِ جمعہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوں دیکھا کہ آپ کے سامنے دو طہا بام
نفس رکھے ہیں۔ ان جاموں کی وضع قطع و بناوی لباس جیسی نہ تھی میں نے رسول
خدا کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے لباس ہیں کہ میں نے ایسے لباس
میں دیکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ هَذَا هَدِيَّةٌ اَهْدَاَهَا اِلَيَّ رِجِّي لِلْحَسَنِ
وَ اِنَّ لِحَمَّتْهَا وَاِنَّ لِحَمَّتْهَا مِنْ رَعِيْبٍ جُنَاحِ جَبْرِئِيلَ بَعْنِي كَرِيْمٍ خَدَا وَاَنْدَعَامِ
کی طرف سے سینے کے لیے تحفہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور
یہ لباس پر پلاہو جبرئیل کے ریزوں سے بنا ہوا ہے۔ لے دو ستور ذرا غور و فکر سے
کام لو کہ وہ بدن نازنین کہ جس پر پر پلاہو جبرئیل کا لباس رہا ہو۔ کیا اس قابل تھا کہ اس
کو پارہ پارہ کیا جائے اور اس کی لاش کر بلا میں ریگ گرم پر پڑی رہے اور ہوالے
گرم اس پر گزرے اور خاک دٹی اس لاش مطہر پر پڑی رہے۔

أَجْسَمُ يُرَبِّهِ الرَّسُولُ وَتَعْتِيْدِي
بَشْدِي الْيَتْوَلِ مَرَضِضِ الْوَجْبَاتِ
هَجَا سَنَهُ قَدْ غَيَّرَ الشَّمْسُ حُسْنَهَا
وَ اَيْلَتْ قَوَاهُ الْحَيْدِلُ بِالْوِطَا تِ

وا حسرتا وہ بدن مبارک کہ جو آنحضور رسول خدا میں پلاہو اور جس بدن کی نشوونما آپ
وحی اور شیر زہر ہو۔ کیا اس قابل تھا کہ کر بلا میں روز عاشوراء خاک و خون میں غلط
ہو۔ آفتاب کی حرارت میں تپاں ہو اور پامال مسم سپاں ہو۔

بَلَا كَفْنَ يَسْفِي عَلَيْهِ تُوْدُ لَهَا
وَ اَنْصَارُهُ ضَرَعِي يَا رِضِ قَلَابِ
وَ نِسْوَةٌ مَكْشُوْقَةٌ الرِّاسِ فِي الْمَلَا
يُسْتَمْرَنَ فِي الْبِلْدَانِ مَشْتَهَرَاتِ

اس المسم اور مخدرات کو قیدی بنا گیا۔ اور ہجوم عام میں تشہیر کیا گیا۔
اقاطم قومی من سؤرک و انطری حسبتک منبوذا یا ررض قلاب
لے فاطم زہر آپ مرقہ سے اٹھے باہر آئے۔ اور دیکھے کہ آپ کا سینہ آپ

کا نور دیدہ حسین صحرا میں مقتول پڑا ہے۔ اَفَاظِمُ عُدُوِيْ مِنْ لِحْدِ وَلِيٍّ وَاجْمَعِيْ
 يٰنَامَاكِ فِى ذٰلِ السَّبَا وَشَتَاتِ - اے فاطمہ زہرا لحد سے باہر آئے اور دیکھتے
 کہ آپ کے پتھروں کو قیدی بنا لیا ہے۔ جو پراگندہ و منتشر ہیں ان کو جمع کیجئے۔
 اَفَاظِمُوْا نُوْحِيْ لِلْعَرِيْبِ مُعَقَّرًا عَلٰى وَجْهِهِ مَلْفَى عَلٰى الْوَهْدَانِ
 اے فاطمہ اٹھئے اور گریہ و زاری کیجئے نوحہ پڑھیے اپنے فرزند کی نرہی پر کہ جس کا
 چہرہ مبارک خاک و خون میں غلطاں ہے۔

عَزِيْزٌ عَلَيْكَ الْحَالُ يَا بِنْتَ اَحْمَدٍ وَقَتْلُ الْحُسَيْنِ خَيْرَةٌ الْخَيْرَاتِ
 اے سیدہ کونین آپ پر حسین کا قتل ہونا کس قدر گران ہے بلکہ نیرہ قیر کی انی سے
 زیادہ دل خراش ہے۔

فَكَمْ لَيْلَةً اسْتَعْرَتِ فِيْهَا وَاطَالَ مَا تَجَرَّعَتْ فِيْهَا عَصَّةَ الْوَصْلُوْتِ
 اے فاطمہ زہرا آپ نے کس قدر تکلیف و زحمت اپنے فرزند کی پرورش میں
 اٹھائی ہوگی۔ دیکھئے کہ وہ مقتول حالت میں زمین کو بلا پڑا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے
 تو معلوم ہوگا کہ امام عالی مقام نے یہ تمام مصیبتیں بخش الہی میں برداشت کی ہیں۔ اور
 خداوند عالم نے حسین سید الشہداء کی تربت کی خاک کو خاک شفا بنا دیا ہے۔
 اور محنت قبر یعنی آپ کے مزار پر سرہانے کی طرف جو دعا مانگی جائے وہ مستجاب
 ہوتی ہے۔ محل استجاب دعا ہے۔ اور خداوند عالم نے آپ کی نسل میں امامت
 اور خلافت تا قیامت قرار دی ہے۔ اور امام حسین کی اولاد طاہرہ عاصی سے لے
 سفینہ نجات ہے۔

ملائے مکہ مقررین زیارت کے لیے نازل ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کی قبر مبارک
 کی زیارت ایمان کی نشانی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

رَأَى الْحُسَيْنَ مَعْرِفَتَهُ مَكْتُوبَةً فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ كَبَّرَ شُكَّ خَدَاوندِ عَالَمِ
 نے مؤمنین کے نقوش لوح دل پر کشیدہ نہ ہوں تو ہزاروں بار کا سنا ہوا واقعہ
 کس طرح اثر پذیر ہوتا کہ ادھر مصائب سننے اور درد دیوار سے گریہ کی آوازیں بلند
 ہو جاتی ہیں۔ اور یہ اختیار آنکھیں اشک خونی برسائے لگتی ہیں۔ ہچکچی گلوگیر ہو جاتی
 ہے۔ آہ سوزان دل سے نکلتی ہے۔ آرزو انگڑائی لیتی ہے کہ کاش ہم بھی کربلا
 میں ہوتے تو امام مظلوم کے ساتھ جام شہادت پیتے۔ اور امام حسینؑ نے اس
 محبت کی بنا پر استغاثہ بلند کیا تھا۔ اَمَّا مَنْ حُجِّدٌ مُجْبِرٌ نَا۔ اَمَّا مَنْ رَاحِمٌ يُّرْحَمُنَا۔
 ایسا ہے کوئی جو ہماری مدد کرے اور مجھ بیکسی و مظلومی پر رحم کرے۔

پس جسے معرفت امام حاصل ہے وہ کہتا ہے کہ کاش میں بھی ساتھ تھا تو عظیم
 حاصل کرتا۔

صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ ایک روز ایک جماعت حضرت امام حسینؑ کے
 پاس آئی اور عرض کیا یا بن رسولِ اللہِ حَدِّثْنَا بِفَضْلِكَ . اے فرزند
 رسولؐ خدا ذرا اپنے فضائل سنائیے تو آپ نے فرمایا کہ لَا يُطِيقُونَ كَرَمِ
 لوگ سننے کی تاب نہیں لاسکتے تنہم لوگ ذرا دور چلے جاؤ۔ ایک گوشہ کی طرف اشارہ
 کیا کہ وہاں چلے جاؤ۔ بس وہ لوگ دور چلے گئے۔ اور ان لوگوں میں سے ایک
 شخص نزدیک رہ گیا۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے اپنے فضائل بیان کرنا شروع کئے آپ
 نے ابھی قدرے اپنے اسرار و فضائل بیان فرمائے تھے۔ کہ وہ شخص حیرت زدہ ہو گیا
 اور وہاں سے اٹھا اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے بات نہ کر سکا۔ بلکہ سحر الیٰ طرت
 چلا گیا۔ اور وہ لوگ بھی حتمتہ ہو گئے۔

صاحب مناقب نے حضرت امام حسینؑ کے چند اشعار اپنی کتاب میں درج کئے ہیں ان میں چند ایک یہ ہیں

سَبَقْتُ الْعَالَمِينَ إِلَى الْمُعَالَى، بِمُحْسِنِ خَلِيقَةٍ وَعُلُوِّ هِمَّةٍ -

یعنی کہ تمام عالمین سے سبقت لے گئے اور بیش تر درجات عالیہ حاصل کئے اور معالی امور سے مجاسن اخلاق، یعنی اخلاق کی پاکیزگی۔ اور بلند ہی ہمت مراد ہے۔

وَرَأَى حَرَّ بَحْمَكْتِي تَوْرًا لِهْدِي فِي لَيْالٍ فِي الصَّلَاةِ مُدَّ لِهَيْمَةٍ -

یعنی کہ آپ کی حکمت، مابغہ نورانی کی وجہ سے تاریکی ضلالت کا فور ہو گئی ہے جہاں دور ہو گئی علیٰ نورانیت جلوہ خلقی ہے۔

يُرِيدُ الْمُجَاهِدُونَ لِيُطْفِئُوا وَيَأْتِي اللَّهَ إِلَّا أَنْ يُتِمَّهُ -

یعنی کہ باوجود جاننے کے انکار کرنے والے چاہتے ہیں کہ ہولے دین سے نوز کو بجھا دیں۔ مگر خدا اس کے سوا کچھ ماننا ہی نہیں کہ اپنے نوز کو پورا کر کے ہی رہے نوز سے بناتہ نوز ہدایت مراد ہے۔ اور ہدایت کسی ذات میں پائی جاتی ہے پس وجود امام علیہ السلام ہدایت کلی ہے۔ اور ہر زمانہ میں وجود باوہی برقرار ہے۔ امام حسینؑ کو لوگوں نے شہید کر کے یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے نوز ہدایت کو خاموش کر دیا ہے حالانکہ نوز باقی رہے گا۔ لوگوں نے قبر مبارک کو سمار کرنے کی سعی کی مگر قبر باعجاز ذات باقی ہے اور باقی رہے گی۔ اعداؤ دین نے قبر مبارک پر ہل چلائے۔ مگر خدا کی شان کوئی دشمنی نشان قبر نہ مٹا سکا

امام حسینؑ کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور امام حسینؑ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتے ہیں ام المؤمنینؑ بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھوک غالب ہوئی مگر کہا جیسی کوئی چیز موجود نہ تھی یہی حالت تھی کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میری بوا لاؤ۔ میں نے دریافت کیا کہ ایسی حالت میں کہاں جائے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ کے گھر جاؤں اور حسن و حسینؑ کو دیکھ کر مجھے تسلی و اطمینان حاصل ہو اور مجھے سکون ملے چنانچہ آنحضرتؐ وہاں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ حسنؑ و حسینؑ باہر گئے ہیں۔ رسول خداؐ ان کی تلاش میں نکلے راستہ میں ابو درداءؓ مل گئے۔

آپ نے ان سے بچوں کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسحٰبِ حِمْیَرِ یعنی جزعان کی دیوار کے سایہ میں سو رہے ہیں۔ آنحضرتؐ ان کے ہمراہ وہاں پہنچے اور بچوں کو گود میں لے لیا بچے بھی بھوک سے بے تاب تھے رونے لگے۔ آنحضرتؐ نے ان کے آنسو پوچھے ابو درداءؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں ان کے آنسو صاف کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا قَوْلَ الَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ يَنْتَسَا لَوْ قَطْرَ قَطْرَةٍ فِي الْأَرْضِ لَيَقِيَتْ الْمَجَاعَةَ فِي أُمَّتِي أَلَيْسَ الْقِيَامَةُ بِنَبِيِّ خَدَاةِ بَرْتَنِ كِي قَم كَرَجَسِ نَمَجْجِي مَبَعُوثِ يَرْبُوتِ فَرِيَا يَسْ كَرَاةِ ابُو دَرْدَاةِ اِگَر اِن كِي اَنكْحَ كَا اِيك اَنسُو مِي زِيْمِنِ پَر گَرَا۔ تو میری امت میں ہمیشہ زمین پر قحط سال رہے گی۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا حَسْبُنَا مَنِي وَ اَنَا مِنَ الْحَسَنِينِ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حَسِيْنًا يَعْنِي كَرَسِيْمٍ مِجْرَسَسِيْ اَوْر مِيْن حَسِيْمٍ سَ اَوْر خَدَا وَ نَدَا تُو دُو سَمْتِ رَكْحَ اِسْ شَخْصٍ كُو جُو حَسِيْمٍ كُو دُو رْتِ رَكْحَنَا هِيْ اَوْر دُشْمَنِي رَكْحَ اِسْ كُو جُو حَسِيْمٍ كَا دُشْمَنِي هِيْ۔ اسی اثناء میں جب انیل اس نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ خداوند عالم نے حضرت یحییٰ کے قتل ہونے پر شہزاد دشمنان کی کو غارت کیا۔ اور اے رسول اللہؐ آپ کی بیٹی کا فرزند حسینؑ جب قتل ہوگا تو خدا فرماتا ہے کہ میں

ستر ہزار اور ستر ہزار ناقین کو قتل کروں گا اور ظالمان حسین کو آگ کے تابوت میں رکھوں گا اور تمام اہل جہنم کے عذاب کا نصف عذاب ان پر ہوگا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز آنحضرتؐ اپنے دولنگدہ سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ حسین تھے ایک کو اپنے داہنے دوش پر اور دوسرے کو بائیں دوش پر بٹھائے ہوئے تھے اور دونوں کو پیار کر رہے تھے جب آنحضرتؐ میرے نزدیک پہنچے تو فرمایا اے ابو ہریرہؓ کیا تم ان کو دوست رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں ان کو دوست رکھتا ہوں تب ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے وہ میرا دوست ہے۔ جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حسن و حسین داخل خانہ ہوئے اور آنحضرتؐ کے پاس بیٹھ گئے اس وقت جبرئیل امین بصورت دیبہ کلی موجود تھے۔ دونوں شہزادے ان کے نزدیک آئے۔ اور ان کی جیب و آستین میں ہاتھ ڈالنے لگے اور ان سے ہدیہ طلب کیا۔ جبرئیل امین نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور جنت کے میوے سیب و ہوی اور انار ان دونوں کو ہدیہ کئے۔ اور حسن و حسین خوش خوش اپنے نانا کے پاس آگئے۔ آپ نے ان کو پیار کیا اور فرمایا کہ ان کو نہ کھانا جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔

آنحضرتؐ کچھ دیر بعد خانہ سیدہ میں تشریف لائے۔ اور پھر سب نے لی کہ وہ میوے کھائے۔ اور کھانے کے بعد وہ میوے پھر اپنی حالت پر سالم رہے۔ اور حضرت رسولؐ خدا کی وفات کے بعد بھی باقی رہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب ہماری ماورگرا میقدر فاطمہ انتقال فرمائیں تو انار غائب ہو گیا لیکن یہی اور سیب بحال خود برقرار رہا۔ اور جب میرے پدر بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام

شہید ہو گئے۔ تو وہ بھی غائب ہو گئی اور سید باقی رہا۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں۔
 کہ جب میری اہل قریب ہوئی۔ فَلَمَّا دَنَىٰ اَجَلِي رَاَيْتُهُمْ اَقْدُ تَغْيِرَت
 نَايَقُنْتُ بِالْفَنَاءِ۔ یعنی کہ جیسے ہی میری اہل قریب ہوئی میں نے دیکھا کہ وہ
 سید متغیر ہوا۔ پس میں نے اپنی شہادت کا یقین کر لیا کہ اب میں شہید ہو جاؤں
 گا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بابا کی شہادت سے ایک
 گھنٹہ پیشتر سید موجود تھا۔ اور جب آپ شہید ہو گئے تو قتل گاہ میں سید کی
 خوشبو بستی ہوئی تھی۔ میں نے ہر چند کوشش کی سید مل جائے مگر یہ ملا۔ اور اس
 کی خوشبو برابر آتی رہی اور اب وہ خوشبو میرے بابا حسینؑ کی قبر مبارک سے آتی
 ہے۔ اور جب میں نے زیارت فر حسینؑ کی تو خوشبو آ رہی تھی۔ مولف کتاب
 فرماتے ہیں کہ صالح اور زکوٰۃ کار شیعیان علیؑ کا یہ کہنا ہے کہ بوقت سحر قبر مبارک
 امام حسینؑ سے اس سید کی خوشبو آتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی ٹھیک مخلص ہو تو وہ بھی
 خوشبو محسوس کرے گا۔

سید محمد مہدی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

يَوْمَ يَنُومُ الْمُصْطَفَى الْمَهَادَى دَبَابُحَةٌ وَالْفَاطِمِيَّاتُ أُسْرَاءُ نَوَاحِيَةٍ۔
 یعنی کہ روز عاشورا دشمنان دین نے اولاد رسولؐ خدا کو ذبح کر ڈالا۔ اور دختران
 فاطمہؑ کو اسیر کیا۔

وَسَيْطُ أَحْمَدَ عَلَى بِالْعَرَاءِ لَقِيَ مُزْمَلًا بِاللَّيْمِ مَا جَرَحَى جَوَارِحَهُ
 افسوس کہ سید رسولؐ خدا اور فرزند حیدرؑ کی لاشیں بے کفن پڑی ہوتی ہے
 اور اعضاء مبارکہ ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔

فَوَقَّالَ الْقَنَارِ اسُهُ يَهْدِي لِكَاثِمِهِ فَنَالَ اَقْضَىٰ مَنَاهُ وَمَتَهُ كَا شِمَعِهِ

فریاد ہے کہ ایک روز سقر زندہ پیغمبر خدا نیزہ پر بلند کیا گیا۔ اور چونکہ اعدا و دین کو امام حسینؑ اور ان کے خاندان سے پڑائی دشمنی تھی۔ کہ سر امام مظلوم نیزہ پر بلند کیا اور تشہیر کیا گیا۔

كَمْ هَامِ عَزِيٍّ وَايِدٍ لِّلسَّمَا حِرِّ وَاكْتِهٍ
اَقْدَامِ سَبَقِي بَهَا طَاحَتِ جَوَانِحُهُ
افسوس کہ شہید اء کے سر ہائے ان کے بدلون سے جدا کیے گئے اور بدن ہا و میاں کہ کوا رول سے ٹکڑے ٹکڑے کر ہا عزیمین پر پڑے ہیں۔

وَكَمْ حَرِيْمٍ لَّا هَلَّ الْبَيْتِ حُقْرَمَ
قَدْ اسْتَعْمَلْ وَاكْم صَاحَتُ صَوَابِحُهُ
وا حسرتا ملا عین نے کس قدر حرمت و تقدیس لایلیت رسول خدا بر یاد کی ہے کہ دختران رسول خدا کو ایسر کیا۔ حالانکہ امیر ان کر ملا فوجہ و نام میں مشغول تھے۔
مُصَابُ حَامِسِ اصْحَابِ الْكِسَاءِ
وَهُمْ اَهْلُ الْعِزِّ اَعْرَبُ مِمَّ خَلَّتْ قَوَادِحُهُ
یعنی کہ یہ مصیبت خامس آل عیسا ہے کہ جو باعث تسلی عالم تھی۔ اور گویا امام مظلوم کے شہید ہونے کے بعد یعنی دنیا سے رحمت ہونے کے بعد کہ ان کی آخری نہ شان تھی۔ تمام عالمین کی شان ختم ہو گئی۔ یعنی مصیبت امام سے عالمین پر مردہ ہو گیا۔

لَمْ يَنْسُ قَطُّ وَلَا الذِّكْرِي يَحْدُوهُ
اَوْ رِي يَرْمِدُ الْاَسْمَى لِلشَّيْرِ قَادِحُهُ
امام مظلوم کی مصیبت ہرگز فراموش نہ ہوگی اور کبھی فرسودہ نہ ہوگی۔ جیسا تصور کرو۔
مصیبت کے آثار تازہ میں بلکہ دائمی طور پر تازہ ہیں۔ اور اہل ایمان کے دل میں گزرت محبت حسین علیہ السلام کی وجہ اثر مصیبت ہمہ وقت برقرار ہے اور مصائب سنتے ہی آنسو مکمل آتے ہیں۔

كَيْفَ الْكُفْرَانِ عَنِ الْكُفْرَانِ
مِنْ غَيْرِ تَسْوِيَةٍ خَلَوْا امطار حة

ہم کیونکہ امام حسینؑ کو فراموش کر سکتے ہیں اور ہم کو بحر آرام و سکون سے بے خبر کر سکتے ہیں جب کہ ہمارے مظلوم امامؑ کے یاد و انصاف زمین پر فریخ کئے ہوئے پڑے ہیں۔ اور امام مظلوم کی بہنیں اور بیٹیاں پریشان حال ہیں۔

يَلْقَى الْإِعَادَى بِقَلْبٍ مِنْهُ مُنْقَسِمٌ بَيْنَ الْخِيَامِ وَأَعْدَاءِ تَكَاْفُهُ
یعنی جب امام حسینؑ کا کوئی نامزد مددگار نہ رہا تو خود میدان قتال تھا تو یغیے لے گئے۔ لیکن چونکہ اہل گمراہی کا کوئی ٹکڑا نہ تھا اور سید سجاد بیمار تھے کہ جو دشمنوں کو خیمہ تک پہنچنے میں حائل ہوتے۔ پس امام حسینؑ دل کبھی میدان قتال میں اور کبھی خیمہ کے تصور میں رہتا تھا۔

وَاللَّحْظُ كَالْقَلْبِ عَيْنٌ تَرَوْنَا وَعَيْنٌ لِقَوْمٍ لَا تَبَارِحُهُ !!
امام مظلوم کی آنکھیں مثل دلِ اجنبی دو طرف متوجہ تھیں کبھی مشاہدہ اہلبیت کیس و مجبور کہ دشمن قیام تک اور کبھی نہ پہنچ جائیں اور کبھی دشمنوں پر نظر پڑتی تھی کہ ان کو دور کریں جو چاروں طرف سے گھیرے میں لیے ہوئے تھے اور نیزہ و تیر برسا رہتے۔

لَهَيْفِي عَلَيْهِ وَقَدْ مَالَ الطَّعَاةُ إِلَىٰ نَحْوِ الْحِيَامِ وَحَاضِ الثَّقَفِ سَاعَهُ
داعسرتا کہ گروہ جفا شمار نے خیمہ اہلبیت کا رخ کیا اس وقت امام حسینؑ کتاب ضبط نہ رہا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔

قَالَ أَقْصِدُ وَفِي بَهْ تَفْسِي وَأَتْرُكُ أَحْرِمِي ، قَدْ حَانَ حَيْثِي وَقَدْ رَأَيْتَ لَوَائِحِي
فرمایا اے قوم بے جیا ایچی تو حسینؑ زندہ ہے کون ہے کہ جو خیمہ اہل گمراہی کی طرف دیکھ سکتا ہے اے قوم بے جیا اب میرا وقت انتقال قریب ہے میرے بعد تمہوں کا رخ کرنا۔ کون ہے کہ جو تمہیں دفن کرے گا۔

جاننا چاہیے کہ حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام تمام مخلوق کی عالم عدم سے عالم شہود میں آنے کا واسطہ ہیں۔ اگر خداوند عالم محمد و آل محمد کو خلق نہ کرتا تو دنیا اور دنیا کی کوئی شے پیدا نہ ہوتی۔ غرض و غایت تخلیق عالم یہی حضرت محمد و آل محمد ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی نعمات اور رحمت کا نزول ان پر ہوتا ہے۔ کیونکہ نور محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول مخلوق ہے۔ اور ذریت طیبہ اسی نور محمدی کے اجزاء میں چنانچہ خدا نے آنحضرتؐ کے نور سے علیؑ کے نور کو خلق فرمایا اور ذریت طاہرہ کے انوار خلق فرمایا۔ پس ساری کائنات ان کے بعد خلق ہوئی ہے۔ لہذا ساری کائنات میں ان کا نور جلوہ مگن ہے۔ آفتاب و ماہ تاب آسمان میں انہی کا نور ہے۔ اور تمام کائنات مظاہر اسماو الہی ہے اور کائنات کا وجود باسم اعظم ہے۔ اس لیے وارو ہوا ہے۔ یعنی اَلْوَجُودُ عَلٰی اِسْمِ الرَّعْظِمِ فَاِذَا اَحْرَكَ جَمِيعَ الْعَالَمِ۔ کہ جیسے ہی اسم اعظم حرکت میں آیا۔ یعنی مشیت الہی میں اسم اعظم گزرا۔ جمیع عوام پیدا ہو گئے۔ اور یقین پاک اسماو اعظم پروردگار عالم میں اور کر بلا میں حضرت امام حسینؑ منظر اسم اعظم خدا تھے۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ اَشْرَفَتْ بِهٖ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَبِاِسْمِكَ الَّذِیْ یُصَلِّحُ بِهٖ الْاَوْلَادَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔

یعنی کہ اہی کا نور ہے کہ آسمان و زمین ان ہی کے نور سے عدم سے وجود میں آئے اور انہی کے نور کی وجہ سے عالم میں صلاح یعنی خیر عمل میں آیا اور ان ہی کے دم سے رحمت اللہ کا نزول ہوتا ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

یہی انوار خمسہ نجیہ طاہرین اللہ کے کلمات نامہ الہی ہیں قَمَا آيَةُ لِلّٰهِ اَكْبَرُ

فَمَا آيَةٌ لِلَّهِ الْكَبْرُ مِنْهُمْ !! فَهَوَايَةٌ مِنْ دُونِهِمْ كُلُّ آيَةٍ
وَمَا نِعْمَةٌ إِلَّا دُوْنَهُمْ أَوْلِيَاءُ هَا فَهوَ نِعْمَةٌ مِنْهَا اتَتْ كُلُّ نِعْمَةٍ
لَهُمْ خَلَقَ اللَّهُ الْعَوَالِمَ كُلَّمَا وَحَكَمَهُمْ فِيهَا بِرَبِّهَا مِنْ خَلْقِيَّةٍ
سَرَّحْنِي سِرَّهُمْ فِي السَّكَاةَاتِ جَمِيعَهَا فَمِنْ سِرِّهِمْ لَمْ يَحْدُ مِتْقَالُ ذَرَّةٍ

انہی کار از دینی باطنی احکام جاری ہیں اور کائنات ان کے احکام سے خالی نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ جب تک دنیا باقی ہے قائم آل محمد قائم رہیں گے۔ اگر آپ نہ ہوں تو نظام زمین و آسمان ورم برہم ہو جائے۔ اور اس کا ایک مظاہرہ اس وقت ہوا کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے۔ تو قتل حسینؑ کر بلا کی آوازیں آنے لگیں اور قضا و کرایا میں سیاہ آندھیاں چلیں۔ فرات کے پانی میں تلاطم پیدا ہوا۔ موجیں ساحل سے سر ٹکرانے لگیں۔ آفتاب و ماہ تاب کو گہن لگا آسمان سے خون برسا دشت و صحرا سے نوحہ و بکا کی آوازیں آنے لگیں۔

خاک اڑاتی ہوئی جنگل سے ہوا آتی ہے

ہائے عباس کی دریا سے صدا آتی ہے

آوازیں نقل حسینؑ سے تمام انبیاء و مرسلین کی روحیں تڑپ گئیں۔ حضرت آدمؑ نے جب یہ آواز سنی تو گریہ فرمایا نوحؑ نے نوحہ و زاری کی یہ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ملکوت آسمان پر نظر کی تو دیکھا کہ عرش اعظم پر پانچ نور احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ سوال کیا پروردگار یہ کس کے نور میں جواب ملا کہ محمد بن عبدالمند اس کے وحی علیؑ امر تفضی اس کی دختر فاطمہ زہرا اس کے دونوں نواسہ حسنؑ و حسینؑ کے انوار مقدسہ جلوہ فگن میں پھر حضرت ابراہیمؑ نے کیا پروردگار۔ ان میں کے چار نام نور دیکھ کر مسرت و خوشی محسوس ہوتی ہے

لیکن پانچویں نذر کو دیکھ کر دل ہبر آتا ہے رونے کو جی چاہتا ہے یہ کیا راز ہے اس سے مجھے آگاہ کر خداوند عالم نے واقعہ کو بلا سے آگاہ کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ مجیدہ
 فَتَنْظُرُ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ اِنِّي سَقِيْعٌ
 (سورۃ والصفۃ آیات ۸۸، ۸۹)

ترجمہ:

تو ابراہیمؑ نے ستاروں کی طرف ایک نظر دیکھا اور کہا میں غنقریب بیمار پڑنے والا ہوں)

اس کا اگرچہ مطلب یہ بھی لیا جاتا ہے کہ میں تمہارے (یعنی اپنی قوم) کفر و ضلالت سے اس قدر دل تنگ ہوں گویا کہ میں بیمار ہوں۔ لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ نے یہ جو کہا کہ میں بیمار ہوں، اس کے معنی یہ ہیں کہ ابراہیمؑ نے ستاروں کو دیکھ کر حساب علم نجوم واقعہ کو بلا دیکھا۔

ان پر امام حسینؑ کی مصیبت ظاہر ہو گئی۔ اور آپ نے نور حسینؑ پر نظر ڈالی اور آپ غمگین ہوئے اور آپ کا رنج و اندوہ یہ سبب شہادت امام حسینؑ علیہ السلام تھا بس آپ نے فرمایا کہ اِنِّي سَقِيْعٌ لِمَا يَجْعَلُ الْحَسَنَيْنِ یعنی کہ میں تو بیمار ہو گیا یہ سبب ان مصائب کے کہ جو فرزند رسولؐ خدا حسینؑ پر پڑیں گے۔ ہاں غم امام حسینؑ دوستوں پر اس قدر اثر انداز ہوتا ہے کہ دوست نڈھال ہو جاتے ہیں اور طبیعت غم انگیز ہو جاتی ہے حضرت ابراہیمؑ نے بیماری سے تعبیر دی ہے اسی طرح حضرت زکریاؑ کو جب خداوند عالم نے عالم مثال میں واقعہ کو بلا دکھایا تو فرمایا

کھینچے۔ یعنی کہ ان میں واقعہ کریم صغر ہے (از منترجم۔ ان الفاظ کی تفسیر میں حضرت ولی العصر۔ عالم کلام ربانی امام العصر علیہ السلام عجل اللہ فرجہ تشریف نے فرمایا ہے کہ "کاف" سے کہلا مراد ہے۔ "ہ" سے ہلاکت عترت رسول خدا مراد ہے۔ "ی" سے قاتل امام حسینؑ۔ یزید ملعون مراد ہے۔ "ع" امام حسینؑ اور اللہ مراد ہے۔ "ع" سے قاتل امام حسینؑ مراد ہے۔ اور اس سے آپ اور آپ کے اہلبیتؑ کا صبر کرنا مراد ہے) جب حضرت ذکریا کو حضرت رسول خدا انرا زمان کے نواسہ حسینؑ کی شہادت کی خبر سنی۔ تین دن تک آپ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے برابر منہموم و مخزون رہے۔ اور گریہ و زاری کے علاوہ اور کوئی کام نہ تھا۔ پس جناب ذکریا نے دعا کی کہ پروردگار! مجھے ایک فرزند عطا کر مجھے اس کی محبت عطا کر اور اس کو مجھ سے وہی نسبت ہو کہ جو حسینؑ کو ان کے جد و پدر سے ہے۔ اور میرے دل میں میرے فرزند کی مصیبت کا اثر ہو تاکہ ذائقہ مصیبت چھک کر مصائب حسینؑ یاد کروں اور رویا کروں۔

پس خداوند عالم نے آپ کو فرزند عطا کیا جن کا نام یحییٰ تھا۔ اور امام حسینؑ اور یحییٰ میں مشابہت پائی جاتی ہے دونوں کا انجام مصیبت ایک ہی ہے دونوں کے سر قلم کیے گئے۔ یحییٰ کا ایک زانیہ عورت کو ہدیہ کیا گیا اور سر مطہر امام حسینؑ ابن زینا و ملعون و لہر الحرام کو کوثر میں پیش کیا گیا۔

حضرت اسمعیل اپنے قول و فعل میں صادق و امین تھے۔ ان کا سر مبارک اور چہرہ مبارک پر خراشیں ڈالی گئیں۔ اس وقت سطا طائل ملک جو عذاب کرنے پر مامور ہے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا لے فرج اللہ اگر آپ حکم دیں تو میں تیری قوم عذاب میں مبتلا کروں کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ آپ نے

فرمایا کہ اے سلطاط ایل میں اس مصیبت و ابتلاء میں فرزند رسول آخر ازمان یعنی حسینؑ فرزند فاطمہؑ دختر رسول خدا کی پیروی کروں گا تا کہ میرا نام بھی مظلوموں میں شامل ہو۔ حضرت موسیٰ عمران جب حضرت خضر کے پاس گئے۔ سلام کیا حضرت خضر نے دریافت کیا کہ تو کون ہے شخص تو فرمایا کہ میں موسیٰ کلیم امسند ہوں اور عمران میرے باپ کا نام ہے آپ نے دریافت کہ اے موسیٰ میرے پاس کس عرض سے آئے ہو عرض کیا کہ وہ علم مجھے بھی تعلیم کریں جو آپ کو حاصل ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ اِنِّیْ دُوْکِتْ بِاَمْرِیْ لَا تُطِیْعُهُ اے موسیٰؑ بعض ایسے امور ہیں کہ جن پر تم قائم نہ رہ سکو گے۔ جہیز کر سکو گے پس حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ ثَبَّحْنَا عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَنْ بِلَادِهِمْ وَمَعَايِصِهِمْ حَتَّى اسْتَشَدَّ بَكَائُهُمَا
پس حضرت خضر علیہ السلام نے مصائب الہیت رسول خدا اور ان کی عمرت پر کہہ مصائب کا ٹوٹنا بیان کیا۔ اور ان کے فضائل بیان کئے اور ان کے اسماء بتلائے یعنی محمد و علی و فاطمہ حسن اور حسین کے اسماء مبارک بتلائے اور فرمایا کہ اس کے عوضی خدا نے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔ بس موسیٰ نے دعا کی کہ خدایا تو مجھے امت محمد مصطفیٰ اصلی امسند علیہ وآلہ وسلم میں گردان دے تاکہ میں غم سینہ سے متاثر نہ ہوں۔

روایت ہے کہ حضرت مرثد نے اپنے بیٹے عیسیٰ کو ایک رنگین (صباغ) کے سپرد کیا کہ کپڑے رنگا کریں۔ جناب عیسیٰ نے جب اس کی دوکان پر کام کیا تو ایک روز تمام سوئی کپڑے اور غلاف وغیرہ جو مختلف رنگوں میں رنگنے چاہتے تھے ان سب کو ایک ہی نیلے رنگ میں رنگ دیا۔ آپ نے ایسا اس لیے کیا کہ غم

درج حضرت سید الشہداء علیہ السلام کہ جو عیسیٰ کو تھا ظاہر ہو جائے۔ اور نہ کہ آپ کو تو گوارا ہی میں کتاب و نورت مل چکی تھی۔ ایسا سفیہا نہ کام نہ کرتے کہ مختلف رنگوں کے کپڑے سب ہی ایک رنگ میں رنگ دیئے۔ عیسیٰ پر ہی کیا منحصر ہے کائنات کی ہر ایک شے علم امام حسینؑ میں متاثر ہوتی ہے۔ (از مترجم ہماری "الیف المومنین" مخطوطات عزیز مطالعہ کریں۔ چونکہ کائنات کی ہر ایک شے بواسطہ وجود محمد و آل محمد خلق ہوئی ہے۔ اور انہی کے سبب سے وجود عطا ہوا ہے اسی لیے سب نے محمد و آل محمد کی ابتلا و مصائب پر توجیہ تام کی ہے۔ اور حسب مراتب گریہ کیا ہے۔ شیخ العارفین شیخ احمد احسانی فرماتے ہیں۔ کُلُّ اَیْکَسَا رٍ وَّ خَضُوْعٍ بِہٖ وَّ کُلُّ صَوۡۃٍ فِہٖ وَّلُوْحٌ اَلہُوَاۃِ۔ یعنی کہ ہر ایک شے پر تغیر کا جاری ہونا ضروری ہے۔ پس جب کوئی شکستگی دینا میں کسی شے کو پہنچتی ہے۔ اور ہر ایک عاجزی و انحراری کسی شے پر عارض ہوتی ہے۔ اور ہر ایک آواز کہ وہ اس کے اعتبار سے اظہار غم ہے۔ ہوا میں پہنچتی ہے وہ نوحہ ہوا سے کہ وہ امام حسینؑ کی مصیبتوں میں نوحہ کنان ہے مَا فِی الوجودِ مَعِجَمٍ لَّمْ یُکُنْ اِلَّا عَرَقًا حَبِیۡرًا فِی اسْتِوَعَالِ یعنی کہ اس دنیا میں خواہ کوئی چیز ناطق ہو یا مامت۔ مگر مصیبت امام حسینؑ میں ان کے ماتم نے حیرت زدہ کر دیا ہے۔

فَطَبَقَ الدُّنْیَا مَصَابٍ هَوٰی لِمَا سَبَّأَتِ اَبَدًا اَوْ اَتٰی

یعنی کہ حضرت امام حسینؑ کے مصائب سے تمام عالم متاثر ہوا ہے۔ اور متاثر رہے گا۔

وَكُلُّ رَطْبٍ یِّنۡتَہِی ذَا یَلَا وِذِی قَوَامٍ یَعْتَبِرُ بِہِ السَّوٰی۔

یعنی کہ ہر ایک چوب تازہ (سبز کڑھی) غم امام حسینؑ میں خشک ہو گئی ہے اور لاغر

ہو گئی ہے یہ گویا کہ ایک استعارہ ہے کہ لکڑی کی سرسبزی اور تازگی، ایک حسن سے۔ مگر وہ غم امام حسینؑ سے متاثر ہو کر پژمردہ ہو گئی ہے۔ اور یہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔

أَمَّا تَرَى النَّخْلَةَ فِي قُبَّةِ ذَاتِ الْاُفْطَارِ وَالشِّقَاقِ حَتَّىٰ
یعنی کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ درخت خرما کہ جو تمام اقسام کے درختوں میں ہوشیار ہے اس کے سر پر جو سوغند ہے یعنی کہ گنچ ہے وہ بمنزلہ مومے پریشان ہے۔ یعنی کہ اس نے بھی غم امام حسینؑ میں بال پریشان کئے ہیں۔

مَا سَعَفَتَ فِيهَا أَنْتَ هَبْتِ اجْرَتْ إِلَّا لَهُ خُونِ اِمَامِ شَوْحِ
یعنی کہ درخت خرما کی شاخیں ابھی اپنے کمال کو نہیں پہنچیں مگر وہ مصیبت امام خیر الامام کی مصیبت کی نشاندہی کرتی ہیں۔

أَمَّا تَرَى الْاِثْلَ وَاهْدَابَهُ عِنْدَ الرِّيَّاحِ زَا ضِئِينَ عَالًا
کیا تو نہیں نے دیکھا کہ جب شاخیں ہوا سے ہلتی ہیں تو ان سے مدائے ناز نکلتی ہے۔

أَمَّا تَرَى الْاِفَاقَ مُغَيَّرَةً وَالشَّمْسَ حَصْرًا يُكَوِّرُهُ اَوْسَاءَ
کیا تو نہیں دیکھتا کہ تمام عالم اور کوہ و بحر اگر ان میں کس قدر خرابا ہے وہ غم ہے تو آفتاب کو نہیں دیکھتا کہ صبح و شام برہنہ سر، سرخ ہو رہا ہے۔

أَمَّا سَمِعْتَ الرَّعْدَ يُبْكِي لَهُ وَالْبُرْقَ وَالسَّحَابَ يَقْطُرُ هَوًى
کیا تو آسمانی بجلی کا گریہ و نالہ نہیں سنا اور آتش خیز بجلی نہیں دیکھتا کہ قطررات اشک برساتا ہے۔

أَمَّا تَرَى الْعُجْلَ زَنَّةً فِي طَيْرِ اَيْنِهِ شَدَّ بِالْبِكَاءِ
کیا تو نے شہید کی کمی کو نہیں دیکھا کہ اس کا حال پرانگندہ ہوتا ہے اور اس کی آواز

کی گونج اس کا غم امام حسینؑ میں ناکرنا ہے۔

فَكُلُّ بَقْعَةٍ بِهَا قَبْرٌ ۖ وَكُرْبِلَا كُلِّ مَكَانٍ تَرَىٰ
یعنی کہ کل زمین اس کی قبر کی جگہ ہے کہ اس کے غم میں روتی ہے اور تمام عالم اس کے غم میں کربلا ہے۔

وَ كُلُّ يَوْمٍ يَوْمُهُ دَائِمًا تَعْصُ شُرْبِ الْمَاءِ عَلَىٰ مَنْ وَعَىٰ
مصیبت امام مظلوم سے عالم کی ہر ایک شے متاثر اس قدر ہے کہ گویا ہر روز بروز عاشوراء ہے یعنی کہ غم امام حسینؑ ہر وقت تازہ ہے۔ اور ہر وقت اب خشک غم امام علیہ السلام میں تلخ معلوم ہوتا ہے۔

يَضْرِبُ حَجْرًا يَا كِيَا وَالرَّمْحُ يَبْعِي قَائِمًا وَأَنْتَ خِيَا

خبر کہ گولے نازنین امام حسینؑ پر بھرا ہر وقت گریہ کنان ہے نیزے کہ جو امام مظلوم کے پہلو پر چلے گریہ کرتے ہیں اور خیر شہادت مولیٰ دیتے ہیں۔

تَبْكِيهِ جُرْدٌ جَارِيَاتٌ عَلَىٰ جِثْمَانِهِ وَإِنْ تَدْنُقِ الْقُرَىٰ

آہ نوح گھوڑے امام مظلوم کے بدن پر ڈورائے گئے۔ گریہ کنان ہیں۔

وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا يَدُّ فِي الْكُونِ إِلَّا يُبْعَاءُ تَلَا

بخدا میں نے دیکھا کہ اس عالم کون و فساد میں ہر ایک شے کہ جو موجود ہے وہ امام مظلوم پر گریہ کرتی ہے۔ اور اخبار صحیحہ سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ البتہ چشم بصیرت کا ہونا ضروری ہے کہ مشاہدہ کر کے۔ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِغُ بِحَمْدِهِ ۚ وَلَلِكُنُ لَا تَفْقَهُونَ

(سورۃ نوحیٰ آیت ۲۸)

تَسْبِغُهُمْ۔

یعنی کہ ہر ایک سے خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ (جب کہ ہر ایک شے میں خداوند تعالیٰ نے تسبیح کرنے کی قوت و درایت فرمادی ہے تو غم امام حسینؑ میں گریہ کرنے کی قوت کا نہ ہونا کیا معنی بلکہ ہر ایک شے گریہ و بکا کی قوت رکھتی ہے اور گریہ کرتی ہے) اور حدیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ زمان شہادت امام حسینؑ میں ہر ایک شے سے گریہ ظاہر ہوا ہے آسمان سے خون برسا ہے۔ شجر و حجر سب ہی نے گریہ کیا ہے۔

چنانچہ ایک درخت سے جو کہ قزوین کے قریب ہے ہر سال روز عاشوراؑ محرم خون کے آنسو روان ہوتے ہیں۔ (از مترجم، اگر اس درخت کی طبیعت نامیہ میں خون کا جاری ہونا صغر ہوتا تو موسم بہار میں جب شجر سبز و شاداب ہوتے ہیں خون جاری ہوتا۔ پس روز عاشوراؑ محرم کو ہر سال خون کے قطروں کا ٹپکنا بلاشبک و شبہ غم امام حسینؑ کے اظہار میں ہے) اور ثقہ حضرت بقرمانتے ہیں کہ یہ درخت بہت ہی زیادہ کہنہ ہے۔ اور زمان شہادت امام حسینؑ علیہ السلام میں بھی یہ درخت موجود تھا۔ اور جب سے اب تک بقرار ہے اور روز عاشوراؑ محرم ۱۱ھ میں بھی بمطابق خبر مصدقہ اس درخت سے خون کے آنسو جاری ہوئے تھے۔ ابن شہر آشوب سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی ہے کہ کہ بلایں جو لوگ موجود تھے۔ ان میں سے کسی ایک شخص کے پاس زعفران تھا۔ لیکن بعد شہادت امام حسینؑ جب اس شخص نے کسی ضرورت سے زعفران کو دیکھا تو وہ خون میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اور زمین گر بلا پر پر جگہ جگہ جو گھاس اُگی تھی۔ وہ خون آلودہ تھی اور اہل عام اسلام میں بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ جو سرخی آسمان پر وقت طلوع و غروب آفتاب ہوتی ہے وہ قبل

شہادت امام حسین علیہ السلام نہیں تھی یہ سرخی اس وقت ظاہر ہوتی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں۔ روز عاشوراء محرمِ حبیب کوئی سنگریزہ اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے خون تازہ نظر آتا تھا اور آسمان سے اس دن خون کے قطرے رہے ہیں۔ یہاں تک جس جگہ خون کے قطرے گرے وہاں کی ہر چیز خون سے رنگ گئی تھی۔ ابنِ ہنجر آشوب نے بھی تحریر کیا ہے کہ روز عاشوراء آسمان خون کے آنسو دیا ہے۔ یعنی کہ آسمان سے خون برسا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ کا ہے نعرہ زن ہوتی تھیں کبھی نوحہ کنان۔ جس سے آتشِ جہنم میں جوش پیدا ہوتا تھا۔ اگر ملائکہ اس کے جوش کو ٹھنڈا کرتے تو آتشِ جہنم کی سوزش سے زمین متاثر ہوتی اور اہل زمین بل کر خاک ہو جاتے۔ اور یہ فرما کہ حضرت صادق آلِ محمدؑ دیر تک گریہ فرماتے رہے اور اگر سیدہ عالم ایک اور ہے آواز استناثہ بصورتِ آہ و نوحہ بلند کرتیں تو اہل زمین فنا ہو جاتے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اے فرزندِ رسول! جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا الْاَمْرُ عَظِيْمٌ۔ کہ یہ امر تو امرِ عظیم ہے آپ نے فرمایا کہ غَيْرُهُ اَعْظَمُ مَا لَمْ تَسْمَعْهُ۔

ابھی تو میں نے تم پر ظاہر نہیں کیا۔ اس سے بڑھ کر بھی ایک اور امرِ عظیم ہے فرمایا اے ابوبصیر! اَمَّا نَحْبُ اَنْ نَكُوْنَ فِيْمَنْ يَسْعُدُ فَاطِمَةَ اَيَا تُوْنَهِيْنَ جَابِلًا کہ عمار سے جدیوں پر باوا از بلند گریہ کر کے فاطمہ کو تسلی دے کہ آنسو زخمِ ہائے خاتونِ جنت کے مرہم ہوں گے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ مجھ پر گریہ کا جوش ہوا میں روتے روتے بیتاب ہو گیا۔ اور آپ اپنے مصلحہ پر تشریف لے گئے۔ میں باہر چلا آیا۔ اے شیعو! مصیبتِ امام حسینؑ پر گریہ کرو۔ اور باوا از بلند گریہ کرو۔

حضرت امام العروا الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
 وَأُقِيمَتْ لَكَ الْمَاءُ فِي أَعْلَى عِلْيَيْنَ ، وَلَطَمَ عَلَيْكَ حُورُ الْعَيْنِ
 یعنی کر اے حسینؑ مظلوم آپ کا ماتم اعلیٰ علیین میں کہا جا رہا تھا اور آپ کے غم میں حوران
 جنہاں اپنا سر پیٹ رہی تھی زیارت مخصوصہ میں کہ جو اول رجب اور نصف شعبان میں
 پڑھی جاتی ہے وارد ہوا ہے کہ اَشْهَدُ لَقَدْ أَشْتَعَرْتَ لِدِمَائِكُمْ أَظْلَمَ النَّوْثِ
 مَعَ أَظْلَمَةِ الْخَلَائِقِ وَسُكَّانِ الْجِنَانِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔

یعنی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اے مظلوم کہ بلا آپ کے خون پاک کے زمین پر جاری
 ہونے پر عرشِ اعظم الہی لرز گیا۔ اور تمام مخلوقات کانپ گئی۔ تمام اہل بہشت، ساکنان
 صحر اور دریا اور اظلمہ عرش، اور اظلمہ نخلات متاثر ہوئے واضح رہے کہ اظلمہ سے عالم
 تجرد مراد ہے یعنی کہ وہ مخلوق جو عالم ذر میں ہے وہ بھی غم امام حسینؑ سے متاثر ہوتی
 ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ مَا الظُّلُّ - کہ ظلال کیا چیز ہے مضموم
 علیہ السلام نے فرمایا کیا تو اپنے سایہ کو نہیں دیکھتا کہ آفتاب کی روشنی میں ہوتا ہے
 اور وہ کوئی شے نہیں ہے۔ ہاں اہل بہشت عزاء امام حسینؑ پر پا کرتے ہیں حالانکہ
 بہشت جاو غم و الم نہیں ہے۔ مگر چونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بہشت اور
 بہشت کی چیزیں اور عوریں سب نورا امام حسینؑ سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ان کا وجود
 اور جن سب کچھ حسینؑ سید الشہداء کی بدولت ہے لہذا لہذا راحت امام حسینؑ ان
 کے لیے خوشی و مسرت کا باعث ہے۔ اور غم امام حسینؑ ان کے لیے غم و اندوہ کا
 باعث ہے۔ پس امام حسینؑ کی پشیمردگی ان کی پشیمردگی ہے۔ لہذا جب کہ امام حسینؑ
 زمین کر بلا پر خاک و خون میں غلٹاں پڑے رہیں اور ساکنان بہشت اس غم میں
 شریک نہ ہوں۔ ایسا کیوں کہ ہو سکتا ہے۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شیب معراج میں داخل بہشت ہوا تو میں نے سارے بہشت کی سیر کی اور قصر باہر جنت دیکھے جبرئیل اس نے شیب کے ایک درخت سے ایک شیب توڑا۔ اور مجھے دیا جب میں نے اس کو توڑا تو اس میں سے ایک عورت نکلی جس کی آنکھیں سیاہ تھیں میں نے اس سے دریافت کیا لَعْنُ أَنْتِ - کہ خدانے تجھے کس لیے خلق فرمایا ہے پس یہ سنتے ہی اس عورت پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس نے کہا لَا بِنَاكِ الْمَظْلُومِ الْحَسْبَيْنِ کہ خداوند عالم نے مجھے آپ کے فرزند حسین مظلوم کے لیے خلق فرمایا ہے مختتم بارگاہ قدس میں کہ جو جاعل مال نہیں ہے تمام قدر سیان فلک کے سرغم امام حسین میں ان کے زانوئوں پر چپکے ہوئے ہیں۔ یعنی سب نعلین ہیں اور تمام جن و ملک شرف ترین اولاد آدم پر گریان کنان ہیں یعنی کرام حسینؑ خردم ہیں ان کے غم میں فرشتے اور جن سب ہی نوحہ کنان ہیں۔ امام حسینؑ کی مصیبت کوئی کم نہیں ہے۔

هَذَا مُصَابِ الَّذِي جَبْرِئِيلُ خَادِمُهُ نَاغَاةً فِي الْمَهْدِ اذِ نَيْطَتْ تَمَائِمُهُ
 خدایا یہ کیسی مصیبت ہے کہ جبرئیل جس کی خدمت گزاری کرے اور اس کے خادم ہونے پر فخر کرے۔ یہ کیسی مصیبت ہے کہ جس کا گوارا جبرئیل جھلائے اور لوہیاں دیتا ہے۔

سَبَطُ النَّبِيِّ ابْوَالِطَهْرَارِ وَالِدِ الدُّهُ الْكُوَارِ مَوْلَا اِقَامِ الدِّينِ صَارِصُهُ
 صِنُو التَّرْكِ جِنَا قَلْبِ الْبَشَوْلِ لَهُ اَسْوَمَةُ لَيْسَ فِيهَا مِنْ يُقَارِصُهُ
 یہ مصیبت سبط رسولِ مختار و نور نگاہ حیدر کرار، اور توت بازو سے حسن باوقار

اور قلبِ حضرت خیر النساء ہے کہ وہ اعتبارِ حسب و نسب، نجابت و شرافت تمام اہل عالم میں ایام حسینؑ کے مثل و بے نظیر ہیں۔

مَطَهَّرْ لَيْسَ يَغْتَشِ الرَّيْبُ سَاحَتَهُ وَكَيْفَ يَغْتَشِي مِنَ الرَّحْمَنِ صَارِمَهُ

۱۔ آپ معصوم و پاک و پاکیزہ ہیں ہر قسم کے ریب سے ہر قسم کی نجاست سے بڑا ہیں۔ آپ کی طہارت کی یہ حد ہے کہ خدا نے آپ کو پاک و پاکیزہ کیا ہے۔

لِلَّهِ طَهْرٌ تَوَلَّ اللَّهُ عَصَمَتَهُ أَرَادَ الْأَرْجِسُ عَظِيمَاتٍ جِرَائِمَةً

اس کی طہارت کی بندی کا کیا کہنا کہ جس کو خدا اپنے ارادہ سے پاک و پاکیزہ کرے۔ جب کہ ارادہ خدا میں امر اور عین فعل ہے کہ ہر قسم کے جس سے پاک رکھے۔ پس امام حسین چونکہ خامس آل عبا میں لہذا ان کا قتل اور قتل میں شریک لوگ سب کے سب جس میں ناپاک ہیں یعنی بے دین ہیں۔

لِلَّهِ مَجْدٌ سَمَا الْأَمْلاكَ رَفَعَتْهُ

مَاذَا الْعُلَى عِنْدَ مَا رَدَّتْ وَعَائِمَهُ

یعنی کہ یہ مرتبہ و بزرگی کس قدر عظیم و اعلیٰ ہے۔ کہ آپ کی رفعت افلاک سے بھی بالاتر ہے۔ اس لیے کہ جب امام حسین شہید کر دیئے گئے تو عمود ہائے رفعت منہدم ہو گئے۔

ضَيْفٌ الْمَ بَارِضٍ وَرِدْهَا شَرَعٌ قَفِي بَدَا وَهُوَ ظَائِمِي الْقَلْبِ هَائِمَهُ

مہمان تازہ کہ جب کہ پانی بکثرت موجود ہو کون ہے جو پانی پینے سے روکے لیکن قوم جفا شعار نے یہ خیال نہ کیا کہ حسینؑ مہمان تازہ ہیں پانی بند نہ کریں۔ امام علیہ السلام کو پانی تک نہ دیا اور تذبذب دنیا سے رخصت ہوئے۔

لِكُلِّ عَيْ عَلَى مَا حِدٍ أَرَيْتَ أَنَا مَلَهُ عَلَى السَّحَابِ عَدَا سَقِيَاءَ خَائِمَهُ

واسترا تا کہ جس کا دست گرم زمانہ کے لیے ابر بہار سے زیادہ سود مند ہر زمانہ بھر کے لیے عام ہو وہ حیف و حیف کہ پانی کے لیے ترے۔

لہم یعی علی الأصرعی فی الطوف فمأ عبد العلیل بذالك الیوم ساعیہ
 اس دن سے پناہ طلب ہے کہ تم روزِ امام حسینؑ اور آپ کے عزیز و انصار بزدان
 و اولاد سب کے سب قتل ہو گئے۔ اور صرف ایک فرزند علیل و ناتواں سیدِ جواد
 باقی رہ گئے۔

أَقَمَّ یَوْمَئِذٍ بِجَمَّتٍ مَلَأَ حِمْمَهُ
 ثُمَّ انْجَلَىٰ وَبِهِ قَتَلَىٰ غَنَائِمُهُ
 تمام عالم۔ کوہ و صحرا شجر و حجرِ بخار آلودہ ہو گئے تھے۔ اس روز جب کہ امام حسینؑ شہید

ہوئے۔ اور جب بخار ختم ہو گیا تو معلوم ہوا۔ کہ کون کون زمینِ مقفل میں سو رہا ہے
 کون کون خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے۔ روزِ مصیبتِ امام حسینؑ بدترین روز

ہے۔ ایسا سخت دن خاصانِ خدا میں سے کسی پر نہیں گزرا۔ حضرت امام رضا علیہ
 السلام فرماتے ہیں کہ راتِ یَوْمِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ أَقْرَحُ جُفُونَنَا وَأَسْبَلُ دُمُوعَنَا
 وَاذَلَّ عَزِيزَنَا بَارِضٌ كَرَبَلَا۔ یعنی کہ شہادتِ امام حسینؑ نے ہماری آنکھوں

کو زخمی کر دیا۔ ہمارے آنسوؤں کے چشمے بہہ گئے۔ اور زمینِ کربلا پر ہماری عزت
 و عزت کو پامال کیا گیا۔ ہمارا یہ غم قیامت تک رہے گا۔ یہ بھی آپ نے فرمایا کہ

کہ جب حرمِ کاچاند فلک پر نمودار ہوتا تھا تو ہمارے پدر بزرگوار کو کس نے ہنسنے ہوئے
 ہمیں دیکھا۔ بلکہ حزن و اندوہ میں دیکھا ہے۔ اور خصوصاً روزِ عاشورا محرمِ برابرِ گریہ

و دراری اور نوحہ و ماتم میں گرتا تھا۔ کیونکہ اس دن حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں
 جناب کلینیؑ نے ابان بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلامؑ نہیں اور دسویں محرم کے روزے کے متعلق سوال
 کیا اب جناب نے فرمایا۔ تاسوعا یَوْمٌ حُوصِرَ فِيهِ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابُهُ بِكَرَبَلَا
 وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ خَيْلُ أَهْلِ الشَّامِ وَأَتَاخُوا عَلَيْهِ يَعْجَىٰ كَرَبَلَا وَتَارِيخُهَا

ہے

جس دن امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو یزیدی افواج نے گھیر لیا تھا اور
 خیام اہلبیت کے گرد اپنے لشکر کو بٹھا دیا تھا۔ اور اس دن ابن زیاد بد نہاد اور
 عمر ابن سعد نے اپنے لشکر کی کثرت و زیادتی پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ و احسرتا ہمارے
 جد مظلوم بکہ و تنہا رہ گئے تھے۔ اور دسویں مرم اَمَّا يَوْمُ عَاشُورَا قِيَوْمٌ اُصِيبُ
 فِيْهِ صَرَيجًا بَيْنَ اَصْحَابِهِ وَاَصْحَابًا بِحَوْلِهِ صَرَيجًا يَعْنِي كَر دسویں محرم
 کا وہ دن ہے کہ جس دن حسین مظلوم اپنے عزیز و انصار و اصحاب کے ساتھ بظلم و جور
 شہید کیے گئے بخدا یہ دن روزے کی نہیں ہیں۔ بلکہ گریہ و زاری اور غم و اندوہ کے
 دن ہے یہ دن زمین و آسمان اور مومنین کے لیے غم و اندوہ کے دن میں اور
 ابن زیاد ملعون اور پسر سعد بد نہاد کے لیے خوشی کے دن تھے۔ خداوند عالم اپنا
 تہر و غضب نازل فرمائے۔ ان پر اور ان کی اولاد پر کہ جو عاشورا و محرم کو خوشی مناتے
 ہیں جو شخص ان دنوں کو خوشی کا دن قرار دے گا یا اپنے اہل و عیال کے لیے
 غذائی فراوانی کرے گا یا ذخیرہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا شہر زید کے ساتھ
 کرے گا۔

عبد اللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام
 جعفر صادق علیہ السلام کی میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ امام عالی مقام کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے
 آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کیا فرزند رسول خدا، اللہ تعالیٰ آپ
 کو ہر ایک غم سے بچا ہے۔ یہ کیا عالم ہے کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے۔
 اور آنکھوں سے ہل اشک رواں ہے۔

حضرت صادق آل محمد نے فرمایا کہ اَوْ قِي عَقْلَةَ اَتَا مَا عَلِمْتَ اَنْ
 الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اُصِيبُ فِيْ حَثَلٍ هَذَا الْيَوْمِ اَيَا عَافِي تُو

یعنی کہ کیا تم آج کے دن کی اہمیت سے غافل ہو نہ آج ہی کی تاریخ تھی کہ ہمارے
جد مظلوم امام حسینؑ تین دن کے بھوکے پیاسے قتل کیے گئے۔ اے بعد امتد
روزے کی نیت کے بغیر دن میں فاقہ رکھو۔ اور بعد عصر فاقہ شکنی کرو۔ کیونکہ بعد
ہنگام عصر جنگ ختم ہو گئی تھی اور تین افراد اولاد اصحاب والنصار و اقرباء سب
ہی قتل ہو چکے تھے۔ اگر رسولؐ خدا اس وقت زندہ ہوتے تو وہی سب سے
زیادہ سوگوار اور پُرسہ لینے والے ہوتے۔ بس صادق آل محمدؑ اس قدر روئے
کر ریش مبارک انسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور اگر رسولؐ امتد زندہ ہوتے تو آپ ہی
عزاداری امام حسینؑ برپا کرتے اور نالہ و اسیناہ بلند فرماتے۔

فَوَاعِجِبَاہُ مِنْ مَّصِیْبَةِ مَا أَحْفَظْهَا وَبَلِیَّتِہَا مَا امْرَءَا وَوَجِعْہَا
وَاقْتَدَحْہَا مِثْلَ ابُو عَبْدِ اللّٰہِ وَعَتْرَۃٍ وَسِبْیِ نِسَاۃٍ وَصِبْتِہٖ وَ
دَارٍ وَاِیْرَاسِہٖ فِی الْبُلْدِ اِنْ مِنْ فَوْقِ عَامِلِ السَّنَانِ فِیَا لَیْتِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ عِیْنَا تَنْتَظُرُ اِلٰی بَنَاتِہَا وَبَنِیْہَا وَہُمْ مَا بَیْنَ مَقْتُوْلِ یَجْرِی عَلَی الصِّدْرِ
وَاسِیْرٍ مَّکِیْلِ بِالْحَدِیْدِ وَبَیْنِ مَنْ تَحْمِشُ وَجْہَہَا بِیْدِہَا وَمَنْ یُنْزِعُ
قُرْطَہَا مِنْ اُذُنِہَا وَبَیْنِ مَنْ لَیْسَتْجِیْرٌ فَلَیْجَارُوْا وَلَیْسَتْغِیْتُ فَلَا
یُسْتَفَاتُ وَمَنْ یُسْتَنْصِرُ فَلَا یُبْصِرُ وَلَیْسَتْغِیْنِ فَلَا یُعَانُ فَکُمْ مِنْ
بِنَادٍ وَاَحَدًا وَاَوْ عَلِیَاہُ وَاَحْسِیْنَاہُ قَدْ عَلٰی فِی الْاَرْضِ
کَرَبْلَا وَکَوْمِ مَنْ اسْتَفَاتَہُ وَاَمْفِیْثَاہُ وَاَحْمِیْرَاہُ وَاہَا شَمِیَاہُ
قَدْ رَفِیْعَتْ فِی اَرْضِ بَیْنَوَاعٍ قُوا اسْفَاہُ اِبْنِ الْحُسَیْنِ وَاِبْنِ
اِبْنَاءِ الْحُسَیْنِ وَاِبْنِ اِخْوَانِ الْحُسَیْنِ عَزِیْرُ عَلٰی یَا اَبَا عَبْدِ
اللّٰہِ اِنْ تُکُوْنُ عَطْشَا نَا فَلَآ تَرُوْی وَنَظْرُ لَکَ بِالْحَسْرَۃِ

عَلَى بَنَاتِكَ الْعَطَشَى وَ سَكَبَ دَمْعَتَكَ عَلَى ذُرَارِيكَ
 الْقَتْلَى فَرَمَقْنَاكَ بِعَيْنِكَ إِلَى ذُرَارِيكَ بِلَا حِمَى أَلَمْ يَكُنْ
 لَصَوْتِكَ مَرَامًا وَ لِنَضْرُوعِكَ سَامِعًا أَقَلَمَ يَبْقَى لِمَكَ
 حَبِيبًا وَ يَدَ عَوْتِكَ مُجِيبًا نِيَا مُؤْمِنًا فِي زَعِيمِهِ
 مُتَشَيِّعًا وَ لَا مُؤْمِنٍ إِلَّا الَّذِي قَدْ تَشَيَّعًا
 أَتَفْرَحُ فِي يَوْمِهِ ذَبَعَ الْهَدْيَ إِمَامَكَ
 فَأَغْفِرْ غَفْرًا حَدِيدًا لَكَ لَا كَعَا -

خلاصہ یہ ہے کہ روز عاشورا، محرم حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار و مددگار
 بھائی بھتیجے بھانجے اصحاب دیا در سب ہی نشانہ تیر و تلوار و سنان ہو گئے۔
 الحرم ایہ و مقید ہوئے اگر رسول اللہ زندہ ہوتے اور وہاں تشریف لاتے تو
 دیکھتے کہ ان کی بیٹیوں پر کیا کیا مظالم ہوئے۔ سن بتم ہوئیں۔ چادریں پھینتی گئیں
 اور آپ کے فرزند علی زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر پہنایا گیا اور ان کے چہروں پر
 خراشیں پڑی ہوئیں تھیں۔ وہ مدد کے لیے پکار رہے تھے اور کوئی مددگار نہ تھا وہ
 استغاثہ کر رہے تھے اور کوئی فریاد رس نہ تھا۔ وا و اعلیاء، وا
 حسیناء و احمدا۔ کی صدا میں بلند کر رہے تھے کوئی ان کی فریاد سنتے والا نہ تھا
 افسوس کہ امام حسینؑ اور ان کی اولاد ان کے بھائی۔ ان کے قریب تدارک کہاں
 ہیں وہ زمین نینو پر سو رہے ہیں خاک و غن میں غلطان ہیں اے مومن کیا تو
 یہ گمان کرتا ہے کہ شیعہ بیان اور دوستداران اہلبیتؑ اٹھار کے لیے وہ دن کہ
 جس روز امام حسینؑ اور عزیز و اقربا و اصحاب حسینؑ قتل کئے گئے۔ عید اور خوشی
 کا دن ہے۔ جو ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ احمق ہے وہ نہ اہلبیتؑ کا دوست تدار ہے

اور نہ خدا و رسول کا۔ آفتِ غیبی نے روزِ عاشورا ندادی ہے کہ۔

وَهَاتِفٌ فِي عَاشُورَ حَبْنِكَ مَضْمِعًا وَتَرِبَ الْقَلْبُ أَصْحَى لِمَوْلَاكَ مَضْمِعًا
اے مومن کیا تو روزِ عاشورا فرشتے اعلیٰ اور تکیہ پر آرام کرے گا حالانکہ تیرے مولیٰ و
آقا حسینؑ مظلوم کی خواب گاہ اور بستر خاک کر بلا تھے۔

أَيُّضًا مِنْكَ الْمُتَّعِزُّ مِنْ بَعْدِ أَنْ تَعْدَى ، بِهِ تُفَرِّمَوْلَاكَ
الْحُسَيْنِ فِيهِ رَحْلُ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَيْتِكَ فِيهِ لَا يَزَالُ مُؤَسَّعًا۔

کیا اے مومن کیا اس روز کرب میں منزل آلِ محمدؐ کو غارت کیا اور خیامِ اہلبیتؑ کو تاراج
و برباد کیا۔ تو اپنے گھروں کو آراستہ کرے گا۔ اپنی منزلوں کو سیادے گا۔ اور اپنے
اہل و عیال اور اپنی آپ کو آرام پہنچائے گا یہ تو شیوہِ محبت کے خلاف ہے۔

فِيَا لَيْتَ سَمِعْتِ حَمْرًا عَنْ ذِكْرِ قَيْدِهِ
وَيَا لَيْتَ لَمْ يَجْلُو لِي اللَّهُ مُسْمَعًا

کاش کہ میں نہ ہوتا یا میرے کان نہ ہوتے میں بہرہ ہوتا اور میں قتلِ امام حسینؑ کی خبر
نہ سن سکتا۔

سَابِقِي دِمَا بَعْدَ الدُّمُوعِ لِقَدِيدِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَتَرَاكُ الْحُزْنَ مَدْمَعًا
یہی بڑا غم ورنج ہے آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے ہیں۔ لیکن ہانا چاہئے کہ
روزِ عاشورا عشاءِ اہلِ اسلام پر عجیب مصیبت تھی بلکہ تمام پر عجیب مصیبت کا وقت
تھا۔ خدا کی قسم غمِ شہیدانِ کربلا کا داغ اہلِ ایمان کے دلوں سے ہرگز محو نہ ہو گا۔ بلکہ روزِ
عاشورا اگر یہ و بجا کا دن ہے۔

حضرتِ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا اگر کوئی شخص روزِ عاشورا
مہم اپنی حاجات کے پورا ہونے کی سعی کرے گا تو خدا اس میں برکت عطا نہ کرے گا۔

اور اس سے روز قیامت بازر پرس ہوگی کہ وہ تزن وطلال کا دن تھا اور تو نے اپنی حاجات پورا کرنے کی سعی کی بس اس شخص کا حشر بڑیدین معاویہ، ابن زیاد اور عمر بن سعد کے ساتھ ہوگا۔ تعجب ہے اس دل پر کہ جو روز عاشورا، محضوں و منوم نہ ہو۔ حسین ابن خارجہ نے روایت کی ہے کہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ پس ہم نے امام حسینؑ کو یاد کیا اور ہم پر گریہ طاری ہوا۔ اس وقت امام علیہ السلام پر بھی گریہ طاری ہوا۔ اور فرمایا کہ ہمارے جد مظلوم نے فرمایا تھا۔ اَنَا قَتِيلُ الْعَبْدَةِ لَا يَدْرِي كَرَفِي صَوْمِنِ الْاَبْيَاحِي يَعْنِي كَرَمِي كَثْرَةَ غَيْرِ وَزَارِي هَوِي اِيْسَا شَهِيْدِ هَوِي كَرَمِي قَدْرِي رُوِيَا جَاءَتْ كَمْ هِيَ۔ مجھے نہیں یاد کرے گا مومن گریہ کہہ روئے گا۔ چنانچہ ابن قولیہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک روز امام حسینؑ سے فرمایا۔ کہ اے میرے فرزند مجھ پر ادائیں بھی اٹھک بار ہوئے اور آخرین بھی روئیں گے۔ امام حسینؑ نے عرض کیا جُعِلْتُ فِدَاكَ۔ یعنی کہیں آپ پر فدا یہ فرمائے کہ مجھ لوگ کیوں روئیں گے۔

فَدَا الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيْسَ فَاكُنْ بِنَوَامِيَّةٍ دَمْعَاكَ تَمَّ لَا يَدْرِي وَنَدَّ عَنْ جَنَابِكَ
حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اس ذات گرامی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ نوا امیہ نہارا خون بہادیں گے مگر وہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ نہیں کر سکیں گے یہ سن کر حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ بخدا میرے لیے یہ کافی ہے۔ کہ میں خدا اور سولؐ کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے پدربزرگوار کی تکذیب نہیں کرتا مطلب یہ ہے کہ امام حسینؑ نے جو کچھ کہ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا تھا۔ وقت آنے پر لفظ بلفظ تصدیق کی۔ اور آپ اپنے دین پر قائم رہے

اور اموی گروہ ان کے راستہ سے ہٹانہ سکا۔

چنانچہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے پوچھا پروردگار! تو نے امت محمدیہ کو دوسری امتوں پر کس لیے فضیلت دی ہے۔ نہ آئی۔ انہیں دس چیزوں کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو وہ فضیلت ہیں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ وہ چیزیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد و جمعہ جات قرآن، علم اور عاشورا ہے۔ پھر موسیٰ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں سوال کیا پروردگار! عاشورا کیا ہے۔ پھر نہ آئی اسے موسیٰ۔ وہ سید پیغمبر آخر الزمان پر رونا اور رولانا ہے کیونکہ عاشورا سید رسول فرزند محمد مصطفیٰ حسینؑ کی شہادت کا روز ہے اس زمانہ میں کوئی ایسا بندہ نہ ہوگا کہ جو اس کی شہادت اور مصیبت پر نہ روعے اور یاد دوسرے کو نہ دلایا یعنی سب اس پر گریہ کریں گے اور اس کی صفحہ ابر پار کریں گے۔ اور اور لے موسیٰؑ میں ان کے لیے بہشت کو مخصوص کروں گا۔ اور جو شخص اس کی محبت ہی مال خرچ کرے گا خواہ وہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو میں اس کے مال میں برکت دوں گا۔ وَعِزَّتِي وَجِلَالِي مَا مِنْ امْرَأَةٍ اَدْرَجِلْ سَالًا دَمْعَ عَيْنِيهَ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَعَيْتَرَهُ قَطْرَةً وَاَحَدَةً الْاُولَادِ كَتَبَ لَهُ اَجْرًا مِثْلَهُ شَهِيدًا یعنی کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے جس عورت یا مرد کی آنکھ سے اس کی مصیبت پر آنسو ڈھلک کر اس کے رخساروں پر آئیں گے میں اُسے سو شہیدوں کا ثواب مرحمت کروں گا۔ فَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَعَيْنٍ لَا تَدْمَعُ لَيْتَ الْعَيُونُ اِنْبَاخِلَاتٍ يَدُ مَعَهَا يَوْمًا عَلَيْكَ اَهَا الْوَمَوْجُودُ۔ یعنی کہ وہ آنکھ جو غم امام مظلوم میں آنسو نہیں برساتی تو گورے میں نہیں چاتا کہ پھر وہ

آنکھ کب آنسو برسائے گی کون سی ایسی عظیم مصیبت ہوگی کہ حسینؑ میں وہ آنکھ گریہ کرے گی۔ جو شخص غم امام حسینؑ میں گریہ نہیں کرتا وہ خاکِ مذلت اپنے سر میں بٹکا ہے اور جو شیعہ نہیں روتا ہے۔ اس نے پوری قوم کو ذلیل کر دیا۔ یہ نہیں سمجھتا کہ شیعہ کی ذلت و رسوائی مولیٰ کی ذلت و رسوائی ہے اور مولیٰ کی عزت و غلام کی عزت کا سبب ہے۔ پس ہمیں بکا علیؑ حسینؑ کے ذریعہ اپنی عزت کی حفاظت کرنی چاہئے بشرِ عدانی نے حضرت امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام سے پوچھا کہ لوگ کب سے ذلت میں مبتلا ہوئے۔ فرمایا: جَبِينٌ قَتَلَ حُسَيْنٌ بِنِ عَالِيٍّ۔

کہ جب سے حسینؑ ابن علیؑ شہید کیے گئے اور ابن زیاد عامل عراق مقرر کیا گیا۔ اور حجر بن عدی کو تاحق قتل کیا گیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ حسینؑ دن حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اس دن اہل مدینہ نے یہ غیبی آواز سنی کہ **الْيَوْمَ نَزَلَ الْبَلَاءُ عَلَىٰ هَذِهِ الْأُمَّةِ**۔ کہ آج کے دن اس امت پر بلائے عظیم نازل ہوئی پس ہرگز روز عاشورا خوشی تمہیں کرنی چاہے تاکہ جانا شمار ان لوگوں میں نہ ہو کہ جو قاتلانِ امام حسینؑ اور ان لوگوں نے روز عاشورا محرمِ نوشی کی تھی۔

عبداللہ بن عبدالمطیف تفسیسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ جب روز عاشورا محرم امام حسینؑ کے جسمِ مطہر پر تمواروں کے وار ہونے لگے اور آپ مجروح ہو گئے دشمنوں نے چاہا کہ آپ کا سر مبارک تین سے جدا کریں تو لیٹنِ عرش سے ندا و رب العزت اٰی الٰہیہا الٰہمۃ المتعبیۃ الظالمۃ بعد ینبہہا لا وحقکم اللہ لا ضعی ولا قطر۔

یعنی کہ اے حیرت زدہ عالمِ امت، اب تو اپنے نبی کے بعد عیدِ اشقیٰ اور عیدِ فطر

کی سعاد توں سے محروم رہے گی خداتم کو عیدِ فطر کی توفیق عطا نہ کرے۔ اے اہل
عاشورا اور اے مصیبت زدگانِ فرزندِ شافعِ محشر لباسِ غم پہننا اور گریہ کرو کہ
دشمنانِ دین نے اہلبیتِ رسولؐ خدا کو مثلِ ایمران ترک و دویم ایسر کیلئے۔

الْيَوْمَ شَقُّوا حَبِيبَ الدِّينِ وَاتَّهَبَ بَنَاتُ أَحْمَدَ نَفْيَ الدُّرِّمِ وَالتَّهْيِينِ
آج کے دن یعنی روزِ عاشورا حضرت گریبان چاک میں اہل آسمان و زمین اہلبیت
ظاہرین کی حرمت برقرار رکھتے ہیں لیکن اس قوم جفا شنار نے اہلبیتِ رسالت کو
ایسر کر کے بے دینی کا ثبوت دیا ہے اور اس طرح ایسر کیا ہے جیسے کوئی ترک و
دویم کے لوگ ایسر ہوتے ہیں۔

الْيَوْمَ شَقُّوا أَهْلِي الزُّهْرَاءِ كُلَّتْهَا وَسَاوَرَهَا بِنْتِ كَيْبِ وَتَحْوِينَ
اہل کین نے تاجِ فاطمہؑ غارت کر دیا ہے اور آپ کو غم و اندوہ میں محصور کر دیا ہے
یعنی کسیدہ عالم انتہائی غم و اندوہ میں ہیں۔

الْيَوْمَ زَعَزَعُ قُدْسٌ مِنْ جِوَانِبِهِ وَطَاحَ بِالْحَيْلِ سَادَاتِ الْمَبَادِينِ
آج ارکانِ قدس زلزلے میں ہیں۔ آج بڑے بڑے نامدار بہادر اپنے اپنے مکیوں سے
گپڑے ہیں۔ یعنی زخمی ہو کر زمین پر پڑے ہیں۔

الْيَوْمَ قَامَ بِأَعْلَى الطَّفِّ نَادٍ بِهِمْ يَقُولُ مَنْ لِي يَتِيمٌ وَمَنْ الْمَسْكِينِ
آج زینبِ خاتونِ نوحہ کنانِ بلندی پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہے کوئی جو
یتیم اور بیکسوں کی فریاد کو سنے۔

الْيَوْمَ حَضَبَتْ حَبِيبَ الْمُصْطَفَى بِدَمِ أَمْسَى عَيْدٍ تَحْوَرُ الْحَوْرُ وَالْعَيْنِ
آج کے دن حضرت رسولؐ خدا الملائکِ اعلیٰ کے ساتھ اپنے فرزندِ حسینؑ کی لاش پر
تشریف لائے ہیں۔ اور آنحضرت نے اپنے کپڑوں اپنے فرزند کے خون سے رنگین

کیا ہے اور اس خونِ پاک سے خوشبو بہشت آرہی ہے خوشبوئے عمیر آرہی ہے کہ جو رانِ جان لگاتی ہیں۔

الْيَوْمَ خَرَجْتُمْ الْفَجْرَ مِنْ مَضَرَ عَلَىٰ مَنَاخِرِ تَدْلِيلٍ وَتَوْهِيَةٍ

آج وہ دن ہے کہ فلکِ عزت و جلال کے تابندہ ستارے افق سے زمین پر گر پڑے ہیں یعنی شاہِ سوارانِ حسینؑ نعمی حالت میں یگ کر بلا پر پڑے ہیں ذراتِ بیتِ ان کی تابناکی کے سامنے ماند ہو رہے ہیں۔ گویا ذرات نے چمک چھوڑ کر شاملِ عرا گلے میں ڈلی ہے۔

الْيَوْمَ هَيْتَكَ اَسْيَابُ الْهُدَىٰ مَرَقًا وَبُرُقَعَتْ عُرَّةُ الْاِسْلَامِ بِالْهُوْنِ

آج کا دن وہ دن ہے کہ آثارِ ہدایت ختم ہو گئے ہیں کفر و منکالت حاوی ہو رہا ہے اور اسلام جو دینِ ہدایت ہے ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔

اطْفَالًا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ قَدْ قَطُمُوا . مِنَ النَّدَىٰ بِاَنْيَابِ الشَّعَابِينِ

حضرت فاطمہ زہراؑ کے اطفال یعنی بچوں کو شیر پیتے نہیں ہے اور تیزہ و تیر کے ذریعہ زہر آلود پانی لہ یعنی آبِ تیر و تیزہ ان کو پلایا جاتا ہے عروہ بن قیس سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوذرؓ کو غلیقہ ثالث نے مدینہ سے ربزہ کی جانب جلا وطن کر دیا تو اہل ایمان نے ان کی دلجوئی کرتے ہوئے ان سے کہا کہ تمہیں اس پر مطمئن ہونا چاہیے کہ تم نے اب تک جو کام کیے ہیں وہ سب کے سب خدا

کی راہ میں انجام پذیر ہوئے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ

وَلٰكِنْ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا قَتَلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَتَلَكُمْ . یعنی کہ یہ درست

ہے لیکن جو مصیبت اس امت پر قتلِ حسینؑ سے نازل ہوگی وہ سب مصیبتوں

کے عظیم ہے اور اس کے بعد اس امت میں شمشیرِ استقام ہمیشہ زیام سے باہر ہے

گی یہاں تک کہ خدا سے تعالیٰ ان کی ذریت میں سے اس کو ظاہر کرے گا کہ جو پور پورا انتظام لے گا۔ لے شیعوں کو تم یہ چاہتے ہو کہ ناصران امام حسینؑ بنو تو تمہیں چاہے کہ مصیبت امام حسینؑ خوب گریہ کرو۔ اس قدر گریہ کرو کہ روتے روتے روح پرواز کر جائے

الْبَيْتَةُ الْحَشْرُ لَا بِلَ يَوْمِ عَاشُورِ الْفِتْحَةُ الصُّورِ لَا بِلَ نَفْثُ مَصْدُورِ

کیا قیامت برپا ہوگی۔ کیا روزِ حشر آگیا۔ کہ تمام عالم منزلزل ہے آسمان و زمین مضطرب ہیں۔ کیا صور بھونکا جا چکا کہ عالم پر آشوب ہے یہ سب کچھ اضطرابِ قتلِ امام حسینؑ

کا، وجہ سے برپا ہے کہ روزِ عاشورا امام حسینؑ شہید ہو گئے اور ان کے اہلِ مہم امیر و احسرتاہ و امصیبتاہ

وَاصْبَحَ الدِّينُ فِيهِ كَاسِفًا التَّوْرَ

آج کے دن آفتابِ ہدایت گہن میں آگیا۔ بوجہ اظہارِ فسوس آفتابِ فلک بھی گہن آلود ہو گیا ہے اور عالم میں دوہری تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

يَوْمَ يَهْ ذَهَبَتْ اَبْنَاءُ قَاطِمَةَ لِلْبَيْنِ مَا بَيْنَ مَقْتُولٍ وَمَا سُوْرِ

آج کا دن وہ دن ہے کہ اولادِ فاطمہؑ زہرا کو بعض تلواروں اور نیزوں نے پارہ پارہ کر دیا ہے اور آپ کی بیٹیوں کو امیر کے در بدر بھرا یا گیا ہے۔

يَا وَقَعَةَ الطَّفِ حَلَدَتْ لِقَلْبِ اَسَى كَا تَمَّا كُلُّ يَوْمٍ يَوْمِ عَاشُورِ

واقعہ کہ بلا و سوز اور غم اندوز ہے گویا اہل ایمان کے لیے ہر روز روزِ عاشورا ہے

یعنی کہ غمِ امام حسینؑ ہمہ وقت تازہ اور ہمہ وقت ماتم ہے۔

يَا وَقَعَةَ الطَّفِ هَلْ تَدْرِيْنَ اَيُّ قَتَى اَوْ قَعْتِهٖ رَهْنِ تَعْقِيْرِ وَ تَعْقِيْرِ

لے زمین کہ بلا وہ دن دیکھ کہ جب تیری سرزمین پر بزرگ کائناتِ بلا و مصیبت میں تھا کہ اس کو پارہ پارہ کر دیا اور اس کے چہرہ مبارک پر گرد پڑی ہوئی تھی۔

مُصَلِّدٌ يَدْمُوعٌ مِنْ أَحْبَبِهِ وَدِمِّهِ
تَحْرِيعِيْفِ الْكُفْرِ مَنْحُورٌ
شہد بے غسل کہ جس کا غسل آنسوؤں سے ہوا اور اس خون پاک سے ہوا کہ جو وقت
ذبح جاری ہوا تھا۔

مَا عَمَّصَتْ عَيْنُهُ أَيْدِي أَحِبَّتِيهِ
وَأَجْنَازَتُهُ شَيْلَتِ بِتَوْقِيرِ
ہائے آنسو کئی وقت ذبح اتنا بھی نہ تھا کہ امام مظلوم کی آنکھیں بند کرتا اور نہ کوئی آپ
کا جنازہ اٹھانے والا تھا۔

فِيَا تَهْجَبِي مِثْلَ هُدَى الْأُمُورِ عَلَيَّ
مِثْلَ الْحَسَيْنِ نَوْرِي يَعْدَةُ مَوْرِي
آیا یہ مظالم حسین علیہ السلام پر اور یہ ستم جگر گوشہ قبول عذر پارے آسمان تو کیوں نہ
متزلزل ہو کر ترازب نہ ہوا۔

أَنْتِ يَا أَرْضُ صَبْرِي يَعْدَةُ قِطْعًا
وَيَا جِبَا عَلِيٍّ وَجِبَا الشَّرَاسِيرِي
اے زمین امام حسین کے شہید ہونے کے بعد تو کیوں پھٹ نہ گی۔ اور اے پہاڑ واپنی جگہ
کیسے برقرار رہ گئے کہ فرزند رسول خدا زمین کربلا پر شہید ہو گیا۔

اب ہم مجلہ مبارزت (جنگ) حضرت امام حسین علیہ السلام سپرد قرطاس کرتے
ہیں۔ چنانچہ علماء و اعلام نے لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام اصحاب
جہاں بھتیجے، بھانجے اور اولاد قتل ہو گئی اور سب نے نصرت حسین علیہ السلام نہ لگے
کٹوا دیئے۔ سین لیکر و تنہا رہ گئے۔ خدا نے کرم کوئی لشکر والا نبی علیہ السلام کو بھیجا۔

سے نے فوج نے علم نہ عداد رکھتا
درد حسین ابن علی بے برادر است

جب کوئی نہ رہا تو امام مظلوم نے حسرت یاس کے عالم میں دائیں بائیں جانب نظر کی۔
اور فرمایا: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَرَى مَا يُصْنَعُ بِوَلَدِ نَبِيِّكَ خَدَا وَنَدَا تَوَدُّ كَيْهَ رَهَا

ہے کہ تیرے نبی آخر کے فرزند سے یہ گدوہ جفا کار کیا سلوک کر رہا ہے۔ بس امام مظلوم نے اتمام حجت کے لیے آواز استغاثہ بند کی۔

هَلْ مِنْ رَاحِمٍ يَرْحَمُ آلَ رَسُولِ الْمُتَحَارِّ هَلْ مِنْ يَنْصُرُ الذُّرِيَّةَ الْأَطْهَارَ
 آیا ہے کوئی رحم کرنے والا کہ عزت رسول خدا پر رحم کرے۔ اور ان کی نصرت ویاوری کرے۔

هَلْ مِنْ يُجِيرُ لِإِنْبَاءِ الْبَسْتُولِ هَلْ مِنْ ذَابَّ يَدًا عَنْ حَوْضِ رَسُولِ
 آیا کوئی ہے کہ جو فرزندِ طاغیہ کی فریاد سے اور مدد کرے اور دشمنوں کے شر سے عزت رسول خدا کی حفاظت کرے

هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ يُخَافُ اللَّهَ فَيُنَا هَلْ مِنْ مُغِيثٍ يَرْجِعُ اللَّهَ فِي أَعْلَتِنَا

آیا ہے کوئی خدا پر ایمان رکھنے والا۔ خدا کی عبادت کرنے والا۔ کہ ہمارے حق میں خدا سے ڈرے اور ہمیں نشانہِ ظلم نہ بننے دے۔ غرض کہ حضرت امام حسین کی آواز استغاثہ اہلِ حرم تک پہنچی ایک شور و غوغا برپا ہو گیا۔ نبی زادیاں گریہ و زاری کر رہی تھیں کہ سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے آواز استغاثہ من کہ پدر بزرگوار یکس و تنہائی کے عالم میں استغاثہ کر رہے ہیں۔ آپ خیمہ سے باہر نکلے۔ کمزوری اور ضعف کے باوجود ایک تلوار اٹھائی اور مقتل کی طرف رخ کیا حضرت ام کلثوم نے عقب سے آواز دی کہ اے بیٹا سجاد، اے بیکسوٹوں کے وارث، اے حسین کی نشانی ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ ادھر امام حسین نے خیمہ کی طرف رخ کیا دیکھا کہ سید سجاد میدان کی طرف آ رہے ہیں آواز دی ہیں زینبؑ ہمیں ام کلثوم سجاد کی موت آنے دو۔ ایسا نہ ہو کہ نسلِ امامت منقطع ہو جائے۔ بیسوٹوں نے سید سجاد کو روکا بعض روایات میں ہے کہ جب ام مظلوم کی آواز استغاثہ اہلِ حرم نے سنی تو چارویں

اور وہ کہ امام کی نصرت کے لیے خیموں سے نکلیں مگر امام حسینؑ نے یہ کہہ کر ان کو روکا کہ
 عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے۔ سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ
 خود خیمہ میں تشریف لائے۔ اور حضرت زینبؑ سے فرمایا۔ نَاوَلِيْنِيْ وَوَلَدِيْ صَغِيْر
 حَتَّى اُوَدِّعَهُ لے خواہر طفل صغیر کو لاؤ کہ اس کو دو اع کروں پس حضرت
 زینبؑ نے شیر خوار کو لا کر امام حسینؑ کو دے دیا۔ (از ترجمہ یہ بھی مشہور ہے۔ آواز استغاثہ
 سن کر اس ششما سے پچھلے خود کو چھوٹے سے گرا دیا تھا۔ بہر حال بچے کے تپنے سے
 ابھرم میں گریہ و زاری کا شور بلند ہوا۔ اور امام حسینؑ نے میدان سے آکر اس بچہ کو اپنے
 ہاتھوں پر لیا ہے۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ بناب ام کلثوم اور جناب زینب خاتون
 بچے کو لے کر خدمت امام حسینؑ میں آئیں اور فرمایا کہ اس شیر خوار کو تین دن سے نہ دودھ
 ملا ہے۔ اور نہ پانی اس کی مال کا دودھ بھی خشک ہو گیا ہے یہ شیر خوار تین دن سے
 تشناب ہے۔ آپ اس گروہ نابکار سے ایک گھونٹ پانی طلب کریں۔ شاید
 کر یہ ظالم لوگ ترس کھا کر پانی پلا دیں۔ پس حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اس شیر خوار
 کو لے کر فوج اشقیاء کے سامنے آئے۔ اور عمر ابن سعد ملعون کے نزدیک پہنچ کر فرمایا
 لے پسر سعد تو نے اور تیرے لشکر نے میرے تمام عزیز و انصار اور اولاد کو قتل کر دیا۔
 یہ بچہ تو جنگ کرنے کے قابل نہیں ہے یہ میرا بچہ چھ ماہ کا ہے اور پیاس سے
 جان بلیب ہے اے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ وَيَلِيْكُمْ اسْتَفْوْا هَذَا الرَّضِيْع
 اَمَا تَرَوْنَهُ يَتَلَبَّيْ عَطْشًا مِنْ عَذِيْبٍ ذَنْبٍ اِنَّهُ الْيَتِيْمُ كَوَلِّهْهُ تَمَّ پلے گروہ اشقیاء۔
 اس طفل شیر خوار کو تین دن سے پیاسا ہے ایک گھونٹ پانی دے دو۔ اس بچہ
 کا کیا قصور ہے کہ جو اس پر پانی کی بندش کی ہے۔ بنا پر مشہور۔ امام حسینؑ بھی گفتگو
 فرمادے تھے کہ عمر ابن سعد کے لشکر میں بن چل چکی۔ اور دشمن کی فوج کے اکثریت

متاثر ہوئی اور بہت سے لوگ اس ننھے مجاہد کی پیاں کوسن کر اور پشمرہ کی کوچہ کر رونے لگے۔ عمر ابن سعد ملعون نے جب یہ حالت دیکھی تو حمرہ بن الکاہل اسدی ملعون سے کہا کہ تیرے اس بچہ کا کام تمام کر دے۔ اس ملعون نے اپنی کمان میں ایک تیسرہ شفیقہ جوڑا اور امام کی طرف تیرہ ایک تیرہ بچے کی گردن پر اس طرح لگا کر بچہ ایک کان سے دوسرے کان تک ذبح ہو گیا۔ علی اصغر تیرہ ایک تیرہ کا کہ امام حسینؑ کے ہاتھوں پر الٹ گئے۔ علی اصغرؑ شہید ہو گئے اور امام حسینؑ علیہ السلام نے بچہ کا خون اپنے ہاتھوں پر لے کر اپنے روئے مبارک پر مل لیا۔ اور بروایت شیخ مفیدؒ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ شَهِدُ عَلٰی قَوْمٍ قَتَلُوْا شَبِيْهَةَ النَّاسِ بِهٖ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ۔

خدا یا تو گواہ رہتا اس قوم پر کہ اس نے میرے اس شیر خوار کو قتل کیا کہ جو تیرے نبی محمدؐ کی شبیہ تھا۔ بس آپ نے گلوئے نازنین کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔ اور خون علیؑ اصغرؑ چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکا۔ اور فرمایا یہ میرے لیے ہل تھا کہ خون آسمان کی طرف پھینک دوں۔ پھر چلو میں دوبارہ خون لیا اور خود اپنے دل سے خطاب کیا کہ اے دل تو صبر کر خدا صابروں کو دوست رکھتا ہے۔ بتا پڑشہور آپ نے وہ خون ناہن اپنے چہرہ مبارک پر مل لیا۔

ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام نے علی اصغرؑ کے شہید ہونے کے بعد فرمایا خداوند! میرا بچہ ناقہ صالح سے کم نہیں ہے خدا یا تو ہمارے لیے اجر آخرت قرار دے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں لشکر ابن زیاد میں تھا کہ اس طفل شیر خوار کو میں نے دیکھا کہ جیسے ہی وہ نشانہ تیر حملہ بنا ایک بابی درخیز سے باہر نکلی وہ مجسمہ شرم دیا معلوم ہو رہی تھی ایک قدم کہیں پڑتا تھا۔ تو دوسرا قدم کسی یا، کہہ رہی تھی و اولد اکا واقیتلاہ و اصعبتہ قلباہ۔ ہائے میرے فرزند، ہائے میرے بیگناہ

شہید، ہائے میرے قلب کو منزل کرنے والے مقبول یہ کہتی ہوئی وہ مظہر کچھ کے نزدیک پہنچیں اور زمین پر گر پڑیں چند لڑکیاں ان کے ہمراہ تھیں۔ اور سب نے غور کو لاش علی اصغر پر گرا دیا جب امام حسینؑ نے یہ حال دیکھا تو ان سب کو تلمیقیں بصر کی اور سمجھاتے ہوئے خیمہ میں پہنچایا۔ جمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون بیسیاں تھیں مجھے بتلایا گیا۔ کہ ان میں امام حسینؑ کی بہن ام کلثوم اور آپؑ کی بیٹیاں فاطمہؑ اور سکینہ اور زقیہ تھیں۔ بروایت صاحب احتجاج امام حسین علیہ السلام اپنے گھوڑے اترے اور تلوار خلافت سے نکالی اور ایک ننھی سی قبر کھود کر بچہ کو سپرد خاک کیا۔

مونس کھنوی مرعوم فرماتے ہیں :-

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑھ کے
شبیتر اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

بروایت صاحب منتخب امام حسینؑ جب دفن علی اصغرؑ سے فارغ ہو گئے تو آپ نے اسلمہ جنگ جیم پر سجاٹے اور ذوالفقار زینب کبریٰ اور ذوالجناح پر سوار ہوئے اور درخیمہ پر آکر آواز دی۔ یا سکیبۃ یا فاطمۃ یا ام کلثوم یا زینب علیکم صلی السلاّم لے میری بیٹی سکیبہ والے فاطمہ اور لے بہن ام کلثوم اور لے بہن زینب تم سب پر میرا سلام آخر ہو لے میرے اہل عمر میرا سلام ہو اور اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں قریب ہے کہ میں شہید ہو جاؤں جب اہل عمر نے یہ سننا نہیں سہی سب محذرات یا ہر نکل آئیں۔ جناب سکیبہ دختر امام حسینؑ کہ جن کی ماں رباب دختر امراء القیس تھیں امام حسینؑ سکینہ اور ان کی ماں کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ

لَعْمُكَ إِنِّي لَأَحِبُّ دَامِ تَكُونُ بِهَا سَكِينَةٌ وَالتَّيَابُ
 کہ ہیں اس گھر کو دوست رکھتا ہوں کہ جس میں سکینہ اور رباب ہو۔
 أُحِبُّهُمَا وَأَيُّدِلُ حَيْلٌ مَالِي وَلَيْسَ لِعَارِيَةِ عَبْدِى عَنَابٌ
 کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں اور میرے لیے آسان ہے کہ ان پر اپنا مال صرف
 کروں۔ پس آپ نے سکینہ خاتون کو اپنی گود میں لیا پیا رکھا۔ دونوں کی آنکھوں
 سے آنسو جاری ہوئے۔ لیکن امام مظلوم نے سکینہ کے آنسو پونچھے اور فرمایا کہ۔
 سَيَبْطُولُ يَعْنِي يَا سَكِينَةُ قَاعِلِي مِنْكَ الْبِكَاءُ إِذِ الْحَمَامُ دَهَاتِي
 اے بیٹی سکینہ! ابھی تو تمہیں بہت روتا ہے کہ میں جب موت کی آغوش
 میں جا چکوں گا۔

لَا تَحْرُقِي قَلْبِي بِدَمْعِكَ حَسْرَةً مَا دَامَ صَبِي الرُّوحُ فِي جُثْمَانِي
 پس جب تک میرے جسم میں روح باقی ہے۔ میرے دل کو رو رو کر مت بھلاؤ۔
 فَإِذَا أَقْتَلْتُ فَأَنْتِ أَوْلَى بِالَّذِي تَأْتِيْتَهُ يَا خَيْرَةَ النَّسْوَانِ
 البتہ میں جب قتل کر دیا جاؤں تو اے تمام عورتوں میں بہتر تم آنسو بہانے کی
 سب سے زیادہ حقدار ہو یہ سن کر سکینہ نے عرض کیا کہ بابا! ہمیں ہمارے جد کے
 روضہ پر پہنچا دیجئے۔ امام مظلوم نے فرمایا کہ بیٹی سکینہ تمہارا بابا مجبور ہے۔ اعداء
 دین لگے ہوئے ہیں۔ ان طاغوسن فرماتے ہیں کہ اسی آفتاب میں شرمelon اپنے فوجی
 دستہ کے ساتھ خیام اہلبیت کے نزدیک آگیا۔ اور اس نے ایک خیمہ میں نیند چھو
 کر کہا کہ ان خیموں میں جس قدر عورتیں اور بچے یا مرد ہیں۔ ان سب کو خیموں میں آگ لگا
 کر جلا دو۔ اس ملعون کی آواز سن کر امام حسینؑ خیمہ سے باہر آئے اور آپ نے شمر
 ملعون سے فرمایا کہ اے پسر فری الجوشن کیا تو چاہتا ہے کہ میرے اہل گم کو خیموں میں

آگ لگا کر چلا دے پس اس وقت نبوت بن ریسی نے شرمعلون کو سزائش کی اور آگ لگانے سے روکا۔ اور کہا ان عورتوں کا کیا قصور ہے جو تو ایسا کرتے پر آمادہ ہے شرمعلون باز رہا پھر امام حسینؑ نے اپنی بہن زینبؑ خاتون سے حسرت بھری آواز میں کہا۔

میں سبکیں

مَهْلًا فَإِنَّ الْبِكَاءَ أَمَّا مَكْنٌ كَرَمِيرَةٍ طِيءَ إِيسَا بِوَلَدِهِ أَوْدُكُهُ لِبَاسٍ لَا ذِكْرَ فِيهِ لَيْسَ سَبْ كُفْرًا لَكِ لَكِنَّهُ قَتْلٌ كَوْنِي اس لباس کو لینے کی ریخت ذکر ہے کہ اگر ہرم میں کہرام برپا ہو گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا

یہ تھی کہ ابھی ٹھہرو۔ رونے کے لیے بڑا وقت آتے والا ہے۔ گریہ کرنے میں تمہیں نہ کرو۔ پس جناب زینبؑ ایک پوشیدہ لباس لائیں بروایت ابن شہر آشوب آپ نے فرمایا کہ ایسا پوشیدہ لباس تو اہل ذمہ پہنتے ہیں اس سے وسیع تر لباس لاؤ۔ آپ پھر دو سرا پوشیدہ اور وسیع تر لباس لائیں۔ اور وہ آپ نے سب کپڑوں کے نیچے پہن لیا۔

ابن طاووس فرماتے ہیں کہ جو لباس حضرت زینبؑ خاتون نے آپ کو لا کر دیا اسے بھی امام مظلوم نے پارہ پارہ کر لیا اور پہن لیا۔ قَلِمًا قَتِيلٌ جَوْدٌ وَمِنْهُمَا۔ آہ آہ جب امام حسینؑ کو قتل کر دیا تو ملعونوں نے لاش مبارک سے لباس اتار لیا۔ اگر سیدہ عالیہؑ ہوتیں اور لاش کو لباس پوشیدہ کے ساتھ دیکھیں تو کیا حال ہوتا

مِنْ مُخْبِرِ الزَّهْرَاءِ إِنَّ حَسْبَيْنَهَا بَيْنَ الْوَرَى عَارِ عَلِيٍّ تَلَهَا تَهَا
کون ہے کہ پوشیدہ فاطمہ زہراؑ کو خبر کرے کہ آپ کا فرزند حسینؑ خاک کربلا پر پڑا ہے اور لباس تازا ہے۔

وَرَوْسُ أَبْنَاهَا عَلِيٍّ سَمِرَ الْقَيْنَا وَبِنَاتُهَا تَهْدِي إِلَى سَامَاتِهَا

اے سیدہ عالم آپ کے بیٹوں کے سر نیزوں پر رکھے گئے اور آپ کی بیٹیوں پر
سرد شہیر کی گئیں۔

بہر کیف جب امام حسینؑ نے وہ بوسیدہ لباس زیب تن کر لیا تو آپ نے
اہلبیتؑ کو دواغ کیا اور بیٹوں میں شور و فراق بلند ہوا۔ (از مترجم) یہ بھی وارد ہوا ہے
امام حسینؑ نے بیچارہ فرزند سید سجاد کو بھی دواغ کیا ہے۔ اور امامت پر وکٹے
ہیں اور بھی مشہور ہے کہ امام حسینؑ نے آپ کے ذریعہ اپنے شیعوں کو سلام بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ اے شیعیو جب تم آب سرد پیو تو میری پیاس یاس یاد رکھنا) بعض
روایات میں ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے نانا رسول اللہؐ کا عامہ سر پر رکھا اپنے
نانا کی زرہ زیب تن کی۔ ذوالفقار حائل کی۔ اور اپنے نانا کے گھوڑے پر کھسے ذوالفقار
کہتے ہیں۔ سوار ہوئے۔ اور میدان قتال کا رخ کیا۔ میدان قتال میں پہنچ کر اپنے
فرمایا۔ **يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ اَنْتُمْ كُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْرِفُونِي** یعنی کہ فرمایا کہ
میں تمہیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم مجھے پہچانتے ہو۔ کیا میرے
سر پر عامہ رسول خدا نہیں ہے کہ کیا یہ زرہ پیغمبر خدا نہیں ہے کیا ذوالفقار علیؑ میرے
پاس نہیں ہے کیا تم کو یاد نہیں کہ میرے نانا نے میرے اور میرے بھائی حسنؑ
مجتبے کے بارے میں فرمایا ہے الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة کہ میں اور
میرے بھائی ہم دونوں جو انان بہشت کے سردار ہیں۔ اور اب میرے سوا تمام
کائنات میں فرزند رسولؐ خدا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ **فَيَمَّ تَسْتَعْلَوْنَ دَرَجَاتٍ**
میرا خون کرتا کیوں کر جانتا ہو سکتا ہے۔ جب امام علیؑ سلام کا خطبہ تمام ہو چکا تو وہ
قوم جفا کار کہنے لگی کہ تو کچھ آپ نے کہا ہم سب باتیں جانتے ہیں۔ لیکن ہم کو ہرگز نہ
چھوڑیں گے یہاں تک کہ قتل کریں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے پدربزرگوار نے اپنا کلام ختم کیا اور اس قوم بدشمار کا جواب سنا تو ہم میں واپس لائے آنکھوں سے جاری تھے درخیمہ پر میری چھوٹی زینب خاتون منتظر تھیں امام حسینؑ پر نظر پڑی عرض کیا جیسا میں نے تمہارا کلام اور فوج اعداء کا جواب سنا۔ **يَا أَيُّهَا هَذَا الْكَلَامُ مَنْ أَيُّقِنُ بِالْقَتْلِ**۔ اے بھائی اس گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً آپ قتل کر دئے جائیں گے۔ امام حسین نے فرمایا **كَيْفَ لَا يُوقِنُ بِالْمَوْتِ بِالْقَتْلِ مَنْ لَا مَعِينَ لَهُ وَلَا مَجِيْرًا**۔ اے خواہر کیوں کرتی ہیں قتل نہ ہو جب کہ کوئی موس ویاور نہیں رہا۔ اس وقت امام حسینؑ پر گریہ طاری ہوا۔ اور زینب بیگیں نے بھائی کی مظلومت دیکھ کر فریاد کیا **وَأَعْلِيَاءُ وَفَاطِمَاتُهَا وَاحْسَنَاتُهَا وَهِيَ حَسِينَاتُهَا**۔ اے بھائی تم خود اپنے قتل ہونے کی خبر دے رہے ہو۔ شیخ مفید اور دوسرے علماء و اعلام نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام میدان قتال میں پہنچے تو آپ نے لشکرِ عمرین سعد پر حملہ کیا۔ اور یہ رجز پڑھا۔

كَفَرَالْقَوْمُ وَقَدْ مَا رَعَبُوا **عَنْ ثَوَابِ اللَّهِ رَبِّ التَّغْلِيْبِ**

اے قوم کافر تم دین سے برگشتہ ہو چکے ہو۔ اور آنحضرت کے ثواب کو بھلا دیا ہے

قَتَلَ الْقَوْمُ عَلِيًّا وَابْنَهُ **حَسَنَ الْحَبِيْبِ كَرِيْمَ الْاَبْوَيْنِ**
حَتَّقَا مِنْهُمْ وَقَالُوا اَجْمَعُوا **وَاحْتَشَرُ النَّاسُ اِلَى حَرْبِ الْحُسَيْنِ**

یعنی کہ اس قوم نے میرے بابا علیؑ اور میری کو شہید کیا۔ میرے بھائی حسنؑ کو شہید کیا۔ اور میرے پدراور بھائی کو اس لیے قتل کیا کہ ان کی طرف سے اس قوم بجا کار کے دلوں میں دشمنی تھی۔ اور جب ان کے قتل سے فارغ ہو گئے تو اب میرے قتل پر آمادہ ہیں۔ اور جنگ کے لیے جمعیت کی ہے۔

يَا قَوْمٍ مِنْ أَنْاسٍ رُزِلَ جَمْعُوا لِيَجْمَعَ لِأَهْلِ الْحَرَمَيْنِ
ثُمَّ صَارُوا وَاتَّوَصَّوْا كَمَا هُمْ بِاجْتِمَاعِي لِوَصْوِ الْمُنْحَدِينَ

ولے اس شکر و ذلیل پر کہ انہوں نے اجتماع کیا ہے یہ جمع ہوئے ہیں کہ صاحبِ حرم
خداوندی کو قتل کر دیں۔ اور ملحدوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی ہے اور ہمارے
قتل میں اجتماع کیا ہے۔

يُخَافُونَ اللَّهَ مِنْ سَعْيِكَ دَهِي
وَأَبْنِ سَعْدٍ قَدَرًا لِي عَيْنُوتَ

یعنی کہ ابن زیاد میرا خون بہانے پر خدا سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وہ قومِ کافرین سے ہے
اور ابن سعد مجھ سے جنگ کرنے پر آمادہ ہے اور بے شمار شکرے کر آیا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَانَ مَعِيَ قَبْلَ ذَا
وَالنَّبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْوَالِدِ بْنِ

یعنی کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے کہ میں تمہارے نزدیک اس عقوبت کا مستحق ہوں
اور نہ کوئی تقصیر کی ہے۔ سوائے اس کے کہ میں اپنے خاندان پر فخر کرتا ہوں۔ میں علیؑ کا
فرزند ہوں۔ جو بعد نبی پاک سے افضل ہیں۔ اور قریشی ہیں سید العرب ہیں ان
کے نور سے شمس و قمر روشن ہیں میں فخر کرتا اپنے پدر و جد پر کہ وہ سارے عالمین میں
برگزیدہ ہیں۔

خَيْرَةُ اللَّهِ مِنَ الْمَخْلُوقِ إِلَى
رِضْوَانِهِ قَدْ خَلَصْتُ مِنْ ذَهَبٍ
ذَهَبٌ فِي ذَهَبٍ فِي ذَهَبٍ

یعنی کہ میرے پدر عالیقدر اور میری والدہ ذی قدر بہترین خلقِ خدا ہی ہیں ان کے

دونوں فرزند بزرگزیدہ ہیں۔ خالص چاندی ہیں۔ اس کا یہ بھی مقصد ہے کہ بے عیب ذات ہے یعنی کہ دونوں صرف عصمت کے گوہر تابندہ ہیں۔ یہ بھی مطلب ہے کہ دونوں کی تخلیق نور سے ہوتی ہے۔

وَالِدِي شَمْسٌ وَأُمِّي قَمَرٌ
فَأَنَا الْكَوْكَبُ وَابْنُ الْقَمَرَيْنِ
جَوْهَرٌ مِنْ قِطْعَةِ مَكْتُوتَةٍ
فَأَنَا الْجَوْهَرُ وَابْنُ الدُّرَّتَيْنِ
مَنْ لَهُ جَدٌّ كَجَدِّي فِي الْوَرَى
أَوْ كَشِيخِي مَأَانِ الْعَالَمِينَ
فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ أُمِّي وَآبِي
قَاصِمَةُ الْكُفْرِ بَدْرٌ وَحَنِينِ

یعنی کہ تمام روزگار عالم میں میرے جد کی مثل کوئی نہیں ہے۔ میرے پدر بزرگوار کی نظیر کوئی نہیں ہے۔ میری ماں فاطمہ زہرا ہیں کہ جو تمام عورت عالمین کی سردار ہیں میرے بابا علیؑ کی تیغ ابدار کی بڑش سے بدر و حنین کے کفار آستانہ ہیں۔ اور علیؑ ہی کی تلوار نے کفر کو قطع کیا ہے کافروں کو سونگول اور ذلیل کیا ہے۔ عِبَادَ اللَّهِ عِلْمًا يَا نِعْمًا وَقُرَيْشِيًّا يَعْبُدُونَ الْاَوْثَانِينَ، يَعْبُدُونَ اللَّاتَ وَالْعِزَّى مَعًا عَلِيٌّ كَانَ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ سَبْعًا كَامِلًا مَا عَلَى الْأَرْضِ مُصَلِّيٌ غَيْرَ زَيْنِ۔

یعنی کہ میرے پدر بزرگوار علیؑ جبر کرار ایمان میں سب سے زیادہ ہیں یعنی ایمان گل ہیں۔ وہ عابدوں میں اول ہیں اس لیے کہ انہوں نے عبادت خدا کی ہے جب کہ وہ بچے تھے کہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ جب کہ دوسرے تمام قریش بت پرست تھے وہ لوگ لات و عززی کی پرستش کرتے تھے۔ میرے پدر عالیقدر کہ جن کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ ایسے عابد میں کہ جنہوں نے ایک ہی نماز دو قبلوں کے درمیان پڑھی ہے۔ اور سب لوگوں سے سات پہلے سے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی ہے۔ اور پڑھتے رہے ہیں۔

صَجِرًا الْأَصْنَامَ لَمْ يَبْعِدُوهُمْ
مَعْرِشِي لَا وَلَا طَرَفَةَ عَيْنٍ
مَنْ لَهُ عَمَّ كَعْتِي جَعْفَرٌ
خَلَقَ اللَّهُ لَهُ أَجْمَعَتَيْنِ

یعنی میرے والد ماجد کے سوا اور کون ہے جس نے پاک چھپکنے کی برابر بھی غیر اللہ کی عبادت نہیں کی۔ میرے عم نامدار جعفر طیار وہ ہیں کہ جنہیں خداوند عالم نے جنت میں دو پر عطا کئے کہ جس سے وہ پرواز کرتے ہیں۔

نَحْنُ أَصْحَابُ الْعِيَا حَمَلًا خَمَصْنَا
قَدْ مَلَكْنَا شَرَفُهَا وَالْمَعْرَبِينَ
نَحْنُ جِبْرِئِيلُ كُنَّا سَادَسْنَا
وَلَنَا الْكَعْبَةُ ثُمَّ الْحَرَمَيْنِ

یعنی کہ ہم پنجتین (محمد و علی و فاطمہ حسن و حسین) آل عبا ہیں خدا کی طرف سے ماک شرق و غرب ہیں۔ تمام عالم ہماری زیر نگیں ہیں ہم تمام مخلوقات سے پہلے خلق ہو کیے گئے ہیں۔ جبرئیل این آل عبا میں شریک ہو کر سادس (چھٹے) کہلاتے ہیں۔ یعنی سید الملائکہ ہمارے ساتھ شریک ہو کر سب پر فیضیت رکھتا ہے۔

حَيْدَى الْمُرْسَلِ مُضَابِحُ الدَّجِي
يَا بِي الْمَوْفَى إِلَهَ بِالْبَيْعَتَيْنِ
وَالِدِي خَاتِمَهُ خَبَا دِيه
حَيْنٌ وَ إِنِّي رَأْسُهُ لِلزَّكَعَتَيْنِ
قَتْلَ الْأَيْطَالِ لَمَّا يَرَزُوا
يَوْمَ أَحَدٍ وَ يَبْدِرُ وَ حَتَيْنِ
أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ رَعْمًا لِدَعْوِي
بِحِسَابِ صَارِمٍ ذِي شَفَرَتَيْنِ

آگاہ ہو کہ اشعار و جز حضرت امام حسین علیہ السلام بہت مشہور و معروف ہیں اور اکثر کتب مقاتل میں لکھے ہیں۔ یس امام حسین علیہ السلام نے اس فوج ستم شمار کے رو برو کھڑے ہو کر ذوالفقار بیتام سے نکالی۔ اور ہاتھ میں لی کہ حملہ کریں۔ اگرچہ امام عالی مقام کو خود زندگی بے کیف معلوم ہو رہی تھی۔ عازم مرگ تھے۔ مگر پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔ اَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الْخَيْرِ مِنْ حَيْنٍ الْفَخْرِ۔ کہ میں فرزند علی ابن ابی طالب

ہوں جو تمام عالم میں بہتر و افضل ہیں۔ یہی فخر میں کافی ہیں اور اگر فخریہ طور پر یہ کیوں کہ
 وَجَدْتَنِي رَسُولَ اللَّهِ أَكْرَمَ مَنْ قَضَىٰ
 وَقَاطَهُمْ أُخِي مِنْ سُلَالَةِ أَحْمَدٍ
 وَفِينَا كِتَابُ اللَّهِ أَنْزَلَ صَادِقًا
 وَنَحْنُ أَمَانُ اللَّهِ لِلنَّاسِ كُلِّهِمْ
 وَنَحْنُ وَوَلَاتُ الْحَوْضِ تَسْقِي وَوَلَاتِنَا
 وَشَبِيعَتُنَا فِي النَّاسِ أَكْرَمُ
 فَطَوْبِي لِعَبْدٍ نَارِنَا بَعْدَ مَوْتِنَا
 وَنَحْنُ سِرَاجُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ نَزْهَرٌ
 وَعَمِّي ذَوَا الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرٌ
 وَفِينَا الْهُدَىٰ وَالْوَحْيُ بِالْخَيْرِينَ كُرُ
 نُسْرٌ يَهْدِي إِلَى الْأَنَامِ وَجَهْرٌ
 يَكَايِسُ رَسُولَ اللَّهِ مَا لَيْسَ يَتَكَبَّرُ
 وَمُبْتَغَضْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُحْسِرُ
 بِجَنَّةٍ عَدْنٍ صَفْوَاهَا لَا يَكْدَرُ

خلاصہ جزیبے کہ امام حسینؑ نے اپنے خاندانی فخر و مباہات کو اس طرح پیش فرمایا ہے
 کہ میرے جد نامدار احمد مختار رسولؐ کو دکا تمام عالمین میں برگزیدہ ہیں اور انہیں خدا
 تعالیٰ نے برگزیدہ قرار دیا ہے۔ ہم دنیا میں اہل دنیا کے لیے روشن چراغ ہیں
 یعنی کہ ہم سراج منیر ہیں میری والدہ ماجدہ خلائدہ نور مصطفویٰ ہیں۔ میرے چچا جعفر طیار
 ہیں جن کو خدا نے دو پر عطا کئے ہیں کہ جنت میں پرواز کر سکیں۔ کتاب خدا ہمارے
 ہی گھر میں نازل ہوئی ہے۔ مہبط وحی الہی ہمارا ہی گھر ہے۔ ہماری ہدایت و وحی
 کا ذکر خیر ہر جگہ ہوتا ہے۔ ہم اہل عالم اور تمام انسانوں کے لیے باعث امان ہیں
 یعنی کہ جو ہمارے ہاتھ پر اسلام لائے آخرت میں ان کے لیے امن و امان ہے ہم
 وارث حوض کوثر ہیں۔ ہم ہی ساتھی کوثر ہیں۔ ہمارے جد مالک کوثر ہیں ہمارے شیعہ
 تمام لوگوں میں مکرم ہیں۔ اور ہمارے دشمن رور آخرت خسارے میں رہیں گے۔
 اور ہمارے دوستوں کو مرنے کے بعد جنت کی بشارت ہے۔ محمد ابن ابی طالب
 الموصوفی روایت کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے لشکر بدر نہاد سے مبارز

طلبی کرتے ہوئے پڑھتے ہوئے لشکرِ عمر ابن سعد کے مہینہ پر حملہ کیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے یہ

وَالْعَارِضِينَ مِنَ الرُّكُوبِ الْعَارِ وَالْعَارِضِينَ مِنَ الرُّكُوبِ الْعَارِ
یعنی کہ موت بہتر ہے ذلت و غزاری اٹھانے سے مگر ذلت و غزاری جہنم میں جانے سے بہتر ہے بعدہ امام مظلوم نے لشکرِ عمر ابن سعد ملعون کے میسرہ پر حملہ کیا تو آپ نے فرمایا۔

أَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ أَيْتُ أَنْ لَا أَنْتَنِي
میں علیؑ کا فرزند حسین ہوں میں نے ہیر کیا
أَحْمَى عِيَالَاتِ بَنِي أَمْضَى عَلَى رِبِّنِ النَّبِيِّ
میں اپنے بابا کی آل و اولاد کی جانب سے
ان کا دفاع کر رہا ہوں میں دین رسول
خدا پر دینا سے گزر جاؤں گا۔

بعض کتب معنیہ میں اس طرح مرقوم ہے کہ آپ نے اس قوم جفا کار پر حملہ کرتے ہوئے صحیحہ بلند کیا ایسا صحیحہ جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیؑ حیدر کرار وقت صحیحہ بلند کرتے تھے۔ فَا قَلْبٌ مَيِّمَةٌ عَلَى الْمَيْسِرَةِ وَمَيْسِرَتُهُمْ عَلَى الْمَيْمَنَةِ۔

یعنی کہ جب وہ لوگ سپاہ ہو گئے تو آپ نے قلبِ شکر پر حملہ کیا اور ان حملوں میں چار سو سواروں اور پیا دوں کو فی النار کیا۔ حمید ابن مسلم واقعہ شکر عمر ابن سعد کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا سوائے حضرت حسین ابن علیؑ کے کہ باوجودیکہ آپ کے دل پر اصحاب و اقرباء اور اولاد کے داغِ مفادت تھے اور پھر بھی آپ بھوک و پیاس کے عالم میں پیے در پیے حملہ کر رہے تھے اور لشکرِ عمر ابن سعد کو پسا کر دیا تھا۔ جدھر نگاہ جاتی ادھر لاشیں پڑتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ امام حسین علیہ السلام نے ان لوگوں پر اپنی خدا انفقار سے حملہ کیا۔

فَتَكْتَفُفُ عَنْهُ اِنْ كَشَفَتْ الْمَعْرَى اِذَا شَدَّ عَلَيْهِهَا الذَّنْبُ
 یعنی کہ امام مظلوم نے جب ان پر حملہ کیا تو لشکر عمر ابن سعد کے لوگ اس طرح بھاگ رہے
 تھے جیسے بھڑکے بکریاں حملہ کے وقت بھاگتی ہیں۔ شیر بدیشہ شجاعت حیدری کے سامنے
 وہ بڑکوی کیا ٹھہرتے۔ حالانکہ اس وقت لشکر عمر ابن سعد میں تیس ہزار سپاہی اسلحہ
 پوش کھڑے تھے۔ پس امام حسین علیہ السلام ان کو چوٹیوں کی طرح پٹیتے ہوئے حملہ
 کرتے جاتے تھے۔ اور حملہ کر کے پھر اپنی جگہ واپس آجاتے تھے اور فرمانے کہ سوائے
 خداوند تمناؤں کے کوئی اور وقت نہیں ہے اِذَا شَاءَ يَفْعَلُنِي كَانَ عَزْرِيْلُ
 خَادِمًا لَهُ صَادِرًا مِنْ اَمْرِهِ يَا لِمَخَافَتِكَ۔ یعنی کہ میں کس طرح
 بیان کروں بدھر حملہ کیا لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ موت تلوار کیفت تھی۔ ملک الموت
 خادموں کی طرح ساتھ تھے

وَاِمَّا دَعَا الْارْوَاحَ كَلَبَتْ مُطِيعَةً وَتَحَرَّوْا بِكُمْ عَنْهُ بِحُكْمِ الْوَتَائِقِ
 اگر ان کافروں کی روحوں کو طلب کیا جاتا تو سب حاضر ہوتیں۔ کیونکہ روز اول سب
 روں کی حرکت وغیرہ آپ کے امر کے تابع تھی۔ بعض کتب مقاتل میں ہے کہ حضرت
 امام حسین علیہ السلام ان حملوں کے بعد خیمہ میں تشریف لائے ہیں اور جیب اپنے
 اہل گم کی آواز گریہ دیکھا سنی تو آپ نے بناب سکیئت سے پکار کے فرمایا اے میری
 بیٹی سکیئت میں تیرا رونا بڑا شرت نہیں کر سکتا۔ اور پھر آپ نے میدان قتال کا
 رخ کیا۔ اور ان پر اس طرح حملہ کیا کہ دشمن کی اگلی صفوں کو پھیلی صفوں پر الٹ دیا۔
 ان طرح آپ کے حملہ سے ڈر کر فوج اعداء کے قدم اوکھڑ گئے اور راہ نہ فرات
 کھل گئی۔ ساحل فرات فوج سے خالی ہو گیا۔ اور امام مظلوم وراثت کام ساحل فرات
 پر گئے۔ اور گھوڑے کو فرات میں ڈال دیا۔ وَكَارَتْ اَنْ تَطْلُعَ رُؤُوسُهُ

مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ اسلمہ جسم مبارک پر تھے جو مدت آفتاب سے تپ رہے تھے۔ تشنگی زیادہ غالب ہوئی۔ نزدیک تھا کہ جسم مطہر سے روح نکل جائے۔ آپ کا گھوڑا بھی پیاسا تھا۔ امام شہزاد نے گھوڑے سے خطاب فرمایا کہ اے میرے اسپ وفادار تو پیاسا ہے پانی پی لے۔

تو پانی

پی لے اور میں بھی پانی پیتا ہوں۔ پس آپ نے چوس پانی لیا۔ دپانی پینا تو منظور نہ تھا کیونکہ اہل حرم پیاسے تھے۔ لیکن یہ دکھلا تا مد نظر تھا کہ پانی ہمارے قبضہ میں ہے اسی اثنا میں حصین بن غیر ملعون نے آپ کی طرف تیر ہا کیا۔ جو آپ کی ران مبارک پر لگا۔ پانی پھینک دیا۔ اور فرمایا۔ يَا رَبِّ اَلَيْكَ اَشْكُوْا مِنْ قَوْمٍ اَرَا حَوْا حَرْمِي وَمَنْعُوْنِيْ فِي شَرْبِ الْمَاءِ۔ یعنی اے خداوند! میں تیری بارگاہ میں اس قوم جیفا کار کی شکایت کرتا ہوں کہ یہ قوم میرا خون بہا رہی ہے اور مجھے ایک جگہ پانی نہیں دیتی ہے۔ ادھر عمر ابن سعد ملعون نے لشکر والوں سے کہا اے ہو تم پر اگر حسین نے پانی پی لیا تو تم کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ بعد اس بے حیائی نے کہا کہ اے حسین فوج نے خیام پر حملہ کر دیا ہے اور تم یہاں موجود ہو۔ امام حسین حملہ کرتے ہوئے خیمہ کی طرف واپس ہوئے مگر دیکھا کہ خیام اہلبیت صبح و سالم ہیں اور ان پر کوئی حملہ نہیں ہوا ہے۔ جب حضرت سید سجاد نے امام حسین کو دیکھا تو عرض کیا یا باذر اٹھریٹھے میں آپ کو دواغ تو کر لوں۔ اس وقت امام حسین کے عقب میں سب اہل حرم۔ آپ کی بیٹیاں خیموں سے باہر نکل آئیں۔ اور شور و اوداع بلند ہوا امام حسین نے سب کو تلقین صبر فرمائے۔ اور خصوصاً حضرت زینب خاتون کو تمام اہل حرم اور اپنے بچوں کے بارے میں وصیت فرمائی کہ ہمیں تم ان کی خیر گیری کرنا۔

ذَاتِ تَعْرِفَتِ الْاِيْتَامِ خَانْتِدِ يَبِيْ
يَجْمَعُهَا فَاخِرًا عُرْفِي الْبَيْتِ عُرْفَانِ

اور لے بہن جب تیمم بچے ان ملائین سے ڈر کر بیابان میں منتشر ہو جائیں تو تم ان سب کو جمع کرنا۔

وَإِنْ يُشَقِّ عَلَيْهِمْ إِسْتِزْقَاؤُهُمْ فَاسْتَرْفِقِيهِمْ وَإِنْ عَازَتْكَ إِحْسَانٌ

اے خواہر وقت ایسی ہی ان تیمموں کی دلداری کرنا۔ اور ان ظالموں سے کہنا کہ ذرا نرمی اور ہربانی کریں اگرچہ مجھے ان سے رحم کی توقع نہیں ہے۔ وَأَسْتَسْقِيهِمْ مِنْ خَصْمِكَ الْمَاءَ أَنْ شَكَّتَ عَطْشًا فَتَرْتَمَرًا إِنَّ الشَّطَّ مَلَأَ الْبُحْرَ

یعنی کہ اگر پانی نہ ملے اور بچے تشنہ دہی ہوں تو ان ظالموں سے پانی طلب کرنا شاید کہ ان کے دل میں رحم پیدا ہو اور پینے کے لیے پانی دے دیں۔ پانی اس صحرا میں نایاب نہیں ہے بلکہ نہ فرات جاری ہے۔

هَذَا عَلَى أَبِي هَانٍ أَنْ دَعَتْ بَابٍ وَالْمُؤْمِنُونَ لَهَا فِي اللَّهِ إِخْوَانٌ

یہ میرا فرزند علیؑ (امام زین العابدینؑ) ان پر بھلے باپ ہے اور تمام مومنین بھائی ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ

شِيعَتِي أَنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَدَبٍ فَادْكُرْنِي
أَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِيبٍ أَوْ شَهِيدٍ فَأَنْدُبُونِي

اے میرے شیعیو جب تم ٹھنڈا پانی پیو تو میری پاس یاد رکھنا کہ میں بات شرب قتل کیا گیا ہوں۔ اور اگر سنو کہ کوئی بے گناہ مارا گیا ہے تو مجھ پر گریہ و بکا کرنا نصرو زاری کرنا پھر آپ میدان میں تشریف لے گئے اور لشکر اعداؤ پر حملہ کیا۔

بعض روایات میں ہے کہ شمر ولد المہرم نے جب امام حسینؑ کے حملوں کو دیکھا تو اس نے عمر بن سعد بنہاد سے یہ کہہ کر ان پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا جائے

سب مل کر ان پر حملہ کریں یہ سن کر ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ پورا لشکر مل کر حملہ کرے اور اس نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ لشکر تلواروں اور نیزہ والوں پر منحصر تھا۔ اور دوسرا حصہ لشکر تیروں اور پتھر والوں پر مشتمل تھا۔ اور پورے نے امام مظلوم کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ نے بھی خستگی کے عالم میں ان پر حملہ کیا اور بروایت تیس ہزار سپاہی آپ پر چاروں طرف سے حملہ کر رہے تھے۔ آپ اپنے درپے حملہ کرتے تھے اور فرماتے جاتے تھے

اَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پھر آپ دوسری طرف توجہ فرماتے جمید ابن مسلم کہتا ہے کہ میں نے سجدا حسینؑ کی ڈارھی دیکھی تو وہ خون سے رنگین ہو چکی تھی۔ اور ان کی زرہ ان کے جسم سے خون کی وجہ سے چپک گئی تھی۔ مگر پھر بھی آپ جس طرف حملہ کرتے تھے ادھر سے فرج اس طرح بھاگتی تھی کہ جیسے بکریوں کے گلے پر بھڑیا ٹوٹ پڑے۔

صاحب بجمار ابن شہر آشوب، اور محمد ابن ابی طالب الموسوی کے حوالوں سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسینؑ نے اپنے حملوں میں ایک ہزار نو سو بیچاس منافقوں کو داخل جہنم کیا۔ صاحب منتخب لکھتے ہیں کہ کئی ہزار اعدا عروین فی النار کئے۔ اور بعض مشائخ نے آپ کی تلوار سے مارے جانے والوں کی تعداد دس ہزار بتائی ہے۔ یہ تعداد اگرچہ بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے مگر شبیر بدیشہ شجاعت حیدری کے بارے میں کچھ بعید نہیں ہے (از مترجم) علاوہ ازیں کربلا کے واقعہ میں بشری طاقت اور قوت امامت و دوزل کا فرما نہیں ورنہ بہتر دوزل پر اٹھانے کے بعد قوت بشری ناکارہ ہو جاتی ہے۔ یہ امامت ہی کی قوت تھی کہ امام حسینؑ علیہ السلام نے نہ صرف جنگ لڑی بلکہ کوہ مصائب گران کو اٹھا لیا۔

۱ ادھر جب یہ حملہ دیکھئے تو عمر ابن سعد نے اپنے نامور لشکر سے کہا کہ وائے ہونم پر۔ تم جانتے ہو کہ تم کس سے جنگ کر رہے ہو۔ یہ انزوع البیطین ہے۔ یعنی قتال عرب جناب امیر کافر زندہ ہے۔ اسد کو دگار کا شیر ہے اس کو چاروں طرف سے گھیر لو چنانچہ چارہزار تیر اندازوں نے تیر برسانا شروع کئے اور لشکر عمر ابن سعد امام مظلوم اور خیام کے درمیان حائل ہو گیا۔ اور کچھ لوگ خیام اہلبیت کی طرف بڑھتے گئے امام حسین نے پکار کے فرمایا کہ **يَا حَكْمُ يَا شَيْعِيَانِ** ال ابی سفیان یعنی کہ اموی شیعیو تم میں دین کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور تم روز قیامت سے نہیں ڈرتے رکم از کم حجت عرب سے کام لو۔ میں تم سے جنگ کر رہا ہوں تم مجھ سے جنگ کرو ان عورتوں اور بچوں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے کہ جو تم خیام اہلبیت پر حملہ کرنا چاہتے ہو غرض کہ **حَمَلُوا عَلَيْهِ بِأَجْمَعِهِمْ حَتَّىٰ أَحْلَوْهُ**۔ کہ سارے لشکر نے مل کر انحضرت پر حملہ کیا اور امام حسین علیہ السلام کے اور فرات کے درمیان لشکر ستم شمار حائل ہو گیا اور امام حسین کو ایک قطرہ آب نہ لینے دیا۔

يَا ابا عبد الله مَا خَلَّتْ قِبْلَتَكَ بَحْرًا
مَاتَ مِنْ ظَمَاءٍ وَلَا اسَدٌ تَرُدُّوْهُ لِيَعْمَالَ

اس سے قبل یہ ہرگز خیال بھی نہ تھا کہ دریا سے پانی نہ لے سکیں گے۔ اور پیاسے ہی متل کئے جائیں گے یہ خیال نہ تھا کہ یہ لشکر بزدل۔ شیر کو دگار کو قتل کرے گا۔ ابو الفراج کہتے ہیں کہ آپ نے پانی مانگا۔ تو ستم ملعون نے کہا۔ **وَاللّٰهُ تَرُدُّوْهُ اَوْ تَرُدُّ النَّاسَ**۔ کہ خدا کی قسم ہم پانی نہیں دیں گے یہاں تک کہ آپ (معاذ اللہ) آب جہنم سے سیراب ہوں۔ ایک دوسرے ملعون نے کہا اے حسین! دیکھتے ہو کہ سامنے نہر فرات جاری ہے۔ لیکن تمہیں ایک قطرہ آب نہیں دیں گے اس پر حضرت

امام سین نے فرمایا اللّٰهُمَّ اَمْتَهُ عَطَشًا نَّانِدًا يَأْتِيَا تَوَّاسًا مَرْدُودًا كَوَيْبًا سَاهِيًا
 ہلاک کر۔ راوی کہتا ہے کہ بخدا اس ملعون کو پانی دیا جاتا تھا۔ مگر پانی اس کے حلق
 سے نیچے نہ جاتا تھا یہاں تک کہ پانی پانی کہتا ہوا وہ شخص نئی النار ہوا۔ سید طاہر اس
 اور دوسرے حضرات نے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں ابو الحنفیہ جیفی ملعون نے
 آپ کی پیشانی مبارک پر تیر مارا۔ جس سے آپ کا چہرہ مبارک اور آپ کی ریش مبارک
 خون سے بھر گئی۔ اس وقت آپ نے کہ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا۔
 اللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَدْرِي مَا اَنَا فِيْهِ مِنْ عَمَادٍ كَهَوْدَاءِ الْعَصَائِبِ كِرْلِي پُروردگار
 تو دیکھ رہا ہے کہ جو کچھ ان معصیت شمار لوگوں سے مجھے اذیت پہنچ رہی ہے
 پھر آپ نے ان ملائین پر حملہ کیا۔ یہ آپ کا جو تھا حملہ تھا۔ آپ کے سامنے جو بھی
 آتا تھا اسے آپ اپنی تیغ سے دو ٹوک کر دیتے تھے۔ لیکن اس وقت چاروں
 طرف سے تیروں کی بارشیں ہو رہی تھی۔ اور اکثر تیر۔ آپ کے سینہ، آپ کے گلوے
 مبارک پر لگے اس وقت آپ نے فرمایا اے گروہ و جفا کار اس قدر ظلم کر رہے ہو
 اپنے رسول کی اولاد کو قتل کر رہے ہو۔ مجھے امید ہے کہ خدا مجھے بزرگی و کرامت
 شہادت عطا فرمائے گا کیونکہ تم لوگوں مجھے ذلیل و خوار کر کے ہنسید کیا ہے۔ اب
 جنگ کر رہے تھے کہ اس قدر زخم لگے کہ آپ نڈھال ہو گئے۔ اور زخموں سے
 چور چور ذوالجناح پر جھومنے لگے۔ کبھی استغاثہ فرماتے تھے کبھی اپنے اصحاب
 اور اقرباء کو نام بنام پکارتے تھے۔ یہ روایت حضرت صادق آل محمد متیس زخم نیزوں
 کے، چوتیس زخم تلواروں کے آپ کے بدن اقدس پر لگے تھے۔ این بابو یہ اپنی
 کتاب مجالس میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام سین کے
 جسم مبارک پر جو زخم لگے ان کی تعداد تین ہزار تیس سے زیادہ ہے۔ آپ کا بدن

اقدس تلوار، نیزے اور تیروں سے پھلنی ہو گیا تھا۔ بروایت ابن شہر آشوب تین ہزار اور ساٹھ زخم لگے تھے۔ بعض روایات کی بنا پر ایک ہزار نو سو اکیاون زخم لگے تھے یہ تمام زخم سامنے کی جانب تھے۔ آپ کے جسم پر اس قدر تیر ہو سکتا ہوئے تھے کہ ساجی کی مانند معلوم ہو رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک تیر سے شیعہ آپ کے سینہ مبارک پر لگا جو پشت کو توڑتا ہوا نکل گیا امام حسینؑ نے فرمایا **بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَىٰ صَلَوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ** پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا کہ خداوند! تو گواہ ہے کہ یہ گروہ جفا شعار تیرے رسول کے نواسہ کو قتل کر رہا ہے **فَيَالَيْتَ ذَاكَ الْعَرَّكَانَ بِمَخْرَجِي وَيَالَيْتَ هَذَا السَّمَّ كَانَ مُمْهِجِي**

اے کاش تیری بجائے مجھے نخر کر دیا جاتا اور تیر جو سینہ امام مظلوم پر پورست ہوا ہے۔ میرے جگر پر لگتا۔ آہ جب اس تیر کو امام مظلوم نے کھینچا تو خون اس طرح جاری ہوا جیسے کہ پرنا نہ ہوتا ہے۔ امام مظلوم نے اس خون کو چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکا۔ آسمان سے ندا آئی اے حسینؑ اس خون ناحق کو میری طرف نہ پھینکنا۔ ورنہ بارش کا ایک قطرہ بھی برسے گا کہتے ہیں کہ اس وقت سے آسمان پر سرنجی دیکھی گئی ہے۔ امام مظلوم نے وہ خون اپنے سر اور ریش مبارک پر مل لیا اور فرمایا کہ میں اپنے نانا رسولؐ خدا سے اسی حالت میں طوں گا۔ اور عرض کروں گا۔ **يَا حَبَّاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُتِلْتَنِي فَلَانَ فَلَانَ** اس وقت صنعت غالب ہوا اور امام عالی مقام نے ہدال قتال سے ہاتھ روک لیا۔ اور پھر لشکر عمر بن سعد کے نامور لوگ قتل کر کے ارادہ سے نزدیک آگئے۔ بعض روایات میں ہے کہ قبیلہ کنذہ کا ایک شخص کہ جس کا نام مالک بن بسیر تھا امام مظلوم کے سامنے آیا۔ اور اس ملعون نے (معاذ اللہ) امام پاک کو ناسزا لفظا کہے۔ اور تلوار سے آپ کے سر مبارک

پر ضرب لگائی جس سے آپ کا سر مبارک پر خود تھا جو خون سے بھر گیا اور اسے اتار کر پھینک دیا۔ آپ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کیا پروردگار! اس کو قالموں میں شمار کر۔

اس ملعون نے اس خود کو اٹھا لیا اور جب وہ اپنے گھر آیا تو اس نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اسے پانی سے صاف کر دے۔ اس مومنہ نے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گی تو سر امام حسینؑ زخمی کر کے خود لایا ہے۔ اس ملعون نے اپنی زوجہ کو طمانچہ مارا کہ اس کا ہاتھ کسی کیل وغیرہ سے ٹکرایا اور وہ زخمی ہو گیا پھر اس کا زخم سڑ گیا۔ اور وہ اسی حالت میں داخل بہنم ہوا۔ جب حضرت امام حسینؑ نے وہ خود اپنے سر مبارک سے اتار کر پھینکا اور خیمہ واپس آئے اور خرقہ یعنی پرانا لباس طلب فرمایا اور

اپنے سر پر لپیٹ لیا اور اس پر عامہ ہاندھا اور آواز استغاثہ بلند کی۔ بروایت آواز دی

يَا زَيْنَبُ يَا اُمَّمَ كُلُّنَا يَا سَكِينَةَ يَا رُقِيَّةَ يَا قَاطِمَةَ عَلَيَكُنَّ صَلَوَاتُ السَّلَامِ

جناب زینبؑ نزدیک آئیں اور کہہ لے بھیا کیا آپ شہادت پر یقین رکھتے ہیں یعنی کہ آپ قتل ہونا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا اے بہن جب کوئی ناصر و دیا ورنہ ہو تو پھر کیا کروں سوائے کہ جام شہادت نوش کیا جائے۔ اے خواہر میں دیکھ رہا ہوں کہ عقرب تم سب اسیر کیے جاؤ گے اور یہ دشمن دین ہمارے غیروں کو غارت کریں گے یہ سن کر میں کہراں برپا ہو گیا۔

وَ اَوْخَذْنَا هُنَالِكَ نَاصِرَاهُ وَ سُوءَ مَنَقَلِبَاهُ

اَشْوَمَا صَبَاحَاهُ پس حضرت زینبؑ نے اپنے منہ پر طمانچے مارے۔ بال پریشان کر دیے۔ امام علیہ السلام نے تلقین صبر کی۔ امام مظلومؑ اٹھے کہ بھیتا کا رخ کریں حضرت زینبؑ خاتون نے فرمایا کہ بھیا ذرا ٹھہریے۔ مَهْلًا يَا اَخِي تَوَقَّفْ حَتَّى اَتَزَوَّدَ مِنْ نَظْرِي فَهَذَا اِدْوَاعُ لَا تَبْلَاؤُنِي بَعْدَهَا ، اے برادر جلدی نہ کیجئے۔

ٹھہریے کہ میں ابھی طرح تمہارے چہرہ کو دیکھ لوں پھر زیارت نصیب نہ ہوگی۔ یہ دوا
 آفر ہے۔ یہ فرما کر جَعَلَتْ تَقَبُّلُ يَدَيْهِ وَ رَجَلَيْهِ - پس حضرت زینب
 نے اپنے بھائی کے ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دیا اور ایک سرد آہ کھینچی قریب تھا کہ
 روح قالب سے جدا ہو جائے۔ پھر امامؑ نے صبر کی تلقین کی اور آپ نے ہمارے طلب
 کیا کہ لباس کے نیچے لیں لیں۔ پس آپ زیر جامہ لیں کر خیمہ سے باہر نکلے اور مقل ہی
 پہنچے۔ صاحبِ بجا رکھتے ہیں کہ ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن وہب نزل آئے
 امام مظلوم کے ایک ایسا نیزہ مارا کہ آپ ذوالجناح کی پشت پر ٹھہرنے کے مشہور ہے
 کہ باوفانے اپنے چاروں پاؤں پھیلا دیئے تاکہ راکب دوش رسول آسانی
 سے زمین پر لا تر سکے۔ امام مظلوم جب پشت زمین سے زمین پر تشریف لائے تو کچھ
 دیر تک تیروں پر جسم مبارک پڑا رہا و اما امام مظلوم کس طرح زمین پر گرے
 شاہی زصدارزین افتاد ہ اگر غلط نکتہ عرش بر زمین افتاد
 یعنی کہ شاہ دین و دنیا زمین سے زمین پر گرے گویا عرشِ اعظم زمین پر گرا اور سجدہ حق
 میں جھک گیا اسی اثناء میں درخیمہ سے کمن شہزادہ عبداللہ بن حسنؑ نے اپنے چچا کو جب
 اس حالت میں دیکھا تو بے ساختہ خیمہ سے نکلا۔ جناب زینبؑ نے دامن تھا ماتو بچھے
 نے کہا کہ اماں جان مجھے جانے دو۔

چچا جان گھوڑے سے گر پڑے ہیں۔ یہ کہہ کر بچے نے قتل کا رخ کیا اور دوڑتا
 ہوا امام حسینؑ کے سینہ پر منہ رکھ دیا۔ امام علیہ السلام نے بچے کو گود میں لیا۔ اس وقت
 ایک ملعون اہل بدعت تلوار لے کر نزدیک آیا اور اس ملعون نے امام پر حملہ کیا
 شہزادہ عبداللہ بن حسن نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے کہ حسینؑ صدمہ نہ لگے بچے کے
 دونوں ہاتھ کٹ گئے اور وہ تڑپنے لگا اماہ۔ اے اماں جان میرے بچے۔

اے چچا جان مدد کیجئے۔ ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ سرطرن
 الکاہل اسلامی ملعون نے بچے کو تیرا ملا اور اس کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ امام
 حسینؑ کی زبان پر اس وقت یہ الفاظ تھے کہ اے سن کی نشانی۔ اے بیٹا کاش مجھے پہلے
 موت آجاتی اور میں تیرا مرنا نہ دیکھتا۔ پروردگارا میں تیری مشیت پر راضی ہوں۔ صبر و
 شکر ادا کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تو ہی فریادیوں کی فریاد سننے والا
 ہے۔ اس وقت زمین لرزنے لگی۔ عرش الہی کانپ گیا۔ ملائکہ میں شور و غوغا بلند ہوا۔
 پروردگارا اس قدر ظلم اور فرزند رسول خدا، وحی ہوئی کہ اے میرے فرشتو عرش کے
 دائیں جانب نظر کرو۔ انہوں نے نظر کی اور دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے اور مشغول نماز
 ہے۔

فرشتوں نے کہا پالنے والے یہ کون ہے۔ ندا آئی کہ یہ قائم آل محمد ہے کہ جو خون
 حسینؑ کا انتقام لے گا اور اس جماعت کو اور ان لوگوں کو جو اس پر راضی ہیں۔ تیرے
 کسے گا اور بہ تحقیق کہ جب یحییٰ قتل ہوئے ہیں اور ان کا سر ایک زن فاحشہ کو نذر
 کیا گیا تو ستر ہزار اشخاص نبی اسرائیل قتل ہوئے تھے لیکن میں قتل حسینؑ پر ستر ہزار درستر
 ہزار لوگوں کو قتل کروں گا۔

سید ابن طاووسؑ روایت کرتے ہیں کہ جب امام حسینؑ گھوڑے سے زمین پر تشریف
 لائے تو حضرت زینبؑ فاطمہؑ زہراؑ سے باہر نکلیں اور فریاد کر رہی تھیں وا احاء وا
 سیداه و اهل بیت السساء اطبقت علی الارض ولیث الجبال
 تکدت علی السممل - کاش کہ آسمان زمین پر کیوں نہ گرا۔ کاش کہ پہاڑ
 کیوں نہ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ روایت شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت زینبؑ نے عمران سعد
 ملعون سے خطاب کیا کہ و یحک یا عمر ایقتل المحسین و انت تنظر - یعنی کہ

ہو تبھر پر اے عمر بن سعد تو دیکھ رہا ہے اور حسین قتل ہو رہے ہیں۔ وہ ملعون ازل و امان سے دُور ہٹ گیا۔ حضرت زینب نے لشکر والوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو تم کیسے مسلمان ہو دیکھ رہے ہو اور فرزند رسول خدا قتل ہو رہا ہے۔ لیکن کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بروایت ابن طاووس شرمعون نے کہا اے لوگو کس بات کا انتظار ہے۔ حسین کو تم کو روپس چاروں طرف سے حملہ شروع ہوا۔ اور زبیر بن شریک ملعون نے آپ کے پائیں شانے پر تلوار ماری۔ بروایت ثنائہ جدا ہو گیا۔ سنان ابن انس ملعون نے آپ کے سینہ اقدس پر نیزہ مارا۔ خون کا فوارہ جاری ہوا۔ امام مظلوم نے فرمایا کہ اب میں اسی خون سے رنگین ہو کر اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچوں گا۔ اس وقت عمر ابن سعد ملعون نے کہا لوگو اب کام تمام کر دو۔ غولی ملعون اس کام کے لیے آگے بڑھا کہ اس کا جسم کاپٹنے لگا اور وہ واپس ہو گیا۔

بروایت ابن شہر آشوب الوالحوق نے آپ کو تیر مارا اور حسین بن ٹمیر نے

بھی تیر مارا اور ابو ایوب غنوی نے تیر مارا جو زہر میں بچھا ہوا تھا۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَ لِحَوْلِ اللّٰهِ وَ لِقُوَّةِ الْاِيْمَانِ وَ هَذَا قَتْلٌ فِيْ رِيْضَةٍ اللّٰهِ۔ کہ میرا قتل ہونا رضاء الہی کے تحت ہے۔ سنان ابن انس آگے بڑھا کہ امام کو ذبح کرے مگر امام مظلوم نے نگاہ اٹھا کر اس کو دیکھا اور وہ زندہ ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر شہد بن ربیع لعین آگے بڑھا لیکن وہ بھی خوف زدہ

ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر عمرو بن حجاج گھوڑے سے اتر آیا لیکن جب وہ امام مظلوم کے نزدیک پہنچا۔ امام علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو وہ مرعوب ہو کر واپس چلا گیا اور آپ کو ذبح نہ کر سکا۔ سب کے آخر میں ولد الحرام شقی شمر ذمی الجوش آیا۔ چاہا کہ امام مظلوم کو ذبح کرے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اس وقت زینب خاتون خیمہ سے باہر نکل آئیں اور فریاد کر رہی

تھیں لے عمر ابن سعد تو دیکھ رہا ہے اور میرا بھائی فرج ہو رہا ہے۔

سید ابن طاووس و ابن نمار ہلال ابن نافع سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں عمر ابن سعد کے اصحاب کے ساتھ کھڑا تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے کہا اے لوگو! ایشر ایہا الاسیر قہذا اشمر قد قُتِلَ الْحُسَيْنُ لے امیر تجھے بشارت ہو کہ یہ شہر امام حسینؑ کو قتل کرے گا۔

میں امام حسینؑ کے نزدیک گیا دیکھا کہ روح جسم مبارک سے جدا ہونے والی ہے اور حسین خاک و خون میں غلطان ہیں۔ میں نے امام حسینؑ کی وہ حالت دیکھی کہ میں حیران رہ گیا اس وقت آپ نے فرمایا کہ اَمَا تَسْعَوْنِي قَيْلًا طُلُوعِ رُوحِي شَرِبَةً مِنَ الْمَاءِ۔ یعنی کہ قبل اس کے قبل اس کے کہ میری روح میرے جسم سے نکلے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ کسی نے پانی نہیں پلا یا۔ بلکہ ظالموں نے کہا کہ ہم آپ کو ہرگز پانی نہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے با با علی المرتضیٰ آپ کو شہ پلائیں گے یہ سن کر وہ ظلم شعار آدہ ظلم و ستم ہوئے اور شہر ملعون نے آپ کا سر مبارک تن اظہر سے جدا کیا۔ اس وقت زمین کربلا میں زلزلہ آیا۔ ذات کے پانی میں تلاطم پیدا ہوا۔ سیاہ آندھیاں چلنے لگیں اور ستادی نے پکارا الا قتل الحسين بکر بلا الا ذبح الحسين بکر بلا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے ہمد بزرگوار حسین مظلوم ملواری تیر نیزہ اور پتھروں سے شہید ہوئے سر مبارک خنجر سے جدا ہوا اور لاش پائمال سم اچال ہوئی۔

سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

گیارہول مجلس

مجلد سیکونڈ

حیدرآباد الیفا آباد، پندرہ نمبر ۱۹۰۸ء

تاریخی خیام اہل بیت اطہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْمَتَّانِ الَّذِیْ لَا یَسْتَبِیْهُ شَیْءٌ مِنَ الْاَكْوَانِ وَلَا مِثْلٌ
 لَهُ فِی الْاَعْیَانِ وَالصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلٰی اَمِیْرِ تَوْحِیْدِ الْاِنْسَانِ الْمَتَفَرِّوْمِ
 اَنْبَا جِنْسُو فِی الْمَكَامَةِ وَالشَّیْبَانَ مُحَمَّدَ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْمَجَانَ اَشْرَفِ مِنْ
 نَوَاهِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَعَلٰی اَوْصِیَاءِ اَحْبَارِ الدَّهْرِ وَنَوَامِیْسِ الزَّمَانِ
 وَادَلَّةِ التَّوْحِیْدِ وَارْكَانِ الْاِسْلَامِ وَالْاِیْمَانِ خِصْوَصًا عَلٰی سَبِطِ الشَّهِیْدِ
 الْعَطْشَانَ وَالْوَحِیْدِ الْاَلْبَهَقَاتِ وَالْاَسِیْرِ الْحَرَمَانَ وَالْغَرِیْبِ الْوِلَهَانَ
 قَلِیْلِ الْاَنْصَارِ وَالْاِعْوَانَ كَثِیْرَ الْاِحْزَانِ وَالْاَشْجَانَ اَسْرَلِیْبِ الْعَرِیَانَ
 الزَّبِیْحِ الظَّمْآنِ مَقْطُوعِ الْاَعْضَاءِ وَالدِّیْمَانَ مَسْلُوبِ الْعِمَامَةِ وَ
 الْحَبَانَ الْبَعِیْدِ عَنِ الْاَوْطَانَ الْمَقْتُولِ بَظَهْرِ لُكُوفَانِ الَّذِیْ غَسَلَهُ الدُّهُوَجُ
 الْهَتَانَ وَنَعَسَهُ الْعَبِیْدَانِ وَكَافُورَةَ الزَّیَّانِ وَقَبْرَةَ قُلُوبِ اَهْلِ الْاِیْمَانِ الَّذِیْ
 اجْتَمَعَ عَلَیْهِ حَزْبُ الشَّیْطَانِ وَجَنُودُهُ الْكُفْرُ وَالطُّغْیَانُ فَمَنْعُوا عَنْهُ الْمَاءَ
 الْحَمَانَ وَسَارَعُوا اِلَیْهِ بِالسَّیْفِ وَالسِّنَانِ فَسَقَوْهُ الْحَتُوفَ وَشَقَّقُوا بِالْبُلْبَالِ

دطعنًا بالترماح ضربًا بالسَّيِّفِ وَكَأَنِّي الْمَسحُوحُ وَارَاهُ مَطْمَرًا وَعَلَى
 الرَّمْلِ بَيْنَ الْمَجْنُونِ دَيْسْتِغِيثِ فَلَا يَغَاثُ وَيَسْتَجِيرُ فَلَا يَجَارُ وَيَسْتَقِي فَلَا
 فَلَا يَسْقِي قَوَا اسْفَاهَ عَلَى الشُّبُوحِ وَالشَّيْآنِ وَاحْسَرَتَاهُ عَلَى تَلْكَ الْإِجْسَامِ
 وَلَا يَدَانِ جِسْمِ طَالَ مَا اتَّبَعَهَا فِي عِبَادَةِ الرَّحْمَانِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ
 نَسَقُوا عَلَيْهَا الضَّبَّ وَالْأَبُورَ، وَتَزَوَّرَهَا الْعَقْبَانَ وَالنُّشُورَ وَاحْزَنَاهُ
 عَلَى تَلْكَ الْبِنَاتِ وَالنَّوَانِ وَالْأَطْفَالَ وَالصَّبِيَّانِ مُسْلَبَةَ الشَّيْبِ
 وَالْإِسْيَانَ، نَزَّوَعَةُ الْقِرَاطِ مِنَ الْأَذَانِ مَسُومَةَ الْأَبَاءِ وَالْإِخْوَانَ
 الْمَحْمُولَةَ عَلَى الْمَعْيَانَ، الْمَشْيُورَةَ فِي الْبِيدَانِ، تَلْقَيْهِمْ هَوْنِي مَنَارَ لَهْوِي
 الزَّمَانَ وَابْجَانَ - إِلَى اللَّعِينِ الْفَتَانَ، قَلَعْنَةَ عَلَيْهِ لَعْنَةً، تُوَصِّلَةَ
 إِلَى اسْقَلِ دَرَكِ النَّيْرَانَ وَيَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى -
 قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْوَدَاعَةَ فِي الْقُرْبَى وَمَنْ
 يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزَّلْنَا فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ بِعَمَلِكُمْ
 شَكُورٌ ۝

(سورة الشورى آیت ع ۲۳)

ترجمہ: (اے رسول! تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں کی محبت کے
 سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اور جو شخص تمکی حاصل کرے گا ہم اس کے لیے اس کی خوبی میں
 اضافہ کریں گے۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا اور قدر دان ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق تمام مخلوقات
 پر اور خصوصاً مبعوث پر بعد از حقوق خدا و ہدی عظیم تر ہیں اور انہی حقوق کی ادائیگی امت
 مسلمہ کے لیے سب سے عظیم ہے۔ کیونکہ تمکی اطاعت، خداوند رسول کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور مترجم

علاوہ ازیں وجود آنحضرت ہی سبب تخلیق کائنات ہے اگر خداوند عالم نور محمدی کو خلق فرماتا تو پھر کائنات ہی پیدا نہ فرماتا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وجود محمدی توحیدی کے ساتھ ساتھ نبوت بدنامی تھا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کُنْتُ بَنِيَّادِ اَدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ الطَّيِّبِ کہ میں اس وقت سے نبی ہوں کہ جب آدم پانی ادرسی کے درمیان تھے۔ پس آنحضرت کے تمام مخلوقات پر باعتبار وجود کہ اگر خود نہ ہوتے تو کوئی تھے وجود نہ پاتی اور باعتبار نبوت سب پر حقوق ہیں جسکی ادائیگی اضطراری وغیرہ اضطراری طور پر لازمی ہے اور در این صورت کہ خدا اپنے رسول کو ابھر رسالت و نبوت طلب کرنے کا حکم دے اور خود تین الہر فرمادے پھر اس کی ادائیگی لازم و واجب ہے ورنہ شریعت مطہرہ پر عمل کرنا محال اشکالی ہوگا۔ پس تقاضائے عقل یہی ہے کہ آنحضرت کے نبوت کا اقرار کرنے کے بعد آپ کے حقوق مطلوبہ کو مد نظر رکھا جائے کیونکہ یہ وہ حق مطلوبہ ہے کہ جو زندگی بھر انسان سے بصورت تکلیف شریعہ برقرار رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کو قوم کی ہدایت اس قدر مد نظر تھی کہ طرح طرح کی اذیتیں اٹھانے کے باوجود پتھر اور گندگی پھینکے جانے کے باوجود آپ نے کبھی امت کے حق دعائے بد نہیں کی بلکہ یہ دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا صِرَاطَكَ الرَّحِيْمَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ مِّنْ قَوْمِ قُرَيْشٍ لَّا يَعْزُبُ عَنْهُمْ مَكْرَهًا وَلَا حَوْلًا وَلَا حِسَابًا۔ کہ بارالہا میری قوم کی ہدایت فرما یہ ہدایت کو نہیں جلتے یعنی کہ جاہل معرفت ہیں یہ نہیں فرمایا کہ انہیں ہلاک کر دے بلکہ ہدایت کی دعا کی تاکہ قوم غلاب آخرت سے بچ جائے تو جس رسول پاک کو اپنی قوم یعنی مکہ مکرمہ سے اس قدر محبت ہو تو کیا اس امت مسلمہ کا یہ فرض نہیں کہ وہ رسول خدا کو ابھر رسالت و ہدایت ادا کرے۔

امیٹے ماسلف نے اپنی اپنی امت کے یہ سبب ایذا رسانی دعا دیکھی ہے اور

ان امتوں پر عذاب بھی نازل ہوا ہے لیکن آنحضرتؐ نے خداوند عالم سے امت کیلئے عذاب نہیں مانگا اسلئے امت مسلمہ امت مرحومہ کہلاتی ہے اور جناب آدم سے لیکر تا عیسیٰ ابن مریمؑ تمام انبیاء و مرسلین آنحضرتؐ کی امت میں داخل ہیں کیونکہ روزِ است لہاں لپچکے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو دعا کی تھی کہ پروردگار! تب مجھے نبی آخر الزماں کی امت قرار دے اور رسولِ خدا یہ عملِ اخلاقِ الہیہ پر مبنی ہے کیونکہ خدا کی نگاہ میں انسانوں کے کل اعمال مستحضر رہتے ہیں مگر وہ رزق بھی دیتا ہے اور عذاب نازل نہیں کرتا لیکن انسان کا فرض اولین ہے کہ خدا کی عبادت اور رسولِ خدا کی اطاعت کرے پس انسان پر اجر و رسالت بہر حال مرتب ہوتا ہے اور اس کا ادا نہ کرنا نا شکر گزاری اور عدم امتحان ہے۔ آنحضرتؐ کے امت پر جو حقوق ہیں ان کی بناء پر آپ نے خداوند عالم سے حق شفاعت مانگا ہے کہ وہ اپنے امت کی شفاعت کر سکیں۔

جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ قُلْ لَا اسْتِغْلُفُ عَلَیْہِ اَحَدًا۔ یعنی کہ اے محمدؐ اپنی امت سے کہو کہ میں تم سے کوئی اجر و رسالت نہیں مانگتا ہوں اس کے کہ میرے اہلیت اور قربتداروں سے محبت کی جائے (لفظ قربی فی القربی) یعنی قربت داروں کی مودت کو اجر و رسالت قرار دیا ہے لہذا خدا کے علم میں جو قربتداران رسولِ خدا اس منزلت کے ہیں کہ ان سے مودت و محبت بمنزلتہ اجر و رسالت ہے ان قربتداروں کے سوا کوئی دوسرا خواہ قربتدار رسولِ خدا ہی کیوں نہ ہو وہ اجر و رسالت کی منزل میں نہیں آسکتا۔ اب جبکہ ہم اہمیت کے الفاظ پر غور کرتے ہیں تو یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ جن پر محبت کرنا داویگی اجر و رسالت کی صورت میں ہے وہ امت رسولِ خدا ہے اور جن کی محبت کو اجر و رسالت قرار دیا ہے وہ فی القربی میں تو جبکہ لَا اسْتِغْلُفُ میں لفظ کم میں قیامت تک کی امت سمٹ کر آگئی تو فی القربی میں صرف اور صرف وہ رشتہ داران رسولِ خدا

رہ گئے کہ جو ذریت رسول خدا ہیں اور ذریت رسول خدا وہ ہی ہیں کہ جو شریک درود
ہیں۔ امت کی طرف سے یہ دعائے جملہ کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کہ لے خدا تو رحمت بھیج آل
محمد پر پس آل محمد کی مودت اجر رسالت ہے۔ اہم شافعی کا ارشاد مبارکہ یہ ہے کہ

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ
فَرَضٌ مِنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ
كُفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اِنَّكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ

(ترجمہ اشعار)

محبت آپ کی لے اہلبیت مضمحلہ
بحکم رب علی فرض ہے فضول نہیں
دلیل آپ کی عظمت پر ہے یہی کافی

کہ بے درود عبادت کوئی قبول نہیں

قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے اہل بیت رسول کی مودت کو حسنہ قرار دیا

ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہوا ہے وَ مَن يَّقْتِرْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا۔ یعنی کہ
جس کسی شخص نے اس نیکی کو اختیار کیا تو ہم اس کی خوبی میں اضافہ کر دیں گے۔ اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ مودت اہلبیت رسول خدا عند اللہ حسنہ پر ہے تو ہمیں سے اندازہ ہو
سکتا ہے کہ بہن کی مودت حسنہ ہو وہ ہدایتہ کس قدر حسن ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آل
رسول میں جس قدر ائمہ برحق ہیں ان کے اسماء گرامی کا محور محمد و علی حسن اور حسین ہے
اور یہی بہترین کاغذت ہیں۔ کرامت و فضل و احسانات الہی کے دامن سے وابستہ ہیں۔

محدث برقی نے حضرت صادق آل محمد سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اِنَّ
فَوْقَ كُلِّ عِبَادَةٍ عِبَادَةٌ حَبِيبًا اَهْلَ الْبَيْتِ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ - یعنی کہ
ہر عبادت سے بڑھ کر عبادت اور بھی ہے لیکن ہم اہلبیت کی مودت و محبت تمام عبادت
سے افضل ہے۔

فضیل نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے
فرزند رسول خدا! اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کونسی عبادت بہترین از عبادت
ہے۔

آنجناب نے فرمایا: اللہ اس کے رسول اور ہم اولی الامر سے محبت رکھنا۔
پس آگہ معصومین کی مودت و محبت رکھنا قرب الہی کی ضمانت ہے۔ وہ ہی مقرب بارگاہ
خداوندی ہے کہ جو مودت اہلبیت میں راسخ ہے۔

شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے ابو عبد اللہ جدولی سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر
المؤمنین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس نیکی سے آگاہ نہ کروں کہ جس کو
رکھنے والا روز قیامت کی ہولناکی سے محفوظ رہے گا اور بہشت میں داخل ہوگا اور
اس برائی سے جس کو رکھنے والا داخل جہنم ہوگا۔ ابو عبد اللہ جدولی نے عرض کیا اے مولا
ضرور آگاہ فرمائے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اَلْجَنَّةُ حَبِيبًا وَالسَّيِّئَةُ
يُحْضَنُ - یعنی کہ وہ نیکی ہماری محبت ہے کہ جو ضامن داخل بہشت ہے اور وہ برائی
ہم سے عداوت ہے کہ جس کے سبب انسان داخل جہنم ہوگا۔ ولہذا نے اعلام الدین
میں روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ امام حسینؑ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا
اے فرزند رسول خدا ہم امیر شام کو چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں جبکہ ہمارے
دوسرے بہت سے ساتھی معاویہ کی طرف گئے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو

ہم تمہیں اس سے زیادہ انعام دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم دولت دنیا کی غرض سے نہیں آئے ہیں بلکہ دین کے لیے آئے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ سن لو جو ہمیں بوجہ اللہ دوست رکھتا ہے یعنی محض نوشنودی خدا کے لیے دوست رکھتا ہے اور ہمارا ساتھ دے گا وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ اس طرح ہوگا کہ جیسے دو انگلیاں باہم متصل ہوتی ہیں اور ہاں ولایتِ اہلبیت طاہرین، واجب ہے بلکہ اعظم ارکان دین سے ہے۔ پس ولایت کے ساتھ انسان داخل جہنم نہیں ہو سکتا۔

ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اِنَّا نَحْبِبُكَ اللهُ وَرَسُولَهُ۔ کہ ہم خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے آنحضرتؐ کی عزت کی محبت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ آنحضرتؐ اس وقت غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ تم لوگ خدا کو دوست رکھتے ہو اس لیے کہ وہ تم کو نعمتیں عطا کرتا ہے اور بھگت سے محبت کرتے ہو اس لیے کہ میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں۔ پس میرے اہل بیت سے محبت کرو اس لیے کہ وہ میرے اہلبیت ہیں یعنی کہ میری وجہ سے ان کو دوست رکھو۔ قسم ہے اس ذاتِ گرامی خدائے ذوالجلال کی اگر کوئی شخص اپنی ساری زندگی عبادت میں صرف کرے رکن و مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان روزہ رکھے اور رکوع و سجود کرتا ہے لیکن اگر میرے اہلبیت کی محبت کے بغیر جائے۔ دنیا سے اٹھ جائے تو وہ تمام عبادات اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گی۔ تب ان لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کے اہلبیت کون ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میری ذریت اور میری عمرت ہیں کہ جن کا گوشت پوست یعنی حقیقت وجود یہ میری حقیقت وجود سے وابستہ ہے یعنی کہ میں اور میرے اہلبیت ایک نور سے خلق ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا ہم خدا اور رسول اور عزت و اہلبیت رسول خدا

سے محبت رکھتے ہیں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ

بشارت ہو تم کو کہ قیامت کے دن تم ہمارے ساتھ ہو گے میرے روایت ہے کہ اس نے کہا ہم تقریباً پچاس سے زائد افراد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور ہم آنجناب کی ہیبت سے قاتر ہو کر خاموش بیٹھتے تھے امام عالی مقام نے ہمیں خاموش دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ گفتگو کیوں نہیں کرتے کس لیے خاموش ہو رہے ہو غالباً تمہارا یہ گمان ہے کہ میں نبی و رسول ہوں۔ ایسا نہیں ہے میں تو اولاد پیغمبر خدا سے ہوں اور ان کا وحی ہوں۔ اوصیاء نبوی میں سے ایک وحی ہوں جانتے ہو کہ مسجد الحرام میں سے سب سے زیادہ مقدس جگہ کونسی ہے؟ وہ رکن و مقام اور در کعبہ کے درمیان کی جگہ ہے جو سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے لیکن دَلَّوْا يَعْرِفُوْنَ حَقِيْقَتَنَا وَحَرْمَتَنَا لَعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ اللّٰهَ مِنْهُ شَيْءٌ۔ یعنی کہ اگر وہ شخص ہمارے حقوق کی عزت نہیں رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کسی بھی عمل کو قبول نہ کرے گا لیکن انہوں نے ان مسلمانوں پر کہ جنہوں نے آل رسول کی مودت کو بھلا دیا۔ اور ان کی قدر و منزلت کو فراموش کر دیا اور اجرام رسالت ادا نہ کیا حالانکہ اس اجر کی ادائیگی خود امت ہی کے حق میں ہے جس قدر آنحضرتؐ نے اپنی آل کی مودت کے بارے میں تاکید فرمائی اس قدر امت نے بجائے مودت و محبت آل رسول سے دشمنی کی اور ان کو قتل کیا۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب آیۃ مودت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا کہ اے لوگو تم سے اللہ تعالیٰ نے میری تبلیغ رسالت کا اجر طلب فرمایا ہے کیا تم ادا کر لو گے یہ سن کر لوگ خاموش رہے۔ پھر آنحضرتؐ نے دوسرے دن انہی الفاظ کا اعادہ فرمایا۔ پھر تیسرے دن فرمایا کہ اِنَّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ كَيْسٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ لَا فِضَّةٍ وَّ لَا مَطْعَمٍ وَّ لَا مَشْرَبٍ۔ اے لوگو وہ اجر مطلوب

سونے چاندی اور کھانے پینے کی شکل میں نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ میرے اہلبیت کے ساتھ محبت رکھو۔ اس وقت تمام لوگوں نے اس کو قبول کیا لیکن حقیقت میں اس دور میں صرف سات نفر ایسے نکلے کہ جنہوں نے اس طرح حق مودۃ پیدا کیا۔ جیسا کہ حق مودۃ خدا و رسول کو مطلوب ہے باقی چھ کرنے والوں میں سے کسی نے پوری طرح وقا نہیں کی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مومنین میں کامل ترین وہ شخص ہے جو حسن خلق میں بہترین ہو، ہماری محبت میں سب سے آگے ہو۔ اور ہماری مصیبت اور غم میں سون و ملال کرنے والا ہو۔ لیکن وا حسرتنا۔ جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں مورد آفات و غم ہوئے تو امت والوں نے امام عالی مقام کو پے درپے صدقات پہنچائے ان کی اولاد کو قتل کیا، اصحاب کو شہید کیا، خیمہ ہائے امام حسین کو غارت کیا، الحرم کو کیا۔ زینب علیہا السلام کجا اور امیر کی بجائے اس وقت زینب خاتون فریاد کر رہی تھیں۔

وَاحْتَدَاهُ وَاَبَا الْقَاسِمِ وَاَعْلِيَاةَ وَاَبْتَاةَ - مگر کوئی رحم کھانے والا نہ تھا۔ حالانکہ آپ فرما رہی تھیں۔

اَقْبَلْ عَطَشًا نَاوَجِدِي مُحَمَّدٍ الْمَصْطَفَى ، اَقْبَلْ عَطَشًا نَادَاوِي عَلِيٍّ الْمَرْغُضِي وَ اُمِّي فَاطِمَةَ
 آہ آہ حسین کو تشنگ لب شہید کیا۔ حالانکہ ہمارے ماننا رسول خدا، ہمارے بابا علی المرتضیٰ اور ہماری جان فاطمہ الزہرا ہیں۔ آہ اگر مسلمان آنحضرت کی رعایت نہ کرتے تو کم از کم فاسد رسول خدا کو قتل ہی کرتے۔ ان کے الحرم کو امیر نہ کرتے۔

یا رسول اللہ اگر آپ کربلا میں موجود ہوتے تو ملاحظہ فرماتے کہ نیزہ پر حسین کا سراسر بدن بند کیا گیا ہے۔ بہر حال یہ ظلم و ستم ہوا امام حسین اور ان کی آل اجماع پر ہونے متانی مودت میں حکم خدا و رسول کے خلاف ہیں۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اِنَّ اَكْبَدَ الْمُؤْمِنِينَ اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَاَكْثَرَهُمْ رِقَّةً عَلَيْنَا اَهْلَ الْمَبِيتِ وَاَشَدَّهُمْ

جَبَّالْنَا وَآثَرُهُ حَرًّا نَا عَلَيْنَا - یعنی کہ کامل ترین مومن وہ ہے کہ اس کا بڑاؤ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا ہو۔ زم لب ولہجہ ہو۔ اور ہماری مصیبتوں کا اس پر بہت زیادہ اثر ہو۔ کیونکہ یہ کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے محبوب کو دیکھے اور اس کی خوشی و غمی سے متاثر ہو۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابھی امام حسین علیہ السلام دو سال کے تھے کہ رسول اللہؐ کو ایک سفر درپیش ہوا۔ اٹلے سفر آنحضرتؐ ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور بکثرت فرمایا کہ
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوا کسی صحابی نے سوال کیا یا رسول اللہؐ آپ کے گریہ فرماتے کا کیا سبب ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی ابھی جبرئیل امین میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ شریط فرات کے پاس ایک زمین ہے جسے کہ ملا کہتے ہیں اور اس زمین پر تمہارا فرزند حسینؑ بن فاطمہ قتل کیا جائے گا۔ اور میں نے اس کا محل دفن دیکھا ہے۔

وَكَافِيَ اَنْظُرًا لِي السَّهَابِ يَا عَلِيَّ اَقْطَابِ الْمَطَايَا وَقَدْ هَدَانِي رَاٰسُ -
 ولدی المحسین الخب یزید - گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے انحراف اور میری غماہبان بے کجا وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور نیزے پر میرے فرزند حسینؑ کا سر ہے اور وہ یزید کو کیا جا رہا ہے اور فرمایا کہ خدا کی قسم وہ میرے فرزند کے سر کو رضامندی اور خوشی سے نہیں دیکھے گا۔ مگر یہ کہ وہ کفر و نفاق میں مبتلا ہو گا اور اس ظالم پر غلبہ الیم ہو گا۔ پھر آنحضرتؐ نے اس غم و اندوہ جانکاہ کی وجہ سے سفر طوی کر دیا اور مدینہ پہنچ کر آب موم و مخزون حالت میں منبر پر تشریف لے گئے اور اپنے دونوں بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور آپ نے خطبہ دیا اور حاضرین کو مخاطب فرماتے ہوئے اپنا دست راست امام حسنؑ کے سر پر رکھا اور دست چپ امام حسینؑ کے

سپر رکھا اور فرمایا! پروردگار میں تیرا جبر عاص اور رسول ہوں وَقَدْ أَجْرِي نَجِبٌ مِثْل
 أَنْ وَلَدِي هَذَا مَقْتُولٌ بِالشَّهْدِ وَالْأَقْرَبِ شَهِيدٌ مُصْطَفًى جِبْرًا لِلدِّمِ۔ یعنی کہ مجھے
 جوئیل نے یہ خیر نائی ہے کہ میرے ان بچوں میں سے ایک زہر سے شہید ہوگا اور
 دوسرا قتل کیا جائے گا اور یہ اپنے خون میں نہا کے شہید ہوگا۔ یہ میری عزت کے بہترین
 فرد ہیں گویا یہ چنتان فاطمہ کے دو شگوفے ہیں۔ ان کی مہک، وحی بینہ ہے، ان دونوں
 کا درج کتاب زہدگی قرآن ہے۔ رے خدا تو ان کی شہادت کو مکرم قرار دے اور ان
 کے قاتلوں کو اور ان کی مدد و نصرت نہ کرنے والوں کو جہنم کے پست ترین طبقہ میں قرار
 دے۔ اصحاب رسول یہ سن کر رونے لگے۔

آنحضرت نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ابْتَكُونَهُ وَلَا تَمُصُّوْهُ يَبْنِي لَكُمْ رُوحًا رَوَاتِي
 ہو مگر وقت آنے پر تم ان کی مدد نہیں کرو گے۔ خداوند اتو ان دونوں کا ولی و ناصر ہو۔
 ابن قولویہ نے اپنی سند کے ساتھ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 روایت کی ہے کہ ایک بھرت رسول خدا ہمارے پاس تھے، رات کے ایک حصہ میں
 وہ ہمارے گھر سے دیر تک غائب رہے جب واپس آئے تو روئے مبارک پر خاک
 پڑی ہوئی تھی۔ ریش مبارک گرد آلود تھی۔ اور اپنی مٹھی میں کچھ یسے ہوئے تھے اور
 آپ نگین و طول تھے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہاں تشریف لے گئے تھے، آپ نے فرمایا کہ مجھے
 اس مقام پر لے جایا گیا کہ جہاں سرزمین عراق پر میرا فرزند حسین شہید ہو گا۔ جہاں اس
 کا خون بہایا جائے گا، اس زمین کو کربلا کہتے ہیں اور میں وہاں کی تھوڑی سی مٹی لایا
 ہوں۔ پھر آنحضرت نے وہ مٹی ام سلمہ کو دی اور فرمایا کہ اس کو محفوظ رکھو اور جب یہ
 مٹی خون بن جائے گی تو یقین کر لینا کہ میرا فرزند حسین کربلا میں شہید ہو گیا۔

۴۱ مسلمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے وہ مٹی لی تو وہ سرخ رنگ کی تھی میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں محفوظ کیا۔ جب حسین مکر سے بسوسے عراق روانہ ہوئے تو میں روزانہ اس شیشی کو دیکھا کرتی تھی مگر وہ مٹی بدستور مٹی تھی۔ لیکن جب میں نے محرم کی دسویں تاریخ بوقت عصر اس مٹی کو دیکھا تو شیشی خون سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے یقین آ گیا کہ فرزندِ فاطمہ حسینؑ غریب کر بلا میں قتل کر دیا گیا۔ میں نے دشمنوں کے خوف سے با آواز بلند گریہ نہیں کیا۔ آخر کار جب والی مدینہ کے پاس قتل حسینؑ کی خبر آئی تو اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ وہ محرم بوقت عصر جبکہ مٹی خون میں بدل گئی تھی۔ اسی تاریخ امام حسینؑ شہید ہوئے تھے

فَوَاسِفَاةٌ مِنْ مَّصِيبَةٍ اَبَكَّتْ عِيُونَ الرَّسُولِ وَاَحْرَقَتْ
كَبَدَ الْبَتُولِ وَاَحْرَقَتْ قَلْبَاهُ عَلٰى الْاِجْسَادِ الْعَارِيَاتِ وَالْاَعْضَاءِ الْمَقْطَعَاتِ
وَالْاِجْسَامِ النَّاعِمَاتِ الْمَطْرُوحَةِ فِي الْبِرَارِيِّ وَالْقُلُوبِ وَالْاَحْوَاتِ وَاَحْوَاتِ
عَلٰى النَّسُوَةِ الْمَاسُورَاتِ ، وَالْعُلُوبِ الْبَارِزَاتِ وَاَعْمَادُ عَلٰى
عَلٰى الْوُجُوهِ السَّافِرَاتِ ، وَالْحَدَّ وَالْمَلْطَمَاتِ وَلَا يَكْرِى الْمَغْلُولَاتِ
وَالْاَعْنَاقِ الْمَكْبَلَاتِ وَكَانَتْ يَهَيِّجُ مَهْمُوكَاتِ الْحِجَابِ ، مَرْضُوعَاتِ الْمَجْلِيَاتِ
مَنْزُوعَاتِ الشِّيَابِ مَحْمُولَاتُ عَلٰى الْاِقْطَابِ ، مَشْدُودَاتِ بِالْاَطْنَابِ ،
مُشْرَذَاتِ فِي الْاَسْرَابِ ، يَنَادِيْنَ يُوَاسِئَانَا وَاغْرِيْبَانَا وَاَحْدَاةُ و
وَابْتَاهُ لَهَيْفِي عَلٰى مِنْ بَابِ خَدَمٍ اَرْزَتْ يَعْدُ السَّمُوْرِ
بِكُلِّ اَكْوَعِ -

سرت و اندوہ ان محذات عصمت و طہارت پر ہے کہ جو بعد شہادت امام حسینؑ غیوروں سے بظلم و جور بغیر چادر نکلیں۔ انوس و بھرت ہے ان کی بیویوں پر کہ جو قید کی گئیں۔ اور دشمنان دین ان کے سروں سے چادریں اور منقہ پھینک رہے تھے اور کوئی ان کا

مدد گار نہ تھا۔ بخدا فراموش نہیں ہوتا کہ زینب خاتون جو وقار اور ودیدہ اور متانت کی حالت تھیں، اس وقت آپ اضطراب کے عالم میں تھیں۔ کیونکہ نہ کبھی قدم گھر سے باہر نکالا تھا اور نہ کبھی گوشہ چادر سر سے ہٹا تھا۔ مقتل کی طرف رخ کر کے اپنے بھائی حسین کی لاش سے مخاطب ہیں کہ اے بھیا اب تو تم سے جدا ہے ہم تیری کوئی خدمت نہیں کر سکتے تھی کہ تو خاک پر خون میں غلطان پڑا ہے۔ ہم تیرے جسم نمازش سے خون بھی نہیں دھو سکتے۔ ہمارے پاس پینے کے لیے پانی بھی نہیں ہے۔ بھیا بیٹیوں کی دلداری کروں یا آپ کی بے کسی کا ماتم کروں اے دخی حسین میں کس کس بھائی کا ماتم کروں۔ اے بھیا اگر دشمن قبول کریں تو میں تم پر اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہوں۔ یعنی دشمن مجھے قتل کر دیتے تو خوب تھا۔

اے بھیا! تیری مصیبت اس قدر عظیم ہے کہ اگر میں اپنا گریبان چاک کروں۔ سر پر خاک ڈالوں تب بھی کم ہے۔ اے بھیا اٹھو اور اپنی لاڈلی بیٹی مکینہ سے باتیں کرو۔ وہ تڑپ رہی ہے۔ اے برادر با با علی! مرضی کہاں ہیں کہ وہ دیکھتے کہ ان کی بیٹی کس طرح دشمنوں کے سامنے ماہر کھڑی ہے۔

اے شیعو! امام حسین کی شخصیت معمولی نہیں بلکہ وہ عرضات اللہ کے وارث ہیں۔ عالم کا ذرہ ذرہ ان کے تحت تعریف ہے اور سب پر آپ کا حکم جاری و ساری ہے۔

وَكَانَ إِذَا شَاءَ شَاءَ اللَّهُ وَإِذَا كَرِهَ كَرِهَ اللَّهُ وَإِذَا رَضِيَ رَضِيَ اللَّهُ وَإِذَا غَضِبَ غَضِبَ اللَّهُ۔ یعنی کہ اگر امام حسین ارشاد کریں تو آسمان زمین میں تبدیل ہو جائے اور زمین آسمان سے معبدل ہو جائے۔ ان کی مشیت، اللہ کی مشیت ہے یہ عمل مشیت الہیہ ہیں۔ جس سے یہ راضی اس سے خدا راضی ہے۔ ان کی رضا کے بغیر کسی کے لیے یہ کہنا کہ خدا اس سے راضی ہوا کیونکہ دوست ہو سکتا ہے۔ یہ کسی سے نفرت و

کراہت کریں تو خدا اس سے نفرت و کراہت رکھتا ہے۔ ان کو وہ علم و قدرت حاصل ہے کہ اگر چاہیں تو کائنات معدوم ہو سکتی ہے۔ یہ وہ ہیں کہ جن کی تربت کی زیارت کو اولی العزم مرسلین کو بلا وارد ہوتے ہیں اور زیارت قبر مطہر کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ جن کی قبر مبارک کی زیارت حج اکبر سے افضل ہے کیونکہ زائر کی ایک نماز تحت قبۃ رضیٰ ادا کرنا بیس حج مقبول کا ثواب رکھتی ہے۔ ایک سنت نماز میں حج عمرہ کا ثواب رکھتی ہے لے شیعوں۔ جس قدر امام حسینؑ کا عند اللہ مرتبہ بلند ہے اسی قدر ان کے غم میں رونا موچرپ ثواب ہے۔ بس حدیث ہے کہ آپ پر اس قدر مصائب ٹوٹے ہیں کہ رہتی دنیا تک کسی پر ایسی مصیبت نہیں پڑے گی۔ آپ حضرات خود فرمائیں کس قدر مصائب سیدالساہدین امام زین العابدینؑ پر پڑے اور کس قدر مصیبتیں زینبؑ کی پر پڑیں۔ اور کس قدر غم آپ کی بیٹیوں نے برداشت کیے۔ بس ان بے کسوں کی بیویوں کے دل ہی جانتے ہیں بعد شہادت حسینؑ۔ ان بے کسوں نے ناقہ برداشت کیے ہیں۔ دن رات غم حسینؑ میں مثل شمع سوزان گھلنا تھا۔ نہ آب و طعام سے غرض تھی اور نہ کسی آرام و آسائش سے تعلق تھا۔ رات دن گریہ و زاری۔ روتے روتے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے حضرت سیدالساہدین امام زین العابدینؑ ان سب کے لیے آب و کاغذ کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور ان کو کھانا وغیرہ فراہم کرتے اور اپنی موجودگی میں کھلاتے تھے۔ کتاب شریف کافی میں روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت سیدالساہدین امام زین العابدینؑ کی ایک زوجہ تھیں جو قبیلہ بنی کلب سے تھیں۔ انہوں نے بعد شہادت امام حسینؑ علیہ السلام صفت ماتم پھانی اور اپنے گھر عورتوں کو مجلس غزا میں شریک ہونے کی دعوت دی چنانچہ عورتیں جمع ہوتی تھیں اور واقعات شہادت بیان ہوتے تھے اور گریہ و زاری۔ نوحہ ماتم برپا ہوتا تھا۔ روتے روتے عورتوں کے آنسو خشک

ہو جاتے تھے۔ ایک روز ان گیدھوں میں سے ایک کینڑ کو دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اس کو بلایا اور آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تیرے آنسو جاری رہتے ہیں اس نے کہا کہ جب میں یہ دیکھتی ہوں یعنی محسوس کرتی ہوں کہ میرے آنسو خشک ہو رہے ہیں تو میں ستویں لیتی ہوں اور آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آپ نے عزاداروں کو حکم دیا یعنی بانی مجالس کو حکم دیا کہ متوتیار کر کے طعام کی جگہ دینے جائیں چنانچہ ایسا کیا گیا تو پھر رونے والوں کے آنسو خشک نہیں ہوئے۔ اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو نعم امام حسینؑ میں آنسوؤں کے ساتھ گریہ کرنا زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر آنسو خشک بھی ہو جائیں تو آواز کے ساتھ گریہ کرنا خوب تر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کی کسی عورت نے پانچ سال تک کوئی زینت نہیں کی۔ مثل اس کے کہ بالوں میں نگلیں نہیں کی۔ خوشبو نہیں لگائی۔ خضاب نہیں لگایا یعنی سر کے بالوں میں مہندی نہیں لگائی اور نہ کسی ہاشمی گھر سے دھواں نکلا یعنی چوہا نہیں روشن ہوا جیسا کہ عقائد نے عبداللہ ابن زیاد ملعون کا سر لٹ کر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کر دیا۔ روایت ہے کہ یہ سجاد علیہ السلام زندگی بھر امام حسینؑ کو یاد کر کے روتے رہے اب کے پیش نظر تنہا امام حسینؑ کا قصہ نہ تھا بلکہ تمام شہیدانِ کربلا کو یاد کرتے روتے تھے۔ جب آپ کے سامنے آب و طعام آتا تو پانی کو دیکھ کر آپ دیر تک روتے تھے اور فرماتے تھے کہ

قَتَلَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ جَارِعًا قَتَلَ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ عَطَشًا نَاكَ بَابًا وَأُورَسَاةً
شہد اپنی اسے بھوکے شہید ہو گئے اہل لرم تین دن تک کربلا میں بھوکے پیاسے رہے
واحر تاجی عباس کے بازو ظلم ہو گئے ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب سے
امام زین العابدین علیہ السلام نے جب سے دریا پرینہ میں امام حسینؑ کا سر پریدہ دیکھا ہے

کبھی گو سفند ز یعنی سہری) نہیں کھایا اور جب وقت افطار کھانا آسنا تھا تو آپ بہت زیادہ گریہ فرماتے تھے اور آپ پر ہجوم رنج و غم ہوتا تھا کہ ہائے فرزند فاطمہ پیاسا قتل کر دیا گیا گھر والے کہتے کہ فرزند رسول خدا آپ کچھ تو طعام کھائے پانی پیئے تو آپ فرماتے تھے کہ بابا بھوکے و پیاسے مارے گئے۔ کبھی فرماتے کاش میں مقل حسینؑ نہ دیکھتا۔ کبھی فرماتے یعقوب کا ایک فرزند یوسف ان سے جدا ہو گیا تھا مگر یعقوب روئے میں کیوں کہ گریہ نہ کروں میرے اہلکارہ نبی ہاشم جن کا مثل و نظرو نیامیں نہ تھا قتل کر دیئے گئے۔ فرماتے تھے کہ میرے بابا کر بلا میں تین دن کے بھوکے پیاسے قتل کر دیئے گئے میں کیوں آب و طعام کھاؤں۔

روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اسیر ہونے کے بعد جب تک آپ طوق و سلاسل پہنے ہوئے تھے سب سے پہلے آپ کا گنہ مقل کی طرف ہوا اور اپنے پدر بزرگوار کو خاک و خون میں غلطان پڑا ہوا دیکھا تو نہ معلوم آپ کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ لاش مطہر کو بوسہ دیا۔ امام زین العابدینؑ نے خیال کیا کہ یہ وہی جد اطرا ہے کہ جو کبھی روشن پیغمبر کی زینت تھا نزدیک تھا کہ اس تصور سے آپ کی روح بدن سے نکل جائے لیکن پھر امام نے صبر کیا معصوم کے صبر کی شان ہی کچھ اور ہے۔ حضرت زینبؑ نے بھی بھائی کی لاش مجروح دیکھی تو آپ نے خود کو بھائی کی لاش سے سر پر گرا دیا اور بھائی کی لاش پر نوحہ خوانی کی و نادت باعلیٰ صَوْرَةً تَبَعْدًا مَّا وَهَتْ عَلَيْهِ نَقَالَتْ وَالْحُجَّتْ وَصِيَّتِي أَرْحَىٰ يَا هَلَا لَأَغَابَ بَعْدَ طُلُوعِهِ ، فَمِنْ فَقْدِهِ أَضْحَىٰ نَفْسًا رِي كَيْلِيَّتِي۔

یعنی کہ با آواز بلند نوحہ کیا اور فرمایا آہ۔ اے چھوڑ کر چلے جانے والو یعنی اے شہید ہم رونے اور مصائب اٹھانے کے لیے رہ گئے۔ اور فرمایا اے میرے بھائی اے

میرے چاند کہ طلوع کر کے عالم کو روشنی بخشی اور غروب کر کے ہمارے دلوں کو شبِ تاریک بنا دیا۔ اے میرے مقول بھائی میں اپنی کون سی مصیبت تجھ سے بیان کروں یا کونسی ہنسک و حرمت اور غریبی بیان کروں۔ اور اے بھائی میں بیان کروں تو کیوں کرتیرا سرجمِ الحد سے جدا ہے۔ اعضاء زخمی ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ ام الثوبِ مَسْئُوبًا ۱) الجسم عاریًا ، ۲) العَرَضُ صَغُورًا بِيَدِضٍ صُفْيَا لَةً۔ یعنی کہ کیا میں لاش کے عریاں ہونے کی شکایت کروں۔ یا میں اپنے دل کے حزن و کوظاہر کروں یا تمہاری ریش مبارک کے خون سے قصاب ہونے کا ذکر کروں یا اپنے غیوں کی تارا جی بیان کروں۔ بھیا زینبؑ حیران ہے کہ کون سی مصیبت بیان کرے۔ بھیا تیموں کی حالت نہیں دکھیں جاتے بے پدر لڑکیوں کو مثل کینزان امیر کیا گیا ہے۔ کیا میں امیری کا حال سناؤں۔ اے بھیا کس قدر راحت و سکون کا زمانہ تھا کہ جب ہم تمہارے ساتھ مدینہ میں تھے۔ اے بھیا اب ہمیں احمد مختار کے روضہ پر پہنچا دیجئے۔ اے بھیا شاید ہمیں مدینہ میں آرام ملے مگر میں یہ جانتی ہوں کہ تجھ جیسا بھائی نہ ملے گا۔

سید ابن طاووس و شیخ مفید اور بعض دوسرے علمائے اسلام نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سید الشہداء امام حسینؑ قتل کر دیئے گئے۔ اور ہاتھ غیبی کی نمانے ارجعیٰ الی ربک رَاضِيَةً مَرْضِيَةً آئی اور روح مبارک بدرجہ رفیعہ فائز ہو گی۔ اس وقت سرخ آمدھیاں چلیں۔ تمام عالم تاریک ہو گیا۔ لشکرِ عمر ابن سعد نے گمان کیا کہ اب عذاب نازل ہو گا۔ یہ بھی فضائے عالم میں آواز گونجی قتلِ الامام ابن الامام قتلِ والہد الحسینؑ کہ امام ابن امین حسینؑ علیہ السلام قتل ہو گئے۔ لوگ حیران رہ گئے۔ اس وقت لشکرِ باطل نے تین مرتبہ صدائے تکبیر بلند کی۔ وَ يَكْتُمُونَ بِأَن قَتَلْت

وَأَمَّا قَتْلُ أَبِيكَ التَّكْوِينِ وَالتَّهْلِيلِ - یعنی کہ تکویر یہ کہتی ہے کہ لے ابو عبد اللہ
الحسینؑ تجھے کیا قتل کیا بلکہ مجھے قتل کر دیا۔ قتل حسینؑ اصل میں قتل آوازہ تکویر ہے لیکن
امام حسینؑ نے مدائے اللہ اکبر کو حیات جاودانی بخش دی۔

صاحب مناقب ابن بابویہ ابو مخنف اور صاحب منتخب اور بعض علماء نے لکھا
ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہو گئے تو آپ کا اسب با وفا ذوالجناح
یہ کہتا ہوا کہ الظلیمة الظلیمة من امة قتلت ابن بنت نبیہا۔ یعنی کہ ظلم ہو گیا ظلم
فریاد ہے فریاد کہ امت نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر ڈالا۔ دوڑتا ہوا پھر
رہا تھا۔ عمر ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ ذوالجناح کو پکڑ کر لاؤ۔ اس وقت تیرہ لوگ اس
کی طرف دوڑے جب نزدیک پہنچے تو ذوالجناح نے بیزیدی لشکر کے چالیس نفر فی النار
کیے۔ پھر عمر بن سعد ملعون نے کہا کہ اچھا اس کا تقاب نہ کرو اور دیکھو کہ یہ گھوڑا کیا
کرتا ہے پس لوگ ذوالجناح کے پاس سے ہٹ گئے اور دور ہو گئے تو ذوالجناح
مقتل میں لاش امام حسینؑ پر پہنچا اور بھٹک کر لاش مبارک کا بوسہ لیا۔ اپنی پیشانی
غون میں رنگین کی لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے اور ذوالجناح نے پھر پیام امام حسینؑ کا رخ
کیا جب درخیزہ پر پہنچا تو کیا اہل حرم نے جب ذوالجناح کی آواز سنی درخیزہ پر سب
جمع ہو گئے ایک کہرام برپا ہوا زینب خاتون کہہ رہی تھیں۔ ذوالجناح حسینؑ کو کہاں
پھوڑا کیا۔ ام کلثومؓ کہہ رہی تھیں۔ ذوالجناح جب تو گیا ہے تو حسینؑ کو لے کر گیا ہے
اور اب حسینؑ کہاں ہیں سیکھنے گھوڑے کے سموں سے لپٹی ہوئی ہیں کہہ رہی تھیں ذوالجناح
میرے بابا کو کیا کہا اور اہل حرم فریاد کر رہے تھے۔ قل واللہ الحسینؑ کہ حسینؑ مارے
گئے ہم بے وارث ہو گئے۔ وَا مُحَمَّدًا وَاَعْلِيَاءَ وَاَفَاطَةَ وَاَحْسَنَاءَ وَاَحْسَنَاءَ كِي صَدَائِسِ
يَدْتَحِيں۔ کوئی نبی بنا کہہ رہی تھیں کہ آج علیؑ شہید ہو گئے۔ آج فاطمہؑ نہ ہرارت سے

رضعت ہو گئیں۔ اہل حرم کے رونے کی صدائیں آسمان تک بلند تھیں۔ ملائکہ مقررین میں بھی اہل نظر اب تھا۔ فرشتے بھی آہ و نزاری کر رہے تھے۔ نازلہ فغان بلند ہو رہا تھا۔ لشکرِ عمر ابن سعد کے لوگ دراز خمیوں میں داخل ہوئے اور مال و اسباب لوٹا اسی اثنا میں عمر ابن سعد بد نہاد نے حکم دیا کہ خیام حسینؑ کو آگ لگا دو۔ خیمہ کو آگ لگا دی گئی تو بوب ایک خیمہ بل گیا تو آپ نے فرمایا کیا لے عمر ابن سعد تو حرم رسول اللہؐ کو خیموں میں جلا دے گا۔ جب ایک خیمہ جلتا تھا تو بیبیاں اور یتیم بچے دوسرے خیمہ میں چلے جاتے تھے۔ غرض کہ قیامت کا ایک سال تھا۔ نہ کوئی والی نہ کوئی وارث، بیبیاں کیا کرتیں۔ اعدا دین چادریں پھین چکے تھے۔ سکینہ خاتون کے گوشوارے اتار لیے تھے۔ اس بچی کو طمانچہ لگا ہے۔

امالیٰ شیخ صدوق میں حضرت فاطمہ بنت امام حسینؑ سے روایت ہے کہ لشکرِ عمر ابن سعد کے لوگ خیمہ میں داخل ہوئے۔ میں اس وقت کم عمر تھی اور میرے پاؤں میں طلائی نعلین تھے۔ ایک ملعون میری طرف بڑھا اور میرے پاؤں سے نعلین اتارنے لگا۔ وہ ساتھ ہی ساتھ روتا بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے دشمنِ خدا و رسول تو ہمیں لوٹ رہا ہے اور روتا بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کیوں نہ روؤں کہ میں دخترِ رسولؐ کا مال لوٹ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ پھر کیوں لوٹ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی دوسرا شخص نہ لے جائے۔ وہ کہتی ہیں کہ اس مردود نے نعلین پیروں سے اتار لیے اور باقی مال و متاع بھی لوٹا اور پھر میرے سر سے چادر بھی اتاری۔

صاحب مناقب اور محمد ابن ابی طالب الموسویٰ بھی روایت کرتے ہیں کہ زیدی لشکر والوں نے خیام امام حسینؑ کو کچھ بھی تھا سب کچھ لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت ام کلثوم و دختر علی المرتضیٰ کے کانوں سے بندے بھی پھین لینے اور سب عورتوں کے

سروں سے چادریں اتار لیں۔

شیخ فخر الدین طرحی مقل میں نقل کرتے ہیں کہ زینب خاتون دختر علی المرتضیٰ فرماتی ہیں کہ میں نیمہ میں کھڑی تھی۔ پریشان حال تھی کہ ایک شخص کہ جس کی آنکھیں نیل تھیں۔ یعنی کبود چشم داخل نیمہ ہوئے پہلے تو اس نے بوکچہ نیمہ میں تھا لوٹا اور غارت کیا۔ اس کے بعد اس نے میرے برادر زادہ علی ابن الحسین کے نیچے سے بستر کھینچا۔ اور بیمار کو فرش خاک پر گرا دیا۔ پھر وہ میری طرف آیا اور گو شوارے کیلئے لے۔ وہ شخص اپنے مظالم پر رونے لگا میں نے کہا داسے ہوتیجہ پر تو نہیں لوٹ رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ رونا بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تم لوگوں کی مصیبت دیکھ کر رونا آہی جانتا ہے۔ اس وقت بختاب زینب بیکس نے اس ملعون کے حق میں دعا و دعا بد کی اور فرمایا "اللہ تیرے ہاتھ پیر قطع کرے اور تجھے دنیا کی آگ میں جلائے پنا نیمہ جب حضرت عتار کو کوفہ میں دشمنان دین پر غلبہ حاصل ہوا اور یہ مرد گرفتار ہو کر ان کے سامنے پہنچا تو آپ نے اس کو اسی طرح سزا دی جیسا کہ حضرت زینب خاتون نے فرمایا تھا اور بختاب زینب خاتون کی ظالم کے حق میں بد دعا پھری ہوئی۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ وہ شمر ولد اطہام اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ خیام امام حسین میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت سید سجاد علیہ السلام ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور بیمار ہیں شمر ملعون ان کی طرف بڑھا چاہا کہ ان کو قتل کر دے۔ حمید کہتا ہے کہ میں نے کہا اے لوگو تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس بیمار کو بھی قتل کرتے ہو۔ اس وقت عمر ابن سعد ملعون بھی خیام کے نزدیک آیا اور اس نے اہل حرم کا شور و فغان دیکھا تو حکم دیا کہ اب کوئی ان کے تیموں میں داخل نہ ہو اور اس بیمار کو کوئی نہ ستائے اور جو کچھ مال و متاع لوٹا ہے وہ واپس کر دیا جائے۔ حالانکہ عمر ابن سعد نے حکم دیا تھا کہ جو

کچھ مال و متاع لوٹا ہے وہ واپس کیا جائے مگر ان ملعونوں نے کوئی چیز واپس نہیں کی
 عمر ابن سعد چلا گیا اور اہل حرم کی نگرانی کے لیے کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا۔ تاکہ ان میں سے
 کوئی بھاگ نہ جائے۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے میں نے دیکھا کہ قبیلہ بکر ابن وائل کی ایک عدوت کو جو
 اپنے شوہر کے ساتھ شکر عمر ابن سعد میں تھی اس نے جب اہل حرم کو لٹٹے ہوئے دیکھا
 تو وہ دوڑ کر بنیام سین کے پاس آئی اور صحیح صحیح کہنے لگی اے بکر بن وائل کے لوگو
 تمہاری غیرت و حمت کو کیا ہو گیا اَلَسَّلَبُ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ ۔ یعنی کہاں میں رسول
 خدا کے جماعتی اور دوستدار کہاں ہیں اصحاب رسول جو نبی زادوں کی مدد کرے مگر کسی
 نے اس کی باتوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس کا شوہر آیا اور اس کو اپنے پنہ میں لے
 گیا۔

حضرت فاطمہ کبریٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا بعد شہادت پدر بزرگوار
 میں حیران و ششدر کھڑی تھی۔ متقل کی طرف میری نگاہ تھی کہ میرے بابا میرے بھائی
 میرے چچا اور قرابتدار سب کے سب تیغ ظلم سے شہید کر دیئے گئے۔ ان کی لاشیں
 ریگ گرم پر پڑی ہیں۔ (اے شیعو تصور شرط ہے نہ معلوم اس وقت بی بی فاطمہ کبریٰ کی
 کیا حالت ہوگی) کہ اتنے میں ایک سرخ داڑھی اور کبود چشم والا اپنے گھوڑے پر سوار ہماری
 جانب آیا۔ اور اس ملعون نے اکثر بیویوں کے سروں سے چادریں پھینکیں اور اپنے نیزہ
 کی نوک سے انہیں اذیت بھی دیتا جاتا تھا۔ اس وقت محذرات شور و غوغا بلند کر رہی
 تھیں۔ وَاقْلَةَ ناصراة کی فریاد بلند ہو رہی تھی۔

میں زیادہ گھبرائی اور میں نے حضرت زینب فاطمہ کی تلاش کیا مگر وہ نظر نہ آئیں۔
 اس وقت مجھ پر اس قدر صدمہ تھا قریب ہے کہ میری روح پر داز کر جائے میں اضطراب

کے عالم میں صحراء کی جانب دوڑی۔ کچھ دور ہی گئی ہو گی کہ میں نے دیکھا کہ وہ ہی ملعون اپنا گھوڑا دوڑائے میری طرف آ رہا ہے۔ اس نے اپنا نیزہ میری گردن پر پھویا جس سے میں گر پڑی۔ اس نے میرے سر سے متعق پھین لیا۔ اور پھر میرے گوشوارے پھین لیے میں اہولہان ہو گئی اور مجھے ہوش نہ رہا کہ اسی اثناء میں میری پھوپھی زینب آگئیں اور مجھے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ جب میری آنکھ کھل تو میں نے دیکھا کہ میری پھوپھی زینب موجود ہیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ چلو اب دیکھو کہ تمہارے بھائی سجاد کا کیا حال ہے تمہاری بہن سکینہ کا کیا حال ہے۔

میں اپنی پھوپھی کے ساتھ غیر میں آئی۔ میں نے پھوپھی سے چادر مانگی تو انہوں نے فرمایا اے بیٹی میرا سر کھلا ہوا ہے چادر نہیں ہے کہ سر ڈھانپ سکوں۔ میں نے اپنے بھائی سجاد دیکھا کہ فرش خاک پر پڑے ہیں۔ ناخاتمی غالب ہے۔ ابن طاووس روایت کرتے ہیں کہ عمر ابن سعد ملعون نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ وہ کون ہے جو حسین بن فاطمہ اور ان کے ساتھیوں کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے اور لاشوں کو پائمال رسم اسپان کرے۔ بس دس سو ملعون اس کے لشکر سے نکلے۔ کہ اس ظلم عظیم کے مرتکب ہوں۔ ان ملعونوں کے نام بھی کتب میں مذکور ہوئے ہیں۔ ابو عمرو اور زاہد روایت کرتے ہیں کہ یہ دسوں اشخاص دلد الزنات تھے۔

جناب فاطمہ کبریٰ سے مروی ہے کہ چادر میں نہ ہونے کی وجہ سے میں پریشان تھی کہ منادی ہوتی کہ لاش حسین بن فاطمہ پائمال کی جائے۔ جب میں نے یہ خبر سنی تو میں کانپنے لگی اور مجھ میں اتنی بھی قوت نہ تھی کہ کھڑی ہو سکوں لیکن جس طرح ہو سکا میں کھڑی ہوں اور یہ کوشش کی کہ میں اس جگہ سے دور چلی جاؤں تاکہ پائمال لاش اقدس کا منظر نہ دیکھ سکوں لیکن میں نے دیکھا کہ میری پھوپھی زینب سرا سیم

حالت میں مقل کی طرف گئیں اس خیال سے کہ شاید یہ ظالم مجھے دیکھ کر لوگ لاش
 اقدس کو پائمال نہ کر سکیں۔ یہاں تک کہ زینب خاتون لاش امام حسین تک پہنچ
 گئیں۔ اور جیسا کہ ابن طاووس نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ بدشعار نے لاش مطہر
 کو پائمال کیا۔ لاش مبارک پر گھوڑے دوڑائے۔ اور اس منوں کو اکثر علماء و ذاکرین
 بیان کرتے ہیں اور کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے لیکن علی ابن سیاط نے حضرت
 امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور آخر حدیث میں فرمایا ہے وَ لَقَدْ
 اَوْلَهُوْهُ الْخِيُولَ بَعْدَ ذَالِكَ۔ یعنی کہ بعد قتل سید الشہداء علیہ السلام آپ کی
 لاش مطہر پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ زیارت نامیہ مقدرہ میں ہے کہ تَطَوُّعُ الْخِيُولِ
 بِحَوَافِرِهَا وَ تَعْلُوكَ اَنْطِقَاةً بِبَوَاطِرِهَا۔ یعنی کہ لشکر کے گھوڑے اپنے
 سمول سے آپ کو پکل رہے تھے اور سرکش باغی سم گر اپنی تلواریں لیے ہوئے
 آپ پر پڑھائی کر رہے تھے بہر حال روایات کثیرہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ
 امام حسین کی لاش مطہر پائمال سم اسپان ہوئی ہے لیکن علامہ کلینی سے مروی ہے کہ
 جب ان ملعونوں نے یہ ارادہ کیا کہ لاش حسین کو پائمال سم اسپان کیا جائے تو فتنہ نے
 زینب خاتون سے کہاے بی بی اگر آپ اجازت دیں تو میں ابوالحارث کو آواز
 دوں کہ جس نے رسول خدا کے آزاد کردہ غلام کی مدد کی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ
 ایک مرتبہ وہ کشتی میں سوار تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ایک جزیرہ پر ٹھہری جیسے ہی
 وہ کشتی سے اترا اور ساحل پر آیا۔ نزدیک سے ایک شیر نکلا اور اس نے حملہ کرنا چاہا
 اس نے کہاے ابو حارث میں آزاد کردہ رسول خدا ہوں پس شیر نے اسے چھوڑ دیا۔
 جناب زینب خاتون نے فرمایاے فتنہ جاؤ اور ابوالحارث کو آواز دو۔
 جناب فتنہ شیر کے نزدیک گئیں اور کہاے ابو الحارث تجھے کچھ خبر ہے کہ اس

گروہ جفا کار نے عین فرزند رسول خدا کو قتل کر دیا اور اب چاہتے ہیں کہ ان کی لاش پائمال سم اسپان کریں۔ اور لے ابو الحارث بھگے زینب خاتون بنت فاطمہ زہرا نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ پس جیسے ہی شیر نے بناب فضلہ کی درد بھری آواز سنی گو نجات ہوا کچھار سے نکلا۔ آگے آگے فضلہ اور ان کے عقب میں شیر خاک اٹاتا ہوا لاش مطہر پر پہنچا۔ لاشہ پر سر رکھا۔ طواف کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لاش مطہر کو لے لیا۔ جب لشکر کے لوگوں اور گھوڑوں نے شیر کو دیکھا مقل خالی ہو گیا۔ عمر ابن سعد کو خبر دی کہ شیر لاش حسین ابن فاطمہ کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ تم اس شیر سے تعرض نہ کرو اور کسی پر ظاہر نہ کرو اس شیر نے اول شب سے پہلے حفاظت لاش مطہر شروع کی اور صبح تک لاش کی حفاظت کرتا رہا۔ لاش امام حسین علیہ السلام تین روز تک بغیر دفن پڑی رہی اور آپ کا وہ سر مبارک کہ جو کبھی آغوش فاطمہ کی زینت تھا، نیزہ پر بلند رہا اور تمام الجرم امیر و مقید کیسے گئے اور اس طرح الجرم رسول کی بے حرمتی کی گئی کہ وہ احوالہ تحریر میں آسکتی ہیں اور نہ بیان کی جاسکتی ہیں ان کو برہنہ سر شتر ہاء لاغر پر سوار کیا گیا۔ سید سجاد کو طوق اور زنجیریں پہنائیں گئیں زینب و ام کلثوم کے شانوں میں رسن باندھی گئیں۔ عقدہ کشادگی بیٹیاں اور امیر ستم والی شام ہوئیں۔

حضرت امام العصر علیہ السلام نے زیارت ناعیر میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے

وَسَيِّئِ أَهْلِكَ كَالْعَبِيدِ وَصُفْدِ رَاقِيِ الْمَخْدِ يَدُ فَوْقَ أَقْتَابِ الْمُطْطِيَاتِ۔ یعنی کہ اہل برم امام حسین علیہ السلام کو غلاموں اور کیزیوں کی طرح قید کیا۔ اور طوق و زنجیروں میں جکڑا۔ لاغر اونٹوں پر بٹھایا گیا۔ سورج کی پیش سے ان کے پہرے بھلس رہے تھے ان کو اسی حالت میں بازار کو فرمایا پھرایا گیا لیکن ان کی سمٹت کا یہ عالم تھا کہ شمشم

جمعی۔ کہ حشمتیں جمع تھیں۔ جب جبرئیل امین ان کے اونٹ کے ساتھ ساتھ مثل خدام حرم چل رہے تھے۔ ملائکہ کے گروہ ساتھ ساتھ تھے۔ قَتْلَ ابْنِ فَاطِمَةَ وَتِلْكَ حَرِيمَةُ سَيِّدِ الْاَعَادِي لَا كُفَيْلَ وَلَا وَرِي۔ کہ حسین قتل ہو چکے تھے اور ابھرم کو دشمنوں نے قید کر لیا تھا۔ اب ابھرم کا ذکوئی ولی تھا اور ذکوئی وارث۔ کیا کوئی غیرت دار پسند کرے گا کہ جن کے گھر سے عزت و حرمت نے رواج پایا۔ بن کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہو جو آل عبا ہوں اور اس طرح امیر ظلم ہوں۔ بہ روایت ابن طاووس۔ اشقیاء ان ایسروں کو کوفہ کی طرف لے کر چلے تو ایسروں نے اونٹوں کے سارباؤں کو قسم دلائی کہ ہمیں مقتل کی طرف لے چلے تاکہ ہم ایک مرتبہ پھر اپنے وارثوں کی زیارت کر لیں۔ پچنانچہ جب ایسروں کا قافلہ مقتل کے نزدیک پہنچا۔ دیکھا کہ شہیدوں کی لاشیں خاک و خون میں غلطان پڑی ہیں۔ سر یا سر شہداء جسموں سے جدا ہیں۔ ابھرم کے نالوں سے ایک قیامت برپا ہو گئی۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کے جسم اطہر کو ریگ کمر پر پڑا ہوا دیکھا تو بیمار کر ملا پر کچھ حالت طاری ہوئی کہ قریب تھا کہ جسم سے جان نکل جائے۔ زینب خاتون نے دلا سے دیا فرمایا بیٹا یہ کیا حالت ہے۔

امام نے فرمایا کہ پھوپھی امان میرے بابا کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے اور میں انہیں دفن نہیں کر سکتا۔ جناب زینب نے سید سجاد کو صبر کی تلقین اور خود کو بھائی کی لاش پر گرا دیا اور پھر مدینہ کی طرف منہ کر کے فریاد کی۔ اور فرمایا اے مانا جان یہ حسین ہے۔ یہ حسین وہ ہے کہ جسے آپ لعاب نبوت چھو سایا کرتے تھے۔ یہ وہ حسین ہے کہ جب جبرئیل اس گہوارہ کو جھلاتے تھے اوریاں دیتے تھے

لے مانا آپ پر تو ملائکہ سموات نے نماز جنازہ پڑھی ہے ہَذَا حَسِينٌ مَرْمَلٌ

بِالْمَاءِ مَقَطَعُ الْأَعْضَاءِ یہ حسینؑ ہے کہ جن کے اعضاء خون میں رنگین ہیں اور اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ یہ حسینؑ ہے کہ جن کی لاش مطہر سے لباس اتار لیا ہے جو پیاسا ہی قتل ہوا ہے اور لشکر باطل نے اسے قتل کیا ہے۔ یا حِزْنَ نَاهُ یا كُوْبَاةَ الْيَوْمِ مات حیدرتی رسول اللہ آج کے دن گویا میرے مانا شہید ہو گئے کیا ہوئے اصحاب رسولؐ۔ حسین ذریت رسول خدا ہے اور بے کفن پڑا ہے اور بدہنہ سرا سہم ہو گئی ہیں۔ ہمارے بالوں پر گرد پڑی ہے اور حسینؑ کی لاش پر گرد بجایا ہے کفن ہے رے نانا آپ کو یہ حسینؑ کے بوسے لیتے تھے اور آج گولے حسین تیروں سے زخمی ہے۔ بابی المہوم حتی اقصیٰ، بابی العطشان حتی مضی اے شہید کہ بلا، اے شہیدوں کے سردار میں آپ پر خدا ہوں کہ آپ کو تشنہ دین شہید کیا۔ غم و اندوہ کے ساتھ شہید کیا۔

امام حسینؑ کی تشنگی کا اثر اللہ اکبر۔ بعض روایات میں ہے کہ دشمنوں کے گھوڑوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گھوڑوں کے سموں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ شیخ فخر الدین طریخی اپنی کتاب منتخب میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت ام کلثومؑ نے اپنے بھائی کی لاش کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا خود کو اونٹ سے گرا دیا اور لاش کے پاس بیٹھ کر بین کرنے لگیں کہ بھائی آپ کا کفن صحرا کی گردہ سے اور خون سے غسل ہوا ہے، غرضیکہ کہ ظالموں نے زبردستی اہل حرم کو شہیدوں کی لاشوں سے جدا کیا اور قافلہ کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا اور لاش باہر شہداء بے گور و کفن پڑے ہے۔

ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ رات کے وقت جب جناب سیدنا بے مابا تہ قبلہ گاہ میں آئیں اور انہوں نے اپنے بابا کی لاش بے سر کو دیکھا تو غش کھا کر

جسم اطہر پر گر پڑیں اسی حالتِ غفلت میں انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی آواز سن کر فرمایا۔

شَيْعَتِي اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءً عَذِيبٍ فَاذْكُرُونِي
اَوْ سَمِعْتُمْ يُغْرَبُ اَوْ شَهِدْتُمْ فَاذْكُرُونِي

ترجمہ: "اے میرے شیعو! اگر تم آبِ شیریں پیو تو مجھے یاد کر لینا اور اگر تم کسی غریب یا شہید کے بارے میں سنتو تو مجھ پر نوہر کر لینا۔"

وَ اَنَا السَّيِّطُ الَّذِي مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ قَتَلْتَنِي
وَبَجَرُوا الْخَيْلَ بَعْدَ الْقَتْلِ عَمْدًا سَكَّوْنِي

ترجمہ: "اور میں وہ رسول ہوں جس کو ان لوگوں نے بے جرم و خطا قتل کیا اور پھر قتل کے بعد انہوں نے جان بوجھ کر میری لاش پر گھوڑے دوڑائے۔"

لَيْتَكُونَنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ اَجْمَعًا نَظْرًا وَنِي
كَيْفَ اسْتَسْقَى بِطِفْلِي فَاَبَا اَنْ يَرَحْمُونِي

ترجمہ: "اے میرے شیعو! کاش کہ تم سب کے سب عاشورہ کے دن مجھے دیکھ رہے ہوتے کہ میں کیسے اپنے بچے کے لیے پانی مانگ رہا تھا مگر ان اٹھیانے مجھ پر رحم کرنے سے انکار کر دیا۔"

وَسَقَوْا لَهُمْ بَعْغِي عَوَاضَ الْمَاءِ الْمَعِينِ
يَا لِرُؤْيِهِ وَمُصَابِ هَذَا اَرَّكَانَ الْجَوْثِبِ

ترجمہ: "اے میرے شیعو! کاش تم دیکھتے کہ انہوں نے میرے بچے کو آبِ شیریں کے بجائے بغاوت کے تیر سے یزید (یعنی شہید) کیا۔ آہ یہ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ جس نے پیادوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔"

پہنچانا ہے۔ عہدِ یلپے وہ ہمارے شہیدوں کی لاشوں کو دفن کرے گا اور اس صحرا میں تمہارے پدر
 بزرگوار حسین ابن علیؑ کا مزار بنے گا۔ ہزاروں شیعہ اور موالی زیارت کو آئیں گے اور
 خلفاء و پورا اس مزار اقدس کو مٹانے کی بھرپور کوشش کریں گے مگر وہ شمعِ حسینؑ کہ
 جو مزار اقدس پر روشنی ہوگی روشن رہے گی خدا کے نور کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔
 اگرچہ کافروں پر کسی قدر گراں ہو، مزار اقدس کی شان و شوکت روز افزوں بند سے
 بلند تر ہوگی۔

سیران اہلبیت کی کوفہ میں آمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَ
 أَشْرَفِ السَّفَرَاءِ الْمُقَرَّبِينَ وَأَفْضَلِ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 الطَّيِّبِينَ وَارْوَمَتَهُ الْأَعْجَبِينَ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الْمُظْلُومِينَ خُصُوصًا عَلَى
 نَجْمِهِ وَفَرْخِهِ وَسِبْطِهِ الْأَمِينِ الْمُبِينِ الْمُتَوَكِّلِ مِنَ الْمَاءِ الْمَعِينِ الْمَدَنِيِّ
 الْأَهْلِ وَالنَّبِيِّنَ الشَّهِيدِ الطَّعِينِ وَالْأَسِيرِ الْمُهِنِ صَاحِبِ الدِّعَاءِ الدَّقِينِ
 وَالْحَسْبِ الْمَرْضُوضِ مِنَ الْكَلْبَانِ وَالسَّلْوِ الرَّهِينِ وَالْأَرْضِ الْمُسْتَهْرَبِ
 فِي الْبِلَادِ بَيْنَ الْفِتْنَةِ الْبَاغِيَّةِ الظَّالِمِينَ وَالسَّيِّبِ الْحَضْبِ مِنَ الظُّلْمِ
 الْمَرْقُوعَةِ الطَّاعِيَةِ الْفَاسِقِينَ مَحْرُوقِ الْخَبَاءِ مَسْلُوبِ الرِّدَاءِ مَهْتُولِ الْحَمَاءِ
 مَقْتُولِ الظَّمَاءِ مَذْبُوحِ الْفَقَاءِ مُقْطَعِ الْأَعْضَاءِ - بِسَيْفِ اشْتَقَى الْأَوْلِيَيْنِ
 وَالْآخِرِينَ السَّنْدُ بُوخِ بَاصِرِ اللَّعِينِ ابْنِ اللَّعِينِ الْإِمَامِ الْمُبِينِ وَاللَّيْمِ
 الْعَرِينِ الَّذِي هُوَ لِلْعَلِيِّ أَمَانٌ وَلِلْحَقِّ أَمَانٌ وَلِلْحَقِّ أَمِينٌ سَيِّدِنَا أَبِي
 عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِ بْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَبَعْدَ فَتْدٍ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لَمْ

تَرَكُوا مِنْ جَنَّتٍ وَعَيْوُنٍ ۚ ذَرُّوْعٍ وَمَعَامِرٍ كَرِيْمًا ۚ وَنِعْمَ مَا كَانُوا
 فِيهَا فَلِهَيْبِنَ ۚ كَنَزَ الْبَلَدِ ۚ وَادْرُسْتُمْهَا قَوْمًا اٰخِرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ
 وَمَا كَانُوا يَنْظُرِيْنَ ۝ (سورة الدخان آیات از ۲۵ تا ۲۹)

ترجمہ : وہ لوگ (خدا جلنے) کتنے باغ اور چشے اور کھیتان اور اچھے مکانات
 اور آرام کی چیزیں جس میں وہ عیش اور چین کیا کرتے ہیں پھوڑ گئے۔ یوں ہی ہوا
 اور ان تمام چیزوں کا دوسرے لوگوں کو مالک بنا دیا تو ان لوگوں پر آسمان اور
 زمین کو بھی روتا نہ آیا اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔

خداوند عالم نے اس آیر مجیدہ میں مذمت کفار اور ان کی ہلاکت کے
 بارے میں ذکر فرمایا ہے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اہل ایمان کے ایمان
 کے ایمان میں مزید استواری پیدا ہو۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ بہت سے
 ایسے لوگ گزر گئے کہ جن کے پاس باغات، نہریں اور ذرا مٹی زمینیں تھیں اور
 آسائش و آرام کے اسباب موجود تھے جس سے وہ متمتع ہوئے تھے اور جب وہ
 ہلاک ہو گئے اور وہ تمام چیزیں دوسروں کے تصرف میں پہنچ گئیں تو ان کی ہلاکت
 پر آسمان رویا اور زمین روئی۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کا دل ان کی ہلاکت پر چڑ
 ملال نہیں ہوا اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔

یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ عزت و دولت، رفعت و جاہ، کمزرت و بزرگی
 اور بلندی و پستی سب کچھ خدا کی طرف سے ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں
 کیا جاسکتا کہ بسا اوقات عزت و دولت کا دار و مدار انسان کی ذات سے وابستہ ہوتا
 ہے کیونکہ انسان ہمہ وقت محل امتحان میں ہوتا ہے۔ خدا پر ایک انسان کامیبتوں
 کے ذریعہ امتحان لیتا ہے اگر انسان امتحان میں کامیاب ہے تو خدا کی نظر میں وہ

ذی قدر ہے اور امتحان میں کامیاب نہیں ہے تو خدا کے نزدیک ذی عزت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں عبادت کے ذریعہ انسان خدا کی نظر میں قابلِ محبت ہوتا ہے اور اگر عبادت سے انحراف ہے تو پھر ایسا عبد خدا کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کا وہی دوست ہے کہ جو منزلِ اطاعت و عبادت میں استوار ہے اور اس طرح تمام مخلوق خدا کی دوست بن سکتی ہے لیکن یہ سبب زیادتی عبادت و اطاعت دوستی میں مدراج ہے پس معصوم کہ جس سے خلافت اطاعت الہیہ کوئی عمل ظاہر نہیں ہوتا۔ اس امر کا متحی و مستوجب ہے کہ خدا اس کو اپنا دوست بنا چنانچہ جب کوئی بندہ خدا کا دوست ہوتا ہے تو اپنے ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ

اِنِّیْ اَحِبُّ فُلَانًا فَاحْبُوْهُ۔ کہ میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اے فرشتو اس شخص کو دوست رکھو اور پھر ایسے شخص کو زمین و آسمان بلکہ تمام کائنات اس کو دوست رکھتی ہے۔ پس چونکہ بر بنائے محبت، خوشی و غمی مرتب ہوتی ہے لہذا محبت خدا اور مقرب بارگاہ خداوندی کے لیے ان کے مصائب میں زمین و آسمان کا گریہ و بکا معمول یہ فطرت ہے اور غمی و آزان کے موقع پر خوشی کا اظہار کرنا مافی فطرت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے علیؑ جب کوئی مومن مرتب ہے تو چالیس روز تک آسمان و زمین اس پر گریہ کرتے ہیں اور جب کوئی عالم دین مرتب ہے تو چالیس ماہ تک زمین و آسمان اس پر گریہ کرتے ہیں پھر فرمایا اے علیؑ جب تم شہید کیے جاؤ گے تو زمین و آسمان چالیس سال تک گریہ کریں گے۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ آسمان و زمین کیسے روتے ہیں تو یہی اہمیت کہ جو عنوان مجلس قرار دی گئی ہے اس میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کے عرق ہونے پر آسمان و زمین نہیں رویا یہ اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ

آسمان و زمین رو سکتے ہیں مگر دستارِ خدا کی مصیبت پر نہ فرعون نے کبھی خدا کے دوست ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ ہی خدا نے اسے دوست بنایا لیکن پھر بھی اس آیت میں تذکرہ ہے کہ اس کی ہلاکت پر زمین و آسمان نہیں روئے۔ اس طرح خداوند عالم نے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے کہ جو میرا دوست ہے اور وہ قتل ہو جائے تو اس پر زمین و آسمان روئیں گے یا روتے ہیں۔ اس آیت مجیدہ کی تفسیریں صحیح مسلم میں ہے کہ جب فرزندِ حبیبِ خدا نورِ دیدہ مرتضیٰ شکی چشمِ زہرا کو بلا میں شہید ہوا تو آپ کی شہادت و مصیبت پر زمین و آسمان روئے۔ آسمان کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہے اور اس کی تائید میں وہ روایت بھی ہے کہ جسے ابن حجر عسقلانی نے صواعقِ محرقہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا گزر سرزمینِ کربلا پر ہوا۔ تو آپ نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ مقام ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ مقام ہمارے اسباب و غیرہ کے اترنے کی جگہ ہے اور یہ مقام ہماری قتل گاہ ہے پھر فرمایا کہ میرا فرزند حسینؑ یہیں زخمِ اعداء میں گھر جائے گا اور اس پر زمین و آسمان گریں گے پس یہ فرما کر آپ پر شدید گریہ طاری ہوا پس زمین و آسمان کا مصائبِ امام حسینؑ پر گریہ کرنا ثابت ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے سامنے سے ایک منافق گزرا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے آیتِ مجیدہ **فَمَا بَكَتُ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ** کی تلاوت کی اور فرمایا کہ جب یہ مرے گا تو اس پر زمین و آسمان نہیں روئیں گے۔ اسی اثناء میں حضرت امام حسینؑ آگئے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

وَلَكِنْ هَذَا اللَّيْلُ كَيْنَ عَلَيْنَا السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ یعنی کہ جب یہ میرا فرزند حسینؑ دنیا سے رخصت ہو گا تو زمین و آسمان گریں گے یہ بھی فرمایا کہ آسمان و زمین کسی

پر نہیں روئے مگر یحییٰ بن زکریا پر روئے ہیں اور حسین پر روئیں گے۔
 مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ آسمان و زمین کا گریہ کرنا۔ انبیاء و مرسلین اور
 آئمہ پر از قسم اعزاز ربانی ہے۔ خداوند عالم نے ان کو برگزیدہ قرار دیا ہے کیونکہ
 انبیاء و مرسلین ہیں۔ آدم صغی اللہ میں۔ نوح کو خداوند عالم نے مستجاب الدعوة
 قرار دیا ہے لیکن نوح نے اپنی قوم کی ہٹا کاری سے دل تنگ ہو کر عذاب کے
 لیے دعا کی۔ عذاب نازل ہوا اور قوم غرق ہو گئی۔ لیکن حضرت امام حسین نے بے
 انتہا ظلم و جور برداشت کیا مگر صبر کرتے رہے اور عذاب نہیں مانگا یہی وجہ ہے
 کہ صبر حسین دیکھ کر ملائکہ تعجب کرتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل ابن عمر سے فرمایا: گویا میں دیکھ
 رہا ہوں کہ ملائکہ قبر حسین علیہ السلام پر مومنین کے ساتھ ساتھ طواف کر رہے ہیں
 اور کثیر اژدہا ہے۔ مفضل نے عرض کیا آیا ملائکہ نظر بھی آتے ہیں۔ آنجناب نے
 فرمایا کہ ہاں ہاں اس طرح کہ مومنین ان سے مصافحہ کرتے ہیں اس مقام پر مومنین
 جو حاجات طلب کرتے ہیں وہ خداوند عالم پوری کرتا ہے۔ مفضل نے کہا کہ یہ
 تو واللہ ہذا انکرامہ۔ بجز ایک کرامت ہے۔ آپ نے فرمایا اے
 مفضل کیا اس سے بھی زیادہ تریات کہوں۔ مفضل نے عرض کیا ہاں مولیٰ ضرور
 بیان فرماؤ۔

آپ نے ارشاد فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک فوری تخت مرثیہ خواہ رنگارنگ
 ہے اور اس پر ایک قبہ ہے حسین رونق افروز ہیں اور مومنین زیارت کر رہے ہیں
 اور ان پر سلام بھیج رہے ہیں اور خداوند عالم کی طرف سے خطاب ہوتا ہے کہ اے
 حسین بڑی بڑی اذیتیں برداشت کیں اب نقہ لے کر بہشت سے لطف اندوز ہو

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل خدا کے پاس بہت سے گوسفند تھے جن کو پہاڑ کے دامن میں پڑایا کرتے تھے۔ ایک روز جبرئیل امین پہاڑ کے گوشہ سے نمودار ہوئے اور نہایت خوش آئند آواز میں انہوں نے کہا۔

سُبُوْحٌ قَدْ وُصِّیَ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ - ” حضرت ابراہیمؑ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے اپنے گلے کی پوتھائی بھیڑ بکریاں ان کو دے دیں۔ اور

کہا تو نے میرے دوست (خدا) کا کس پرکیف بوجہ میں ذکر کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے پھر دوسری مرتبہ یہ کلمات تسبیح ادا کیے۔ حضرت ابراہیمؑ نے پھر پوتھائی گلے

کی بھیڑ بکریاں ان کو دے دیں۔ تیسری مرتبہ پھر جبرئیل امین نے وہی کلمات تسبیح پڑھے اور حضرت ابراہیمؑ نے پھر پوتھائی حصہ بخش دیا اور جب جبرئیل نے پوتھی

مرتبہ کلمات تسبیح ادا کیے تو حضرت ابراہیمؑ نے باقی پوتھائی حصہ بھی راہ خدا میں دے دیں۔ اس وقت آواز آئی کہ تو میرا خلیل ہے۔ آپ آگ میں ڈالے گئے

اسمعیلؑ کو ذبح کرنے لگا دیا اور اپنے نزدیک ذبح کر دیا مگر دنبہ ذبح ہوا۔ اور اسمعیلؑ بچ گئے۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے راہ خدا میں دین حق کی بقا

کے لیے اپنے بھائیوں، بھتیجیوں، بھانجوں اور اپنی اولاد علی اکبرؑ، علی اصغرؑ، کو قربان کر دیا۔ اور اصحاب و انصار سب ہی شہید ہوئے اور آخر میں حضرت امام حسینؑ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

بحار الانوار میں انس بن مالک سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ”رسول اللہ

کہ معظمہ میں میرے ساتھ ایک طرف کو چل رہے تھے کہ آنحضرتؐ اٹھائے راہ حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک پر پہنچے اور قبر کے نزدیک کھڑے ہوئے

اور مجھ سے فرمایا کہ ”تم یہاں سے ذرا کچھ دور چلے جاؤ“ میں کس قدر دور چلا گیا۔

جب آنحضرتؐ کو وہاں کافی دیر ہو گئی تو میں اس طرف متوجہ ہوا۔ ابھی قبر مبارک
کچھ دور ہی تھی کہ آنحضرتؐ کے مناجات کرنے کی آواز گوش زد ہوئی۔ آنحضرتؐ یہ
مناجات فرما رہے تھے۔

يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَنْتَ مَوْلَاہُ فَاَرْحَمُ عِبِيدًا اِلَيْكَ مَلِيًّاہُ

اے میرے رب اے میرے رب تو ہی میرا مولا ہے۔ پس خدا یا تو اپنے اس
بندہ پر رحم فرما جس کا تو جگئے پناہ ہے۔

يَا ذَا الْمَعَالِي عَلَيْكَ مَعْتَمِدِي طُوبٰى لِعَبْدٍ كُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاہُ

اے صاحب صفات عالیہ میرا تو ہی اکر ہے مجھے تجھ پر اعتماد ہے
نصیب میرے کہ تو میرا مولا و آقا ہے۔

طُوبٰى لِمَنْ كَانَ خَائِفًا اَرْقًا يَشْكُو اِلَى ذِي الْجَلَالِ بِلْوَاہُ

خوشخبری ہے اس کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتا ہوا راتوں کو جاگتا ہے
اور خدا کی بارگاہ اقدس میں اپنی حاجات بیان کرے۔

وَمَا بِهِ عِلَّةٌ وَلَا سَقَمٌ اَكْثَرَ مِنْ حَيْثُ لِيُوَلَاہُ

خوشحال اس شخص کا کہ جس کی کوئی شکایت اور بیماری سوائے محبت مولا
کچھ اور نہیں ہے اور وہ عشق مولا میں قتل کے درجہ پر فائز ہے۔

اِذَا اشْكٰى بَيْتَهُ وَعَصْبَتَهُ اَحَابِيَهُ اللهُ ثُمَّ لَتَّاهُ اِتَابًا تَبْلًا بِالْاِطْلَامِ مُبْتَلًا

اَكْرَمَهُ اللهُ ثُمَّ اَرْنَاهُ۔

خوشحال کہ جو اپنے رب سے اپنی شکایات و حاجات بیان کرے۔ خدا اسکو
جواب دیتا ہے اور جو باخدا لبیک کہتا ہے اور ہر جگہ تاریکی و اندھیرے میں وہ
اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کے تضرع و نذاری پر کرم فرماتا ہے اور اس کو

اپنا مقرب بندہ قرار دیتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے غیب سے یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ لَبِيْكَ عِبْدِيْ اُمَّتِيْ كَيْفِيْ ذُوْ كَلِمَاتِكَ قَدْ عَلِمْنَاكَ۔ لبیک اے میرے بندہ لبیک تو جس حالت میں بھی ہے میں خوب جانتا ہوں یعنی تیری حالت سے میں باخبر ہوں۔

صَوْتُكَ تَشْتَا قَدَمًا مَلَأْتُكَ حَتَّى تَحْسَبُكَ الصَّوْتُ قَدْ سَمِعْنَاكَ

اے میرے بندے تیری آواز کچھ اس قدر بھل ہے کہ میرے ملائکہ بھی تیری آواز سننے کے مشتاق ہیں۔ پس یہی کافی ہے کہ ہم نے تیری آواز سُن لی۔ اور تیری حاجات منازل قبولیت سے گزر رہی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے اذن سے تمام کائنات پر تصرف رکھتے ہیں اور ان کو یہ تصرف بصورت ولایت تکوینیہ حاصل ہوا ہے۔ خدا جس کو چاہے وہ طاقت و قوت عطا کرے جس صفت سے چاہے متصف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے عیسیٰ ابن مریم کو اندھوں کو بینا کرنے کی قوت عطا کی مر یعنیوں کو شفا دینے کی قدرت عطا کی۔ مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا۔ حسین بن فاطمہ کو عالمین کا ہادی بنایا اور حسینؑ نے تمام عالم سے کفر و ضلالت کی تاریکی دور کی اور ایسی شمع روشن کی کہ دین کی جگہ گاہٹ اور اس کی تابندگی کو دوام مل گیا۔ حسین علیہ السلام کی ذات اقدس سے نیر و برکت والی تر ہے۔ جناب سیدہ عالمین فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر نیر و برکت پیدا ہو گئی جبکہ میرا فرزند حسینؑ چار ماہ کے ہوئے، حسینؑ پیدائش سے پہلے میرے مونس تنہا ہی تھے۔ جب حسینؑ پانچ ماہ کے ہوئے تو ہم ان کے نور کی روشنی میں پل رخ شب کے محتاج نہ تھے اور جب کبھی میں خلوت ہوئی تو مجھے تسبیح و تہجد کی آواز سنائی دیتی تھی۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ

یہ حسین علیہ السلام کربلا میں شہید ہو گئے اور ہر مقدس نیزہ پر بند ہوا تو سر برید فتنے قرآن پاک کی تلاوت کی اور تلاوت سے پیشتر آپ نے فرمایا
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور آپ کی قبر مطہر سے آج بھی معجزات و
 کرامت کا ظہور ہوتا ہے۔ آپ کی تربت کی خاک پاک خاک شفا ہے۔ جناب عیسیٰ
 تو خود اپنا دست مبارک مریض پر پھیرا خدا نے اس کو شفا عطا کی مگر حسین مظلوم کی
 قبر مبارک اور مقل کی مٹی میں یہ تاثیر ہے کہ مرض کو دور کر دے۔ دنیا میں شفا ممنون
 امام حسین ہے اور آخرت میں شفاعت حسین کا حصہ ہے۔

علی بن ابراہیم قمی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جبابہ والیہ متواتر امام
 حسین علیہ السلام کی خدمت میں برائے زیارت حاضر ہوا کرتی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد
 ان کی پیشانی پر دو ٹوں آنکھوں کے درمیان برص کا داغ پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے وہ
 حاضر خدمت حضرت غاس آل جبابہ ہو سکیں۔ جب کچھ دن گزر گئے تو امام علیہ السلام
 نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ کو معلوم ہوا کہ جبابہ والیہ مرض برص میں
 مبتلا ہیں اور اسی وجہ سے وہ زیارت کے لیے نہیں آتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت امام
 حسین علیہ السلام اپنے چند اصحاب خاص کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جبابہ
 اس وقت نماز میں مشغول تھیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئیں تو امام مال مقام نے فرمایا
 کہ تم اب ہمارے یہاں نہیں آتی ہو۔

انہوں نے کہا اے فرزند رسول خدا یہ برص کا داغ میرے منہ پر پڑ گیا ہے جس کی وجہ
 سے میں اب گھر سے باہر نہیں نکلتی ہوں۔ امام حسین نے یہ سن کر اپنا لعاب دہن
 اس نشان برص پر ملا۔ پس وہ نشان برص بالکل جاتا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ لے جبابہ
 شکر خدا بجا لاؤ۔ جبابہ شکر خدا بجا لائیں اور سجدہ شکر ادا کیا۔ جبابہ نے آئینہ دیکھا تو چہرہ

بالکل صاف تھا۔

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص کو تپ شدید ہو گئی یعنی شدید بخار ہو گیا۔ امام حسینؑ کو جب معلوم ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے دق الہاب کیا۔ ابھی آپ نے مکان کے اندر قدم نہیں رکھا تھا کہ اس شخص کا بخار جاتا رہا اور مثل تند رستوں کے ہو گیا اس وقت آپ کے ایک صحابی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ آپ کو عطا کیا ہے ہم اس سے راضی ہیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ وَاللّٰهُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا اِلَّا وَدَّ اَمْرًا بِالطَّاعَةِ لَنَا۔ یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو بھی پیدا کیا ہے اسے ہماری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

قطب راوندی نے بیحیٰ ابن اتم طویل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نوجوان رونا ہوا آیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا: فرزند رسول میری ماں نے دنیا سے کوچ کیا اور اس نے مجھے وصیت نہیں کی اور وہ مالدار تھی۔ مجھے یہ امر کیا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں جانا اور جس طرح امام علیہ السلام فرمائیں عمل کرنا۔ یہ سن کر امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ اٹھو اس زن صالحہ کے پاس چلیں۔ جب آپ اس کے دروازہ پر پہنچے جہاں اس کی میت رکھی تھی آپ نے اس کے نزدیک کھڑے ہو کر زیر لب کچھ فرمایا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آپ دعا فرما رہے ہیں یا اس میت کو حکم دے رہے ہیں کہ اٹھ بیٹھ جا کہ اچانک وہ ضعیف اٹھ کر بیٹھ گئی کہ کلمہ شہادت ادا کیا۔ جب اس کی نظر امام حسینؑ پر پڑی عرض کیا یا بن رسول اللہ! اندر تشریف لے چلیے اور جو آپ مناسب سمجھیں وہ حکم کریں کہ میں اس کو

بجلاؤں اور آپ کے حکم کے مطابقی وصیت کروں۔ امام عالی مقام اور آپ کے بعض صحابی جو ہمراہ آئے تھے اندر داخل ہوئے اور امام عالی مقام کسی پر رونق افروز ہوئے اس ضعیف نے کہا اے فرزند رسول خدا میرے جس قدر مال ہے وہ فلاں جگہ رکھا ہے اس نے اپنے مال کی نشاندہی کی۔ اور کہا کہ میں نے اس کا ایک تہائی حصہ آپ کی نذر کیا۔ آپ دوستوں میں سے جسے چاہیں عطا فرمائیں اور دو تہائی میرے فرزند کا حصہ ہے۔ بشرطیکہ اسے آپ شیعہ جانتے ہوں اور اگر آپ اسے مخالف جانتے ہیں تو پھر اس کا اس مال میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ پھر اس نے امام عالی مقام سے عرض کیا کہ جب میں مرجاؤں تو میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں۔ بیچٹی ابن ام طویل کہتا ہے کہ میں نے دیکھا یہ کہہ کر وہ لیٹ گئی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے فرزند نے وصیت والدہ مرجمہ عمل کیا۔ واصر تہاہ ایسا امام عالی مقام کہ جو مثل عیسیٰ مردوں کو زندہ کرے مثل اسمعیل بلکہ ذریح اللہ ہونے میں فخر اسمعیل ہو اس کے گلے پر تیغ چلے اور سر مبارک تن سے جدا کیا جائے۔ اس کے جسم اقدس پر ایک ہزار فوسو بچا اس زخم لگیں۔ لاش ریگ کر بلا پر پڑی رہی اور سر مبارک نوک نیزہ پر بلند ہوا۔ اور اہلیم شتران بے کجاہہ پر سوار ہوں اور شہر ہر شہر کو چہ کو چہ پھرانے جائیں۔ اور تادی خدا دے رہا ہو کہ جسے آل رسول کا تماشہ دیکھنا ہو وہ دیکھ لے سید جمیل سید شریف کاظمی نے کیا خوب کہا ہے۔

لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي اَهْلِهَا
 بَعْدَ الْحُسَيْنِ وَيَوْمِهِ الْمُسْتَقْصِعُ۔

یعنی کہ بعد امام حسین دنیا جلنے خیر نہیں ہے۔ اس میں ابتلا ہی ابتلا ہے اہل دنیا اور زندگانی دنیا سب بچ ہے اور ہمیں اس کا کیا کرنا ہے فَنصِيحٌ وَمِنْ فِي اِلَى كَيْسٍ التَّوَادِ تَا هِيَ الْحَمِيمُ وَ هَلَالِهِ الْمُسْتَسْبَحُ۔

اٹھ لے شیوہ اٹھ اسیاہ باس ماتم پہن، صفت عزابریا کہ ہلال محرم نمودار ہو گیا
 مانت اول لایس لمصاہبہ اتواب حزن صبغہا لو یقلع فانبت
 بیت اللہ قد لیس السواد تو حقاً لمصاہبہ المتوقر۔

غم امام حسینؑ میں اولاسیاء پوش ہو کیونکہ اس سے پیشتر خانہ کعبہ سیاہ پوش ہے۔
 تیکئی لہ جزعاً قاصحت زمزماً قیاً ہما من فیض ذاک المدمع۔
 حضرت امام حسینؑ نے غم میں اگر انکھ سے ایک آنسو نکل جائے۔ اگر چشم معرفت سے
 دیکھا جائے تو ایک چشمہ ززم ہے جو جاری ہے۔ جس طرح آب ززم جاری رہتا
 ہے۔ اس طرح محبت امام حسینؑ میں آنسو ہمہ وقت جاری رہنا بہتر و خوب تر ہے۔

فوحقہ لوارع ذمہ ذریہ ان مزرع غیرہ فی مستمع۔ یعنی کہ
 اگر امام حسینؑ کی مصیبت کے سامنے کسی اور مصیبت کو اگر اہمیت دی اور اس پر
 کان دھرے تو گویا تو نے عہد و نفا دوست پورا نہیں کیا۔ اُم ایضیق فیہ الفلاء
 تضاد تقصیبی من بعدہ رضیب القضاء المہیج۔۔۔۔۔ کیا تو

حسینؑ پر شک کرتا ہے اور ان کو درمیان میں میں رہی ہمیشہ امام علیہ السلام پر ایمان
 رکھتا ہوں تمام دشمنوں امام کے زیر نظر ہیں۔ یا بی دأی زینب بین العدی تدعوا
 النبی بحرقہ و کوجع میرے مان فنا ہوں حضرت علیا زینب خاتون پر
 کہ جو دشمنوں کے درمیان دل سوختہ کھڑی ہیں اور اپنے ہمد کو مخاطب کر کے فرماتی
 ہیں۔ یا جڈ عذرت بنو امیۃ عذرة ببغیک ادراک مثلها لو یسمع

یعنی کہ

اے جد بزرگوار بنی امیہ نے آپ کے بعد آپ کی اولاد سے غد کیا اور بغاوت کی
 اور اس قدر مظالم کئے جس کی نظر نہیں تھی۔ یا جڈ تا ابندی ابن اکلہ الکیو د بنا

یدایع قبلہ لہ تیدع وایجد والابتا - یعنی کہ لے جد بزرگوار ہندہ جگر خوار
 کی بیٹے ہم پر ظلم کیے ایسے ظلم اب سے پہلے کسی پر نہیں ہوئے۔ صَعُوۃ مَہْرًا
 قَدَا عَدُوۃ لَآہِمَۃ وَعَدُوۃ مِّنْ شَرِبَہ لِمَیْتَعُمُ۔ یعنی لے جد بزرگوار آب فرات کہ سے
 خدانے ہماری مادر گرامی کا مہر قرار دیا تھا۔ فرات سلنے بہہ رہا تھا مگر دشمنوں
 نے اب فرات نہیں پینے دیا۔ لِلّٰہِ کَمَ غَلَّتْ وَغَلَّتْ مِنْہُ اَسِیَافٌ وَغَلَّۃٌ صَدِیۃٌ لِّمَ
 یَنْفَعُ۔ آہ صد آہ کہ کوفیوں کی تلواروں کی آب سے (تلواروں کا پانی) شہیدوں کو
 سیراب کیا اور ان کے دلوں کی جلن اور سوزش آب فرات سے ختم نہ کی۔ مَا لِلْقَلِیْمَۃِ
 لَمْ یَقْمُ وَلِنَا رِہَا لَمْ تَضْطِرُّ ۗ وَلَا خَدَّہُمْ لَوْ تَسْرَعُ۔ یہ دنیا کیوں نہ
 ختم ہوئی اور قیامت کیوں نہ برپا ہوئی اور آتش غضب الہی ان دشمنان دین پر
 نازل کیوں نہ ہوتی اور اس گروہ بھاکار کو اپنی گرفت نہ لیا۔ صَبْرًا سَبِیْلِیۡ وَ
 اِحْمَدًا صَبْرًا اَعْلٰی مَا تَابَ مِنْ خَطِیۡۃٍ رَزِیۡۃٍ صَغِیۡرَۃٍ لِّیۡ وَتَرْتَبِیۡ صَبْرًا کَیۡۃً۔ ان مصائب
 اور بیلیات پر کہ جو دشمنوں نے آپ پر ڈالے میں صبر بھیجئے۔ ان بزرگوار سنی امام
 حسینؑ نے بھی صبر کیا ہے اور اپنی جان و مال راہِ خدا میں لٹا دی ہے اور خداوند
 بیلبل نے انہیں گرامی قدر کیا ہے اور ان کی جاء رہائش کو مقدس و محترم قرار دیا
 ہے۔ اس کی زیارت و طواف کو افضل عبادات قرار دیا ہے اور ان کی مصیبت
 پر رونے کو بہترین عبادت گردانا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قبر مطہر امام حسین
 علیہ السلام ملائکہ کے لیے مقامِ معراج ہے اور مترجم۔ اللہ اکبر۔ معراج میں رسول ارفع
 و اعلیٰ مقامات کی طرف گئے یعنی بلندی کی طرف لہذا آپ کا عالم بالا جانا معراج کہلایا
 اور ملائکہ جو مقامات بالا کے ساکن ہیں جب زمین کی طرف زیارتِ قبرا امام حسینؑ کے
 لیے نازل ہوں تو وہ نزولِ شانِ معراجِ ملائکہ ہے) اور ایک جماعت ملائکہ آتی ہے

تو دوسری جاتی ہے۔

حسین ابن الی حمزہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں حکومت بنی امیہ کے آخری زمانہ میں کوفہ سے کربلائے معلیٰ زیارت قبر امام حسینؑ کے لیے گیا۔ شب کے وقت میں نے ہر فرات میں غسل کیا۔ لباس نو پہنا اور روضۃ الحسینؑ پر حاضر ہوا۔ تو اندر سے ایک شخص نکلا۔ جو نہایت سفید لباس پہنے تھا۔ اور اس کے جسم اور لباس سے نہایت نفیس پاکیزہ خوشبو آرہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا اچھی واپس جاؤ اس وقت تم زیارت نہیں کر سکتے۔ میں واپس چلا گیا۔ نصف شب گزرنے کے بعد میں دوبارہ گیا۔ تو پھر وہی شخص باہر آیا۔ اور اس نے پھر مجھے حرم میں اندر جانے سے روک دیا۔ میں نے کہا کہ میں کوفہ سے بغرض زیارت یہاں آیا ہوں اور تم مجھے روک رہے ہو کہ اندر نہ جا سکوں۔ اگر صبح ہو گئی اور بنی امیہ کے کسی آدمی نے دیکھ لیا تو وہ مجھے ازیت پہنچائے گا۔ لہذا مجھے اندر جانے دو یہ شب جمعہ ہے اور میں زیارت ہی کے لیے آیا ہوں۔ صبح دم مجھے نظرو محسوس ہو تلہ ہے اس شخص نے کہا کہ تم صبح زیارت کر لینا کوئی نظرو نہیں ہو گا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ قبر مبارک حسین مظلوم کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ صبح سے پہلے وہ چلے جائیں گے اس دم تم زیارت کر لینا۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت واپس آ گیا۔ اور طلوع صبح کے بعد میں نے پھر غسل کیا اور زیارت کے لیے گیا تو اس وقت وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔

قطب راوندی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: قبر الحسین عشر و ن زراعاً فی عشر بن زراعاً و روضۃ من ریاض الجنۃ قبر امام حسین علیہ السلام ۲۰ × ۲۰ گز کے درمیان باغبانے بنت میں سے ایک باغ

ہے اور اس مخصوص خطہ ارضی ملائکہ کا مقام معراج ہے۔ کوئی ملک مقرب اور کوئی نبی و مرسل ایسا نہیں ہو باذن خدا زیارت قبر حسین سید الشہداء کے لیے کہ بلا نہ آتا ہو۔ ملائکہ گروہ درگروہ زیارت کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اے شیعو! ذرا غور کرو یہ شرف و مرتبہ کسی دوسرے کو عطا نہیں ہوا ہے اور خدا اس کو دوست رکھتا ہے کہ جو غم حسینؑ میں گریہ و بکا کرے۔ اکتہاء یہ ہے کہ ایک قطرہ اشک بھی آنکھوں سے جاری ہو جائے تو وہ امرزش گناہ کے لیے کافی ہے۔

ابن قولیہ نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کو فہ کے کچھ چونا بٹانے والے، پھرنے کے پتھر لینے کے لیے حوائج کر بلا سے گزرے تو انہوں نے بچتات کا مرثیہ بنا جو کہ یہ ہے :

صَحَّحَ النَّبِيُّ جَمِيئَةً دَلَّةً يَرِيْقُ فِي الْحَدُوْدِ

آنحضرتؐ کے رخسار و جبین کے بوسہ لیے تو ان کے رخساروں میں سے شعاع ندر پھوٹتی ہے۔

اَبَواهُ مِنْ عَلِيَّآ قَرِيْشِ وَجَدَهُ خَيْرَ الْحَدُوْدِ

ان کے والدین قریش کے اعلیٰ ترین افراد میں سے ہیں اور ان کا نام بہترین مانا ہے۔

شیخ مفید اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے بنو تیمم کے ایک بوڑھے سے کہ اس نے کہا: بخلا میں روز عاشورا، محرم اپنے گھر لایمیر میں اپنے ہم قبیلہ شخص کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ناگاہ ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو اس طرح فریاد کر رہا تھا۔

وَاللّٰهُ مَا جِئْتُكَ وَحَشِي بَصْرَتُ يَهْ بِالطَّفَقِ مُنْعَصِرِ الْحَدَّيْنِ مَمْعُوْرًا. یعنی

بخلا میں تمہارے پاس نہیں آیا مگر بعد اس کے کہ میں نے مقام طفت میں ان کو

مذہب دیکھا اور خاک آلودہ رخساروں کے ساتھ دیکھا وحوالہ نُثِيئَةُ نَدَى مُخَوَّرِهِمْ
مثل المصابيح يُطْفِئُونَ الدُّجْحَى نُورًا۔ یعنی کہ ان کے گرد ایسے جوان
پڑے تھے جن کی گردنوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ وہ اندھیرے میں روشن چراغوں کی
مانند تھے کہ بورات میں چمکتے ہیں۔

وَقَدْ جَسَّتْ قَلْوَصِي كَيْ اَصَادِفِهِمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَتَلَقَى الْحُرَّ وَالْحَوْسِ
فَعَارِبِي قَدَّرَ اللهُ بَارِعَةً وَكَانَتْ اَمْرًا قَضَاءً اللهُ مَقْدُورًا میں نے
اپنی سواری کو تیز دوڑایا کہ میں ان تک پہنچ سکتا مگر ان کی شہادت سے پہلے میں نہ
پہنچ سکا یہی تضاد قدر الہی تھی۔

كَانَ الْحُسَيْنِ سِرَاجًا يُسْتَضَاءُ بِهِ اللهُ لِيَعْلَمَ اَنِّي لَمْ اَقُلْ وَرُورًا۔ حسینؑ
وہ چراغ تھے جن سے گمراہوں کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ اللہ
تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں غلط نہیں کہتا۔

صَلَّى اَلَا لِهٖ عَلَى جِسْمِ تَضَمَّنَتْهُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ حَلِيْفَتِ الْحَيْرِ مَقْبُورًا عَجَابًا
لِرَسُولِ اللهِ فِي عَرَفَاتٍ وَنَلْوَصِي وَنَلْطِيًا دَمَسُورًا اللهُ تَعَالَى اس تربت پر
رحمتیں نازل فرمائے جس میں عین نیکیوں کے حلیف مجاہد رسول بن کر اور وصی و
بعضر طیار کے ساتھ مسرور و آرام فرمائیں۔

جب ہم نے یہ اشعار سنے تو ہم نے پکار کے کہا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل
کرے تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں جنوں کے قبلہ کا ایک سردار ہوں۔
میں نے حج ادا کیا اور پچھتا تھا کہ امام حسینؑ کی نصرت کو پہنچوں مگر میری بد قسمتی کہ
جب میں کر بلا پہنچا تو امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے اور لاش مبارک زمین پر پڑی
تھی۔

ابن قولویہ نے داؤد ابن کثیر رقی سے روایت کی ہے کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو انہوں نے جنات کے رونے کی آواز اور ان کا مرثیہ پڑھا سنا تھا وہ یہ تھا کہ **يَا عَيْنِ حُودِي بِالْعَبْرِ** **وَابْكِي فَقَدْ حَقَّ الْغَيْرُ ابْنِي ابْنِ قَاطِمَةَ الَّذِي دَرَدَا الْفِرَاتَ فَمَا صَدَّ سَ -** یعنی کہ امام حسین علیہ السلام کے غم میں زیادہ گریہ کر۔ اس میں کمی نہ کہ کہ خبر شہادت امام حسینؑ مشہور ہو چکی ہے اور شہید ہونے میں کوئی تاثر نہیں ہے پس ابن قاطمہ پر رو کہ ذات کے کنارے وہ پیاسے شہید ہوئے ہیں۔

فَلَا يَكْمِيَنَّكَ حَرَقَةٌ عِنْدَ الْعِشَاءِ وَالسَّجَرِ

فَلَا يَكْمِيَنَّكَ مَا حَرَّ نِي عَرَقٌ وَمَا حَمَلَ الشَّجَرُ

ہر کیفیت بہر حال تجھ پر لازم ہے کہ امام حسینؑ پر گریہ کرے علماء نے کتب مستبرہ میں روایت کیا ہے کہ حکیم ابن داؤد نے ایوب ابن یلمان سے اور اس نے علی ابن خروص سے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنی ایک عورت سے سنا وہ کہتی ہے کہ میں نے جنوں کے نور کی آواز سنی اور وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے **يَبْكِي الْحَزِينِ بِحَرَقَةٍ دَوَّجَعُ لَے آنکھ رونے میں بخل نہ کر۔ کیونکہ جو شخص محزون ہو سنا ہے اس کی آنکھ سے آنسو نکلنے رہتے ہیں۔** **يَا عَيْنِ الْهَاكِ الرَّقَاوِ بِطَيْبِهِ مِنْ ذِكْرِ آلِ مُحَمَّدٍ دَوَّجَعُ۔** لے آنکھ غفلت، نیند دور کر اور غم و الم امام حسینؑ یاد کر کہ بھروسہ کی باتوں میں سے ایک رات ہاتفِ نبی نے ہمدانی اور یہ اشار اس نے پڑھے جو غم امام حسینؑ میں ہیں کہ **إِنَّ الرِّمَاحَ الْوَارِدَاتِ صَدَّوْهَا حَرَّ الْحُسَيْنِ تَقَاتِلُ التَّنَّيْلَا** کہ یہ نیزے کہ جو سینہ اقدس امام حسینؑ پر پڑے ہیں۔ اس طرح میں کہے کتاب خدا کو کسی نے چاک چاک کر ڈالا ہو۔

وَمَهْلُونَ بَانَ قُتِلَتْ وَرَأْمًا قَتَلُوا إِيَّاكَ الْمَتَكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ . یعنی کہ
 امام حسین علیہ السلام کو کیا شہید کیا گیا تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا . فَكَمَا قَتَلُوا إِيَّاكَ
 مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَوْ جَبْرِيًّا . یعنی کہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنا ایسا ہے جیسے
 کسی نے آنحضرت کو قتل کر دیا . یا جبریل کو قتل کر دیا حالانکہ خدا آنحضرت پر درود
 سلام بھیجتا ہے . الحاصل یہ ہے کہ امام حسین کی شہادت پر ملائکہ جن وانس اور
 تمام کائنات روتی ہے اور جہاں کہیں سر بریدہ امام حسین رکھا گیا ہے وہاں جنات
 نے گریہ و بکا کیا ہے اور توجہ پڑھا ہے . اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جنات بھی
 غم امام حسین میں سیاہ پوش رہتے ہیں . تمام علماء و مقاتل نے لکھا ہے کہ جب
 امام حسین بہشت شہید ہو گئے تو گیارہ محرم الحرام کو ابن سعد طون نے اہرم امام حسین
 کو حور توں اور بچوں سمیت اسیر کیا اور امام زین العابدین علیہ السلام کو طوق زنجیر
 پہنایا اور شہیدوں کے سر یا مبارک کو نیزوں پر پڑھا اس قافلہ کے ساتھ کربلا سے
 کو فہ روانہ کیا . نیزوں پر سر یا شہداء کربلا کی پیشانیاں اس طرح چمک رہی تھیں کہ
 جیسے فلک پر ستارے چمکتے ہیں اور جب بے کس اہل حرم کی نظریں سر یا شہداء
 پر پڑتی تھیں ایک شور گریہ و بکا پیدا ہوتا تھا کہ پوری فضا میں گویا ہائے حسین
 کی آوازیں آئی تھیں .

شوائے عرب نے بزبان حضرت زینب قاتلین مصیبت امام حسین اس طرح
 بیان کیا ہے .

يا حادى الاصنان رفقاً بالاولى كانوا من علياً بد ورسماً عراً .

یعنی کہ اے ساربان اے سائق اسیران کربلا کہ تو دشمنی کی وجہ سے اونٹوں کو تیزی کے
 ساتھ چلا رہا ہے . ذرا ٹھہر کر چلا آہستہ چلا کہ ہم اولاد رسول خدا ہیں جو اونٹوں پر سوار ہیں

فِيهِ الْغَوَاطِبُ لِمَنْ تَدْرُو لَوَاطِمُ تَنْطَلِقُ تَنْتَادِي الْغَوِثُ مِنْ ضَرَاءِهَا -
 کیا تم لوگ غافل ہو کہ دشترانِ فاطمہ زہرا صیبت میں اپنے منہ پر طمانچے
 لگا رہی ہیں۔ فِي الرَّكْبِ زَيْنُ الْعَابِدِينَ مَكْمَلًا وَمَقْلَةً غَيْرِي تَسْبِيحُ يَا شَهْمَا
 دَنَفَتْ عَلِيلٌ زَوْعَلِيلٍ زَادَهُ عَدْلٌ يَدَّيْنِ كَابَةٌ لَعْنَاهُمَا -
 اے ظالموں اس قدر نفرت کہ سید سجاد امام زین العابدین علیہ السلام فرزند حسینؑ کو
 طوق و زنجیر میں جکڑا ہے حالانکہ وہ بیمار ہیں ناتواں بھی ہیں۔

محمد ابن ابی طالب موسوی روایت کرتے ہیں کہ سر یاہ مقدسہ سید الشہداء علیہ
 السلام اور آپ کے عزیز و انصار کل ۷۸ تھے۔ ابن سعد ملعون نے ان تمام سروں کو
 اپنے لشکر میں مختلف قبائل کے سرداروں پر تقسیم کر دیا تھا تاکہ کو فر پہنچ کر ابن زیاد ملعون
 سے انعام و اکرام حاصل کریں۔ سر یاہ مبارک کہ جن لوگوں کو دے ان کی تفصیل سب
 ذیل ہے۔

- قبلہ کندہ - قیس ابن اشعث : ۱۳ سر یاہ مبارک دیئے۔
 قبیلہ ہوازن - شرو ولد الحرام : ۱۲ یاہ روایتے ابن شہر آشوب ۲۰ سر دیئے
 قبیلہ بنی تمیم : ۱۷ یاہ روایتے ابن شہر آشوب ۱۹ سر دیئے
 قبیلہ بنی اسد : ۱۵ :
 قبیلہ ندج : ۷ :

دیگر سردارانِ لشکر عمر ابن سعد کو ۱۲ سر دیئے گئے۔
 عمر ابن سعد ملعون نے گیارہویں شب ہی کو حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس
 نقلی ابن یزید مولیٰ ابن یزید لجنہ کو دے کر کو فر روانہ کر دیا تھا اس طرح یہ تعداد بروایتے محمد ابن
 ابی طالب موسوی ۷۸ ہوتی ہے۔

ابن شہر آشوب کہتے ہیں کہ عمر ابن سعد ملعون نے اہل حرم کو امیر کر کے کوفہ روانہ کیا۔ لیکن حضرت شہر بانو زہرا ام حسین علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ کہ انہوں نے نہر فرات میں خود کو ڈال دیا اور ہلاک ہو گئیں لیکن بنا ہر شہرت یہ روایت زیادہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ جناب شہر بانو کر بلا میں موجود نہیں تھیں۔ بلکہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ میں پیدا ہوئے ہیں تو بعد ولادت جناب شہر بانو کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور بعض احادیث معتبرہ سے یہی واضح بھی ہوتا ہے۔

محمد ابن ابی طالب موسوی کہتے ہیں کہ ابن سعد ملعون نے سر مطہر امام حسین علیہ السلام روز عاشوراء نوکی ابن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کو دے کر کوفہ روانہ کر دیا تھا۔ اور پھر دوسرے لشکر والے عقب در عقب روانہ ہوتے رہے اور ابن سعد ملعون نے اپنے مقتولوں کی لاشوں کو دفن کیا مگر لاش باہر شہداء کر بلائے گورو کفن ریگ گرم پر پھوڑ کر کوفہ روانہ ہو گیا۔

ابن زیاد ملعون کے پاس جب خیر قتل امام حسین علیہ السلام پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور اس نے فتح حاتمہ دمشق اور دوسرے شہروں کو روانہ کیے۔

صاحب مناقب اور ابن نما کہتے ہیں کہ خولی بعین سر امام حسین علیہ السلام لے کر کوفہ پہنچا تو رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا اور ابن زیاد ملعون کے قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ پس وہ سراقدس لے ہوئے اپنے گھر پہنچا۔ اس کی دو بیویاں تھیں ایک حضرت میرہ دور سری اسدیہ۔ اس ملعون نے سر شہداء علیہ السلام کو ایک تنور میں رکھ دیا اور اپنی بیوی حضرت میرہ کے پاس گیا۔ اس بھرت نے اس سے دریافت کیا

کہ تو کیا لایا ہے۔ خولی نے جواب دیا کہ دولتِ عظیم یعنی سر حسین بن قاضیہ لایا ہوں۔ اس نے کہا وائے ہوتجھ پر کہ دوسرے لوگ سونا چاندی لے کر آئے اور تو سر حسینؑ مظلوم لے کر آیا ہے۔ خدا کی قسم میں اب ہرگز تیرے ساتھ ایک جگہ نہیں ہو سکتی۔ یہ کہہ کر وہ گھر سے باہر نکل گئی۔ وہ عورت کہتی ہے کہ میری نگاہ تنور پر پڑی دیکھا کہ ایک نور اس سے خارج ہو رہا ہے۔ اور اس کی شعاں آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔ بعض روایات میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اس زنِ حضرت میر نے اس نورانی شمع میں پانچ نورانی خواتین کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا۔ جنہوں نے سراقہ کو تنور سے نکال کر ایک بی بی نے اپنی گود میں لیا اور سراقہ کو پیار کیا اور اس قدر گریہ کیا کہ وہ بی بی فاش کر گئی۔

تب وہ مومنہ حضرت میر اپنے شوہر کے پاس گئیں اور اس سے پوچھا کہ یہ تو کس کا سر لایا ہے۔ یہ سر بریدہ کس کا ہے۔

اس نے کہا کہ یہ حسین بن قاضیہ کا سر ہے۔ یہ سن کر وہ زنِ حضرت میر خولی کے گھر سے نکل گئی اور اس سے کہلے مردود تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے حرمتِ آلِ رسول کا بھی خیال نہ کیا۔

ابن زیاد طہون کو جب یہ خبر ملی کہ سر ہاد شہداء اور اہل حرمِ محبوس بلا آئے ہیں تو اس نے کوفہ میں یہ حکم جاری کیا کہ کوئی شخص اس لیے کہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اور اس ملعون نے دس ہزار سپاہیوں کو اپنے قصر کی حفاظت پر مامور کیا اس خوف سے کہیں اہل کوفہ فرزندِ رسولِ خدا اور ان اصحابِ با وفا کے سروں کو نیزوں پر اور آلِ رسول کو بے منتقمہ و چادر دیکھ کر بغاوت برپا نہ کریں۔ ابن طاووس اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ جب امیرانِ کربلا کوفہ کے

نزدیک پہنچے تو ہزاروں کوفی تماشا نے امیران دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے لیکن جب انہوں نے سرِ براء شہداء کو نیزوں پر بلند دیکھا اور دخترانِ فاطمہ کو رسن بستہ دیکھا سروں پر نہ چادر نہ مقنعہ۔ تمام لوگ مردوزن با آواز بلند رونے لگے اور گریہ و زاری کا ایک شور برپا ہو گیا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بیماری کی حالت میں طوق و زنجیر پہنے ہوئے تھے۔ اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام میں سے زید، و عمر اور سن ثلثی بھی زخمی حالت میں ان قیدیوں میں شامل تھے اہل کوفہ میں سے ایک عورت نے جو اپنے کونٹے پر کھڑی تھی قیدیوں سے دریافت کیا۔

مَنْ اِتى الاسرى انتخب - آیلے یہیو تم لوگ کس قبیلے سے ہو۔ امیروں میں سے کسی بی بی نے بواب دیا کہ نحن اساری آل محمد و بناتِ فاطمہ الزہراء ہم امیران آل محمد اور دخترانِ فاطمہ زہرا ہیں۔ یہ سن کر وہ عورت بے تاب ہو گئی اور کچھ چا دیریں لے کر آئی اور روتے ہوئے ان چادروں کو زینب و کلثوم کو دیا۔ اور وہ عورت پیچ پیچ کر رونے لگی واسرنا و دخترانِ فاطمہ زہرا اور برہنہ سر ہیں۔ اے شیعو وہ چا دیریں بھی ان بے کس بیبیوں کے پاس کے نہ رہیں بلکہ اعداء دین نے چا دیریں پھین لیں۔

یہ شیخ مقید نے جزم ابن شریک سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں محرم ۱۱ ہجری جب علی ابن حسین امیر کے کوفہ لائے گئے تھے موجود تھا میں نے دیکھا کہ ان کو بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں بھکڑا تھا کہ ان کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ وہ اس قدر بیمار و لاغر تھے۔ چلنا بھی ان کے لیے دشوار تھا۔ اہل کوفہ کی عورتیں ان کو اس حال میں دیکھ کر ڈھاڑیں مار مارا روئے لگیں۔ آپ نے نجف آواز میں فرمایا کہ اے اہل کوفہ اب تم لوگ ہم پر روہے ہیں حالانکہ

ہیں تمہارے سوا کسی نے قتل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے زینب خاتون دختر امیر المومنین کو دیکھا کہ آپ نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔ مجمع پر خاموشی چھا گئی پورا مجمع ساکت ہو گیا اور حضرت زینب نے بے اندازہ غم و اندوہ کے باوجود کلام شروع کیا

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے بول رہی ہیں جناب زینب خاتون نے فرمایا:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ أَبِي رَسُولِ اللَّهِ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الْأَخْيَارِ۔ أَمَّا بَعْدُ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، يَا أَهْلَ الْحَتَلِ وَالغَدْرِ أَتَبْكُونَ؟ فَلَا رَقَاتِ الدَّمْعَةِ وَلَا هَدْيَتِ الرَّقَّةِ، أَمَّا مَثَلُكُمْ كَمَثَلِ النَّحْيِ نَقَضَتْ عَزْلَهَا بَعْدَ قُوَّةٍ أَفْكَاتًا تَخْدُونَ أَيَّامًا نَكَّوْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ۔“

ترجمہ: ”ساری حمد ہے اللہ کے لیے اور درود و سلام ہے میرے باپ و رسول اللہ اور ان کی آل طیبین و اخیار پر۔ پھر اس کے بعد اہل کوفہ، اے مکروفریب والو کیا تم اب رو بہے ہو؟ تمہارے آنسو نہ تمہیں اور تمہاری امیں نہ دہیں!!! تمہاری مثال تو اس احمق عورت کی سی تھی جس نے اپنے سوت کو مضبوطی کے ساتھ ٹھٹھ لینے کے بعد کھول دیا۔ تم اپنی رچھوٹی قمیوں کو اپنے درمیان درمیان زریعہ بناتے ہو؟“

”الْأَسَاءُ مَا قَدَّمْتُمْ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ أَنْ سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَفِي الْعَذَابِ أَنْتُمْ خَالِدُونَ۔ أَتَبْكُونَ وَتَنْتَجِبُونَ؟ وَاللَّهِ فَمَا بَكُوا كَثِيرًا وَانْحَصَوْا أَقَلِّبًا، فَلَقَدْ ذَهَبْتُمْ بِعَارِهَا وَسَارِهَا وَنِ تَرَحُّصُوهَا“

يَسْئَلُ بَعْدَهَا أَبَدًا -

وَإِنِّي تَوَضُّعٌ قَتَلَ سَلِيلِ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ وَ
 سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَلَا فِي خَيْرِ تَكْوُّنِ وَمَعْرِعِ
 نَارِ لَيْتِكُمْ وَمَنَامِ حُجَّتِكُمْ وَمَدَامِ سُنَّتِكُمْ إِلَّا سَاءَ
 مَا تَزْمُرُونَ -

ترجمہ: ”آگاہ ہو کہ وہ بدترین انجام ہے جسے تمہارے نفوس نے تمہارے سامنے
 پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر غضب ناک ہوا اور تم ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔
 کیا اب یہ تم روتے اور نالہ و فریاد کرتے ہو؟ خدا کی قسم! بہت سارے لوگوں اور بہت
 کم ہنسوں کیونکہ تم اس مصیبت عظمیٰ کا لوم و عار اپنے نام کرنا چکے اور اس لوم و عار کو
 تم ہرگز کبھی بھی اپنے دامن سے دھو نہیں سکتے۔ پھلا تم فرزندِ خاتمِ نبوت، سید
 شبابِ اہلِ جنت، لہجاء و ماولائے انبیاء پناہ گاہ، مصائب و آفات، منارہٴ حجت
 الہی اور مدارِ سنتِ نبویؐ کے قتل کا لوم و عار اپنے دامن سے دھو بھی کیسے
 سکتے ہو؟ آگاہ ہو کہ جو بارگاہ تم نے اٹھایا ہے وہ نہایت بدترین ہے۔“

”بَعْدَ الْكُوِّ وَ سَحَقًا ! فَلَقَدْ خَابَ السَّعْيُ وَ تَبَّتِ الْاَيْدِي
 وَ خَسِرَتِ الْمَنْفَعَةُ وَ بُوتُ حُرْبٍ بِغَضَبِ مِنَ اللَّهِ وَ ضُرِبَتْ
 عَلَيْكُمْ الدَّالَةُ وَ الْمَسْكَنَةُ - وَ يَكْفُرُونَ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، أَقْدَرُونَ
 أَمْ كَيْدِ لِرَسُولِ اللَّهِ فَرِيئُمْ ؟ وَ آتَى كَرِيمَةَ لَهَا أَبْرَزَتْهَا
 وَ آتَى دَمِيلَةَ سَفَكْتُمْ ؟ وَ آتَى حُرْمَةَ لَهَا أَنْتَهَكْتُمْ ؟
 أَفَعَيْتُمْ أَنْ تَمْطُرَتِ السَّمَاءُ دَمًا ؟ فَلَعْنَابُ الْآخِرَةِ
 أَخْرَجِي وَ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ وَ إِنِّي رَأَيْتَكُمْ

لَبِئْسَ صَادٍ

ترجمہ: تمہارے لیے ہلاکت و عذاب ہوئے اہل کوفہ! تمہاری کوششیں ناکام ہوئیں۔ تمہارے ہاتھ نکل ہوئے۔ تمہارا سودا گھانٹے کا ہوا، تم خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے اور تم پر ذلت و فقر کی مار پڑی۔ وائے ہو تم پر اے اہل کوفہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے رسول اللہ ہی کے جگر کو کاٹا ہے، تم نے ان ہی کی دختر کریمہ کو بے چادر کیا ہے۔ تم نے خود ان ہی کا خون بہا یا ہے اور تم نے ان کی کتنی بڑی بے حرمتی کی ہے؟ پھر کیا تمہیں اس پر تعجب ہوتا ہے کہ آسمان سے خون برسے؟ یقیناً آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ رسوا کن ہے حالانکہ تمہیں سوچتا نہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار تمہاری تاک میں ہے۔“

راوی کہتا ہے کہ دختر رسول کے یہ الفاظ کیا تھے کہ گویا تازیانہ عبرت ان پر برسے لگا اور سارے مجمع میں گریہ وزاری اور تالہ و شیون سے ایک کہرام برپا ہو گیا۔

قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ سیدہ بنت زینب سلام اللہ علیہا نے اس خطبے کے بعد یہ اشعار بھی پڑھے۔

”مَاذَا تَقْوَدُونَ إِذْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
مَاذَا صَنَعْتُمْ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَّمِ

ترجمہ: اے اہل کوفہ، تم اس وقت کیا بوجاب دو گے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ یہ تم نے کیا کیا ہے حالانکہ تم آخر الامم میں سے تھے۔“

يَا أَهْلَ بَيْتِي وَآوَادِي وَمَكَرُمَتِي مِنْهُمْ أَسَأْرَى وَمِنْهُمْ ضَرْبُ جَوَائِدِم
 ترجمہ: "یہ تم نے کیا کیا ہے! میرے اہل بیت، میری اولاد اور میری عزت
 و حرمت کے ساتھ؟ یہی کہ ان میں سے کچھ قیدی ہیں تو کچھ اپنے خون میں نہائے
 پڑے ہیں۔"

مَا كَانَ جَزَائِي إِذْ نَصَعْتُ لَكُمْ
 إِذْ تَخْلَفُونِي بِسُوءٍ فِي ذَوِي رَحْمٍ
 ترجمہ: "میری ہدایت و نصیحت کا یہ بدلہ تو نہیں ہو سکتا کہ تم میری عزت
 سے ایسا برا سلوک کرو۔"

إِنِّي لَأَحْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ يَجِدَ بِكُمْ
 مِثْلُ الْعَذَابِ الَّذِي آوَدِي عَلَى إِدْمٍ
 میں ڈرتی ہوں تمہارے بارے میں کہ تم پر اللہ کی جانب سے ویسا ہی عذاب
 نہ آئے جیسا کہ ارم والوں (قوم عاد) پر آیا تھا۔ پس آپ نے ان کی طرف سے
 منہ پھیر لیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی میرے نزدیک کھڑا تھا وہ دختر رسول
 کے یہ الفاظ سن کر اس قدر رویا کہ آنسوؤں کے قطرے اس کی ڈاڑھی سے ٹپک
 رہے تھے اور وہ کہتا تھا کہ يَا بَيْتِي أَنْتُمْ وَأُمَّيْ كَهْوُ لَكُمْ خَيْرٌ مِنَ الْكُهُولِ وَشَابِكُمْ
 خَيْرٌ مِنَ الشَّيْبِ وَنِسَاءُكُمْ خَيْرٌ مِنَ النِّسَاءِ وَتَسْلَمُكُمْ خَيْرٌ مِنَ التَّسْلِ لَاجِزِي وَلَا بَيْتِي
 و مال آپ پر قربان ہوں آپ کے سن رسیدہ لوگ تمام سن رسیدہ لوگوں سے
 بہتر ہیں۔ آپ کے جوان تمام جوانوں سے بہتر ہیں۔ آپ کی عورتیں تمام عورتوں سے
 بہتر ہیں۔ آپ کی نسل تمام خاندانوں سے بہتر ہے۔ جو نہ کبھی رسوا ہوگی نہ منقطع ہوگی

پس حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اے پھوپھی اماں بس اتنا ہی کلام کافی ہے۔ اَنْتِ عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلِّمَةٍ۔ یعنی کہ آپ ایسی عالمہ ہیں کہ کسی نے نہیں پڑھایا ہے۔ آخرش آپ اس باپ کی بیٹی، ان بھائیوں کی بہن ہیں کہ جن کا علم علم لدنی تھا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیہا نے بھی اپنی پھوپھی زینب خاتون کے بعد کوفہ والوں سے خطاب کیا اور مترجم بنا بر مشہور فاطمہ صغریٰ نامی دختر امام حسین شریک سفر عراق نہیں تھیں کیونکہ آپ اس زمانہ میں بیمار تھیں۔ البتہ آپ کی فاطمہ کبریٰ نامی بیٹی شریک سفر کر بلا تھیں) بروایت جناب فاطمہ کبریٰ سلام اللہ علیہا نے کوفہ والوں سے خطاب کیا آپ کے خطبہ کے چند کلمات حسب ذیل ہیں۔

”يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، يَا أَهْلَ الْمَكْرِ وَالْعَدْرِ وَالْخِيَلَاءِ قَانَا أَهْلَ بَيْتِ آيْتَلَانَا اللَّهُ بِكُمْ وَأَبْتَلَاكُمْ بِمَا جَعَلَ بِلَادَنَا حَسَنَةً وَجَعَلَ عِلْمَهُ عِنْدَنَا فَتَحْنُ عَيْنَهُ عَلَيْهِمْ وَوَعَاءُ حِكْمَتِهِ وَحُجَّتُهُ عَلَى الْأَرْضِ فِي بِلَادِهِ لِعِبَادِهِ۔“

اَكْرَمَنَا اللَّهُ بِكُمْ أُمَّتِهِ وَفَضَّلَنَا بِبَيْتِهِ مُحَمَّدٍ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا بَيْنَنَا وَكَذَلِكَ نَبْغُونَا وَكَفَرْتُمُونَا وَأَرَأَيْتُمْ مَتَى لَنَا حَلَالًا وَأَمْوَالَنَا نَهَبًا كَانَا أَوْلَادُ تَوْلِكَ أَوْ كَابِلُ قَقْتَلْتُمُونَا كَمَا قَتَلْتُمْ حَيْدَنَا بِالْأَسْسِ وَسَيُؤْتِكُمْ تَقَطُّرُ مِنْ وَمَاءِ نَا أَهْلِ الْبَيْتِ۔ فَانْتَظِرُوا اللَّعْنَةَ وَالْعَذَابَ۔ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ أَيْ تَرَاتِ لِرَسُولِ اللَّهِ قَبْلَكُمْ بِمَا عَذَّبْتُمْ بِأَخِيهِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي

طَالِبِ حَبِيبِي وَبَنِيهِ وَعَمْرَةَ النَّبِيِّ الطَّيِّبِينَ الْأَخْيَارِ - وَأَفْتَحَ بِذَلِكَ مَفْخَرًا نَقَالَ
 عَنْ قَتْلَانَا عَلِيًّا وَبَنِي عَلِيٍّ بِسُيُوفٍ هُنْدِيَّةٍ وَرِمَاحِ
 وَسَبِيئَاتٍ نِسَاءَهُمْ سَبَى تُرْكِيٍّ وَنَهْمًا هُمْ آتَى نِطَاحِ
 بِفِيكَ أَيُّهَا الْعَائِدُ الْكُتْمَتُ وَالْأَثْلُبُ أَفْتَحَرَتْ
 بِقَتْلِ قَوْمٍ رَمَى كَاهَهُمُ اللَّهُ وَطَهَّرَهُمْ وَأَذْهَبَ عَنْهُمْ الرَّجْسَ
 ذَلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يَوْمَئِذٍ مِنْ قِيَّاسٍ -

ترجمہ: "اے اہل کوفہ، اہل مکہ و عذر و غرور، ہم وہ اہل بیت رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے بتلا کیا اور تمہارا امتحان لیا اس نے ہمارے ذریعے سے۔ پس اس نے ہمارے ابتلا کو ہمارے لیے نیکی قرار دیا اور اس نے اپنا علم ہمیں عطا فرمایا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے علم کا خزانہ ہیں۔ اس کی حکمت کا ظرف ہیں اور زمین پر تمام بلاد میں تمام لوگوں پر اس کی بھرپور رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کرامت سے مکرّم بنایا ہے اور اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کے ذریعے اس نے ہمیں اپنی مخلوقات پر افضلیت عطا فرمائی ہے مگر تم لوگوں نے ہماری تکذیب کی اور ہمارے احسانات رشد و ہدایت کا کفران کیا۔ تم نے ہم سے قتال کو حلال قرار دیا اور ہمارے اموال کو لوٹنا جائز سمجھا۔ جیسے کہ ہم لوگ ترک یا کابل والوں کی اولاد ہیں پس تم نے ہمیں قتل کیا جیسے تم نے ہمارے دادا علی المرتضیٰ کو قتل کیا تھا۔ تمہاری تلواروں سے ہم اہل بیت کا خون پکتا ہے۔ پس تم لعنت و عذاب کے منظر رہو۔ اے اہل کوفہ، تمہیں کچھ خیال ہے کہ تم نے رسول اللہ کی جانب سے کتنے بڑے انتقام کا کام کیا ہے جبکہ تم نے ان کے بھائی علی ابن ابی طالب اور ان کی ذریت کو قتل کیا جو طیبین و اطہار تھے۔ پھر تم میں سے فخر کرنے والا کہتا ہے۔

”ہم نے علی اور اولاد علی کو قتل کیا ہندی تلواروں اور نیزوں سے اور ہم نے ان کی عورتوں کو ترکی عورتوں کی طرح قید کیا۔ ہم نے انہیں کیسے ٹکر ماری ہے“

اے کہنے والے تیرے منہ میں خاک ہو! تو ایسے لوگوں کے قتل پر فخر کرتا ہے جن کو اللہ نے پاکیزہ بنایا ہے جن کو تطہیر عطا فرمائی اور جن کے دامن سے ہر جس کو دور رکھا۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔“
راوی کہتا ہے کہ شاہزادی نے یہاں تک خطاب فرمایا تھا کہ سلام جمع بین چٹا۔ اے دسترطیبین و طاہرین بس کیجئے آپ نے ہمارے دلوں کو تڑپا کے رکھ دیا ہے۔

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم بنت امیر المؤمنین علیہ السلام نے بھی بازار کوفہ میں مجمع عام سے حالت غریت و اسیری میں خطاب کیا جو کہ سب فرماتے ہیں:-

يَا اَهْلَ الْكُوفَةِ، سَوْءَ لَكُمْ! مَا لَكُمْ؟ خَذَلْتُمْ حَسِينًا وَقَتَلْتُمُوهُ؛
وَأَنْتُمْ تَبْتِغُونَ أَمْوَالَهُ وَوَرِيثَتَهُ؛ وَتَسْبِيْتُمْ نِسَاءَهُ وَتَكْبِرُونَهُ؛
فَتَبًّا لَكُمْ وَسُحْقًا. وَيْلَكُمْ أَتَدْرُونَ أَيَّ دِمَائٍ سَفَكْتُمُوهَا،
وَأَيَّ كَرِيمَةٍ أَصَبْتُمُوهَا؛ وَأَيَّ صَبِيَّةٍ سَلَبْتُمُوهَا؛ قَتَلْتُمْ
خَيْرَ رِجَالٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَتُرِغَتِ
الرَّحْمَةُ مِنْ قُلُوبِكُمْ. الْإِرَانُ حِزْبُ اللَّهِ هُمْ أَنْفَاعُ تَرُونَ وَ
حِزْبُ الشَّيْطَانِ هُمْ الْخَاسِرُونَ“

ترجمہ: ”اے اہل کوفہ! برا ہو تمہارا! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کا ساتھ

پھوڑ دیا اور انہیں قتل کر دیا! تم نے ان کے اموال لوٹ لیے اور ان کے مالک بن بیٹھے! تم نے ان کی خواتین کو قید کیا اور ان پر مصیبت ڈالی! ہلاکت ہو تمہارے لیے اور عذاب ہو! ولٹے ہو تم پر، تم جانتے ہو کہ تم نے کیسے کیسے خون بہائے ہیں؟ کیسی کیسی معزز خواتین کو مصیبت پہنچائی ہے؟ اور کیسی کیسی محترم بیٹیوں کو تم نے لوٹ لیا ہے؟ تم نے ان مردوں کو قتل کیا جو بعد نبیؐ، بہترین افراد تھے تمہارے دلوں سے رحمت سلب ہو گئی۔ آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ والوں ہی کا گروہ کامیاب ہونے والا ہے اور یقیناً شیطان کا گروہ گھاٹا اٹھانے والا ہے۔“

اس کے بعد بنت علیؓ نے یہ اشعار بطور مرثیہ پڑھے۔

تَتَلَّمُ أَحْسَى صَبْرًا فَوَيْلٌ لِّرَأْفِكُمْ
سَجَّزُونَ نَأْسًا حَرًّا هَا يَتَوَقَّدُ

ترجمہ: ”تم نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا، تو ہلاکت ہے تمہارے لیے۔ مقرب تمہیں اس آتشِ بہنم سے سزا دی جائے گی جو بھڑک رہی ہے۔“

سَفَكْتُمْ وَمَاءَ حَرَمِ اللَّهِ سَفَكْتُمَا
وَحَرَمَهَا الْقُرْآنَ ثُمَّ مُحَمَّدًا

ترجمہ: ”تم نے وہ خون بہائے جن کا بہانا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا، قرآن نے حرام قرار دیا تھا اور حضرت محمد مصطفیٰؐ نے حرام قرار دیا تھا۔“

أَلَا فَايَسَّرُ وَابِلَاتَارَ أَنْ كُوِّدًا لِيَفِي سَقَرًا حَقًّا يَقِينًا مُحَمَّدًا

یعنی کہ لے ظالموں تم کو آتشِ بہنم کی بشارت تو تحقیق و یقیناً تم لوگ ہمیشہ بہنم

میں رہو گے۔

وَأَنِّي لَأَبْكِي فِي حَيَاتِي عَلَىٰ آخِي عَلَىٰ خَيْرٍ مِّنْ بَعْدِ النَّبِيِّ سَيُؤَلِّدُ
ترجمہ: میں تو ساری زندگی اپنے اس بھائی پر روتی رہوں گی جو پیغمبر کے
بعد پیدا ہونے والے تمام لوگوں سے افضل تھا۔

نادمی کا بیان ہے کہ حضرت ام کلثوم کے اس خطاب و مرثیہ کا یہ اثر ہوا کہ
چاروں طرف سے گریہ و نالہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لوگوں نے اپنے سینے و
سر پٹینے شروع کر دیئے اور عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سروں پر خاک
ڈالنے لگیں۔

حضرت ام کلثوم کے بعد حضرت سیدنا ساجدین علی ابن الحسین علیہ السلام
نے لوگوں کی جانب اشارہ فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ اور سنو۔ تھوڑی دیر میں
لوگ خاموش ہو گئے تو آنجناب علیہ السلام نے حمد خدا و ثنا پیغمبر کے بعد با آواز
ضریں فرمایا،

”إِيهَآ النَّآسُ مَنَ عَدَفْتِي فَقَدْ عَدَفْتِي وَمَنَ لَعُو يَعْرِفْنِي قَانَا عَلَىٰ
بَنِ الْحُسَيْنِ بِنِ عَلِيٍّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَا ابْنُ الْمَدَنِ بَوْحُ بِسِطِّ الْفِرَاتِ مَرَجٌ
غَيْرُ دَخِلٍ وَلَا نَزَاتٍ أَنَا ابْنُ مَنَ اتَّهَمَكَ حَرَمِيَّةٌ وَسَلِبَ نِعْمَهُ وَاتَّهَبَ
مَالَهُ وَسَيَّبَ عِيَالَهُ مَمَّةٌ -“

یعنی ”اے لوگو جو مجھے بھجانتا ہے وہ تو بھجانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا
وہ جان لے کہ میں علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہوں۔ میں اس شہید
کافر زند ہوں جس کو کنار فرات بلا برم و خطا ذبح کر دیا گیا۔ میں اس کافر زند
ہوں جس کے اہل حرم کو لوٹ لیا گیا۔ اے لوگو! میں تمہیں قسم دے کے پوچھتا
ہوں کہ کیا تم لوگوں نے میرے بابا کے پاس ان کو بلانے کے لیے خطوط نہیں بھیجے؟

اور پھر تمام عہد و میثاق اور بیعت کے بعد تم لوگوں نے ان کو دھوکہ دیا، ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کے خلاف جنگ کی! پس ہلاکت ہے تمہارے لیے، تمہارے ان اعمال کی وجہ سے جنہیں تم نے خواہشاتِ نفس میں انجام دیے۔ بھلا بتاؤ تو سہی، روزِ قیامت تم رسول اللہ کا سامنا کرن آنگھوں سے کرو گے؟ جب وہ تم سے پوچھیں گے: "تم لوگوں نے میری عزت کو قتل کیا؟ تم لوگوں نے میرے اہل بیت کو لوٹ لیا؟ اور تم لوگوں نے میری حرمت کو ضائع کیا؟ جاؤ تم میری امت سے نہیں ہو۔"

راوی کہتا ہے کہ پس ایک مرتبہ پھر نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں اور لوگ آپس میں کہنے لگے: "بخدا ہم تو ہلاک ہو گئے۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا: "خدا رحم فرمائے اس شخص پر جو میری نصیحت قبول کرے اور اللہ و رسول و اہل بیت کے بارے میں میری وصیت یاد رکھے۔" یہ سن کر تمام کے تمام لوگ پکار اٹھے "فرزندِ رسول، ہم سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ آپ ہمیں اپنا حکم سنائیں۔ ہم آپ لوگوں پر ظلم کرنے والوں سے آپ کا انتقام لینے کو تیار ہیں۔"

یہ سن کر حضرت سید سجاد نے فرمایا: "افسوس، افسوس لے اہل عذر و مکر، تمہاری خواہشاتِ نفس تمہارے ادادوں کے درمیان حائل ہو جاتی ہیں۔ کیا تم مجھے بھی اسی طرح فریب دینا چاہتے ہو جس طرح تم نے میرے آباؤ اجداد کو فریب دیا؟ بخدا اب ایسا نہیں ہو سکتا، وہ مصیبتیں جو مجھ پر پڑی ہیں وہ بھلائی نہیں جاسکتیں اور وہ غم جو تم نے ہم پر ڈالیں ان کی سوزش نہیں مٹ سکتی۔"

مسلم بھصاص رچو نا کاری کرنے والے سے روایت ہے کہ اس نے کہا: "مجھے

ابن زیار نے دارالامارۃ کی مرمت اور چونا کاری کے لیے طلب کیا تھا میں ایک روز وہاں اپنے کام میں مشغول تھا کہ اچانک میں نے شہر کوفہ میں نہایت غیر معمولی شور و غل سنا۔ میرے ساتھ جو مزدور کام کر رہا تھا میں نے اس سے اس شور و غل کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ کسی نے زید کے خلاف خروج کیا تھا۔ ابن زیاد کا لشکر اس سے جنگ کے لیے گیا تھا اب اسے انہوں نے قتل کر دیا ہے اور اس کا سر شہر میں لا رہے ہیں۔ میں نے مزدور سے پوچھا کہ وہ خروج کرنے والا کون تھا؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا نام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہے۔

مسلم بھلاں کہتا ہے۔ میں نے اس مزدور کے خوف سے اس وقت تو پکھ نہیں کہا لیکن جب وہ میرے پاس سے کہیں دُور چلا گیا تو بے تالی کے عالم میں میں نے اپنے پونے سے بھرے ہاتھ کو اپنے منہ پر اس طرح مار لیا کہ پونے سے میری آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ پھر میں پانی سے اپنے ہاتھ دھوئے اور آنکھوں کو صاف کیا۔ پھر میں چلکے سے دارالامارہ کی پشت والی جانب سے باہر آ گیا اور مقام کنارہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ بے شمار لوگ سر ہائے شہداء اور اسیروں کی آمد کے منتظر تھے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ چالیس اونٹوں پر کجاوے بندھے تھے اور ان کجاووں پر دخترانِ فاطمہ زہراءؑ بچے اور دیگر بیبیاں سوار تھیں ان کے منہ کھلے تھے اور سر پھیلنے کے لیے ان کے پاس کوئی چادر وغیرہ بھی نہیں تھی۔ ان ہی میں ایک کجاوے پر علی ابن حسینؑ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بیٹھے تھے ان کی گردن سے خون ٹپک رہا تھا۔ کجاووں پر کوئی فرش نہیں تھا۔ وہ باواذ نجیف و مزین شیخ سے کہہ رہے تھے۔ اے بدترین امت! خدا تمہیں غارت کرے تم اسوقت

کیا جواب دو گے جب رسول اللہ تم سے پوچھیں گے کہ تم نے میری عزت کو بے عمل
کے کھلے کجاووں پر مجمع عام میں پھرایا۔“

مسلم کہتا ہے ”یہ مصیبت زدہ قافلہ جب بازار میں آیا تو تیسیم و فاقہ زدہ بچوں
کو دیکھ کر بالائے بام بیٹھی ہوئی عورتوں نے ان پر بطور صدقہ خرے پھینکے جنہیں بعض
بچوں نے اٹھایا تب ام کلثوم بنت علی نے بر آواز بلند ان عورتوں سے کہا۔
”یا اهل الكوفة ان الصدقة علينا حرام۔“ لے اہل کوفہ ہم پر صدقہ
حرام ہے۔“ اور بچوں کے منہ سے وہ خرے نکال کے پھینک دیئے۔ جب ان کو فیوں
نے یہ حالت دیکھی تو رونے لگے۔ جناب ام کلثوم نے حمل سے سر نکالا اور خطاب
کیا اور فرمایا لے کو فیو! تم نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی
ہیں۔ خدا ہمارے اور تمہارے درمیان حکم کرے گا۔ مسلم بھصا ص کہتا ہے کہ ابھی وہ
بی بی کلام کر رہی تھیں کہ ناگاہ شور بلند ہوا۔ اور ان بیبیوں کے ساتھ شہداء کے سر
نیزوں پر آویزاں آ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اٹھارہ تہایت نورانی سر جو چاند کی مانند
لگتے تھے اور رسول اللہ سے مشابہت رکھتے ہیں آگے آگے لائے جا رہے تھے ان
میں سے جو سر مبارک سب سے آگے ایک طویل نیزہ پر بلند تھا وہ امام حسین علیہ السلام
کا سر مبارک تھا۔ حضرت زینب بے کس نے جب اس مبارک کو دیکھا تو مخاطب ہو
کر فرماتی ہیں کہ یا ہلال یعنی کہ لے میری ماں کے چاند تو بہت جلد غروب کر گیا۔
لیکن تیرا سر مبارک عالم میں روشنی کر رہا ہے۔ مَا تَوَهَّتُ يَا شَفِيقُ فَوَّادِي۔
كَانَ هَذَا مَقَدَّرًا مَكْتُوبًا۔ یعنی کہ لے پارہ دل فاطمہ میں ہرگز ایسا خیال
نہیں کر سکتی کہ ہمارے مقدر میں مصائب لکھے تھے کہ تیرا سر نیزہ پر بلند ہوا اور میں
اہل حرم کے ساتھ اسیر ہو کر اذیتوں پر سوار ہوں۔ يَا اَحْيَ فَاطِمَةُ الصَّغِيرَةِ كَلِمَةً

لَقَدْ قَلَبْنَا ان يَدَا وَا۔ اے برادر ذی قدر تیری دسترسم رسیدہ فاطمہ سے
 ذرا کلام تو کیجئے تاکہ اس کے دل کو تسکین ہو۔ وہ تمہیں یاد کر کے تڑپ تڑپ کر
 روتی ہے۔ يَا اَخِي قَلْبِكَ الشَّفِيقَ عَلَيْنَا مَا لَهُ قَدْ قَسَى وَطَارَ صَلِينًا اے
 برادر مہربان تمہیں کیا ہوا کہ تم ہم پر رحم نہیں کرتے اے بھیلا بچہ بیل سے تڑپ رہے
 میں سیکھتے تمہاری لاڈلی کسن بچی یاد کر رہی ہے کہ بابا ابا جاؤ۔ يَا اَخِي كُو تَرْتَلِي
 عَلَيْنَا لَدَى الْاَسْرِ مَعَ الْيَتِيمِ الْاَلْيَسِينِ وَجُوًّا اے بھیا تم اپنے بیمار فرزند کا حال دیکھتے
 کہ تیم و اسیر ویے طاقت ہو رہا ہے لیکن ثبات قدم میں فرق نہیں ہے۔ یہ پیر
 ستون کعبہ ہیں اور ظالم لوگ بیڑیاں پہنا رہے ہیں۔ كَلِمًا اَوْ جَعْوًا بِالضَّرْبِ
 نَادَاكَ يَدُلُّ وَ قَيْصٌ ذَمِعٌ سَكُوبًا یعنی کہ ہر ایک زمانہ میں یعنی کہ ہمہ وقت دشمن اس
 کو اذیت دیتے ہیں۔ اس کو تاز بانے لگتے ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔
 اے بھیا اس کے دل کو تسلی دو۔

سید ابن طاووس اور شیخ فخر الدین طبریزی نے روایت کی ہے کہ جب امیر ابن
 ابیہت رسول اور وارثان چادر عصمت اور بیمار و ناتوان مظلوم و بیکس و تیم قافلہ
 سالار اہل حرم سید سجاد علی ابن حسین وارد کوفہ ہوئے تو ابن زیاد بد نہاد نے دربار
 آلاستہ کیا۔ آپ تخت پر بیٹھا اور تمام اہل کوفہ کو دربار میں داخل ہونے کی اجازت
 دی۔ اذن عام دیا کہ جس کا دل چاہے دربار میں آئے۔ جب دربار ابن زیاد ملعون
 نے امیروں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اس وقت سید سجاد اہل حرم کو لے کر داخل
 دربار ہوئے۔ آپ کے سر مبارک پر عمامہ نہ تھا۔ زینب خاتون کے سر پر چادر نہ تھی۔
 چادر عصمت کی وارث، بی بی برہنہ سر لباس بے کسی میں ملبوس، قیدی بنی ہوئی سر
 دربار کھڑی ہوئیں اور آپ نے سلام نہیں کیا۔ اور نہ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

آپ کے عقب میں دختران امام حسین اور جناب ام کلثوم اور دوسری بیبیاں کھڑی ہو گئیں اور جناب زینب خاتونؑ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ابن زیاد ملعون نے دیکھا تو دریافت کیا کہ ان میں زینبؑ کونسی بی بی ہے۔ ابن زیاد نے جب دو تین مرتبہ سوال کیا کہ ان میں کونسی بی بی زینبؑ ہے تو ایک کینز نے کہا۔

کہ یہ دختر علی ابن ابی طالب زینب خاتون ہیں کہ جنہیں دینائے اسلام جانتی ہے کہ زینبؑ اپنے باپ کی زینت ہیں۔ اے شیعو جب زینب خاتون علیؑ کی زینت ہیں۔ جناب زینب حضرت فاطمہؑ کی زینت ہیں۔ حضرت زینبؑ اپنی جدہ ماجدہ خدیجہؑ اکبریؑ کی زینت ہیں۔ حضرت زینبؑ اپنے جد نامدار رسول خدا کی زینت ہیں۔ حضرت زینبؑ اسلام و ایمان کی زینت ہیں۔ بہر حال جب ابن

زیاد ملعون نے سنا کہ یہ زینب خاتون بنت فاطمہؑ ہیں۔ اس ملعون نے آپ سے کہا کہ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے تم کو رسوا کیا۔ اور تمہارا دروغ ظاہر کیا۔ پس حضرت جو دینیت حق و صداقت تھی۔ قرآن ناطق کی ایک آیت تطہیر تھیں۔

گویا ہو گئیں اے ابن زیاد تو دروغ کہتا ہے میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہمیں یہ سبب ذریت رسول اکرمؐ، کرم کیا برگزیدہ عالیں قرار دیا۔ ہم کو ہر قسم کے ریس سے پاک رکھا اور ہمارے مردوں کو وہ عزت عطا کی کہ وہ زندگی میں روح ایمان تھے اور شہید ہو کر پاسبان ایمان ہیں جو میرے مظلوم بھائی پر ایمان رکھتا

اس کے لیے عزت ہے اس کے لیے وقار ہے اس کے لیے سکینہ ربیعہ سکون وقار ہے بعدہ وہ بدنہاد کہنے لگا اے زینب تم نے دیکھا کہ خدا نے تمہارے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ جناب زینب نے علیؑ کی آن بان کے ساتھ اس ذلیل و رسوا کو جواب دیا کہ ہاں میں نے دیکھا کہ خدا ان کو شہادت پر فائز کر کے عزت

بخشی اور بہت جلد خداوند عالم ہمارے اور تیرے درمیان فیصلہ کرے گا۔ مقصد یہ تھا کہ لے ابن زیاد تو دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی ذلیل ہے اور لے ابن زیاد تجھے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ عزت حسین علیہ السلام کے زیر قدم ہے جہاں حسین اپنے قدم رکھ دیں وہ جگہ عزت میں عرش بریں ہے جہاں خون حسین شامل خاک ہو جائے وہ خاک۔ خاک شفا ہے۔ ہمدرد حسین ہوں اور حق ہے تو خود ہی خیال کر کہ حسین کو قتل کرنے والا کس طرح حق پر ہو سکتا ہے۔ ابن زیاد مرد دوسنے یہ کلام سن کر حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ اس وقت عمرو بن حریت نے کہا کہ ماتم زوہ، غم سے افسردہ عورتوں کے کلام پر مواخذہ کرنا عقل کے نزدیک مذموم ہے۔ اس وقت اس ملعون نے کہا کہ خدا نے ہمیں فتح عطا کی تو حضرت زینب نے فرمایا لَقَدْ قَتَلْتَ كَهْلِيَّ وَكَطَعْتَ قَدْرِيَّ وَاجْتَنَنْتَ اَصْلِيَّ فَاِنْ كَانَ هَذَا سُفْهًا لَكَ فَقَدْ اَسْفَفْتَ يَمِيْنِي كَمْ تُوْنِي هَلَاكِي

بزرگ کو قتل کیا۔ اور ہمارے خاندان کو تباہ کر دیا جیسے کوئی کسی درخت کو بڑے سے اکھاڑ دے۔

اگر تجھے اسی میں راحت و سکون ہے تو پھر تو نے سکون حاصل کر لیا۔ بروایت دیگر حضرت ام کلثوم نے فرمایا لے پسر زیاد اگر میرے بھائی حسین بن فاطمہ کے قتل سے تیری آنکھیں روشن ہوئیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ ذرا خیال کر کہ رسول اللہؐ جب اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھتے تھے تو ان کی آنکھیں کس قدر روشن ہوئی تھیں حسینؑ کو دیکھ کر ان کا دل ٹھنڈا اور آنکھیں روشن ہوئی تھیں۔ ہمارے بعد ان کے لبوں کا بوسہ لیتے تھے اور اپنے دوش پر حسینؑ کو بٹھاتے تھے اور لے ابن زیاد در آخرت ان کو جہاں دینے کے لیے تیار ہے۔

بروایت ابن طاووس پھر وہ ملعون حضرت سید سجاد علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا۔ لوگوں سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ علی ابن الحسین ہیں۔ یہ فرزند حسین علیہ السلام میں اور ان کا نام علی ہے بلکہ حضرت سید سجاد نے مخاطب ہو کر فرمایا انا علی ابن الحسین۔ کہ میں علی ابن الحسین ہوں وہ ملعون بولا میں نے سنا ہے کہ علی ابن الحسین کو خدا نے قتل کیا۔ آپ نے فرمایا کَانَ لِي آخٌ يُسْتَحْيَى عَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ۔ فرمایا کہ وہ میرے بھائی تھے۔ نام نامی علی تھا اور کربلا میں شہید کر دیے گئے۔ اور تو بوجہ اس ہے کہ اللہ نے انہیں قتل کیا تو سن لے کہ اَللّٰهُ يَتَوَقَّى الْاَنْفُسَ حَيْثُ مَوْتَهَا سورة الزمر آیت نمبر ۴۱) یعنی کہ خدا ہی لوگوں کے مرنے کی بوقت ان کی روحیں قبض کرتا ہے۔

ابن زیاد لعین نے کہا کہ تم میرے جواب میں جرات رکھتے ہو یہ کہہ کر اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کو قتل کرو۔ پس حضرت زینب آپ سے لپٹ گئیں۔ فرمایا: وَاللّٰهِ لَا اَفَارِقُهُ دَانَ قَتَلْتَنِي مَعَهُ۔ لے ابن زیاد اگر تو اس کو قتل کرتا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر۔ حضرت سید سجاد نے فرمایا کہ لے پھولی اماں ذرا مجھے چھوڑ دیجئے۔ پھر فرمایا لے ابن زیاد تو مجھے قتل کرنے پر دھمکاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ قتل ہونا ہماری عادت ہے اور اظہار میں قتل ہونا ہماری شہادت ہے اور ہمارے لیے باعث کرامت و جررتی ہے۔ اس ولد الحرام نے کچھ دیر تک امام علیہ السلام کو دیکھا اور حکم دیا کہ اہل بیت اظہار کو ان کے ساتھ قید خانہ میں لے جاؤ۔ پس مسجد کے قریب ایک مکان میں ان کو قید کیا۔ حضرت زینب فرماتی ہیں کہ اسیری کی حالت میں کو فری ایک عورت بھی ہم سے ملنے نہیں آئی۔ مگر لوٹیاں

اور کینزیں دیکھنے کو آتی تھیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں کہ جب سر مقدس امام حسین علیہ السلام مجلس ابن زیاد میں لایا گیا اور اس کے سامنے سر مبارک رکھا تو اس ملعون نے تسمیہ کیا و امرتہا سرا ما حسینؑ دیکھ کر وہ ملعون مسکرایا اور آپ کے دندان مبارک دیکھ کر کہا کہ إِنَّ الْحُسَيْنَ حَسَنُ الْمُصْحَفِ لَعَلَّ مَوْلَانَهُ كَأَنَّاتٍ لَعَلَّ شَهِيدٌ يَمِينًا لَعَلَّ مَظْلُومٌ كَرِيلاً آپ پر ہماری جانیں فدا ہو جائیں کہ ابن زیاد ملعون نے آپ کے بہاؤ مبارک پر پھڑی لگائی اور کہنے لگائے ابی عبد اللہ آپ جلدی ہی ضیعت ہو گئے۔
ابن نما و ابن جوزی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں

کہ اس ملعون نے کہ اے حسین تمہارے لب و دندان کس قدر عمدہ ہیں میں نے کہا بخدا تو کس قدر قبیح مظاہرہ کر رہا ہے نَقَدْتُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يُقْتَلُ مَوْضِعَ قَضَلِكُمْ میں نے پچھتم خود لکھا ہے کہ رسول اللہ لب و دندان کا بوسہ لیتے تھے اور تو ان بھائے مبارک کے ساتھ بی ادبی کر رہا ہے بروایت دیگر زید ابن ارقم صحابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن زیاد کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے آپ سن رسیدہ تھے آپ سے نہ دیکھا گیا کہ ابن زیاد فرزند رسول خدا کے لب و دندان مبارک کے ساتھ بی ادبی کر رہا ہے بے چین ہو گئے اور اس سے فرمایا کہ اِرْفَعْ قَضِيْبِكَ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّفَتَيْنِ یعنی کہ اے ابن زیاد پھڑی کو لب و دندان امام حسینؑ سے ہٹائے۔ خدائے تعالیٰ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آنحضرتؐ اکثر و بیشتر حسینؑ کے لبوں اور دندان مبارک کو چوم کر تے تھے۔ یہ کہہ کر جناب زید ابن ارقم پر گریہ طاری ہو گیا اور باواز بلند رونے لگے۔ اس ملعون نے کہا کہ ہماری فتح و فوشی کے موقع پر گریہ کرتا ہے اور تو مجھ سے نہیں

ڈرتا۔ میرا تجھے ذرا خوف نہیں ہے کہ میں ذرا سی دیر میں تجھ کو قتل کر سکتا ہوں۔
 بروایت دیگر آپ نے اس پر بھی مزاج کے باوجود اس شقی کو ایک اور حدیث
 سنائی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ اس شان سے آپ تشریف فرما ہیں
 کہ ایک زانوپر حسین ہیں اور دوسرے زانوپر حسین ہیں۔

آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا اللّٰهُمَّ اِنِّیْ
 اَسْتُوْ دِعْلَتَکَ اِنَّا کُھمَا وَصَلِیُّہُمُ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ خدا وندا میں ان کو تیری حفاظت میں
 دیتا ہوں تیری سپرد کرتا ہوں اور نیکو کار مومنین کی سپرد کرتا ہوں۔ پھر زید ابن ارقم
 نے کہا اے ابن زیاد تو نے امانت رسول خداؐ خوب حفاظت کی کہ سب کو تریخ کر
 دیا اور پھر آپ روتے ہوئے دربار ابن زیاد سے باہر نکل آئے۔

اور پھر کہا اے عرب کے لوگو تم نے غلاموں کو حکمران بنا دیا اور عرب کی
 عزت خاک میں ملا دی۔ ذلیل لوگ حکمران بن کر نیک بندوں کو تریخ کر رہے ہیں۔
 اور تم لوگ اس ذلت پر راضی ہو اور خدا کی رحمت سے دور ہو رہے ہو۔

روایات سے یہ ظاہر بھی ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت امام زین العابدین
 علیہ السلام طوق و زنجیر میں گرفتار ابن زیاد کے سامنے لائے گئے۔ اسی وقت سرسید
 الشہداء علیہ السلام بھی پیش کیا گیا اور وہ ملعون چاشت کھانے میں مشغول تھا۔ خدا
 کی شان سید سجاد کی دعاء بد کا اثر کہ جب عقار علیہ الرحمۃ نے ابن زیاد کا سر
 کٹوایا اور امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں مدینہ میں بھیجا تو آپ بھی
 اس وقت چاشت تناول فرما رہے تھے۔ جب وہ ملعون کھانے سے فارغ ہوا تو
 اس نے حکم دیا کہ اسیروں کو قید خانہ لے جاؤ پناہ خیر تمام امیران کر بلا کو اس مکان
 میں رکھا جو مسجد کوفہ کی طرف واقع تھا اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس نے اپنے

قصہ سے متصل قید خانہ میں رکھا اور ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ اس نے حکم دیا کہ سید سجاد کو طوق و زنجیر پہننے ہوئے قید خانہ میں لے جاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت اسیرانِ کربلا کی معیت میں تھا میں نے دیکھا تمام کوچہ و بازار لوگوں سے بھرے ہوئے تھے اور یہ بد بخت آل رسولؐ کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے تھے اور اسیرانِ کربلا کو زندان میں مقید کیا گیا۔

سید ابن طاووسؒ کہتے ہیں کہ حضرت زینبؓ خاتون کا بیان ہے کہ لَآئِدٌ دَخَلُ عَلَيْنَا عَرَبِيَّةٌ رَأِيَتْهُمُ وَكَلِمًا أَوْ مَلُوكَةً فَأَنْهَضَتْ سَبِيحَتِ كَمَا سَبَيْتُنَا۔ کہ کوئی عربی عورت قید خانہ میں ہم سے ملنے نہیں آئی مگر لوٹدیاں اور کینزیں دیکھنے آتی تھیں۔

شیخ مفیدؒ اور سید ابن طاووسؒ اور علامہ طبرسی باخلاف الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ کہ دوسرے روز اس بد نہاد نے حکم دیا کہ سرسریدہ امام مظلوم نیزہ پر بند کیا جائے اور کوفہ کے کوچہ و گلیوں اور بازاروں میں پھرایا جائے۔ اسلام میں یہ پہلا سراقہ تھا کہ جن کی اس طرح بے ہمتی کی گئی۔

ابن ہوزی مرآت الزمان میں لکھتے ہیں کہ سلمہ ابن کہیل نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر نیزہ طویل پر بند تھا اور وہ سر مطہر قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اور جب اس آیت کو پڑھا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ یعنی عنقریب آپ کو ان ظالموں کے شر سے بچائے گا وہ بڑا سنتے والا اور جاننے والا ہے۔

شیخ مفید نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک میرے غزفہ کے نزدیک پہنچا تو وہ سورۃ الکہف کی

تلاوت کر رہا تھا۔ اُمّ حَسْبَتْ اِنَّ اَصْحَابَ الْكُفْهِفِ وَالزَّوْقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا۔ رسورۃ الكہف آیت نمبر ۹۔ یعنی کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف و رفیم ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے؟

زید کہتے ہیں کہ جب میں نے سر امام حسینؑ کو تلاوت کرتے سنا تو میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا میں کانپنے لگا اور میں با آواز بلند کہا فرزند رسولؐ، نور دیدہ بتوں اس طرح نیزہ پر قرآن پڑھنا بھی عجیب تر ہے۔

ابن طاووسؒ فرماتے ہیں کہ کسی ہاتھ غیبی کی اس وقت آواز سنی گئی جو کہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

رَأْسُ ابْنِ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَوَصِيَّتِهِ
لِلْمُنَاطِرِينَ عَلَى قَنَاكِ يُدْفَعُ
یعنی کہ دختر رسولؐ خدا اور وصی رسولؐ خدا کے فرزند کا سرو گوں کی نگاہوں کے سامنے
نیزے پر اٹھایا جاتا ہے۔

وَالْمُسْلِمُونَ يَمْتَنُّونَ بِمَنْعِهِ
لَا ضَارِعَ وَلَا مُتَوَجِّعَ
یعنی کہ مسلمان دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں مگر کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے
والا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ترپنے والا ہے۔

كَلَّمْتُ بِمَنْطَرِكَ الْعَيُونَ عِمَائِيَّةً
وَاصَمَّ زُرْعَاكَ كُلُّ اَذُنٍ سَمِعَتْ
یہ حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر نہ آنکھیں کور ہوئیں اور نہ کان بہرے ہوئے کہ
یہ مصیبت کی باتیں نہ سنا اور تیرا دل بھی نہ دکھا۔

اَيَقَطَّتْ اَجْفَانَا وَكُنْتَ لَهَا كِرْمِي وَانْتِ عَيْنَا لَمْ تَكُنْ بِكَ تَهْجِعُ
یعنی کہ تیرے دوستوں کی آنکھیں تیرے وجود کی برکت سے امن و امان میں تھیں۔
اور دوست غراب راحت میں تھے کہ رحمت مصیبت انہیں برداشت کرنا پڑی

اور وہ خوابِ راحت سے بیدار ہو گئے۔ اور دشمنانِ خدا اور رسولِ تیرے قتل کرنے کی فکر میں رات دن محو ہے۔ ان کی نیند تیرے قتل کے بعد پوری ہوئی۔
 مَا رَوْصَةً إِلَّا تَمَّتْ أَتْمَالُكَ حُفْرَةً ۖ وَالْحِطُّ قَبْرُكَ مَضْجَعٌ۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب سرِ مطہرِ امامِ حسین علیہ السلام نیزہ پر بازارِ کوفہ میں پھرایا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ سرِ مبارک بہ آوازِ بلند سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا ہے۔ سب نے امامِ مظلوم کو قرآن پڑھتے سنا اور جب آپ اس مقام پر پہنچے کہ اِنَّمِ دُفِينَا مِنْ اٰمِنُوۡا بِرَبِّہِمۡ وَرِزْدٰنَاھُمْ هٰدٰی۔

سورۃ کہف آیت نمبر ۱۳۔ یہ تحقیق وہ چند جوان تھے کہ وہ اپنے سچے پروردگار پر ایمان لائے تھے (مگر ان معجزات کے باوجود قومِ بظلم، اہل کوفہ ایمان نہیں لائے بلکہ ان کی سرکشی بڑھتی گئی۔

بروایت دیگر سرِ مطہرِ کوفہ میں ایک درخت پر لٹکایا تب آہِ مبارکہ تلاوت کی ہے

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ عَاقِلًا ۚ اَعْمٰی اَعْمٰی اَلظٰلِمُوْنَ ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اٰتٰی مُنْقَلِبٍ یَنْفَلِحُوْنَ ۝

سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۲۔ اور جو کچھ یہ ظالم مکر کیا کرتے ہیں اس سے خدا کو غافل نہ سمجھنا۔ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۶۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں عقرب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹائے جائیں گے۔

بعض کتبِ مقبرہ میں حادثہ ابنِ وکیدہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں یہ سن کر سخت حیران ہوا کہ سرِ مبارک بے تن کیوں کر قرآن پڑھ رہا ہے کہ یکایک سرِ مطہرِ امامِ مظلوم آواز آئی یا ابنِ وکیدہ اَمَّا عَلِمْتَ اِنَّ مَعَا شِرَکَ الْاٰمَةِ اَحْبَاؤُ عِنْدَ رَبِّنَا نُرِزِقُ۔ لے وکیدہ کیا تو نہیں جانتا کہ ہم گروہِ آنکھ زدہ ہیں خدا سے رزق پاتے

ہیں اور ہماری موت ایک پردہ ہے جو بعد مَرَدَن اٹھ جاتا ہے ہم فنا نہیں ہوتے اور جب یہ کلام سنا تو اس کی سیرانی اور بھی زیادہ ہو گئی ہیں یہ سوچنے لگا کہ کسی طور سے یہ سرسظر کو ان سپاہیوں سے چرا کر بعداً احترام و فن کر دوں۔ پھر سرسظر سے آواز آئی بَابِن دُكِيْدَه كَيْسَ لَكَ رَاٰى ذٰلِكَ سَبِيْنٌ۔ یعنی کہ تیرے لیے یہ ممکن نہیں ہے۔ ظالم لوگ اپنے انجام کو خود دیکھیں گے اور جب فرشتے ان کو کشاں کشاں بہنم کی طرف لے کر جائیں گے اور واصل بہنم کریں گے۔

سید ابن طاووس روایت کرتے ہیں کہ ابن زیاد ملعون نے یزید بن معاویہ کو نخط لکھا اور حضرت سید الشہداء کے قتل ہونے کی اور الحرم کی ایسری تحریر کی کہ سرسپاہ شہدا اور الحرم کو فرہیں اور ایک نخط عمرو بن سعید ابن عاص والی مدینہ کو بھی تحریر کیا جس میں خبر قتل امام حسین اور نقتاء درج کی تھی اور ایسری اہلبیت اطہار کے متعلق بھی لکھا تھا۔

شیخ مفید نے تحریر فرمایا ہے کہ ابن زیاد بد نہاد نے عبد الملک ابن الحارث کو قتل امام حسین کی خبر مدینہ پہنچانے پر مامور کیا۔ اور بنام گورنر مدینہ نخط لکھ کر دیا۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچا تو قبیلہ قریش کا ایک سردار مجھے ملتا اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ کیا خبر ہے میں نے کہا کہ تم پہلے ہی عامل مدینہ سے خبر سن چکے ہو۔ وہی خبر میں لایا ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا

رَاتَلَلْتُمْ وَاِنَّا اِلَيْكُمْ رَاٰجِعُونَ قَتَلَ وَاللّٰهُ الْحَسْبَيْنِ اِنِّي سَمِعْتُ مَارَسَ كُنْتُ۔ ہم بے سہارا ہو گئے۔ ہمیں بے سہارا چھوڑ گئے تاہم میں والی مدینہ کے پاس پہنچا اس نے کہا کیا خبر لایا ہے۔ میں نے کہا تجھ کو مبارک ہو کہ حسین مَارَسَ كُنْتُ۔ اور ان کے الحرم ایسیر ہو گئے۔ اس ملعون نے کہا کہ توفیق کی خبر لایا ہے۔ مدینہ کے کوچوں میں جا

اور قتل حسینؑ کا اعلان کر پھینا پھر قاصد مدینہ کی گلی کوچوں میں گیا اور اعلان کیا
 الْأَقْبَلُ الْحُسَيْنِ الْأَذَى بِحِجْرِ الْحُسَيْنِ کہ حسینؑ قتل ہو گئے اور ان کے اہل گھر
 اسیر ہو گئے۔ اس اعلان پر مدینہ میں کھرام برپا ہو گیا۔ علقمہ بنی ہاشم میں اس خبر سے
 سے قیامت برپا ہو گئی۔ واحمد اہل واعلیاء و فاطمہ و اہل بیتا کی صدائیں بلند ہو
 رہی تھیں۔ بنی ہاشم پر اس عظیم نہیں پڑی تھی اور جب میں والی مدینہ کے
 پاس واپس پہنچا تو اس نے مکرلتے ہوئے مجھے دیکھا میں نے کہا کہ علقمہ بنی ہاشم میں
 ایک کھرام برپا ہو گیا۔ اس وقت وہ ملعون مسجد نبویؐ میں آیا۔ اور اس نے ممبر پر
 جا کر خطبہ دیا۔ اور اپنی تقریر میں اظہار و مسرت و خوشی کیا۔ عبداللہ ابن سائب
 نے کھڑے ہو کر کہا کہ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ حَيَّةً وَرَأَى رَأْسَ الْحُسَيْنِ كَيْسَكَتْ۔
 اگر دختر رسولؐ خدا فاطمہ زہرا دنیا میں زندہ ہوتیں اور وہ قتل حسینؑ کی خبر
 سنتیں تو کس قدر روتیں حالانکہ تم لوگ فرزند رسولؐ کے قتل پر خوشی کر رہے ہو۔
 یقیناً فاطمہ زہرا زندہ ہوتیں اور اپنے بیٹے حسینؑ کی مصیبت اور قتل ہونے کی خبر
 سنتیں تو بلا شک و شبہ سینہ زنی کرتیں۔ اپنے منہ پر طمانچہ مارتیں۔ فریاد و بکا
 کرتیں اور اپنے بابا رسولؐ خدا سے امت کی شکایت کرتیں۔ اس وقت والی مدینہ
 ملعون نے عبداللہ بن سائب کے منہ پر طمانچہ مالا اور کہا کہ فاطمہ کو مخاطب کرنے کے
 ہم زیادہ قادر ہیں۔ کہ وہ ہمارے قراہندار ہیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب عمرو بن سعید وائی مدینہ نے اپنا خطبہ
 تم کیا۔ تو زینب بنت عقیل اپنی دوسری بہنوں اور رشتہ داروں کے ساتھ آئیں
 اپنے بال پریشان کیے اور گریہ و زاری شروع کیا اور کہا مَاذَا تَقُولُونَ إِذْ قَالَ
 الْبَيْتِيُّ لَكُمْ مَاذَا أَعْلَمْتُمْ وَأَنْتُمْ أَخْرَأَلَا مِمَّ بَعْتَرْتُمْ وَيَا أَهْلِي بَعْدَ مَقْتَدِي عَمَّ

مَنْهُمْ أَسَارَىٰ وَمِنْهُمْ ضَرْبُ جَاوِدٍ مِی۔ آیا تم رسول خدا کو قیامت میں کیا جواب دو گے۔ جب حضرت رسول خدا تم سے اپنی عزت کے بارے میں کیا جواب دو گے۔ رسول دریافت فرمائیں گے کہ میرے صیغہ نے تمہارا کیا کیا تھا کہ بعض لوگوں نے اسے قتل کیا اور اس کو خون سے رنگین کر دیا۔

مَا كَانَ هَذَا إِجْزَاءِ إِذْ تَصَعَّتُ لَكُوْنٌ تَخْلُقُوْنِ بِسُوْعٍ وَفِي ذُوْی رَحْمٍ
یعنی کہ یہ میری جزاء نہیں ہے جو تم نے میری عزت کے ساتھ ظلم

کیا ہے۔

رسول فرمائیں گے تم نے میرے حقوق کی خوب رعایت کی۔ تم نے میری عزت کے ساتھ مظالم کیے۔ مروی ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے پاس ان کا ایک غلام آیا اور آپ کو ان کے فرزندوں کو ان و محمد کے قتل ہونے کی خبر دی۔ حضرت عبداللہ نے کلمہ استغفار ادا کیا۔ یہ سن کر ابو السلاسل کہہ کر آپ کے آواز کردہ غلاموں میں سے تھا کہنے لگا کہ یہ مصیبت بہ سبب حسین ابن علی کے ہے کہ دونوں فرزند ان کے ساتھ تھے۔ جب اس بد انجام نے یہ کہا تو عبداللہ نے اس کو اپنی بوتیوں سے مارا اور کہا کہ تو ایسے کلمات کہتا ہے اگر میں وہاں ہوتا تو میں بھی حسین بن علی پر اپنی جان قربان کرتا۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے بیٹے شہید ہوئے۔

جس روز خیر شہادت امام حسینؑ مدینہ میں پہنچی ہے اسی رات کو بنات کے مرثیہ پڑھنے کی آوازیں سنائی دیں اور اہل مدینہ نے ہاتھ غیبی کا یہ مرثیہ

سنا۔

إِيْهَا الْقَاتِلُوْنَ جَهْلًا حَسِيْدًا اِبْتِشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّكْوِيْلِ

یعنی کسے وہ لوگو! جنہوں نے اپنی بہالت سے حسینؑ کو قتل کر دیا ہے اب تمہیں خدا

کی طرف سے عذاب دردناک کی بشارت ہو۔ کُلُّ اهل السماء يَدْعُوا عَلَيْنَا
 مِنْ بَنِي اِمْرَسِلٍ وَتَبِيْلٍ قَدْ لَعْنْتُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَمُوسٰى وَصٰلِحِ الْاَنْجِيْلِ
 یعنی کہ لے قاتلانِ امام حسین تم پر تمام آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے
 والے لعنت کرتے ہیں تم لوگ حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰ صاحب انجیل اور
 حضرت موسیٰ صاحب تورات کی زبان سے ملعون قرار دیے گئے یہ بھی وارد ہوا
 ہے کہ اسی رات مدینہ کی فضا میں ہاتھ نیبی کی یہ آوازیں آتی رہیں کہ لے اہل
 مدینہ۔ بنو امیہ کے لوگوں نے حسین بن فاطمہ کو قتل کر دیا۔ شمعِ روضہ رسول گل کر دی
 اور تمام مشرق و مغرب میں ماتم حسین ہو رہا ہے۔

اللعنة الله على القوم الظالمين

تیرہویں مجلس

اسیرانِ اہلبیتؑ کی شام میں آمد اور چند حکایات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْبِاسَاءِ وَالْبِعْثَاءِ وَالصَّلْوَةِ
 وَالسَّلَامِ عَلَى الْمَبْعُوثِ لِإِرْسَادِ الصُّوَالِ فِي الطَّيِّبِ وَالْهَادِي إِلَى
 السَّجَاةِ فِي اللَّيْلَةِ الظَّمَاءِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الَّذِينَ لَهُمْ نِظَامُ الدَّهْرِ
 وَلَهُمْ قِيَامُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ سَيِّمَاءٍ عَلَى رِجَائِنَتِهِ وَسَبْطِهِ الْمَظْلُومِ
 صَاحِبِ الْكُوكِبِ وَالْمُجْتَمِعَةِ وَالْبِلَاءِ الَّذِي كَوْنُهُ مِثْلُهُ فِي ابْتِدَاءِ الْوُجُودِ
 إِلَى الْاَنْتِهَاءِ بَكَتْ عَلَيْهِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَتَبَلَّى عَلَيْهِ فِي الصَّاحِ
 وَالْمَاءِ يَدِ تَمُوجِهِ حُمُرُ شَدِيدِ الْعِنَاءِ عَظِيمِ الْبِلَاءِ قَلِيلِ الْوَعَا قَبِيلِ الظَّمَاءِ
 مَهْفُوكِ الْحَيَاءِ مَسْلُوبِ الرِّدَاءِ مَنْزُوعِ الْحَدَاءِ مَبْنُوعِ الْعِرَاءِ مُقَطَّعِ الْأَعْضَاءِ
 مَرَضِيضِ الْأَشْلَاءِ الَّذِي أَحَاطَ بِهِ أَهْلُ الشُّقَاةِ وَوَدَّ عَلَيْهِ أَوْلَادُ الْبِغَاةِ
 فَادَّأَوْهُ شُرَبِ الْحَمُوتِ مِنْ حَرِّ الشُّيُوتِ مَطْرُوحًا عَلَى الرَّمْضَاءِ مَبْنُوعًا
 فِي الْبَيْدِ أَمَقْطُوعِ الرَّاسِ مِنَ الْقَفَاءِ مَطْرُوحًا كَالْأَهْمَاءِ بِجَوْلِ عَلَيْهِ الْخَبِيلِ
 الدَّهْمَاءِ وَتَكْسُوةِ عَشِيرِهِ الْفَقْمَاءِ مِنَ الْأَرْجَاءِ فَهُوَ الْوَالِدُ الشَّهِيدِ وَأَخُو الشَّهِيدِ
 وَسَيِّدِ الشَّهِيدِ وَأَمَامِ السُّعْدِ إِسْمَاعِيلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَسِيِّنِ وَبَعْدُ قَالَ

اللہ تعالیٰ فی کتابہ المبین:۔ آیت: وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ لَأَتَّسِفُونَ وَإِنَّمَا جِئْتُم بِخُذْرٍ عَجْزٍ وَلَا تَحْزَبُونَ أَنفُسَكُمْ هُنَّ أَوْلِيَاكُمْ هُنَّ أُمَّهَاتُكُمْ وَأُمَّهَاتُكُمْ تُكْفِرْنَ (سورۃ البقرۃ آیت ۸۱)
ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم تمہارے بزرگوں سے عہد لیا تھا کہ آپس میں غورنیزیاں نہ کرنا اور نہ اپنے لوگوں کو شہر بدر کرنا تو تم تمہارے بزرگوں نے اقرار کیا تھا اور تم بھی اس کی گواہی دیتے ہو کہ رہاں ایسا ہوا تھا۔

یہ آیہ مجیدہ بنی اسرائیل کی سرزنش اور ملامت کے بارے میں اگرچہ ظاہراً تعلق رکھتی ہے مگر ہر ایک قوم اپنے افعال ناپسندیدہ کی بناء پر نظر قدرت میں قابل سرزنش ہے لہذا خداوند عالم نے برائے عبرت اور کسی ایک خاص واقعہ کی بناء پر جو کہ خدا کو علم ہے اور اس کا رونما ہونا بھی یقینی ہے۔ اس آیہ مجیدہ کو نازل فرمایا ہے۔

چونکہ امت مسلمہ میں بھی ایک گروہ خاص ہے جس نے قوم بنی اسرائیل کی طرح مسلمانوں میں فرقہ بندی قائم کی ہے۔ قوم بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے اپنی نبی کی تکذیب کی اور قوم موسیٰ فریقوں میں تقسیم ہو گئی۔ یہی صورت بعینہ امت مسلمہ کی ہے۔

یہ بھی وجہ ہے کہ دامن امت مسلمہ تفریق سے مملو ہے۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ کتاب رسول خدا نے فرمایا کہ میرے بعد ہی فوراً فتنہ پیدا ہوں گے۔ اسی طرح کی حدیث اسامہ بن زید سے مروی ہے عبداللہ سے بھی ایسی روایت نقل کی گئی ہے ابو حازم نے بھی امت مسلمہ میں تفریق کی روایت کو نقل کیا ہے ان چاروں احادیث صحیح بخاری کتب الفتن میں موجود ہیں۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میری

امت کے لوگ بنی اسرائیل سے مشابہ ہیں۔ پس جس طرح اور جس اساس پر امت موسوی میں تفریق پیدا ہوئی ہے اس طرح اس طرح امت مسلمہ میں بھی تفریق کا ہونا ضروری ہے۔ جب آئید مذکورہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ آیا میں تمہیں خبر دوں جو کچھ میری امت میرے بعد کرے گی اور تفریق رونما ہوگی اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ضرور بیان فرمائیں۔

پہلا نتیجہ آنحضرت نے خبر دی کہ میری امت کا ایک گروہ مدعی ہو گا کہ وہ میری ملت پر چلتا ہے مگر میری عزت اور میرے اہلیت سے اعراض کرے گا اور میری شریعت اور سنت کو تبدیل کرے گا۔ یَقْتُلُونَ وَكَلِمَةَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَمَا قَتَلَ اسلافِ امتِ یھود نہ کریا دینیجی۔ یعنی کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے فرزند ان حسن اور حسین دونوں کو قتل کریں گے جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے ذکریا اور یحییٰ کو قتل کیا ہے۔ آگاہ رہو کہ خدا نے اس گروہ پر لعنت کی ہے اور یہی لعنت ان کی ذریت کے لیے بھی ہے کہ وہ لوگ برابر دو تداران خدا کو قتل کرتے رہے اور رعب قیامت وہ لوگ داخل بہنم ہوں گے۔ خدا لعنت کرے قاتلان حسین علیہ السلام پر اور قاتلوں کے دوستوں پر اور ان پر بھی کہ جو قاتلوں کے افعال پر سکوت اختیار کرتے ہیں۔ ہم لعنت اس لیے کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان رسول خدا پر ہے۔ اور قاتلان حضرت امام حسین یقیناً متقی عذاب دائمی ہیں۔

اَلَا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَی الْبَاقِیْنَ عَلَی الْحَسَنِیِّیْنَ رَحْمَةً وَشَفَقَةً وَاللَّاعِیْنَ لَا عَذَابَ لَہُمْ صلوٰۃ اور رحمت خدا کی ان پر ہے کہ جو حسین مظلوم پر گریہ کرتے ہیں۔ آرزوئے شفقت و ایمان اور لعنت ہے ان پر جو قاتلان مظلوم کو بلا ہیں اور قاتلان امام حسین علیہ السلام پر خاموش رہنا یا راضی رہنا پسند کرتے ہیں۔ چونکہ پس موانع ان و

مجان امام عالی مقام عزاداری برپا کر کے قاتلوں سے بیزاری کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور نوح و عم حسین علیہ السلام میں روتے ہیں اور مجالس عزائم تقدیر کے دوسروں کے لیے بکاء علی الحسین کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب کوئی بندہ مومن غم امام حسینؑ اور شہیدان کربلا پر آنسو بہاتا ہے تو خداوند عالم اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ان کے آنسو محفوظ کیے جائیں اور غارِ ثابث بہشت کو دیئے جائیں کہ وہ ان کو محفوظ رکھیں اور وہ آنسو مخرج کیے جاتے ہیں اب بیوان سے یعنی کہ ان کو زندگی جاوید کے پورے ملایا جاتا ہے اور وہ خوشبو ہادہ ہشتی سے بس جاتے ہیں اور قاتلانِ امام حسینؑ کو فرشتے ہادیہ میں لے جاتے ہیں پس جب وہ داخل ہوتے ہیں تو ہادیہ کی آتش و عذاب اور بھی زیادہ تیز ہو جاتا ہے کیونکہ ان کو لعن پہنچتا رہتا ہے۔ ہر حال جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر پہلے گئے اور قوم میں نہ رہے تو ان کی قوم اپنے دین سے برگشتہ ہو گئی اور لوگ گوسالہ کی پرستش کرنے لگے اور آپ کے جانشین حضرت ہارون سے الگ ہو گئے اور ہارون کو کمزور کر دیا اور ان پر علم و ستم کیے۔

اسی طرح امت مسلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد لوگوں نے ہارون محمدی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کمزور کر دیا اور ان کی خلافت سے انحراف کر کے جلا ہو گئے۔ بعض لوگوں نے گوسالہ پرستی شروع کی مگر بعنوان دیگر کہ اپنی غیبتات کے بندے بن گئے۔ بنی اسرائیل میں صفورا و نثر شعیب زویہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کے دس یوشع بن نون سے جنگ کی۔ یہ ممالک بھی امت مسلمہ میں پائی جاتی ہے کہ جناب عائشہ زویہ

آنحضرت نے حضرت علیؑ سے جنگ جمل کے موقع پر مجاہدہ کیا۔ ان امتوں میں حمل حضرت موسیٰ اور حمل عیسیٰ پر کوئی شخص مطلع نہیں ہو سکا اس طرح ان نبیوں کی غیبت کی مثال امت مسلمہ میں بھی ہے کہ ذریت رسول خدا میں امام العصر علیؑ فریضہ غائب ہیں لفظ غائب خود دلیل وجود امام ہے کیونکہ اگر کوئی شے معدوم ہے تو غیبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان امتوں میں بیچی اور عیسیٰ کہواریہ ہی میں نبوت پر فائز ہوئے ہیں اور آئمہ اثناعشر صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں حضرت امام محمد تقیؑ ابجد علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی وفات کے وقت بردار تھے کہ امامت پر مامور ہوئے ان امتوں میں بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کیا تو حجاج بن یوسف نے کعبۃ اللہ کو تالاج کیا۔ پھر یزید ابن معاویہ نے مدینہ رسول خدا کو برباد کیا مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے۔ اور کعبۃ اللہ پر سنگ باری کرائی اور امت مسلمہ ہی نے حضرت فاطمہ زہراؑ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں رونے پر اعتراض کیا اور آج بھی عواداری امام حسین علیہ السلام بربا کرنے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو پوری کائنات غم سے متاثر ہوئی۔ مدینہ غم کدہ بنا ہوا تھا۔ شہزادی عالم جناب فاطمہ زہراؑ کا یہ عالم تھا کہ گھر کے در و دیوار پر نظر پڑتی تو باپ کو یاد کر کے رو دیتی تھیں۔ مگر رسول پر نگاہ جاتی تو بے ساختہ باپ یاد آتے اور آپ گریہ و بکا کرتیں۔ حد یہ ہے کہ مسلمانوں نے سیدہ عالمین کے رونے پر اعتراض کیا تو حضرت علیؑ نے ان کے واسطے جنت البقیع میں ایک بیت الحزن بنا دیا کہ یہاں آپ اپنے بابا رسول خداؐ کی جدائی میں رو دیا کرتی تھیں۔ یہیں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب سیدہ عالم اپنے بابا کے

یہ اس قدر رویا کرتی تھیں تو اپنے فرزند حسین اور شہداء کربلا پر کس قدر گریہ فرمایا ہو گا۔ جب امام حسین علیہ السلام عازم سفر عراق ہوئے ہیں اور اپنی ماں کی قبر پر رخصت آخر کے لیے تشریف لے گئے۔ سلام کیا اور رخصت ہوئے اسی شب بناب زینب خاتون نے معصومہ دو عالم کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا ہے

رات سے گریہ نہ تھا کی صدا آتی ہے

دیکھئے قسمت ہمیں کہاں لے جاتی ہے

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بابا کی شہادت کے بعد زندگی بھر روتے اور اس حد پر روتے ہیں کہ لوگوں کو خیال ہوتا تھا کہ کہیں سید سجاد ہلاک نہ ہو جائیں یہاں تک ایک روز آپ کے ایک غلام نے آپ سے عرض کیا کہ مولیٰ کب تک روتے گائیں ڈرتا ہوں کہ کہیں اب ہلاک نہ ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا: اِنَّمَا اَسْتَكُوْا اَيْتِيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُوْا اللّٰهُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی کہ میں اپنے خدا سے اپنے غم کی داستان آنسوؤں کے ذریعہ بیان کرتا ہوں اور جو میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِنِّيْ لَكُمْ اَذْكُرُ مَصْرَعٍ بِنِيْ فَاطِمَةَ اَلْاَخْتِ قَتْلِي الْعَبْرَةَ۔ یعنی کہ جب میں اولاد فاطمہ کے قتل ہونے کا تصور کرتا ہوں انہیں یاد کرتا ہوں تو گریہ گلو گیر ہو جاتا ہے۔ و آخرتا اس امت نے حضرت سید سجاد کو اسیر کیا۔ قید خانہ میں رکھا۔ اسی امت نے سید سجاد اور امام موسیٰ کاظم کو قید کیا۔ اور حضرت امام موسیٰ کاظم کا جنازہ ہی قید خانہ سے نکلا۔

اسی قسم کے لوگوں نے گذشتہ امتوں میں بھی شہید کیا اور ان کا سراپا

زن فاحشہ کو ہدیہ کیا اور اسی امت نے یزید ابن معاویہ کو سر بریدہ امام حسینؑ

ہدیہ کیا۔ یحییٰ کے سربرید نے اس بادشاہ کے دربار میں جہاں وہ زن فاحشہ موجود تھی کلام کیا اور درباری زبرد این معاویہ میں سربریدہ امام حسینؑ نے کلام کیا اور متفرق مقامات پر آپ کے سر مبارک نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم اور وقت شب سر مبارک سے لا الہ الا اللہ کی صدا آتی تھی۔

سہیل ابن سعید کہتے ہیں کہ میں اس وقت کوفہ میں تھا کہ جب امیران کربلا اور سربراہ شہداء کے آنے کی خبر مشہور ہوئی میں بابِ نبیؐ حزیہ گیا کہ جہاں لوگ کھڑے ہوئے امیران کربلا اور شہداء کے سروں کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ سر مقدس امام حسینؑ ایک طویل نیزہ پر بلند ہے اور وہ سر مبارک سورہ کہف کی تلاوت کر رہا ہے اور جب آپ اس آیت پر پہنچے اُمّ حَسْبَتْ اَنْتِ اَصْحَابُ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ تو میں نے کہا اے فرزند رسول خدا آپ کا سر نیزہ پر ہے اور تلاوت کلام مجید ہو رہی ہے یہ عجیب تر قصہ ہے۔ پھر میں نے کہا بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اس وقت میری یہ حالت ہوئی کہ میں بہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس وقت آپ سورہ کہف تمام کہ چکے تھے۔ واقعہ تو یہی ہے کہ ایسے مظالم انبیاء و ماسلف پر نہیں گزرے جیسے کہ مظالم حضرت سید الشہداء پر گزرے ہیں۔ ظلم اگر پیر اچھی پہنچ نہیں ہے لیکن جس قدر مظلوم کی شخصیت عظیم ہوگی اسی اعتبار سے ظلم قبیح تر ہوگی۔ ایک جاہل پر ظلم کرنا عالم پر ظلم کرنے کی برابری نہیں ہے بلکہ عالم پر ظلم کرنا انتہائی قبیح ہے۔ اسی طرح کسی فاسق پر ظلم کرنا اور بات ہے اور کسی عادل پر ظلم کرنا زیادہ نامناسب ہے۔ پس جیسا جیسا مرتبہ علم و فضل اور درجہ تقویٰ بلند ہوگا تو ان پر ظلم کرنے والا اور ظلم دونوں شہادت

زیادہ ہوں گے۔ حضرت امام حسینؑ ید الشہداء علیہ السلام افضل الانبیاءؑ قسمی مرتبت کے نواسہ، بایہ مباہلہ فرزند رسول خدا، نور دین و ایمان، نماز کی جان۔ فاطمہ زہرا کے دلارے علی المرتضیٰ کے مرتضیٰ فرزند، حسن مجتبیٰ کے مجتبیٰ بھائی اور زینب بیکیں کے مظلوم بھائی ہیں۔ آپ پر ظلم اگرچہ معمول ہی کیوں نہ ہو قبیح تر متصور ہو گا حالانکہ آپ پر ظلم اس شان سے ہوئے ہیں کہ اس قدر آپ نشانہ ظلم بنے ہیں کہ جس کی نظیر عالم میں نہیں ملتی۔ حضرت امام حسینؑ کے مرتبہ کو یہ حدیث ظاہر کر رہی ہے کہ:

انحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الَّذِي ظَهَرَ لِمَلَايِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ مَعْرِفَةِ آلِ مُحَمَّدٍ قَلِيلٌ مِنْ كَثِيرٍ لَا يُحْصَى۔ یعنی کہ ملائکہ مقربین پر عرفان آل محمد کے ذخیرہ میں سے کچھ تھوڑی سی معرفت عطا ہوئی ہے۔ جبکہ اس ذخیرہ میں لاتعداد ذریعے معرفت ہیں جو حساب میں نہیں آسکتے۔ پس جبکہ ملائکہ مقربین معرفت آل محمد کا حصہ نہیں حاصل کر سکتے تو پھر کسی غاطی انسان کی کیا مجال ہے کہ وہ ان کی معرفت حاصل کر سکے۔

راز مہرجم۔ ایک دفعہ ہم اور حضرت علامہ عباس حیدر عابدی صاحب مدظلہ العالی آف کراچی۔ جناب پروفیسر سید عنایت حسین صاحب بخاری مرحوم و مغفور کے دولت کدہ واقع سمن آباد بیٹھے ہوئے تھے اور لاہور کے ایک مقامی ممتاز صدر مدرس بھی تشریف فرما تھے کہ اس حدیث کا ذکر آگیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اے علیؑ تم کو نہیں پہچانا کسی نے مگر میں نے اور اللہ نے۔ اس وقت بے ساختہ صدر مدرس صاحب نے فرمایا کیا علیؑ کو ان کے فرزندوں امام حسنؑ، امام حسینؑ نے بھی نہیں پہچانا۔ اس وقت محفل چاء گرم تھی مگر کشت زعفران زار بن گئی۔ یہ خیال نہ کیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ حسینؑ قَتْنِي وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ۔

جناب علامہ گیلانی نے بند معتبر مدیر میر فی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا گفتگو کے دوران آپ نے فرمایا اے مدیر کیا تم قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ضرور قرآن پڑھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ آیت پڑھی ہے قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا ارْتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يَّدْرَسَكَ رَايِكَ طُرُقًا ط (سورۃ النمل آیت نمبر ۲۰) یعنی اس پر ابھی سلیمان کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ وہ شخص (آصف بن برخیا) جس کے پاس کتاب (خدا) کا کس قدر علم تھا بولا کہ میں آپ کی پلک بھپکنے سے بھی پہلے تخت کو آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں)

اس آیہ مجیدہ میں خدا نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ سلیمان نے چاہا کہ تخت بلقیس حاضر کر دے اور حاضرین دربار میں سے کسی نے کہا کہ میں اس قدر وقت میں لاسکتا ہوں کسی نے کہا کہ میں پلک بھپکنے کے وقفہ کے اندر اندر لاسکتا ہوں۔ چنانچہ آصف بن برخیا تخت بلقیس لے آئے۔ امام عالی مقام نے فرمایا اے مدیر کیا جانتے ہو کہ آصف بن برخیا جو وزیر جناب سلیمان تھے ان کے پاس کس قدر علم تھا مدیر نے عرض کیا فرزند رسول آپ ارشاد فرمائیں کہ اس کے پاس کس قدر علم تھا آپ نے فرمایا قدر قطرۃ ان الماء فی البحر الا خضر۔ کہ بقدر ایک قطرہ بالمقابل بحر اخضر (سندر بے پایاں) لیکن اس علم کو خدا نے اپنی طرف نسبت دی کہ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ لیکن اے مدیر خدا نے ہمارے جد علی ابن ابی طالب کے لیے فرمایا ہے قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا اَمْبِيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمِنْ عِنْدَآءِ عِلْمٌ الْكِتَابِ ۝ (سورۃ الرعد آیت نمبر ۴۳) (اے رسول) تم (ان سے) کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری)

رسالت کی گواہی کے لیے خدا اور وہ شخص جس کے پاس علم کتاب یعنی آسمانی کتاب کا علم ہے کافی ہے ایسے علی ابن ابی طالب کتاب خدا کا کل علم رکھتے تھے۔ اور اے مدیر وہی کل علم کتاب میرے سینے میں ہے۔ بخدا ہمارے سینے میں وہی کل علم کتاب موجود ہے جو اول محمد کے سینے میں تھا اور یہی علم ہمارے بند حسین ابن علی کے سینے میں تھا۔ یہ آپ کے علم کی شان ہے اور وہ آپ کے شجاع ترین ہونے کی صورت ہیں کہ بحالت تشنگی و گرسنگی عدائے دین پر حملہ کیا ہے کہ ایک ہی حملہ میں چار سو کافروں کو واصل بہنم کیا اور بعض روایات میں ہے کہ دو ہزار نفر اسی حملہ میں قتل کئے ہیں۔ اہم عالی مقام کے ہو دو کرم اور سخاوت و بخشش کی یہ حالت تھی کہ آپ اسامہ بن زید کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اسامہ کی مزاج پڑسی کو دیکھا کہ اسامہ بہت زیادہ ٹھگین ہیں آپ نے فرمایا اے اسامہ کس بات کا غم و امان گیر ہے اس نے کہا مولیٰ کہ میں ساٹھ ہزار درہم کا قرضدار ہوں جو ابھی تک ادا نہیں کر سکا۔

آپ نے فرمایا: بس پھر غم کی کیا بات ہے میں اس قرض کو ادا کروں گا۔ اس نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں میرا انتقال نہ ہو جائے۔ فرمایا کہ تمہارے مرنے سے پہلے ادا کروں گا چنانچہ منقول ہے کہ آپ نے قرضہ ادا کر دیا یہ بھی روایت ہے کہ عبدالرحمن سلیمی نے آپ کی اولاد میں سے کسی فرزند کو سورۃ الحمد کی تعلیم کی۔ سورۃ الحمد پڑھی تو امام حسین علیہ السلام نے خوش ہو کر اس کو ہزار دینار عطا کیے اور جو اس نے سوال کیا تھا اس کے بقدر بھی عطا کیا۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص مدینہ میں آیا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ مدینہ میں کریم ترین شخص کون ہے لوگوں نے کہا حسین ابن علی

کریم ترین مردم ہیں وہ شخص مسجد نبویؐ میں آیا دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں۔ پس وہ شخص آپ کے برابر کھڑا ہو گیا اور کہا تم یَغِيبُ الْاَنَ مِنْ رَجَاكَ وَمَنْ حَوَّكَ مِنْ دُونَ بَابِكَ الْحَلَقَةَ۔ یعنی کہ اگر کوئی شخص امیدوار ہو کر آیا ہے تو اسے نا امید نہیں کیا اور اگر کسی نے تیرے درجہ و دستاویز پر سوال کیا ہے۔ دروازہ کھٹکھٹایا ہے تو وہ محروم نہیں ہوا۔

أَبُوكَ قَدْ كَانَ قَاتِلُ الْعَقَّةِ لَوْلَا الَّذِي كَانَ مِنْ أَوْلَادِكُمْ كَانَتْ عَلَيْنَا نَجِيمٌ مُنْطَبِقَةٌ۔ یعنی کہ کوئی صاحب بود و بخشش ہے۔ تو ہی میرا جیاد اعتماد ہے یعنی تجھ ہی پر میرا بھروسہ ہے اور تمہارے پدر بزرگوار قاتل کفار و فاسقین ہیں۔ دین حق استدار ہے تو آپ ہی کے بدر عالی قدر کی بدولت، دین کو آپ ہی کے خانوادہ سے تقویت پہنچی ہے۔ جو شخص آپ تک نہیں پہنچا یعنی کہ جس نے آپ کو اپنا امام نہیں گردانا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت امام حسینؑ نماز سے فارغ ہوئے آپ نے قبر سے فرمایا کیا مال حجاز سے کچھ رقم باقی ہے۔ قبر نے عرض کیا ہاں باقی ہے۔ جو کہ چار ہزار دینار طلائی ہیں۔ آپ نے فرمایا اے اؤ کہ یہ شخص مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔ پس حضرت امام حسینؑ گھر تشریف لائے اور قبر نے وہ کثیر رقم ایک کپڑے میں باندھ کر آپ کو دی اور امام عالی مقام نے دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو کر وہ چار ہزار دینار اعرابی کو دیئے۔ اور فرمایا اے بھائی میری عطا کو کم سمجھنا اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر کیوں روتا ہے اس نے کہا کہ ایسا سخی وہ خاکسریں کیونکر پہناں ہوگا۔

شعیب ابن عبدالرحمن روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ صحرا سے کربلا میں شہید ہو گئے۔ پشت آنجناب پر گھٹے دیکھے گئے۔ امام زین العابدینؑ علیہ السلام

سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ راتوں کو بکثرت مال اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر بیوگان اور یتیموں میں لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کی پشت مبارک پر نشان پڑ گیا۔

اے شیعو! اس امام عالی مقام پر ہم فدا ہو جائیں کہ جو راتوں کو عزرا و ساکین کو طعام پہنچاتا تھا اور سجدہ معبود میں سر مبارک بھگا رہتا ہے۔ اور اسی کے سر پریدہ پر سر زید ملعون نے چوب لگائی اور یہ خیال نہ کیا کہ آنحضرتؐ اس کے لبوں اور دندان کو چومتے تھے۔ یہ وہ امام عالی مقام ہیں کہ جب آپ کا نور شکم مادر میں تھا خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اور سیدہ عالم بوقت نماز اس کی تسبیح و تہلیل کی اور زسنتی تھیں۔ امام حسین علیہ السلام کا گھر خدا کے نزدیک رَفِیْ یَبُوتِ اَزْ نَبَاتِ اللّٰہُ کا مصداق تھا۔

بلا ذریعہ اہلسنت کے یہاں ایک علمی درجہ رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ عبد اللہ بن عمر نے یزید لعین کے نام ایک خط تحریر کیا جس کے فقرات یہ ہیں کہ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِیَّةُ وَجَلَّتِ الْمَصِیْبَةُ وَحَدَّثَ فِی الْاِسْلَامِ حَدَّثٌ عَظِیْمٌ وَكَأَیُومَ کَبِیْوَمِ الْحُسَیْنِ کہ امام حسینؑ کی شہادت سے زیادہ کوئی اور دوسری مصیبت نہیں ہے۔ اسلام میں یہ حادثہ سخت ترین مصیبت ہے۔ اور یوم قتل حسینؑ سے بڑھ کر مصیبت نیز کوئی اور دن نہیں ہے۔ جب عبد اللہ ابن عمر کا خط یزید ملعون کو پہنچا تو اس نے عبد اللہ بن عمر کو جواب تحریر کیا اِنَّا بَعْدُ اَعْبَادٌ لِّمَلِکِہِمْ وَنَا بَعْدُ اَوْلَادٌ لِّاِبْنِہِمْ کہ یہ مسند حکومت تیرے ہی باپ نے تم سے پہلے حاصل کی تھی اور انہی کی بدولت آج ہم تک پہنچے ہیں۔ یہ سلطنت ان ہی سے ملے ہوئے ہے۔ اگر یہ ہمارے غیر کا حق تھا تو فَا بُؤْکَ اَوَّلَ مَنْ مَّسَّ هَذَا وَاسْتَوٰ

واستا شَرِّ بِالْحَقِّ عَلَىٰ أَهْلِهِ۔ یعنی کہ اگر یہ ہمارا حق نہ تھا تو تیرے ہی باپ نے حصولِ خلافت کے لیے سب سے پہلے تم اٹھایا اور اب یہ سنت قائم ہو گئی کہ حق دار کو حق نہ دیا جائے۔ عبداللہ بن عمر کے شام جانے کی یہ صورت ہے جیسا کہ کتب معتبرہ میں وارد ہوا ہے چنانچہ صاحب بحار جلد نمبر ۹ میں کتاب الدلائل الامامہ سے باسناد خود سعید ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب حضرت حسین ابن فاطمہ شہید اور ان کے الھرم اسیر ہو گئے۔ اور خیر قتل امام حسین اور الھرم کی اسیری کی خبر مدینہ میں پہنچی تو گھر گھر کھرام برپا ہو گیا۔ عورتیں اور مرد سب گھروں سے باہر نکل پڑے اور سب نے صف قائم بچھائی عبداللہ ابن عمرؓ بھی سراسیمہ حالت میں گھر سے نکلے اور داعیناہ کی صدا بلند کرتے ہوئے محلہ بنی ہاشم میں پہنچے اور کہاے گر وہ بنی ہاشم و قریش تم زندہ ہو اور تمہارا سردار مارا گیا۔ ناموس پیغمبر خدا اسیر ہوئے اور یزید بن معاویہ پر برابر لعنت بھیجتے رہے۔

کچھ عرصہ کے بعد عازم سفر شام ہوئے اور جب شام پہنچے تو اہل شام ان کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ انہوں نے جب قتل حسین ابن علیؓ پر مرثیہ پڑھا تو تو سب ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ذہنوں میں ایک انقلاب برپا ہو گیا یزید کو ان کے وارو شام ہونے کی خبر جاچکی تھی۔ جب یہ یزید کے پاس گئے اس اس مکار نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور اپنی مسند پر اپنی برابر جگہ دی اور پھر کہاے عبداللہ اس حکومت شام کے متعلق تیرا خیال ہے اس نے کہا کہ میرے باپ نے تیرے باپ معاویہ کو یہ حکومت عطا کی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میرے باپ کے عہد میں معاویہ کو والی شام بنایا گیا ہے۔ بعد یزید نے اپنے خزانہ سے وہ صندوق منگوایا کہ جس میں پدر عبداللہ کا خط بنام معاویہ محفوظ تھا

خط نکال کر عبداللہ کو دکھایا اور دریافت کیا کہ یہ چھتا ہے کہ یہ کس کا خط ہے۔
 عبداللہ نے کہا کہ ہاں میرے باپ کا خط ہے۔ عبارت خط طویل و ہنگامہ نیز ہے
 بنا برین اس خط کے آخری کلمات تحریر کرتے ہیں۔ اس خط میں عرب کے دستور
 کے مطابق کچھ ایسے اشعار بھی تھے کہ جن کو پڑھ کر جذبات تعصب بھڑک اٹھیں۔
 تحریر تھا کہ اے معاویہ کہ یہ قصر حکومت جسے میں نے تعمیر کیا اب میں اسے بنو امیہ
 کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرنا تیرا کام ہے تاکہ حکومت اموی خاندان
 کی لوٹ میں تصور ہو۔ **فَمَا اَمِنَ عَلَيْنَا وَعَلَيْكَ ثَوْرَةٌ عَيْلِيَّ وَشِبْلِيَّ**
الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ فَاِنَّ اَمْنَكَ فِي بَعْدَةِ صِ الْاُمَّةِ فَبَادِرْ وَلَا تَقْنَعْ بِصِغَارِ
الامورِ دَاْفِئِدْ بِعَظِيمِهَا یعنی کہ امن و سکون نہ میرے لیے ہے اور نہ تیرے لیے کیونکہ
 اگر علی ابن ابی طالب اور ان کے فرزندوں حسن و حسین نے کہ جو تھدار خلافت
 ہیں۔ مقابلے میں آنے کی کوشش کی تو پھر تیرے لیے استقرار حکومت ممکن نہیں
 ہے۔ لہذا اے معاویہ تجھے چاہئے کہ امت مسلمہ میں سے گروہ درگروہ لوگوں کو اپنے
 ساتھ ملالے (یعنی مقصد یہ تھا کہ امت میں بکاؤ مال زیادہ ہے تو خرید کر لے)
 میرے اس خط کی حفاظت کر اور اس کو صیغہ راز میں رکھ۔ اس خط میں چند ایسے
 اشعار بھی تحریر کیے تھے کہ جن کے ذریعہ انتقامی جذبات کو ابھارا جاتا ہے اور
 ان اشعار میں جنگ بدر واحد کے مقتولین کا فروعی مثلاً شیبہ۔ عقبہ اور ولید کے نام
 تھے پھر یہ بھی لکھا تھا کہ تو اپنے ان اسلاف کا نبی ہاشم سے بدل لے۔ ان کا
 خون ان سے طلب کر خواہ بزور شمشیر طلب کرنا پڑے۔ غرض کہ یزید پلید نے
 اس طرح عبداللہ کو جو راہ حق پر تھا منحرف کر دیا اور وہ خون امام حسین علیہ السلام
 طلب کرنے سے باز رہا۔ بلکہ روایت یہ کہ یہاں تک مسطور ہے۔ عبداللہ نے پھر

یزید لعین کے سیرنجس کو بوسہ دیا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ
 قَتَلَكَ الشَّارِیْ اِبْنُ الشَّارِیْ پھر یزید نے اس کو انعام و اکرام سے نوازا۔ ازترجم
 ان جملوں کا مطلب تحریر کرتے ہوئے قلم نہیں چلتا۔ کیونکہ ہمارا قلم حق رقم مدح آل
 محمد کے لیے وقف ہے۔ ہم بحمد اللہ نہ ناصبوں میں سے ہیں اور نہ مقصودین
 میں سے ہیں (حقیقت یہ ہے جیسا کہ سید محمد مہدی اعلیٰ اللہ مقاہر نے فرمایا
 ہے۔ اَلَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ اَقْرَبَتْ مَرَاۤبِعُهُ وَ الشَّرْعُ مِنْ فَقَدِیْهِمْ فَتَارَتْ شَرَاۤیِبُهُ
 یعنی کہ منازل دین رسول خدا بعد از شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام و اصحاب
 امام حسین برباد ہو گئے۔ اور شریعت الہیہ متغیر ہو گئی۔ سنت رسول خدا کو لوگوں
 نے پس پشت ڈال دیا۔ قَدْ اَشْتَقَّتْ الْكُفْرُ بِالْاِسْلَامِ مَدْرَحَلُوْا اَوَّالِیَّ
 بِالْحَقِّ لَمَّا رَاحَ سَارِعُهُ۔ یعنی کہ وہ زخم جو اسلام (محمد علیؑ) نے سینہ کفر پر لگائے
 تھے وہ مندمل ہو گئے اور کفر نے جو زخم سینہ اسلام پر لگائے تھے۔ وہ پھر قتل حسین
 کی صورت میں تازہ ہو گئے وَ دَاۤیِعُ الْمَصْطَفٰی اَوْصٰی بِحِفْظِہُمْ فَصَبَّوْہَا فَلَمَّا
 تَحْفَظُوْا دَاۤیِعُهُ۔ اور جو امانتیں آنحضرتؐ نے اپنی امت کے سپرد کی تھیں اور یہ
 وصیت فرمائی تھی کہ ان کی حفاظت کرنا۔ لیکن امت کے لوگوں نے ان کی رعایت
 نہ کی بلکہ ضائع کر دیا ضائع اللہ بدو الا انام لکھو ضائع شدت ما لاقت ضائعہ
 وہ تو تخلیق کائنات کی غایت میں سبب و اول مخلوق میں جنہیں خالق کائنات نے
 سب سے اول خلق فرمایا ہے اور جو کچھ خدا کی اس اول مخلوق کے ساتھ لوگوں کا
 ناروا سلوک ہے وہ پسندیدہ خدا نہیں ہو سکتا اور جن لوگوں نے ان سے انحراف
 اور ظلم کیا کہ جس کی ابتداء آنحضرتؐ کی وفات حسرت آیات کے بعد مقیفہ نبی ساعدہ
 میں ہوئی ہے کہ ان کو حق خلافت سے محروم کیا حالانکہ خلیفہ اول کی بیعت بحالت

اضطرار میں ہوئی ہے۔ بعدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کو ان کے پدر بزرگوار کے ورثہ سے محروم کیا۔ ان کے بعد دوئم نے اقتدار سنبھالا اور شریعت اسلامیہ میں نام اسلام چند بدعتیں شامل کیں جن کی وجہ سے تفریق آہنی دیوار بن گئی۔ اور ایسا رخ نہ پڑھ گیا کہ جو آج تک نہ بھرا جاسکا۔ ان کے بعد جب تیسرے نے اقتدار سنبھالا تو مجلس شورعی کا سہارا لیا گیا۔ نہ اجماع امت رہا اور نہ اختلاف۔ ان تمام طریقوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ واقعہ کربلا رونما ہوا۔ جس پر دنیا نے اسلام آج تک نوہر کناں ہے۔

بنو امیہ نے جس طریقہ سے اور جس طرح آنحضرت کی اولاد کا قتل عام کیا ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ بنی امیہ کے برسراقتدار آنے کی حکایت اس طرح پر تاریخ اسلام میں ثبت ہے کہ ابوسفیان پدر معاویہ اسلام لانے سے قبل حضرت پیغمبر اسلام سے برسراپیکار رہا۔ اور حملیت کفر و شرک میں اس کی زندگی کا بیشتر حصہ لوٹا ہے۔ ابوسفیان نے رمضان ۸ھ ہجری اسلام قبول کیا کیونکہ اس وقت حالات اس موڑ پر پہنچ گئے تھے کہ حضرت عمرؓ اس کو قتل کرنے پر مصر تھے۔ آخر کار چونکہ ابوسفیان حضرت عباسؓ کی امان میں تھا۔ آنحضرت نے اس کو ایک شب کی مہلت دی تھی۔ آپ نے اس سے کہا کہ جلدی اسلام قبول کر لے اقرار توحید و نبوت کر اور اسلام میں داخل ہو جاوے حضرت عمرؓ تھے قتل کر کے دم لیں گے۔ وہ اس طرح دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اس کی جان بچ گئی۔

معاویہ ابن ابوسفیان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ کاتب وحی تھا اگرچہ اس نے ایک کلمہ بھی از قسم کلام وحی نقل نہیں کیا ہے۔ راز مترجم قرآن مجید آج بھی اور قیامت تک کلام وحی ربانی ہے اور دنیا بھر میں کتابت ہونے لگا ہے (علاوہ ازیں معاویہ نے

انہی حکومت کے زمانے میں حجر بن عدی کا سرکٹوا کر نیزہ پر چڑھایا اور یہی وہ حکمران ہے کہ جس نے یہ رسم قائم کی ہے کہ سر نیزہ پر چڑھایا جائے حالانکہ پہلے یہ طریقہ اہل یہود میں جاری تھا۔ ہندہ زویبہ ابورضیان نے حضرت امیر حمزہؓ کا ان کے شہید ہونیکے بعد ان کا کلیجہ بیجا یا اور ان کو منگوا لیا۔ اور زید ابن معاویہ نے تو ظلم کی حد توڑ دی فرزند رسول خدا امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و اعزاء کے سر باہر بریدہ نیزوں پر بلند کیے اور شہر شہر کوچہ کوچہ پر تشہیر کیے گئے اور زید لعنتی کے دربار میں جب سر امام حسینؑ اور آپ کے اہل بیتؑ دست بہتہ پیش ہوئے ہیں تو اس نے یہ شعر پڑھا تھا۔

لَعَيْتَ هَاشِمٌ بِالْمَلِكِ فَلَا خَيْرَ حِجَابٍ وَلَا وَجْهٍ نَزَلٍ - یعنی کہ نبی ہاشم نے ایک کھیل بنا کر کھیلنا کھیلنا تھا۔ نہ ان کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور نہ وحی آئی۔ ناظرین کتاب خود ان لوگوں کی حقیقت اسلام پر غور کریں۔ احادیث سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب میدانِ حشر قائم ہو گا اور جناب سیدہ فاطمہؑ زہراؑ و دختر رسول خداؐ زہراؑ پر عرشِ تشریف لائیں گی اور خدا سے خطاب فرمائیں گی کہ پلنے والے میرے حسینؑ کے خون کا بدلہ ان ظالموں سے لے کہ ان لوگوں نے کس لیے میرے بیٹے حسینؑ کا خون بہا یا ہے۔ اس وقت سیدہ عالم کے دست مبارک پر امام حسینؑ کا پیرا بن تو ان آلودہ ہو گا۔ اور سیدہ عالم کی حالت کبھی نہ بدلے گی بلکہ عورت مرد سب میں گرہ لگاں ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس وقت میلان حشر میں ایک قبہ نور نصب کیا جائے گا۔ اس وقت خطابِ قدرت ہو گا یا فاطمۃُ اُدْخِلِي الْجَنَّةَ - کہ لے فاطمہؑ جنت میں داخل ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قبہ از قبہ پاہر ہستی ہو گا مگر سیدہ عالم عرض کریں گی کہ بارہا میں اس وقت تک داخل جنت نہ ہوں گی جب تک کہ

میرے فرزند حسینؑ کا سر سیدہ نہ آئے گا۔ اس وقت ندا آئے گی کہ قلب قیامت میں نظر کر چنانچہ درمیان محشر جب آپ نظر کریں گی تو ملاحظہ فرمائیں گی کہ قَاذَا الْحُسَيْنِ قَاتِلًا لَيْسَ عَلَيْهِ رَاسٌ۔ پس جیسے آپ اس طرف دیکھیں گی سر مبارک امام حسینؑ آپ کے ہاتھوں پر آجائے گا۔ اس وقت آپ نعرہ ماریں گی

وَاوَلَدًا هُوَ دَائِمٌ قَوَادِمٌ۔ ہاں میرے فرزند ہائے میرے ثمر دل۔ اس وقت میدان محشر میں مجلس عزاکا سماں ہو گا۔ گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہو گئیں اس وقت سیدہ عالم عرض کریں گی۔ يَا عَدُوَّ اللَّهِ يَا جَبَّارُ احْكُمْ بَيْنِي وَبَيْنَ قَاتِلِي وَكَدَيْتِي۔ اے عادلِ حقیقی تو میرے اور میرے فرزند حسینؑ کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ کر۔ پس اس وقت دریلے غضب الہی بوش زن ہو گا اور قاتلان اور ان کی اولاد اور وہ لوگ جو قتل حسینؑ پر راضی تھے داخل جہنم کیے جائیں گے بعد حضرت سیدہ عالم خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کریں گی پروردگار میرے بابا کی امت مرحومہ کو بخش دے۔ اب ام المہجر اور شہداء کے سروں کا شام بھیجنا اور سفر شام کی صورتیں سپرد قرطاس کرستے ہیں۔

سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ جب ابن زیاد ملعون کا خط بیزید پلید کو ملا۔ اس نے ابن زیاد کو بوا بآ تحریر کیا۔ کہ سر بہ شہیدان کربلا اور اسیران اہلبیت کو شام بھیج دے۔ بروایت زہرا بن نفیس کی سرکردگی میں ایک جماعت ترتیب دی اور سر بہ شہداء اس کے سپرد کیے اور وہ روانہ شام ہوا۔ سر بہ شہداء کی روانگی کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ علی ابن اسینؑ کو طوق وزنجیر میں سے نہ دیا جائے اور محضر بن ثعلبیبہ عابدی کی سرکردگی میں آپ کو اور تمام اسیروں کو بطرف شام روانہ کیا۔ صاحب منتخب روایت کرتے ہیں کہ ثمر ولد اشترام اور خولیٰ بدناجم اور شہب بن ربیع اور

عمر بن حجاج کو ایک ہزار سوار دے کر تمام اسیران کربلا اور سرِ پاءِ شہداء روانہ کیے یہ لوگ پہلی ہی منزل پر پہنچے قیام کیا لیکن منزل کس قدر خراب تھی۔ وہ لوگ سرِ پاءِ شہداء لے کر چلتے رہے لیکن اہلیت نے یہاں منزل کی بروایت صاحب مناقب لشکر ابن زیاد کے لوگ شراب پینے میں مشغول رہے۔ مگاہ پر وہ غیب سے ایک ہاتھ مٹھلا اور قلم خون آلود سے اس منزل زمین پر یہ تحریر کیا اَتْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حَسِيْنًا شَقَاعَةً جَدَّةً يَوْمَ الْحِسَابِ آیا وہ گروہ کہ جس نے امام حسین کو قتل کیا۔ اہل کرم کو بے گناہ اسیر کیا۔ کیا امیدوار شفاعت حضرت رسول خدا ہے وہ لوگ جب قیامت میں وارد ہوں گے تو خدا رسول کو کیا جواب دیں گے۔

شیخ فخر الدین طریحی روایت کرتے ہیں کہ جب یہ قافلہ مکرب کے نزدیک پہنچا۔ والی شہر نے اعلان کیا کہ ان لوگوں کا استقبال کیا جائے حالانکہ وہ سرِ پاءِ شہداء اور اسیروں کو جانتا تھا۔

جب اس شہر کے لوگوں کو خبر پہنچی کہ ان کا استقبال کیا جائے تو شہری لوگوں نے علم برہا کیے اور استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلے۔ جب سرِ پاءِ شہداء امام حسین علیہ السلام پر نظر پڑی نصاریٰ نے دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ حسین ابن فاطمہ۔ نبی زادے کا سر مبارک ہے جب اس نصاریٰ نے یہ سنا تو وہ حیران پریشان ہو گیا اور اپنے دیر میں واپس آیا اور بالائے نام جا کر اپنے طریقہ پر ناقوس بجا کر بہت زیادہ سرمطہر کی تعظیم بجالایا اور کہا پروردگار! ہم بیزار ہیں اس گروہ ظالم سے جب اس قافلہ نے مکرب سے کوچ کیا اور نخلہ کی منزل پر پہنچے تو جنوں کے رونے اور توجہ پڑھنے کی آوازیں سنیں مَسَّحَ التَّيْبِيُّ

جِئِنِّهٖ فَلَهٗ بَرِيْنٌ فِى الْحُدُوْدِ اَبْوَاهُ مِنْ عَلِيَّا قُرَيْشٍ وَحَدَّاهُ صَخِيْرٌ الْحَدَّ -
 یعنی کہ رسول خدا ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے تھے ان کا چہرہ نورانی تھا اور نشان
 تھا۔ ان کی ماں اور ان کے بزرگان قریش کے بہترین افراد تھے اور ان کا نام
 سب سے افضل و اعلیٰ تھا۔ کوئی بھی یہ کہہ رہا تھا اَلَا يَا عَيْنُ جُوْدِي فَوَقَّ
 حَدِيْ، فَمَنْ يَبْكِيْ عَلٰى الشَّهْدَاءِ بَعْدِي۔ لے آکھ کہ جو گویا بخشش و
 دہود والی ہے خوب گریہ دہکا کر۔ اگر ان شہیدوں پر آنسو نہ بہائے تو پھر کس پر
 روئے گی۔

بروایت منزل تکریب سے چل کر ایک اور منزل پر پہنچے وہاں کے پیرو ہوں
 سب باہر نکل آئے کہ تماشا دیکھیں حالانکہ وہ آل رسول پر درود و سلام بھیجتے
 تھے اور اعداء آل رسول پر لعنت بھیجتے تھے ہو کہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ پھر یہ
 قافلہ منزل بعلبک پر پہنچا۔ مال شہر استقبال کے لیے باہر آیا۔ اس کے ساتھ شہر
 کے تمام پیرو ہوں استقبال کے لیے نکلے۔ یہ لوگ بہت زیادہ اور شیر تھے۔ جب
 حضرت ام کلثوم نے دیکھا کہ انہو کثیر علم لیے ہوئے تماشا کی صورت میں آ رہے
 آپ نے ان پر نویں کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تمہاری کثرت کو تلیل کر دے تم لوگ
 ہلاک ہو جاؤ۔ اس وقت حضرت امام زین العابدین پر گریہ طاری ہو گیا اور آپ نے
 یہ اشعار پڑھے۔

هُوَ الزَّمَانُ فَلَا تَقْضِيْ عَجَابًا ثَبَّهٖ مِّنَ الْكِرَامِ وَمَا تَهْدِيْ مَصَابِيْهٖ -
 یعنی کہ یہ زمانہ کی بے وفائی ہے کہ زمانہ نے ہمیشہ نیکو کار اور ہدایت بردار لوگوں
 کو تباہ ہے اور ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے ہیں۔ اِلٰى كَوْتَحَاذِنَا مَنْ تَوَدَّ
 وَ تَرَانَا كَوْتَحَاذِيْهٖ كَالشِّمْلِ كَمِىْنِ اَلْاَغَاہِ هُوَ تَاكُمُ كَبْ تَمَّ زَمَانُہٗ كَقَطْعَةِ اَمْرِ

ٹھیس گے بلکہ ہم فنون کی طرف جا رہے ہیں یعنی کہ نشانہ بن رہے ہیں۔ صاحب مناقب اور سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ ابن اہسیہ کہتا ہے کہ میں مشغول طواف تھا کہ میری نگاہ ایک شخص پر پڑی جو کہہ رہا تھا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَمَا اَرَبْتَ فَاِعْلًا - یعنی کہ خدا یا مجھے بخش دے مالاکمہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھے نہ بھٹے گا میں نے اس سے کہا کہ اے بندہ خدا اس قسم کی باتوں سے پرہیز کر کہ یہ خدا کی شان کے خلاف ہیں۔ اگر بارش کے قطروں کی برابر بھی گناہ ہوں یعنی کہ لا تعداد گناہ ہوں تب بھی خدا رحیم ہے بخش دے گا۔ اس شخص نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ ہم پچاس آدمی تھے کہ جو سراقہ میں امام حسینؑ کو کوفہ سے شام لے جا رہے تھے۔ ابن زیاد ملعون نے ہمیں مامور کیا تھا کہ اثنائے راہ سر مطہر کی پاس بانی کریں۔ ہم نے بوقت شب سر مطہر کو صندوق میں بند کر دیا۔ اور ہم سب کے سب کھانے پینے اور شراب نوشی میں مشغول ہو گئے۔ جب کچھ حصہ گزرا۔ تو ہم نے ایک عظیم آواز سنی جیسے رعد کے لڑکنے کی ہوتی ہے اور وہ آواز اس طرح کی تھی جیسے کوئی عجزہ روتا ہے۔ پس میں نے دیکھا کہ آسمان کے دیپھے کھل گئے ہیں اور بروایت صاحب مناقب ایک ندا آئی کہ قَدْ اُقْبِلَ حَمْدًا - ہوشیار باش راہ دو کہ فخر کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ مقربین اپنے فرزند کے سر مطہر کی زیارت کو تشریف لے رہے ہیں۔ پس آنحضرت تشریف لائے اور آدم و نوح و ابراہیمؑ اور اسمعیل و اسحاقؑ ان کے ہمراہ تھے اور ملائکہ مقربین بھی ساتھ تھے۔ بروایت صاحب مناقب جبرئیل و میکائیل، اسرافیل گروہ کثیر کے ہمراہ زیارت سر امام حسینؑ کے لیے نازل ہوئے سب نے زیارت کی اور سر مطہر کو اپنے سینہ سے لگایا۔ سب کے ہنجر میں حضرت رسول خداؐ نے اپنے فرزند حسینؑ کے سر پاک کو اپنے سینہ سے لگایا اور

گر یہ فرمایا اور ملائکہ کی طرف دیکھ کر فرمایا قَتَلُوا وَلَدَیْ وَنَزَّہَ عَیْنِی
 کہ میرے فرزند، میرے نور دیدہ کو بھٹا کار لوگوں نے قتل کر ڈالا۔ جبریل امین نے
 عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے مجھے اس امت بھٹا کار کے حق میں آپکی اطاعت
 کا حکم دیا ہے اگر آپ حکم دیں تو میں زمین کو سرنگوں کر دوں جیسا کہ بزمانہ لوطؑ
 تختہ زمین کو الٹ دیا تھا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبریل میں اس کا فیصلہ قیامت پر پھوڑتا ہوں تاکہ
 میں محاصمہ کروں۔ اسی دوران ایک گروہ ملائکہ نازل ہوا اور کہا یا رسول اللہ حق
 تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان پچاس آدمیوں کو فی النار کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
 تم جس کام پر مامور ہو اس کی تعمیل کرو۔ ان فرشتوں کے ہاتھوں میں آتشیں
 حربے تھے۔ وہ حربہ جس شخص کے ہاتھ اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی پس
 جب وہ سب کو ہلاک کر چکے تو ایک فرشتہ نے میری طرف رخ کیا میں نے کہا
 الامان الامان یا رسول اللہ آنحضرتؐ نے فرمایا دور ہو خدا کے نبیؐ سے۔ جب صبح ہوئی
 میں نے دیکھا کہ وہ سب کے سب جل کر خاکستر ہو گئے تھے۔

قطب راوندی نے بسند معتبر سلیمان ابن مهران سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے
 میں طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہا تھا
 اللَّهُمَّ اعْفُوقِي ذُو اَنَا اَعْلَمُ اِنَّكَ لَا تَقْضُرُ بَيْنِي وَخَدَاوند تو میرے گناہ کو معاف
 کر دے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تو ہرگز میرا گناہ معاف نہ کرے گا۔ جب میں نے
 یہ کلام سنا تو میں لرزہ بر اندام ہو گیا اس کے نزدیک گیا اور اس سے کہا اے
 شخص تو حرم خدا اور حرم رسول خدا میں اور ایام محترم میں اور ماہ محترم میں خداوند
 عالم کی رحمت سے کیوں بایوس ہو رہا ہے۔ خداوند تو خود فرماتا ہے کہ میری رحمت سے

ماریوں ہونا گناہ ہے۔ میں اپنے گناہ کو عظیم تر سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا اے شخص تیرا گناہ عظیم ہے یا یہاں کے کوہِ رہاڑ (عظیم ہیں اس نے کہا کہ میرا گناہ عظیم ہے میں نے کہا اے شخص سن لے میرا یہ گناہ ہے کہ میں ابنِ سعد کے سخوسن سپر عمر بن سعد کے شکر میں تھا اور میں ہنگ کے لیے کہ بلا پہنچا۔ جب سربراہ شہداء علیہم السلام کو فرسے ابن زیاد نے شام روانہ کیے تو ان سربراہ مبارکہ کی حفاظت کے لیے چالیس آدمی مقرر کیے اور تمام سروں کو ان کی تحویل میں رہا۔ سفر شام میں ہمارا قیام ایک منزل میں ہوا وہاں پرنصاری کا دیر تھا، ہم نے سر مبارک امام حسینؑ جس نیزہ پر نصب تھا اس نیزہ کو زمین میں گاڑ دیا اور اس نیزہ کی حفاظت کے لیے ہم گھبرا ڈال کر بیٹھ گئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے دیر راہب کی دیوار پر یہ تحریر کیا اَتْرَجُوا اُمَّةً قَتَلُوا اَحْسَيْنًا شَفَاعَةَ جِدِّكَ يَوْمَ الْحِسَابِ کہ اس گروہ نے جس نے حضرت امام حسینؑ فرزند رسول خدا کو بے گناہ قتل کیا ان پر ظلم کیے۔ زیادہ لوگ حسینؑ بن فاطمہ کے نانار رسول خدا سے بروز قیامت شفاعت کی امید رکھ سکتے ہیں۔ ہم یہ دیکھ کر بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے بعد ازاں وہ ہاتھ غائب ہو گیا۔ ہم اپنی جگہ سے اٹھے۔ ہم نے خدا سے بھی ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ جب ہاتھ غائب ہو گیا، ہم کھانا کھانے میں پھر مشغول ہو گئے۔ پھر وہی ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے دیوار پر یہ تحریر کیا فَلَإِنَّ لِي لِنَارٍ لَيْسَ لِيْهِمْ شَفِيعٌ وَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْعَذَابِ۔ یعنی کہ بروز قیامت ان کا کوئی شفیع نہ ہوگا۔ نہ ان کا کوئی عذر سنا جائے گا اور وہ عذاب الہی میں مبتلا ہوں گے۔ ہم نے چاہا کہ کھڑے ہو کر اس ہاتھ کو پکڑیں لیکن وہ غائب ہو گیا۔ اس کے چند لمحہ بعد ہم کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ پھر وہی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے

اسی دیوار پر یہ شعر لکھا کہ وَقَدْ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِمُكْحَوْرٍ وَخَالَفَتْ حُكْمَهُمْ
حُكْمُ الْكِتَابِ یعنی کہ حسینؑ کو از دوسے ظلم و جور قتل کیا۔
اور حکم خدا اور قرآن کی مخالفت کی۔ جب ہم نے یہ تیسری مرتبہ دیکھا تو ہم نے کھانا
پھوڑ دیا اور ہم پر کھانا تلخ ہو گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نیزہ کہ جس پر سر مطہر نصب تھا۔ صومعہ زبیر
راہب (کے نزدیک تھا ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے وَاللّٰهُ مَا
حِثُّكُمْ حَقٌّ بِنَصْرَتِهِ بِالنَّطْفِ مَنْعَفَرِ الْحَدِيثِ صَغُورًا یعنی کہ بخدا میں تمہاری
طرف نہیں آیا مگر اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ حسینؑ کو مثل شتر قربانی مخر کر دیا ہے
اور اس کی محاسن شریف خاک آلودہ ہے اور اس کی لاش زمین پر پڑی ہے۔
وَحَوْلَهُ مَدَامِي غُورٌ هُوَ مِثْلُ الْمَصَابِيحِ يُطْفِئُونَ النَّجْحَى نَوْرًا۔ اور آپ
کی لاش مبارک کے نزدیک کچھ جوانوں کی لاشیں پڑی ہیں کہ خون تازہ ان کے
بھموں کی رگوں سے جاری ہے اور حسینؑ ان کے درمیان چراغ راہ شہادت میں
اور آپ کے نور شہادت نے کفر و ظلم کی تاریکیوں کو دور کر دیا ہے۔ عالم منور ہو گیا ہے
خدا جانتا ہے کہ میں نے دروغ نہیں کہا۔ ام کلثوم نے فرمایا خدا تجھ پر رحمت نازل
کرے تو کون شخص ہے جو اب ملا کہ میں قوم اجتہاد کا سردار ہوں اور میں اپنی قوم
کو ساتھ لے کر یہاں آیا ہوں۔ کاش کہ میں شہید ہونے سے پہلے پہنچ جاتا تو میں
آپ کے دشمنوں کو واصل جہنم کرتا۔ جب یہ گفتگو قوم بدشعارتے سنی تو خوف زدہ
ہوئے۔

سیلمان کہتا ہے کہ اس وقت اس دیر کا راہب اپنے دیر کی پھت پر کھڑا ہوا
یہ گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے سر مطہر کی طرف دیکھا کہ نور ساطع ہو رہا ہے۔ اور دیکھا کہ

آسمان کے دروان کھل گئے ہیں اور ملائکہ نازل ہو رہے ہیں۔ اس نے کہا یا ابا عبد اللہ علیک السلام پھر اس راہب سے لشکر ابن زیاد کی طرف منظر کی دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں سے آرہے ہو۔ کہا از عراق، دریافت کیا کہ وہاں کیوں کر گئے تھے ابن زیاد ملعون کے لوگوں نے کہا کہ حسین ابن علی سے جنگ کرنے کیے گئے تھے راہب نے کہا کہ ہاں۔ اس پر راہب نے کہا تم لوگوں پر خدا کی لعنت ہو۔ وَاللّٰهُ لَوْ كَانَ لِعِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ اَبْنِ حَمَلَةَ اَوْ عَلٰى اَحَدِ اَقْتْنَا. بخدا اگر میرم کے بیٹے عیسیٰ کے کوئی فرزند ہوتا تو ہم اس کو اپنی آنکھوں پر جگہ دیتے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نے ہاتھ بلند کیے اور کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ صَدَقَتْ الْاَحْيَارُ بِمَا قَالَتْ۔ یعنی کہ ہمارے دانشمندان عقلا نے نصاریٰ نے سچ کہا ہے کیا خبر سچ بیان کی ہے اس نے کہا کہ انہوں نے بتلا دیا ہے کہ امت مسلمہ اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کرے گی اور ان کے اقوال کی صداقت ظاہر ہو گئی تم نے فرزند رسول خدا کو شہید کر دیا۔ آسمان نے اس کا غم منایا ہے پس یہ پیغمبر یا وحی پیغمبر ضرور ہے و اعجاباً مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِيِّهَا وَاِبْنَ وَصِيِّهِ۔ تعجب ہے کہ اس امت نے یعنی مسلمانوں نے جو نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اپنے نبی کے نواسہ کو خود ہی قتل کر ڈالا۔

پھر راہب نے کہا کہ میری ایک حاجت اگر تم لوگ پوری کرو تو میں بیان کروں۔ ان لوگوں نے کہا کہ بیان کر تو کیا چاہتا ہے۔ اس راہب نے غوغی کہا کہ مجھے میرے باپ کی طرف سے دس ہزار درہم مجھے میراث میں ملے ہیں۔ وہ درہم تم لے لو اور اس سرسٹھر کو اس وقت کے واسطے مجھے دے دو کہ تم کوچ کرو ان ملعونوں نے رضامندی کا اظہار کیا راہب گیا اور اپنے خزانہ سے دوھیانی

یعنی کہ دو تھیلیاں) جن میں پانچ پانچ ہزار درہم بھرے ہوئے تھے لایا اور ان لوگوں کو دیں اور سر مطہر کو اپنے صومعہ (دیوار) میں لے گیا اور سر پاک مشک و گلاب سے صاف کر کے ایک پاکیزہ جگہ زہر کے کپڑے پر رکھا اور سامنے بیٹھ گیا۔ اور روتے ہوئے کہا یَعِزُّ عَلَيَّ يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ اَنْ لَا اَكُوْنَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ بَيْنَ يَدَيْكَ۔ اے مولیٰ، اے ابو عبد اللہ حسین مجھ پر کس قدر شاق ہے کہ میں اس وقت نہ ہوا کہ جب آپ میدانِ قتال میں تھے تو میں آپ سے پہلے اپنی جان قربان کرتا۔ ایک اور روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اس نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کیا خدایا، تجی، عیسیٰ ابن مریم اس سر مطہر کو حکم دے کہ مجھ سے کلام کرے۔ پس سر بریدہ امام حسینؑ آواز آئی۔

انا المظلوم، وانا المعنوم انا الغریب انا المقتول یعنی کہ میں مسافر و مظلوم و مقتول ہوں تب راہب نے کہا اے سر مطہر کچھ اور بیان فرماتے۔ فرمایا انا ابن محمد المصطفیٰ، انا ابن علی المرتضیٰ انا ابن قاطمة الزهراء انا شهید بکربلا یہ سن کر راہب کے ہوش اڑ گئے۔ دونوں بیٹھ کر عرض کیا کہ اے سر مطہر میری قیامت میں شفاعت کرنا۔ سر مطہر سے آواز آئی کہ راہب میرے نانا رسولِ خدا میری شفاعت کریں گے پس یہ سن کر وہ راہب مسلمان ہو گیا اور سلیمان کہتا ہے کہ وہ راہب برابر روتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ ناگاہ ان ملعونوں نے اس کو آواز دی کہ سر واپس لاؤ۔ اس وقت اس راہب نے سر مطہر سے عرض کیا مولیٰ میرا دامن خالی ہے اگر میرے پاس دوات ہوتی تو میں وہ بھی دے دیتا اور مبارک روک لیتا۔

راہب نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ مبارک تھا صرف ہے گنجانے نہیں کہ میرا یہ

نام پہنچا دینا جو کہ یہ ہے۔ جب یہ لوگ ابن سعد ملون کے پاس آئے تو کہا۔
 سَأَلْتُكَ يَا اللَّهُ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَنْ لَا تَعُوذَ لِي مَا كُنْتَ تَفْعَلُهُ بِهَذَا الرَّاسِ
 یعنی کہ تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی کہ اس سر مطہر کے ساتھ اب
 کوئی بے ادبی نہ کرنا اور اس کو نیزہ پر بلند نہ کرنا۔ ان لوگوں نے اقرار کر لیا کہ
 ایسا ہی عمل کریں گے۔ لیکن وہ بے دین اپنے وعدے سے پھر گئے اور سر مبارک
 کو نیزہ پر بلند کیا اور شہبیر کرتے رہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّؤُوسُ الْعَالِيَاتِ عَلَى الْإِقْنَالِ وَشِثْلِ النَّجْمِ تَعْبُجِي فِي الْإِقْطَادِ بِدَا مَا مَثَلُهَا
 وَالتَّرْبِيعِي فِي شِبَاهِهَا الْعَتِيبِ بِهَا مِنْ مَيْمَنَةٍ وَكَيْسَارٍ۔ میرے ماں باپ اس سر مطہر پر خدا ہو
 جائیں کہ جو نیزہ کی زینت تھا اور شل ستارہ درخشاں و تابندہ منور گن تھا اور آپ کی
 ریش مبارک کے بال ہوا میں بکھرے ہوئے تھے اور جب وہ بظنا کار چلے گئے تو اس
 راہب نے پہاڑوں اور جنگلوں کا رخ کیا اور اپنی زندگی عبادت میں گزار دی۔ فرزند کہ
 یہ سب کے سب سر مقدس کو لیے ہوئے اور شکر عمر ان سعد و شق پہنچا تو عمر ابن
 سعد نے حکم دیا کہ وہ صندوق کھولا جائے کہ جس میں راہب کے دیئے ہوئے درہم
 رکھے تھے۔ پچنانچہ وہ صندوق لایا گیا ان سعد نے اپنی مہر دیکھی جب اسے اطمینان
 ہو گیا کہ مہر بدستور اپنی اصلی حالت پر ہے مہر کو توڑا اور صندوق کھولا اور ہمایاں
 نکالیں اور ان کو کھولا تو دیکھا کہ وہ سکے مٹی ہو گئے ہیں اور ایک طرف یہ آیت
 ان پر تحریر ہے فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهُ عَمَّا فَالَاحَتَا يَعْمَلُ النَّظَّالِمُونَ ط

رسورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۲۔ اور جو کچھ یہ ظالم (کفار) مکر کرتے ہیں اس سے خدا کو
 ناقل نہ سمجھنا) دوسری طرف یہ آیت تحریر ہے کہ وَسَيُعَذِّبُ الَّذِينَ ظَلَمُوا
 اَيُّ مَقْلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ رسورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۷۔ یعنی کہ جن لوگوں

نے ظلم کیا ہے انہیں مغرب ہو جانے کا کہ وہ کس جگہ لوٹنے جائیں گے اس وقت اس ملعون پر سعد نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اس کو دنیا میں بھی خسار ملا اور آخرت میں بھی خسارہ ہے راز مہترجم۔ یہ ہے قاتل امام حسینؑ کا انجام دنیا اور آخرت میں، مگر آج کل بعض مفتی کہتے ہیں کہ اگر قاتل امام توبہ کر لے تو بخشا جاسکتا ہے۔ نہ معلوم۔۔۔۔۔ اس قسم کے نظریات والوں کا کیا انجام ہو گا (ذرا تصور کیجئے جب اسیران کربلا کے بارے میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہوں گے کہ سر مبارک کے ساتھ بے ادبی اور اس کے عوض زر کثیر لینا اور وہ میدل یہ خاک ہو جاتا۔ تو نہ معلوم ان کی کیا حالت ہو گی۔ اگر کربلا سے اسیر ہونے کے بعد اہل حرم کو فر پہنچے اور کوفہ والوں کا ہجوم بطور تماشا ہی جمع تھا اور سرِ یاد شہداء کو نیزوں پر دیکھ رہے تھے اہل حرم کو شتران بے کجاہ پر برہنہ سر دیکھ رہے تھے۔ اگرچہ بطور تماشا ہی وہ لوگ جمع ہوئے تھے مگر وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر رہے تھے۔ فاحسرتا جب اہلبیت اظہار کا قافلہ کسی شہر سے گزرتا تھا تو اس شہر کے لوگ خوش ہوتے تھے اور شہر کو سجاتے تھے۔ اچھے کپڑے پہنتے تھے تاکہ خوشی کا اظہار ہو اور حیف صد حیف کہ ہر شہر میں آل رسولؐ پر سب دشتم ہوتا تھا۔ اہلبیت اظہار کا کیا حال تھا اور ان پر کیا حالت گزر رہی تھی۔ اہل حرم کے لیے نہ آرام تھا نہ چین تھا۔

فَيَا لَيْتَ لِفَاطِمَةَ وَاَبِيهَا تَطْرُقُ اِلَى بَنَاتِهَا وَبَنِيهَا مَا بَيْنَ قَتِيلٍ
يَجْرِي مِنْهُ الصِّدْقُ وَيَا لَيْتَ اَسِيرٍ مُّكْبَلٍ بِالْحَدِيدِ فَيَا لَيْتَ وَاللّٰهُ اَلْمَخْجُوهُمْ
وَاَرَاهُمْ يَسْتَصْرِضُونَ فَلَا يُنْصَرُونَ وَيَسْتَفْتِيُونَ فَلَا يُعَاتُونَ فَيَا لَيْتَ
بِتِلْكَ الْاِسَارَى سَبِيَّةٍ يَاتِ كَالْاِصَاعِ وَالْعَبِيدِ مُصْقِدَاتٍ بِالْحَدِيدِ

يَسْمُرْنَ فَوْقَ أَطْطَابِ الْمَطِيَّاتِ تَلْفَعُ دُجُوهَهُنَّ حَوْلَ الْهَاجِرَاتِ يَسَاقُ بِهِنَّ
الْبَوَارِي وَالْفَلَوْتُ مَغْلُوقَةٌ الْاَيْدِي وَالْاِعْنَاقُ يُطَافُ بَيْنَ السَّكَلِ وَالْاَسْوَاقِ
وَهُنَّ وَدَائِعُ خَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَبَنَاتُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ -

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ اسیروں اور شہیدوں کے سروں کو لے کر
شکر پد نہاد بطرف شام جا رہا تھا اور اسیروں کو اس طرح لے جا رہے تھے جیسے کہ
کنار کے قیدی ہوتے ہیں۔ اسیران کر بلا شتران بے بجا وہ پر سوار تھے اور تمام
تماشائی لوگ دیکھتے تھے۔ یعنی پردہ کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ کتاب اقبال الاعمال میں
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر
بزرگوار حضرت امام زین العابدین نے فرمایا جب ہمیں یزید پلید کے پاس لے
جاتے تھے تو ہم کو شتران لے بجا وہ پر سوار تھے اور ہمارے بابا کا سر نیزہ پر بلند تھا
اور ہمارے آگے آگے لے جاتے تھے اور وہ اشیاء ہمارے گرد حلقہ کیے
ہوئے تھے۔ اگر ہم میں سے کوئی روتا تو شقی ہمارے سر پر نیزہ مارتا تھا
یہاں تک کہ اس حال میں ہم داخل دمشق ہوئے۔ جب ہم اس شہر شوم میں
داخل ہوئے تو ایک شقی نے باواز بلند کہا۔ هُوَ لَا يَسْبَا يَا اَهْلَ بَدِيَّةِ
الْمَلْعُونِ - (معاذ اللہ) یعنی کہ ایک شقی نے کہا کہ لوگو یہ اہلیت ملعون
ہیں۔ قَائِنَ رَسُولِ اللَّهِ عَنِ اَهْلِيَّةٍ إِلَى الشَّامِ تَسْرِي فِي الْمَهَانَةِ لِيَسْعَدُوا
کہاں میں پیغمبر خدا کے اپنے اہلیت کو دیکھیں۔ اپنی دختروں کو دیکھیں کہ کس قدر
تواری و ذلت کے ساتھ یہ ملعون لوگ لے جا رہے ہیں۔ فَنَسْطُورَةٌ شَرُّ ذَا مَنْرُومَةٍ
ددا و مَفْصُومَةٌ ذَرًّا وَمَلْطُومَةٌ الْحَدَّ وَمَنْهُوكَةٌ ضَرْبًا وَمَنْهُوكَةٌ

خَيْرٌ اَوْ مَجْرُورَةٌ عَصَا وَمَشْتُومَةٌ الْحَيْدَا..... لے رسول اللہ آپ اپنی بیٹی کو دیکھیے کہ اعداء دین نے ان کی چادر بچھین لی ہے۔ متعہ اتار لیا ہے اور ان کو وہ نابکار غصہ و غضب کے ساتھ دیکھتے ہیں ان کو (معاذ اللہ) خوار کر دیا ہے ان کے منہ پر وہ طمانچہ لگاتے ہیں۔ آزار پہنچاتے ہیں۔ نیزہ کی آئی سے تکلیف دیتے ہیں۔ اور ان کی شان میں ناروا الفاظ کہتے ہیں۔ اَفَاظُهُ قَوِيٌّ مِنْ تَوِيِّ الْقَبْرِ وَاَنْدُ بِي يِنَا تَبَاكَ اَسِيرٌ مِ كَا شِفَا تِ بِلَا قَدْرِ لے فاطمہ زہرا فدا قبر سے نکلنے تو سر و زاری کیجئے کہ آپ کی بیٹیاں امیر و قید تم ہیں۔

سید ابن طاووسؒ لکھتے ہیں کہ جیسے امیران کربلا دمشق کے نزدیک پہنچے جناب ام کلثومؓ نے شرم لہون سے فرمایا کہ لے شمر لعین تو جانتا ہے کہ ہم نئی زادیاں ہیں تو ہمیں شہر میں کسی ایسے راستے سے لے چل جہاں ہجوم کم ہو اور یہ بے شرم لوگ ہیں نہ دیکھ سکیں۔ ہم پر ان کی نظریں نہ پڑیں۔ اور یہ بھی فرمایا نیزوں کو کہ جن پر شہیدوں کے سر میں محل سے علیحدہ کر دے کہ ان کی وجہ سے عام ہجوم رہتا ہے اور ہمیں لوگوں کی نگاہوں میں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ شمر ولد الحرام نے کہا کہ سر باء شہداء محلوں کے نزدیک رہیں گے تاکہ نظارہ کرنے والے نظارہ کر سکیں۔ اور یہ صورت جب تک کہ ہم دروازہ دمشق پر نہیں برقرار ہے گی۔ اور جامع مسجد کے دروازہ پر امیران کربلا ٹھہریں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ نیزہ لہون بیدار نہ شام تھا۔ یہ ایک مقام ہے کہ بود دمشق کے راستے پر واقع ہے۔ جب اس لہون نے وہاں پر یہ سنا کہ سر باء شہداء اور امیر وار و دمشق ہوئے ہیں تو اس لہون شقی نے یہ شعور بڑھا۔

لَمَّا بَدَأَتْ تِلْكَ الْحُمُولُ وَاسْتَرْفَتِ تِلْكَ التُّرُوسُ عَلَيَّ رُوِي جَبْرُونِي

وَنَعَقَ الْغُرَابُ فَفَلَّتْ مَحْجٌ وَدَلَّتْ مَحْجٌ وَلَقَدْ قَضَيْتَ مِنَ النَّبِيِّ رِيُونَِي

یعنی کہ جیسے ہی امیران اہلبیت اطہار اور سربراہ شہداء علیہم السلام آتے ہوتے نظر آئے اور ان کی علامات نظر آئیں اور یہ قافلہ منزل بیروں میں پہنچا تو اس بزمِ زکے نے کہا اور اپنے شعر کو پڑھنا شروع کیا کہ نوحہ و زاری نہ کرو بلکہ خوشی کی صدا میں بلند کرو کہ میں نے دین رسول خدا کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ میں جس طرح چاہوں دین کا تماشہ بناؤں صاحب مناقب اور دوسرے علماء بیان فرماتے ہیں کہ سہیل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں شہر دمشق میں داخل ہوا میں نے شہر کو نہایت آباد اور کثرت اشجار و انہار اور مکالت بلند و بالا سے بھرا ہوا پایا۔ میں نے دیکھا کہ پر سے آویزان ہیں۔ لوگ دف بجاتے ہیں۔ خیال کیا کہ شاید آج یہاں کوئی عید ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ لوگوں سے کہا کہ میں نو وارد ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ آج یہاں کیسی خوشی ہے۔ انہوں نے کہا لے سہیل ہم کو تعجب ہے کہ آسمان سے فون کیوں نہ برسے اور زمین سرنگوں کیوں نہیں ہوتی مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں پر عذاب نازل کیوں نہیں ہوتا لے سہیل یہ خوشی اس لیے ہے کہ سر مبارک امام حسینؑ عراق سے یزید بن معاویہ کے لیے ہدیہ لائے ہیں۔ سہیل کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ اللہ فرزند رسول خدا کا سر مطہر اور ہدیہ یزید پلید کیا جلائے میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کس دروازے سے امیروں کا قافلہ داخل ہو گا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ دروازہ ساعت سے داخل ہوں گے میں یہ سن کر اس دروازہ کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ اس قوم ہٹا کار کے رایت کفر و ضلالت چلے آتے ہیں ناگاہ ایک سوار دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور اس پر سر امام حسینؑ نصب تھا و اسہر تاہ سر امام حسینؑ نیزہ پر بلند تھا

اور کوئی دشمنی دیکھ دیکھ کر خوشیاں منا رہے تھے۔ اس بات کی خوشی کہ سرام حسین برائے نذر زید پلید لایا گیا ہے۔ میں نے کہا و اعجاباً یفقدنی س اس الحسین و الناس یفقدون کہ سرام حسین اور زید کو ہر یہ کیا جائے اور مسلمان خوشیاں منائیں تعجب ہے۔

مجھ پر گریہ طاری ہوا اور میں نے اپنے منہ پر لٹانچے لگائے اور کہا و احزاناً علی الخد التریب و الشیب المحصیب و امصیبتاہ و احسرتاہ کہ حسین مظلوم کی ریش مبارک خون سے خضاب ہے اور گرد آلودہ ہے۔ لے ابو عبد اللہ حسین کاش رسول خدا ہوتے اور اس حالت کو دیکھتے اور اپنے اہلبیت کو تشہیر ہوتے دیکھتے تو آپ کے دل پر کیا گزرتی۔ سہل کہتا ہے کہ میرے رونے پر سب لوگ رونے لگے۔ میں اس وقت ایک اونٹ کے نزدیک گیا دیکھا کہ یہ آوازیں بند ہو رہی ہیں و الحمد للہ و اعلیاہ و احسنہ و احسیناہ نوراً یتیم فاما قد حلّ یتساء الاعداء۔ کاش پیغمبر خدا اور علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ دیکھتے کہ دشمنوں نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو وہ سب کے سب روتے نہ تو پڑھتے ایک روایت میں ہے کہ میں سب سے پہلے ایک اونٹ کے نزدیک گیا میں نے ایک بچی سے پوچھا یا جاریۃ صوّت انتی۔ لے دختر تو کون ہے کس کی بیٹی ہے۔ اس نے کہا اے شخص انا سکینتہ بنت حسین کہ میں سکینہ دختر حسین ہوں۔ میں نے عرض کیا لے شہزادی میں اصحاب رسول خدا سے ایک صحابی ہوں مجھے سہل کہتے ہیں اگر کوئی خدمت ہو تو فرمائیے کہ میں اسے بجالاؤں سکینہ خاتون نے کہا کہ لے شیخ اگر تم سے ہو سکے تو اس بد بخت سے کہوں گے کہ پاس نیزہ پر سر حسین مظلوم ہے کہ ہمارے پاس سے دور چلا جائے اور دوسرے

سروں کو بھی دُور لے جائے تاکہ لوگ ان کے تماشا میں مشغول رہیں اور ہمیں نہ دیکھ سکیں (از مترجم اللہ اللہ سکینہ خاتون گو بچی ہیں مگر پردہ کا کس قدر خیال ہے کاش ہماری خواتین اور بیٹیاں پردہ کا لحاظ رکھیں) اسپہیل کہتے ہیں کہ میں اس شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری ایک حاجت ہے چار سو دینار طلاء اس کو دیئے اور کہا کہ اپنے نیزہ کو لے کر اور دوسرے سرمایہ شہداء کو لے کر ان اونٹوں کے پاس سے دور چلا جا۔ تاکہ لوگ ان بے کموں کا تماشا نہ دیکھیں اس ملعون نے وہ رقم مجھ سے لے لی اور سر کو علیحدہ لے گیا۔

بروایت ابن شہر آشوب جب اس ملعون نے وہ رقم خرچ کیے دیکھی تو وہ سکے زورنگ کی مٹی بن گئے تھے اور سکوں پر ایک طرف یہ آیت تحریر تھی

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۱۱) اور دوسری طرف یہ آیت تحریر تھی کہ دَسِيعَلْمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اِنَّ مِّنْقَلْبٍ يَنْقَلِبُوْنَ۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۷)

سپہیل کہتے ہیں کہ میرے ساتھ ایک نصرانی تھا اور جب میں بیت المقدس کی زیارت کے لیے گیا تھا تو وہ نصرانی میرا رفیق بنا تھا۔ جب اس نے سر مقدس امام حسینؑ اور دوسرے شہیدوں کے سرمایہ مبارک نیزوں پر دیکھے اور سر امام حسینؑ کو نیزہ پر تلاوت قرآن کرتے دیکھا تو شمع ہدایت اس کے دل میں روشن ہوئی اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ کلمہ شہادت اپنی زبان پر جاری کیا۔ اور تلواریں لے کر اس قوم بد نہاد پر حملہ آور ہوا۔ امام حسینؑ کی مصیبت میں روتا جاتا تھا اور برابر حملہ کر رہا تھا کہ اس نے اکثر منافقین کو داخل جہنم کیا۔ پس اس مرد مومن کو چاروں طرف سے یزیدی لوگوں نے اپنے محاصرہ میں لے لیا اور شہید ہو گیا

جب حضرت ام کلثومؓ نے دیکھا کہ ایک مرد نصاریٰ ملا گیا تو سہل سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے سہل نے اس کا سارا واقعہ بیان کیا۔

حضرت ام کلثومؓ نے فرمایا: وَاعْجِبَاہُ النَّصَارَىٰ يَحْتَشِمُونَ لِذِي
الاسلام وَاُمَّةٍ مُحَمَّدٍ الَّذِي يَزْعُمُونَ اَنَّهُمْ عَلٰى دِيْنِ مُحَمَّدٍ يَقْتُلُوْنَ
اَوْلَادَهُ وَيَسْبُوْنَ حَرِيْمَهُ۔ تعجب ہے کہ نصاریٰ تو اسلام کی سچائی کے معترف
ہیں اور اس شخص نے نصاریٰ کو اسلام برخان تیار کر دی اور امت پیغمبر اسلام نے
کہ جو دین محمدؐ پر ہے یعنی آپ کا کلمہ پڑھتی ہے۔ اپنے نبی کی اولاد کو قتل کر
ڈالار اور ان کے اہلیت کو قید کر لیا۔ اور نصاریٰ کو قتل کر دیا۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب امیران کربلا اور سربراہ شہداء و باب
الاساعات پر پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے۔ اس خیال سے کہ یزید ملعون سے اجازت لیں
کہ اہلیت اطہار کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اسی اثنا میں مروان ابن حکم ملعون باہر
آیا۔ جب اس ملعون کی نظر امام حسینؑ کے سر مطہر پر پڑی تو خوشی کے مارے اس سے
سنبھلا نہ گیا۔ اس وقت اس کا بھائی عبدالرحمن باہر آیا اور اس کی نظر سر مبارک امام
حسینؑ پر پڑی۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اور اس کو گریہ گویا ہو
گیا۔ اور کہا بخدا یہ لوگ آنحضرتؐ سے بہت دور ہو گئے۔ یعنی دین سے خارج ہو
گئے۔ پس اصل خارجی وہ ہیں کہ جنہوں نے اولاد رسول خدا کو قتل و غارت کیا اور
کہا لے ابو عبد اللہ الحسینؑ مجھ پر کس قدر گراں ہے یہ وقت کہ آپ کا سر مبارک
یزید پر دیکھ رہا ہوں اس نے یہ شعر پڑھا۔



سُمِّيَةَ اُمَّتِي نَسَلَهَا عِدَدَ الْحَصَنِ
وَبِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلٌ

سمیہ زانیہ کی نسل۔ آنحضرتؐ کی اولاد کو قتل کرے اور اولاد رسولؐ میں سے کوئی نہ بچا۔ وادیلہ واسرناہ۔ اہلبیت رسولؐ شام کو روانہ کر دیئے گئے۔

شیخ صدوقؒ اور ایک دوسری جماعت نے بیان کیا ہے کہ جب اہلبیت اطہار شام میں وارد ہوئے اور اہل شام کی نظر ان ایسروں پر پڑی۔ تو ان کے چہروں سے آثارِ سجدہ و بزرگی دیکھی وہ لوگ کہنے لگے کہ تم سے زیادہ نیک سیرت دوسرے قیدی نہیں دیکھے۔ تم لوگ کون ہو کس شہر کے قیدی ہو کس قبیلہ سے تعلق ہے۔ جناب سیدنا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ تمہیں سبا یا اہلِ محمدؐ - یعنی ہم

قیدی آلِ رسولؐ ہیں بروایت بسبب اہلبیت اطہار ایسری کی صورت میں وارد شام ہوئے تو حضرت سیدنا ساجدین امام زین العابدین شتر برہنہ پر سوار تھے یعنی اس پر کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ وغیرہ نہ تھا۔ بیمار کر ملاطوق نہ خیر پہنچے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ہے اُقَادُ ذُرِّيَّتِي فِي دَمَشِقِ كَمَا بَلَّيْتُ مِنَ الرَّيْحِ عَيْدًا غَابَ عَنْهُ نَصِيرٌ وَجَدَّي رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ وَشِخِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا۔

یعنی کہ مجھے دمشق میں باذلت و خواری اس طرح لے گئے جیسے کسی غلام سیاہ رو کو لے جاتے ہیں حالانکہ میرے جدا جدا حضرت رسول خدا ہیں اور میرے دادا علی ابن ابی طالبؑ ہیں جو تمام مؤمنین کے امیر ہیں۔

سید ابن طاووسؒ لکھتے ہیں کہ ایسروں کو مسجدِ اعظم میں لائے اور ان کو ایسری ہی کی حالت میں مسجد میں ٹھہرایا۔

شیخ فخر الدین طبرسیؒ لکھتے ہیں کہ جب ایسروں کی آمد کی خبر یزید پلید کو ہوئی اس وقت اس بد بخت کے پاس ایک طبیب بیٹھا تھا۔ وہ اس کے معالجہ کے لیے آیا تھا کہ اس کو خبر ملی کہ تیری آنکھیں روشن ہوں (نور ہوں) کہ تیرے صدمے اور

قیدی آگئے ہیں۔ یزید لعین نے طبیب سے کہا کہ علاج میں تاخیر مت کر۔ اس ملعون نے ابن زیاد کا نام لیا اور پڑھنا شروع کیا۔ لیکن یزید انگشت بدندان رہ گیا اور وہ نامہ حاضرین میں سے کسی کو دسے دیدار ناگاہ صدائے تکبیر کا غل بلند ہوا۔ اس غلغلہ میں لوگ تکبیر کی آواز نہ پہچان سکے۔ بروایت ہاتفِ غیبی کی ندا آئی اور یہ اشعار سننے میں آئے۔

جاء و ابراسك يا بن بنت محمدٍ متروكاً يد مائه ترميلاً
و كاتمايك يا بن بنت محمدٍ قتلوا جها را نامدين رسولاً

یعنی کہ اے فرزندِ دخترِ رسولِ خدا تیرا سرِ مطہر خون و خاک میں آلودہ لایا گیا ہے۔ اور اے حسین تجھے قتل کر کے گویا رسولِ خدا کو قتل کر ڈالا ہے۔

تَتَلَوُكَ عَطَشًا نَادِمًا يَرْقُبُوا اِنِّي قَتَلْتُكَ النَّادِيْنَ وَالتَّوْبِيْلَا لے نور ویدہ پیغمبرِ خدا تو پیاسا شہید کر دیا گیا۔ اور مطلقاً رعایتِ نسر میں کلامِ خدا نہ کی حالانکہ آپ ہی کی ذاتِ مآویلِ قرآن کی عالم ہے۔ **بَان قُتِلَتْ وَ اَمَّا قَتَلُوْا بَكَّ التَّكْبِيْرُ وَ التَّمْلِيْلُ۔**
کیا تیرا قتل ہونا سہل ہے نہیں بلکہ عظیم ہے اور تکبیر یہ کہتی ہے کہ حسین کا قتل دراصل تکبیر و تہلیل کا قتل ہے۔

قطبِ راوندی منہال سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے دمشق میں سرِ حضرتِ امامِ حسین دیکھا کہ جو نیزہ پر تھا۔ اور کوئی حضرت کے پیشِ روستورہ کھن پڑھتا تھا۔ جب وہ اس گت پر پہنچا کہ **اِنَّ اَصْحَابَ الْكُفْرِ وَالذِّمِّ كَانُوا مِنْ اَيَاتِنَا عَجَبًا۔** تو حضرت سید الشہداء کے سر مبارک گویا ہوا اور فرمایا کہ میرا قصہ تو اصحابِ کھن کے قصہ سے بھی عجیب تر ہے۔
رازمعجم یہ آیتِ امامِ حسین کی رحمت پر ولالت کرتا ہے کہ آپ کی رحمت کے

موقعہ پر حضرت صاحب الامر علیہ السلام کفار و منافقین اور قاتلان و دشمنانِ اہلبیت سے انتقام لیں گے جب اہلبیت اطہار امیری کی حالت میں دربار یزید پلید میں پہنچے۔ اس وقت اس ملعون کا دربار آراستہ تھا۔ درباری لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب دربار میں اہلبیت پہنچ گئے تو محض بن ثعلبہ عاندی نے کہا (معاذ اللہ) فاجر لوگ یہ نزد امیر المؤمنین آگے ہیں یہ جملہ اثنائے سفر میں کسی ملعون نے نہیں کہا تھا۔ جب امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ جملہ اس بد بخت لعین بد نہاد کی زبان سے سنا تو فرمایا: **وَلَدَاتِ اُمَّ مُحَمَّدٍ اَسَدٌ وَاَسْلَامٌ**۔ کہ خدا پر اور اس کی مخلوق پر یہ ظاہر ہے کہ فاجر ولیم کون شخص ہے۔ جب سربریدہ امام حسینؑ دربار میں لایا گیا تو اس ملعون نے خوشی کے نعرے لگائے اور اطہارِ نوشی کرتے ہوئے کہا کہ اس سربریدہ کا صاحب (امام حسینؑ) کہا کرتا تھا کہ میرا باپ (علی المرتضیٰؑ) یزید لعین کے باپ (معاویہ) سے بہتر ہے۔ اور میری ماں اور میل جد اس کی ماں اور نانا سے بہتر ہے اور میں یزید لعین سے بہتر ہوں اور یہ باتیں یزید پلید نے ازراہ فاتح کہی تھیں۔ غرض کہ اہلبیت اطہار اور امام زین العابدین علیہ السلام دربار میں کھڑے ہیں و ا مصیبتاہ آل رسول کجا اور دربار یزید لعین کجا ابن نما روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم بارہ اشخاص تھے کہ مجلس یزید لعین میں گئے۔ میں طوق و زنجیر میں مجوس تھا اور محذراتِ عصمت و طہارت سب ہی رسن بستہ تھے جو دربار میں لائے گئے۔ حضرت سید سجاد فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا کہ اگر رسول خدا موجود ہوتے اور وہ ہم کو اس حال میں دیکھتے تو وہ کیا فرمائیں گے۔ سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ جس وقت اہل حرم امیر ہو کر دربار میں آئے تو اس طرح کہ **وَهُمْ مُقَرَّنُونَ فِي الْجِبَالِ** یعنی کہ محذراتِ عصمت و طہارت

رسن بستہ تھیں رفن مُمبِغِرِ الْكَرَّارِ ذَا الْيَاسِ وَالسَّقَا بَاتَ بَنِيهِ بَعْدَ عَزَّتِ لَوَا
یعنی کہ کون ہے کہ جو عقیدہ کٹائے عالم حیدر کرار کو خیر کرے کہ آپ کی اولاد طاہرہ
اور آپ کی بیٹیوں کو کہ جو ہمیشہ باعزت رہیں آج یزید ملعون نے قید کیا ہے۔
اور خوار کیا ہے۔ دَاقَ الْوَجْهَ النَّبْرَاتِ ذُو الْيَهَاءِ تَهَادَى رِجْلِي
وَبَيْنِي وَبَيْنِي خَيْرٌ كَرِيمٌ كَرَامٌ عَلِيٌّ تَرْضَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوْنَهُ انْ كِي اَوْلَادِ طَاهِرَةٍ كَو
مثل غلام و کیز ہدیہ کیا گیا ہے اور دربار میں لایا گیا ہے۔

وَأَلُّ يَزِيدَ فِي الْمَقَاصِيرِ وَجِبَابِ تَنَاطُ عَلَيْهِمُ السُّتُورُ وَتُسَدُّ لُورَاتُ بَيْحِ
الزَّهْرَاءِ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَجُوهُهُمْ لِلنَّاسِ تَبْدُ وَتَبْدَلُ لَوَا یعنی کہ عورت و دختران
یزید منحوس قصر باء عالیہ میں ہیں ان کے پردہ کا خاص اہتمام ہے اور دختران
فاطمہ بغیر چادروں کے دربار میں رسن بستہ موجود ہیں۔ اور بدترین غلق تماشا
ہے۔ أَيْ عَيْزَةٌ هُدَى بِنَاتِ مُحَمَّدٍ يَلَا حَظَّهُنَّ النَّاسُ وَالْأَعْبَادُ الْوَدُلُ -

ایا کوئی صاحبِ غیرت نہیں ہے کہ جو اپنے منہ پر طمانچہ لگائے، اپنا گریبان چاک
کر۔ آنکھوں سے اٹک برسے اور رذیل لوگ ہمارا تماشا دیکھ رہے ہیں۔
شیخ فخر الدین طریحی لکھتے ہیں کہ جب امیران اہلبیتؑ دربار یزید ملعون میں تھے
تو حضرت امام حسینؑ کی دختر فاطمہ ثانیہ نے یزید سے کہا تو نے دختران رسول خدا
کو اسیر کیا ہے اور دربار میں کھڑا کیا ہے حالانکہ ان کے سر کھلے ہوئے ہیں یہ
سن کر حاضرین دربار میں اکثر لوگ رونے لگے اور حدائے گریہ بلند ہوئی اور
عورت یزید لعین کے رونے کی آواز اس کے گھر سے بلند ہوئی۔ اس وقت حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر میں مقید تھے فرمایا کہ مجھے اجازت ہے
کہ کچھ بیان کروں وہ بد بخت کہتے لگا کہ ہر بیان نہ کہتا آپ نے فرمایا کہ ہم

الہدیت نبوت میں ہم سے ہدیان کا کیا تعلق؟ مَا ظَنَنْتَ بِرَسُولِ اللَّهِ تَوْبِيَانِي
 فِي الْغَضِّ یعنی کہ کیا تیرا گمان ہے کہ رسول خدا اگر مجھے طوق و زنجیر میں
 دیکھیں تو کیا محسوس نہ کریں گے۔ اس ملعون نے کہا کہ طوق و زنجیر کھول دی جائیں
 چنانچہ طوق و زنجیر اتار لی گئیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب
 سربریدہ امام حسین علیہ السلام کو یزید ملعون کے سامنے لایا گیا تو اس وقت ہمارے
 جدنا مدار حضرت زین العابدین طوق و زنجیر پہننے ہوئے تھے۔ یزید لعین نے کہا
 اے علی ابن الحسین، خدا کا شکر اور اس کی حمد ادا کرتا ہوں کہ تمہارے باپ حسین
 قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا میرے پدر بزرگوار کے قاتل پر لعنت
 کرے۔ ان پر لعنت ہو کہ جنہوں نے میرے پدر کو قتل کیا۔ وہ ملعون شخص میں بھر
 گیا اور جلادے کہا کہ علی ابن الحسین کو قتل کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے
 قتل کرے گا تو دفتر ان رسول خدا کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا کہ سولائے
 میرے ان کا کوئی والی و وارث اور محرم نہیں ہے۔ اس ملعون نے شرمندہ ہو کر کہا
 کہ تم ہی ان کو لے جاؤ گے اور آپ کو اپنے پاس بلایا اور سوہن سے طوق آہنی کو
 قطع کیا اور آپ کے گلوے مبارک سے اٹارا اور کہنے لگا کہ تم نے دیکھا کہ
 کہ میں خود تمہاری طرف متوجہ ہوا اور طوق کا ٹار آپ کے گلے سے اٹارا۔
 آپ نے فرمایا! ہاں اس واسطے کہ سولائے تیرے کسی کا مجھ پر احسان نہ ہو کہ
 لگا کہ ہاں آپ نے سچ کہا۔

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ حکم دیا کہ اسیران الہدیت اطہار میں عورتوں
 اور بچوں کو یس پر وہ لے جاؤ تاکہ سرسید الشہداء پر ان کی نظر نہ پڑے۔ ناگاہ

سید سجاد کی نظر سربریدہ پدر بزرگوار پر پڑی۔ اور آپ نے ایک سرداہ کھینچی اور اشکِ نوہن آنکھوں سے جاری ہو گئے۔ اور اس کے بعد کبھی گمہ گو سفند پر نظر نہیں ڈالی۔ یہ بھی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب اہلبیتؑ اظہار کی نظر سربریدہ پڑی گریہ و ملا کا شور برپا ہو گیا جناب سکینہ خاتونؑ نے فرمایا:

يَا بِنْتِ ابْنِ عَبَّاسٍ هَذَا آيَا تَوَاسِ سُرُكُو دِيكُو كَرُفُوشِ هُو تَلَبَسُ بِـ ابْنِ نَمَاهِتْحَتِي هِي كِهْ جَبْ زَيْنَبِ خَاتُونِ كِي نَظَرِ پَانِي بَهَائِي كِي سِرْمَطْهَرِ پَرِ پُڑِي فَرِيَادِ كِي يَا حَسِينَا يَا حَبِيبَتِ

قَلْبِ رَسُولِ اللّٰهِ يَا بِن مَكَّةَ وَمَنْعَى يَا بِن فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ يَا بِن سَيِّدَةِ النِّسَاءِ يَا بِنْتِ الْمُصْطَفَى

یعنی کہ یا حسین۔ یا حبیبِ قلبِ رسولؐ، اے فرزندِ فاطمہؑ اے فرزندِ سیدہ زہراؑ عاقلین اے جگر گوشہ خاتم النبیینؐ اے نورِ دیدہ علی مرتضیٰؑ بس اس کلام سے دربار میں کہرام مچ گیا۔ یزید ملعون خاموش تھا۔ اس وقت ایک زن ہاشمیہ جو یزید لعین کے گھر میں تھی فوجہ و فریاد کرنے لگی اور کہتی تھی یا حسینا اے بزرگِ اہلبیتؑ رسولِ خداؐ اے فرزندِ محمد مصطفیٰؐ، اے فرہاد رس مسافرانِ قیوموں اور بیوکان کی فریاد سننے والے اے کشتہ تیغ ہتھار اولادِ ناکار نے آپ کو قتل کر ڈالا۔ پس پھر دوبارہ رونے کی صدا میں بلند ہوئیں۔ لیکن یزید بے حیا پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وہ ملعون نیزران کی پھڑی آپ کے دندان مبارک پر لگانا اور خوش ہوتا ہے اور کہہ رہا تھا

رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا حَسِينٌ لَقَدْ كُنْتُ حَسَنَ الْمُصْطَفَى . کہ اے حسینؑ تجھ پر خدا رحمت کرے کس قدر خوب تر دندان مبارک ہیں۔ ابو بردہ سلمیٰ نے کہا دِيحَكَ يَا بِنْتِ زَيْنَبِ اسْتَنْبِ بِقَضِيْبِكَ يَا ثَقْرَةَ الْحَسِيِّينِ ابْنِ فَاطِمَةَ يَعْنِي كِهْ وَاٹِي هُو تَجْهَرِ پَرِ لِي يَزِيْدِ بَلِيْدِ تَوْحَسِيْنِ ابْنِ فَاطِمَةَ كِي بُوْنِ دِنْدَانِ پَرِ پَھَرِ پُڑِي لگا رہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولِ خدا ان کے لب اور دندان مبارک پورے کہتے تھے۔ یعنی

بوسہ دیتے تھے۔ از مترجم۔ آنحضرت صلی علیہ السلام کے لبوں اور دندان مبارک کو بوسہ دیتے تھے لیکن آج مقصرین علماء کہتے ہیں کہ روضہ مبارک سید الشہداء کو بوسہ دینا اور عقبہ عالیہ پر پیشانی رکھنا ناجائز ہے۔ حالانکہ شیعہ علماء حق کا یہ فیصلہ ہے کہ عقبہ عالیہ مبارک پر سجدہ کرنا صرف اس لیے ہے کہ خدا نے سجدہ کرنے والے کو توفیق عطا کی اور وہ حاضر دربارِ سینئہ ہوا اور اسی نیت سے وہ سجدہ کرتا ہے۔ پس سجدہ کرنا شکرِ خدا کے لیے ہے۔ اور یہ عمل کفر پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ جب رسول خدا صلی علیہ وسلم اور دندان مبارک کو بوسہ دیتے تھے تو رسول خدا کا سر مبارک بھی تو بہکتا تھا۔ وہاں صلی علیہ وسلم بذاتِ مہبود تھے جو اللہ کی پاک مخلوق ہیں اور یہاں جب ہم عقبہ عالیہ پر پیشانی بھکاتے ہیں تو صلی علیہ وسلم کی طرف نسبت برقرار ہے۔ اور عقبہ عالیہ پر پیشانی رکھتے ہوئے ذکرِ تسبیح نہیں کی جاتی۔ کیونکہ یہ سجدہ تعظیمی ہے اور ایسا ہی سجدہ تعظیمی فرشتوں نے جناب آدم کو کیا تھا جس میں از روئے روایات ذکرِ تسبیح نہیں پایا جاتا۔ صلی علیہ وسلم اور ان کے بھائی کو رسول خدا نے جو انان بہشت کا سردار فرمایا ہے، ابو بردہ سلمیٰ کا یہ کلام سن کر زید ملعون برہم ہو گیا اور حکم دیا کہ اس کو دربار سے نکال دیا جائے۔ جب اس کو دربار سے باہر کھینچتے ہوئے لے جایا جا رہا تھا حضرت زینب خاتون نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِٖ اَجْمَعِيْنَ۔ پس زینب خاتون نے اول حمد و ثناء الہی ادا کی اور اپنے نانا پر درود و سلام بھیجا اور برہمی کے عالم میں زید لعین سے خطاب کیا۔ اِمِّنَ الْعَدُوْلِ يَا بَنَ الطَّلَقَاءِ۔ کہ لے آؤ اور وہ رسول خدا کی اولاد و بھائی کا روید کار کیا ہی عدل ہے کہ تیری عورت تو پردہ میں رہی اور نبی زادیاں برہنہ سردبار میں موجود ہوں۔ زید ملعون زینب کے

کلام کی وضاحت بلاغت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ فرمایا کہ تو لب و دندان سین
مظلوم کو چھری لگا رہا ہے اور فرزند رسول خدا کے سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کر
رہا ہے۔ پھر فرمایا فَيَكِدُ كَيْدًا لَكَ وَاسِعًا سَعِيكَ وَجَهْدًا لَكَ فَوَاللَّهِ لَا تَمُوتُ اَدَاكَ
وَلَا تَمِيْتُ وَحِينًا وَلَا تَدْرِكُ اَصْدَاكَ اِيَحْضُ عَنَّا عَارَهَا۔

پس تیرا ہر ایک کرد و عا اور تیری کوششیں خواہ کس قدر ہی ہمارے بارے میں غلات
ہوں لیکن تیرا کوئی عمل ہمارے ذکر خیر کو ہمارے منازل وحی کو اور ہماری فیض رسانی
کو نہیں مٹا سکتا تو ہمیں ذلیل و خوار نہیں کر سکتا۔ خدا کی راہ میں قتل ہونا عزت ہے
اور تو عنقریب دیکھے گا کہ لوگ تجھ پر لعنت کریں گے۔

قید باسائیز معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ
جب سر مطہر امام حسینؑ کو یزید لعین کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت وہ ملعون
پلنے رفقا بد کردار کے ہمراہ شراب نوشی میں مشغول تھا۔ جب وہ شراب سے فارغ
ہوا تو اس نے حکم دیا کہ سر مطہر کو طشت میں رکھا جائے اور اسے تخت کے نزدیک
کہا جائے پچنانچہ لیا ہی ہوا کہ طشت طلا میں سر مطہر رکھا گیا۔ بساط شطرنج کھلی ہوئی
تھی اور وہ بد نہار شطرنج کھیلنے میں مشغول تھا۔ سر مبارک کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔
اور کبھی کبھی سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کرتا تھا اور پیالہ میں پچی ہوئی شراب کو
سر مطہر پر ڈال دیتا اور کہتا تھا کہ یہ میرے دشمن کا سر ہے (حضرت فرماتے ہیں
کہ جو ہمارے شیعوں میں سے ہے اسے لازم ہے کہ شطرنج اور شراب دونوں سے بیزار
ہے ان کے پاس نہ جلتے اور شطرنج پر نظر بھی نہ ڈالے بلکہ اگر شطرنج پر نظر پڑ جائے
تو یزید ملعون پر لعنت کرے تو خداوند عالم اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ کہاں میں
رسول خدا اس ملعون کو دیکھتے کہ کس طرح سر مطہر پر شراب پھینک رہا ہے اور

شطح کھیل رہا ہے۔

روایت ہے کہ جب امیران کربلا دربار یزید ملعون میں پہنچے تو اس نے نگاہ اٹھا کر ان کی طرف اور ہر ایک امیر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون ہے یہ کون ہے تو شمر ولد اطہرام نے بلایا کہ ہذا اہ زینب ہذا اہ ام کلثوم، و ہذا ہ صقیۃ و ہذا ہ ام ہانی، و ہذا ہ رقیۃ بنت علی و ہذا ہ سکینۃ، و ہذا ہ فاطمۃ بنت الحسین۔۔۔۔۔ یعنی کہ یہ زینب خاتون ہیں۔

یہ ام کلثوم ہیں۔ یہ ام ہانی، یہ رقیہ دختران علی ابن ابی طالب ہیں یہ سکینہ خاتون اور یہ فاطمہ کبریٰ دختران امام حسین علیہ السلام ہیں۔ ان کے درمیان میں سکینہ خاتون اپنے چہروں پر ہاتھ رکھ کر پردہ کیے ہوئے تھیں۔ یزید لعین نے دریافت کیا یہ کون ہے کہا سکینہ دختر حسین ہے۔ اس وقت حضرت سکینہ کو گریہ گلو گریہ ہوا۔ اس نے دریافت کیا کہ کیوں رورہی ہے کہا کیف لا تبکی لمن لیس لہا سترٌ یسترُ و جہہا و راسہا عنک و عن جاساتک یعنی کہ یہ کس طرح نہ روے کہ چادر تک نہیں ہے کہ اپنا منہ چھپائے حالانکہ تیرے دربار میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں نہ تجھ سے پردہ کر سکتی ہے نہ دوسرے لوگوں سے یہ بے کس کا عالم ہے۔ یہ سن کر اس ملعون پر گریہ طاری ہو گیا۔ خدا کی لعنت ہو ابن زیاد ملعون پر کہ وہ کس قدر شقی القلب تھا کہ بروایت دیگر اس نے کہا کہ اے سکینہ تمہارے باپ نے ہمارے حق سے انکار کیا اور ہم سے جنگ کی۔ سکینہ خاتون نے یہ سن کر آبدیدہ ہوئیں اور فرمایا اے یزید لعین میرے پدر بزرگوار کو قتل کر کے خوش مت ہو کہ وہ بندۂ اطاعت گزار خداوند عالم تھے۔ خدا اور رسول کے وہ اطاعت گزار تھے۔ خداوند عالم نے انہیں اپنی طرف بلا لیا خدا ان سے راضی ہے

وَإِنَّ لَكَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ مَقَامًا يَسْئَلُكَ عَنْهُ فَاسْتَعِذْ لِمَسْئَلَةِ جَوَابًا
 وَآتَى لَكَ الْجَوَابُ یعنی کہ ضروری ہے کہ خداوند عالم تجھ سے
 تیرے اس امر کو وہ دشمنی پر باز پرس کرے پس تو جواب دینے کے لیے تیار
 ہے۔ اور جواب بھی سوچ لے کہ تو نے پیغمبر خدا کو بے گناہ قتل کیا ہے۔
 بروایت صاحب منتخب حضرت زینب خاتون نے جواب دیا اے یزید لعین تو
 خدا سے نہیں ڈرتا تب تکھے غوث خدا نہیں ہے کہ تو نے سین بن فاطمہ کو شہید کیا اور
 ان کے الحرم کو اسیر بھی کیا اور تو نے قرابت رسول خدا کی حرمت ضائع کر دی۔ اور
 یہ ہی تیرے بس میں تھا کہ ہمیں کینزاں ترک و ولیم کی صورت میں عراق سے یہاں
 بلا یا ہے۔

اس ولد الزنا نے کہا کہ اے زینب تیرے بھائی نے کہا تھا کہ میں یزید پر
 معاویہ سے بہتر ہوں اور میرے پدر عالی قدر علی مرتضیٰ۔ یزید کے پدر معاویہ سے
 بہتر ہیں اور میری مادر زینبہ کی مادر سے بہتر ہے اور میرے جد یزید کے
 کے دادا سے افضل ہیں۔ اس پر وہ ملعون بولا کہ ان کی بعض باتیں صحیح ہیں اور
 بعض غلط ہیں۔ البتہ ان کے جد امجد تمام خلایق میں افضل و بہتر ہیں۔ ان کی ماں
 یقیناً افضل و بہتر ہے۔ میری ماں سے افضل و اعلیٰ ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ میرے
 باپ علی مرتضیٰ معاویہ ابن ابوسفیان سے افضل ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ
 میرے پدر معاویہ کو اللہ نے حکومت عطا کی ہے اور اس ملعون نے یہ اہمیت
 تلاوت کی۔ قُلْ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مَن تَشَاءُ وَتَنْزِعُ
 الْمَلِكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعْزِّزُ مَن تَشَاءُ وَتُدْنِقُ مَن تَشَاءُ بِبَيْدِكَ الْحَيُّ
 اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۶ تم تو

و عا مانگو اے خدا تمام عالم کے مالک، تو ہی جس کو چاہے سلطنت دے، اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے اور تو ہی جسے چاہے ذلت دے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔) پس حضرت علی کی ذی مرتبہ بیٹی علیا زینب نے فرمایا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْ هُمْ أَمْؤَاتًا طَائِفِينَ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُدْعَوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں شہید

کیے گئے۔ انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اور خدا کی طرف سے روزی پاتے ہیں) یعنی کہ اے یزید لعین اگر تو نے میرے بھائی حسین کو قتل نہیں کیا تو پھر مردانہ راہن زیاد ملعون نے قتل کیا ہے اور اس سے زیادہ ذلیل و کتر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے اور حسین ابن علیؑ تو جو انان بہشت کے سردار ہیں۔ اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو کا ذب ہے اور اگر تو تصدیق کرتا ہے کہ حسینؑ جو انان بہشت کے سردار ہیں تو پھر تو ہی غور کر کہ خدا نے حکومت کس کو عطا کی ہے۔ یزید ملعون حضرت زینبؑ کی اس گفتگو کو سن کر شرمندہ ہو گیا۔

یہ بھی بروایت شیخ مفید وارد ہوا ہے کہ دربار میں ایک شامی نے جناب فاطمہؑ کو کبھی دختر امام حسینؑ کو کینزی میں طلب کیا۔ آپ اپنی پھوپھی زینبؑ خاتون سے لپٹ گئیں۔ حضرت زینبؑ علیا نے فرمایا کہ اے بیٹی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی شخص تمہیں کینزی میں طلب کرے۔ ہم خواہ ہلاک ہو جائیں مگر کینزی میں کوئی نہیں لے سکتا۔ یہ سن کر وہ شخص یزید کے ہنسنے سے خاموش ہو گیا۔

بروایت سید ابن طاووس اس شامی نے یزید سے سوال کیا کہ یہ کون

لڑکی ہے۔ یزید ملعون نے کہا کہ یہ فاطمہ دختر حسین ہے۔ اور وہ زینب بنت علیؑ ہیں۔ اس شامی نے کہا کہ حسین پسر فاطمہؑ حسین پسر علیؑ ہے۔ یزید نے کہا ہاں وہی حسین جو علی و فاطمہ کا بیٹا ہے۔ اس وقت شامی بے چین ہو گیا اور کہا اے یزید لعین خدا تجھ پر لعنت کرے تو بھی زاوے کو قتل کر ڈالا۔ تو نے حضرت رسولؐ خدا کو اسیر کیا ہے۔ میں تو بخدا یہ سمجھا تھا کہ اسیر ترک و ولیم باروم کے اسیر ہیں۔ اس وقت یزید ملعون نے اس شامی کے قتل کا حکم دیا۔

شیخ فخر الدین طریقی بعض ثقہ علماء کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ایک شخص نصرانی جو کہ روم کا رہنے والا تھا دربار میں موجود تھا اس یزید لعین سے دریافت کیا کہ سرس شخص کا ہے جو دربار میں ہدیہ کیا گیا ہے لیکن سر مبارک کو دیکھتے ہی اس نصرانی پر گریہ طاری ہو گیا۔ اور اس قدر رویا کہ اس کی ریش رداڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور اس نے یزید لعین سے کہا اے یزید لعین میں زمانہ حیات رسولؐ خدا میں مدینہ گیا تھا۔ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا کہ کوئی پسندیدہ چیز ہدیہ کروں۔ میں نے ایک عمدہ اور نفیس ہدیہ پیش رسالت کیا۔ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مختصر ہدیہ ہے یعنی کہ ناپ چیز ہدیہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا کہ عبد الشمس ہے۔ فرمایا کہ آج سے تیرا نام عبد الوہاب ہے۔ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں یہ ہدیہ قبول کروں گا۔

میں نے جب آپ کا خلق کریمانہ دیکھا تو میں نے غور کیا اور میں نے دل میں کہا کہ حضرت عیسیٰ ان کے مبعوث ہونے کی بشارت دے چکے ہیں پس میں مسلمان ہو گیا لیکن میں نے اپنی قوم سے اپنے مسلمان ہونے کو مخفی رکھا۔

خداوند عالم نے مجھے پانچ پسر اور چار دختر عطا کیں جو سب کے سب مسلمان ہیں
 لے یزید یسین میں ایک روز آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آنحضرتؐ
 اپنی زوجہ ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ یہ بزرگوار کہ بن کا
 سر طشت طلاء میں تیرے سامنے رکھا ہوا ہے، تشریف لائے اور حجرہ میں داخل
 ہوئے۔ پیغمبر خدا نے ان کو اپنی گود میں لے لیا پیار کیا۔ اور فرمایا اے میرے
 دل کی ٹھنڈک خوش آمدید۔ اور فرمایا اے حسین وہ شخص خدا کی رحمت سے دور
 ہے کہ جو تجھے قتل کرے۔ دوسرے روز میں مسجد نبوی میں تھا کہ ان کے بھائی
 حسن مجتبیٰ آگئے اور حسین بھی موجود ہیں کہ دونوں شہزادوں نے کشتی کا مظاہرہ
 کیا کہ قوت میں کون زیادہ ہے۔ قبل اس کے کہ کشتی کا مظاہرہ عملی ہوتا آنحضرتؐ
 نے فرمایا کہ یہ کام تمہاری شان کے خلاف ہے۔ بلکہ تم دونوں ایک خطا لکھو
 اور چلبھیے کہ ہر ایک بہت خوشخط لکھے تاکہ موازنہ کیا جاسکے کہ کس کی تحریر کیا
 خوشنما ہے۔ پنانچہ دونوں شہزادوں نے پتہ سطور لکھیں اور آپ کی خدمت میں
 پیش کیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے تم اپنے پدر عالی قدر کے پاس لے جاؤ کہ
 وہ فیصلہ کریں آپ نے بھی فیصلہ نہ کرنا چاہا کہ کہیں دل شکنی نہ ہو۔ آخر کار وہ
 اپنی مادر گرامی فاطمہ زہرا کی خدمت میں آگئے اور عرض مدعا کیا اور فیصلہ کی
 درخواست کی۔ اب سیدہ عالمین حیران تھیں کہ کس طرح فیصلہ کریں۔ آخر کار آپ
 کے گلوے مبارک میں ایک ہار تھا جس میں سات دانے از قلم مر وارد تھے۔
 آپ نے وہ ساتوں دانے زمین پر ڈال دیے اور فرمایا کہ جو زیادہ دانے اٹھائے
 گا اس کا خط نفیس و عمدہ ہے۔ دونوں شہزادے ان دانوں کی طرف متوجہ ہوئے
 کہ زیادہ اٹھائیں کہ بھرئیں ایمن کو حکم ربانی ملا کہ جاؤ ایک دانہ کے دو ٹکڑے

کر دو تاکہ دونوں کے دانوں کی تعداد برابر ہے۔ پس جبریل امین نازل ہوئے اور ایک دانہ کو شگافتہ کر کے دو کر دیئے اور دونوں شہزادوں نے برابر دانے اٹھائے۔

عبدالوہاب کہتا ہے کہ لے یزید لعین دیکھ کہ خدا کے نزدیک ان کی کیا قدر منزلت ہے اور تو نے حسین کو شہید کر کے عذاب خدا خرید لیا ہے۔ آنحضرتؐ نے نہ چاہا کہ ان دونوں میں سے کسی کی دل شکنی ہو۔ اور لے یزید لعین تجھ پر ہے کہ تو فرزند رسول خدا کے سر بریدہ کے ساتھ گستاخی کر رہا ہے اور چوب خیران لب اور دندان مبارک کو لگایا ہے۔ پس وہ کھڑا ہوا اور سر مطہر کو اٹھا کر بوسہ دیا اور کہا اے حسین خدا کے نزدیک میری گواہی دینا اپنے نانا سے میری شفاعت کرنا اور اپنے پدر و مادر سے میری سفارش کر کے روزِ آخرت سرفرو کرنا۔

شیخ صدوق نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت امیرالمومنین کہتی ہیں کہ ہم اہلرم کو حضرت سید سجاد کے ساتھ قید خانہ میں مقید کر رکھا تھا اور اس قید خانہ میں موسم سرما و موسم گرما کوئی لحاظ نہیں تھا۔ ہم رات کی اوس اور دن کی دھوپ برداشت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارا پوست رکھال (دھوپ سے سیاہ ہو گئی ہے۔ اور کھال مر بھا گئی تھی۔ اور ان دنوں بیت المقدس میں جب کوئی بچہ اٹھایا جاتا تھا تو اس کے نیچے خون تازہ موزن ہوتا تھا اور جب آفتاب تیزی پر ہوتا تھا تو درو دیوار پٹنے لگتے تھے۔ چونکہ سر مطہر امام حسینؑ یزید کے قصر کے دروازہ پر لٹکایا گیا تھا۔

صاحب مناقب نقل کرتے ہیں کہ جب ہند و دختر عبداللہ عامری زوجہ یزید

لعین نے دیکھا کہ فرزند رسول خدا اور فاطمہ زہرا کے نور عین کے سر پریدہ کو محل کے دروازہ پر لٹکایا گیا ہے۔ اس نے اپنے بال پریشان کیے اور پردہ کا بھی کچھ خیال نہیں کیا۔ برہنہ سر گھر سے نکلی اور دربار میں پہنچی اور کہا۔ یا یزیدؓ! اَلْمَوْسِ ابْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ مَصْلُوبٌ عَلٰی فَنَاءِ يَابِيْ -

کہ اے یزید لعین تو نے سر فرزند بنت رسول خدا میرے محل کے دروازہ پر لٹکایا ہے۔ یزید ملعون تڑپ کر اٹھا اور اپنی جبا اس کے سر پر ڈالی۔ (از مترجم۔ یزید لعین اگر چہ قاتل شریعت ہے مگر اسے اپنے ناموس کے پردہ کا خیال ہے نہ معلوم سیدہ زادیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ گھروں سے باہر نکلنا فخریہ طور پر اختیار کیا ہے گویا کہ ان کی نگاہوں میں شریعت اور پردہ کی کوئی وقعت نہیں ہے۔)

قطب راوندی نے اُمشس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں کعبہ میں طواف کر رہا تھا کہ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص دعا کر کے کہتا ہے کہ خداوند مجھے بخش دے مگر میں جانتا ہوں کہ تو نہ بخشے گا۔ جب میں نے اس سے ناامیدی کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے ساتھ حرم سے باہر چل رہی ہیں باہر گیا اس نے کہا کہ میں واقعہ کہ بلا میں لشکر عمر ابن سعد ملعون میں تھا۔ اور خصوصاً میں ان چالیس آدمیوں میں سے ہوں کہ جو سفر شام میں سر پریدہ حضرت حسین ابن علی کی حفاظت پر عمر بن سعد کی طرف سے مامور کیے گئے تھے۔ میں نے راستے میں بہت ہی عجیب و غریب امور کا شاہدہ کیا۔ جب ہم سر مبارک لے کر دمشق میں پہنچے اور ہم سر مبارک کو یزید لعین کے دربار میں لے کر گئے۔ تو قاتل نے سر مبارک اٹھا کر یزید کو پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ میری سپر کو چاندی سونے سے بھر دے کہ میں نے بادشاہ بزرگ کو قتل کیا ہے اور اس کو قتل کیا ہے کہ جو سب افضل تھا۔

یزید ملعون نے کہا کہ جبکہ تو جانتا تھا کہ حسین ایسے بزرگ ہیں تو نے کیوں قتل کیا اور یزید اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ سر منور پانے سامنے رکھا اور یزید ملعون بہت خوش ہوا۔ اور سر مطہر کو ایک ایسے حجرہ میں رکھا کہ جس کے نزدیک ایک دوسرا حجرہ ایسا تھا کہ جہاں یزید ملعون شراب و شطرنج میں مشغول ہوا کرتا تھا۔ اس نے مجھے اس حجرہ میں کہ جہاں سر امام حسین رکھا تھا پاسبانی پر مقرر کیا۔ میں رات بھر جاگتا رہا۔ جب شب کا کافی حصہ گزر گیا تو میرے کان میں آسمانی شور و غل کی آواز آئی۔ منادی نے کہا اے آدم اترو پس حضرت آدم مع ملائکہ کثیر آسمان سے اترے۔ پھر دوسری آواز آئی اے ابراہیم اترو اسی طرح آواز پھر آئی کہ اے موسیٰ و ہارون اترو پس یہ سب کے سب فرشتوں کے گروہ کے ساتھ آسمان سے اترے پھر ایک اور آواز آئی کہ اب رسول خدا نواسہ کے سر کی زیارت کے لیے تشریف لاتے ہیں پس آنحضرت تشریف لائے۔ خود اس حجرے میں گئے کہ جہاں سر امام حسین رکھا تھا اور ملائکہ نے اس حجرہ کو اپنے حصار میں لے لیا۔ آنحضرت اسی حجرہ میں داخل ہوئے کہ وہ نیزہ کہ جس پر سر مبارک تھا۔ خم ہوا گویا کہ رسول خدا کی تعظیم بجالایا اور سر مبارک آپ کی گود میں آگیا۔ آپ نے سر مبارک کو گود میں لے لیا اپنے سینے سے لگایا۔ اور حضرت آدم سے فرمایا: يَا اَبِي اَدَمِ تَرَى مَا فَعَلَتْ اُمَّتِي يَوْمَ لَيْسِي مِنْ بَعْدِي لِيْ پدرا آپ دیکھئے میری امت نے میرے فرزند کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

بروایت قطب راوندی یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب آنحضرت نے سر مطہر کو اپنے سینے سے لگایا تو فرمایا: يَا قُرَّةَ عَيْنِي قَتَلُوْكَ اَتْرَا لِهٰمْ مَا عَدَّ قُوْكَ وَمِنْ قُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوْكَ وَمِنْ قَفَاكَ ذَبَحُوْكَ۔ یعنی اے میرے فرزند

اے حسینؑ غریب تجھے پیسا سا ہی قتل کر ڈالا حالانکہ پانی قریب تھا اور تجھے پانی
 تر ویا۔ اور پس گردن ذبح کیا۔ ناگاہ بھر ٹیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول
 اللہ میں زلزلہ زمین پر مامور ہوں۔ مجھ کو اجازت دیجئے کہ زمین کو متزلزل کر دوں۔
 اور ایک ایسا نعرہ ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ حضرت نے اجازت نہ
 دی پھر جبرئیل امین نے کہا اچھا یہ چالیس نفر جو سر مبارک کی نگرانی کر رہے ہیں
 ان کو ہلاک کر دوں آنحضرت نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے۔ پس جبرئیل جس پر کچھ
 پیونک مارتے وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ آگ پیدا ہوتی تھی اور وہ جل کر مرجاتا تھا۔
 یہاں تک کہ میری نوبت پہنچی میں نے فریاد کی اور مجھے پھوڑ دیا۔ آنحضرت نے فرمایا
 کہ دَعْوَةٌ دَعْوَةٌ لَا يَفْقَهُ اللَّهُ لَهُ رَأْسٌ مَرْتَجِمٌ۔ جبرئیل امین ایک ہی دفعہ میں ان
 چالیس آدمیوں کو ایک ہی پھونک سبھی ہلاک کر سکتے ہیں مگر ایسا نہ کیا تاکہ ہر ایک
 شخص اپنے سے پہلے شخص کا انجام کار دیکھ لے اور اس شخص کو آخرت کے
 لیے پھوڑ دیا کہ یہ خبر سب تک پہنچ سکے۔

قلب را ندی لکھتے ہیں کہ سر مطہر کو ملائکہ آسمان پر لے گئے تاکہ سب سے
 زیارت کر سکیں۔ پانچ ملائکہ نے زیارت کی اور فریاد کی واھیناہ و امظلوماہ اے شیعو
 اگر اہل شام نے امام حسینؑ کو شہید کر کے جامہ تو پہنا تو ہم جامہ رنج و الم پہنتے ہیں
 کہ غم حسینؑ کا اظہار ہو سکے۔

وَاقِيمَ عِيدٍ فِي الشَّامِ لِمَا اقامت في السماء له الملائك ما تبتاً۔

یعنی شامی لوگ امام حسین علیہ السلام کے قتل اور ان کا سر مبارک خرید کر ہدیہ ہونے
 پر عید منا رہے ہیں حالانکہ اہل آسمان ماتم کر رہے ہیں۔ اور روحانین مجلس عزرا
 برپا کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر یا لہ من حادث اصصی لہ الافق المنور مظلماً۔

یعنی اللہ اکبر یہ کیسی مصیبت ہے کہ مقرر بان الہی کی نظر میں دنیا سیاہ ہو گئی ہے
تاریک ہو گئی ہے۔ شمع ہدایت گل ہو گئی ہے اور زمین و آسمان منترزل ہیں۔
بَابِي الدَّمَاءِ الشَّامِلَاتِ وَارْدُ سَائِي الْعَاسِلَاتِ تَضَاهِي الْاِجْتِمَا -
میرے ماں باپ اس خون پر فدا ہو جائیں کہ جو ناتی بہایا گیا اور ان سر ہاں پر یریدہ
پر قربان ہو جائیں جو اونچے اونچے نیروں پر بلند کیے گئے۔

بَابِي الْبَطُونِ الطَّوَايَاتِ مِنَ الطَّوَايِ، بَابِي الشَّفَاءِ الذَّابِلَاتِ مِنَ الظَّمَاءِ
میرے ماں باپ اور عزیز و اقارب فدا ہو جائیں ان شکم ہائے گرسنہ پر اور ان
لب ہائے تشنہ پر کہ جو شدت پیاس کی و بر سے خشک ہو گئے تھے اور نیلے پڑ
گئے تھے۔ بَابِي لَوْجُوهُ الْحَائِلَاتِ مِنَ الْجَفَا بَابِي الْعِيُونَ السَّاهِرَاتِ السَّهْمَا -
پدر و مادر ان رو ہائے پاکیزہ پر جو ظلم و جور کی وجہ سے پٹنوردہ ہو گئے تھے اور
ان آنکھوں پر کہ جن سے نیند جاتی رہی تھی چنانچہ بعض روایات سے متضاد
ہوتا ہے کہ اہلبیت اطہار شام میں جس قدر عرصہ قید رہے۔ یزید ملعون کہے
رہا کہ انہیں دربار میں بلاتا رہا ہے۔ و احسن تاجمذرات فاطمیہ اور دربار یزید ملعون
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب سر حضرت امام حسینؑ
یزید ملعون کے لیے ہدیہ کیا گیا تو مجلس شرب اراستہ تھی اور ان حرم زادوں کے
درمیان سر امام حسینؑ رکھا گیا۔ ایک روز اس کے دربار میں سفیر بادشاہ روم بھی
حاضر تھا جو کہ روم کے شریف اور بزرگ لوگوں میں سے تھا۔ اس نے سوال کہا کہ
کس کا سر مبارک ہے۔ یزید ملعون نے کہا کہ تجھے اس سر سے کیا تعلق ہے تو
کس لیے دریافت کرتا ہے تجھے اس سر سے کیا سروکار ہے۔ اس نے کہا جب
میں اپنے ملک میں جاؤں گا اور میرا بادشاہ دربار کی باتیں دریافت کرے گا

اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ اس سر کے احوال سے آگہی حاصل کروں اور اسے بیان کروں۔ تاکہ بادشاہ بھی تمہاری غوثی میں شریک ہو۔ یزید لعین نے کہا کہ یہ سر حسین ابن علی و فاطمہ کا ہے۔ اور فاطمہ رسول خدا کی دختر ہے رسول خدا حسین کے جد ہیں۔ اس نصرانی نے کہا تف ہے اے یزید لعین تجھ پر اور تیرے دین پر ہمارا دین تیرے دین سے بہتر ہے واضح ہو کہ میرا باپ فرزند ان حضرت داؤد کی نسل سے ہے اور بہت زمانہ گزر چکا ہے یعنی کئی پشتیں میرے باپ اور داؤد کی اولاد کے درمیان گزر چکی ہیں لیکن نصاریٰ لوگ آج بھی میری تعظیم کرتے ہیں اور میرے پاؤں کے نیچے کی خاک کو متبرک سمجھتے ہیں۔ وَأَنْتُمْ تَقْتُلُونَ ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ وَمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَبِيِّكُمْ إِلَّا أُمُّ الْوَاحِدَةِ -

کہ تم نے اپنے رسول کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر ڈالا حالانکہ تمہارے اور رسول کے درمیان ابھی ایک پشت گزری ہے۔ تمہارے دین سے ہمارا دین اچھا ہے اے یزید لعین کیا تو نے تکلیت کبیتا نہیں سنی ہے یزید لعین نے کہا وہ کونسی تکلیت ہے بیان کر۔

نصاریٰ نے کہا کہ درمیان ملک چین و عمان میں ایک دریا ہے جس کی مسافت ایک سال کی ہے اور اس میں آبادی نہیں ہے۔ ایک شہر اس دریا کے درمیان واقع ہے اور اس شہر کا طول اسی فرسخ سے کم تر ہے اور بہت زیادہ آبادی پر مشتمل ہے۔ اور وہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں ہے اور وہاں پر گر جاگھر بھی زیادہ ہیں۔ سب سے بڑا کہ جاگھر کینیہ حاضر ہے اور اس کی محراب میں حقہ طلائی رکھا ہے اور عیسائی لوگ سال بر سال اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس میں حضرت عیسیٰ کے گدھے کا ٹم ہے جو کہ ان کی نگاہ میں قابل عزت ہے جبکہ تم لوگ اپنے

نبی کے نواسہ کو قتل کرتے ہو۔ خداتم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے جب
 یزید ملعون نے یہ سنا تو حکم کیا کہ اس کو قتل کر ڈالو۔ یہ اپنے شہر میں جا کر مجھے بدنام
 کرے گا۔ جب اس نصرانی نے یہ سنا کہ یزید لعین نے میرے قتل کرنے کا
 حکم دیا ہے تو اس نصرانی نے کہا کہ کل شب میں نے تمہارے نبی حضرت رسولؐ کا
 کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ لے فرنگی تو ہشتی ہے میں آنحضرتؐ
 کے اس کلام سے متعجب تھا کہ میری خواب میں رسولؐ کا تشریف لانا کیا معنی۔
 لے یزید مجھے آنحضرتؐ نے پہلے ہی بشارت شہادت دے دی ہے۔ یہ کہہ کر
 اس نے کلمہ شہادت ادا کیا اور دوڑ کر سر مطہر سے لپٹ گیا یہاں تک کہ وہ قتل
 کر دیا گیا۔

يُوحِيٓ قَوْمًا قَرَأَ زَمَّ اِنَّهُ لَمُرْكُوْبٍ بَعْضُ الْاَنْبِيَاءِ الَّذِي هَضَبًا
 وَيَقْتُلُ قَوْمَ ابْنِ بَنْتٍ بِيَهُمْ تَامَلٌ بِاَنْصَافٍ تَرَى مَنَتَهٰى السَّقَا

یعنی کہ قوم نصاریٰ کو صرف یہ گمان ہے کہ یہ تم۔ حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کا ہے
 یقین نہیں تھا مگر بھی اس قدر تعظیم کہ اسے بوسہ دیتے ہیں اسے کیا بوسہ بلکہ جس
 طرف بھی ہے وہ قابل بوسے سمجھتے ہیں۔ دامصیبتاہ کہ مسلمانوں نے اپنے نبیؐ کے
 نواسہ کی بے گناہ تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کر دیا اور دربار سر مطہر حسینؑ کے
 ساتھ یزید ملعون گستاخی کر دیا ہے یہ اس گروہ مبارک کی انتہائی شقاوت ہے۔

سید ابن طاووسؒ نے بحوالہ ابن ہبیب روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ابو
 الاسود نے کہا ایک دن اس العابدت کہ بزرگ ترین علماء یہود سے تھا میرے پاس
 آیا اور کہا بخدا میرے اور داؤد کے درمیان شش پستوں کا فاصلہ ہے مگر جب یہود
 لوگ مجھ سے ملاقات کرتے ہیں۔ میری بہت تعظیم کرتے ہیں اور تم نے اس شخص کو

جس کی ایک پشت تمہارے پیغمبر سے گزری ہے قتل کر ڈالا۔

فِي اصْصَاعٍ اجْزَعُ مِنْ يَزِيدٍ وَجَوْرِهِ وَبَغْيِ اَهْلِ الضَّمِيمِ وَانْوَادِي التَّوَابِصِ
لَيْسَ يُعْهَدُ وَمَثَلُهُ وَهَمُّوْا بِتَنْكِيْرِ سَيِّئِهِ لَكُوَيْكُنْ يُوْرِي - یعنی کہ اے
رفیق اس پر بزرع و خزع کر اور فریاد کر ظلم یزید لعین کی۔ اور ان کے ظلم کی فریاد
کہ کہ جنہوں نے اس کی اتباع کی اس کے حکم کو مانا۔ اور ایسا کام کیا کہ جو نہ کبھی
کسی نے کیا اور نہ سنا کہ کسی نے ایسا ظلم کیا تھا کہ سرفرازند رسول خدا مجلس
شراب میں لایا جائے اور پھر یزید اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔

سیدان طاووسؑ اور دوسرے علماء و محدثین نے مختلف طریقوں سے قتل
کیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بحالت اسیری شام میں خطبہ دیا ہے
چنانچہ صاحب مناقب وغیرہ قتل کرتے ہیں کہ یزید ملعون نے اپنے ایک خطیب
کو حکم دیا کہ ممبر پرہ جا کہ ابو سفیان کی اولاد کی مدح کر۔ اس خطیب ملعون نے
حضرت امیر المومنین اور امام حسین علیہ السلام کی شان میں ناروا الفاظ کہے۔ اور
یزید ملعون اور اس کے باپ کی مدح کی۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ
اے خطیب تو نے خدا کو ایک شخص کی خوشی کے لیے ناراض کر لیا اور اپنی جگہ جہنم
میں بنالی۔ آپ نے فرمایا اے یزید لعین مجھے بھی اجازت دے کہ ممبر پرہ جا کہ
کچھ کلمات خیر بیان کروں جو موجب خوشنودی خداوند عالم ہوں۔ لیکن یزید لعین
نے اجازت نہ دی۔ حاضرین دربار نے اصرار کیا اور آخر کار یزید لعین نے اجازت
دی لیکن یہ کہا کہ سید بجاؤ اہلبیب نبوت ہیں یہ مجھے اور آل سفیان کو رسوا
کریں گے۔ حاضرین نے کہا کہ یہ بیمار و ناتوان ہیں کہاں ایسی تقریریں کر سکتے
ہیں۔ عرض کہ یزید نے اجازت دی اور امام زین العابدینؑ ممبر پرہ تشریف لے گئے

اول حمد و ثنائے الہی بجالائے۔ پھر تقریر فرمائی کہ لوگوں کے دل ہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر فرمایا کہ لوگو خدا تعالیٰ نے الہمیت رسول کو پھر نصلتیں عطا کی ہیں اور سات خصلتوں سے تمام مخلوق پر ہم کو فضیلت عطا کی ہے ہم کو اس بات سے فضیلت عطا کی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جد ہیں اور علی مرتضیٰ ہم سے ہیں اور جعفر طیار جو کہ اپنے دونوں پروں سے جنت میں پرواز کرتے ہیں ہم سے ہیں اور بطین امت یعنی امام حسینؑ امام حسنؑ ہم سے ہیں۔ یہ سردار جوانان جنال ہیں۔

صَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَ مَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي اَنْبَاَتَهُ يَحْسِبُنِي وَ نَسِيَنِي۔ یعنی کہ جو میں پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں اپنے حب و نسب کی خبر دیتا ہوں لے گروہ کو قریشام میں ہی فرزند مکہ و نہی ہوں میں ہی فرزند زمزم و صفا ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے مقام ابراہیمؑ کو اپنی چادر سے اٹھایا۔ میں ہی فرزند بہترین پیغمبران ہوں۔ میں ہی بہترین فرزند سعی و طواف کنندہ ہوں۔ میں ہی بہترین حاجیان و تلبیہ ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں کہ جو براق پر سوار ہو کہ بلند ہوا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جسے ایک رات بھر میں مسجد اطرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئے۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ کہ جو قرب خدا میں بمقام قاب قوسین اوارائی پہنچا۔ انا بن محمد مصطفیٰ انا ابن علی المرتضیٰ۔ میں فرزند محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میں ہی علی المرتضیٰ کا فرزند ہوں۔ میں ہی وہ ہوں کہ جن کے دادا نے کفار و مشرکین کو ذوالفقار سے ضرب لگائی۔ میں ہی فرزند علی المرتضیٰ ہوں کہ جن کی بدولت اسلام بلند ہوا اور جن نے دو تلواروں سے جہاد کیا جو صبر کرنے والے میں ہیں۔ ان کا تاج

سر ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں کہ بوسیدۃ النساء العالمین ہے۔ میں خدیجہ البکری کا فرزند ہوں۔ انا ابن المقتول ظلماً۔ کہ میں ہی مقتول تیغ بنحفا ہوں۔ انا ابن مجزور الراس من القفاء حتی قضی۔ کہ میں اس کا فرزند ہوں کہ جس کا سر مطہر پس گردن سے کاٹا گیا۔ انا ابن العطشان میں فرزند تشنہ کام فرات ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کا عامہ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں کہ جس پر جنات نے ماتم کیا۔

انا ابن من راسہ علی السنان یدعی میں ہی اس کا فرزند ہوں کہ جس کا سر نیزہ پر بلند کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ انا ابن من حرمہ من العراق الی الشام کہ میں اس کا فرزند ہوں کہ جس کے حرم اور سیرت کو اسپر کر کے کربلا سے شام لائے ہیں۔ فلم ینزل یقول انا انا حتی صبح الناس یا ذکاء والنجیب یعنی کہ میں ہی وہ ہوں کہ جس کا حرب و نسب تم نے سنا پس اس قدر اپنے خاندانی حالات بیان کیئے کہ حاضرین دربار میں بے پناہ گریہ و بکا کا شور برپا ہو گیا۔ یزید ملعون نے خیال کیا ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کے طرفدار ہو جائیں۔ اور مجھ سے برگشتہ ہو جائیں۔ اپنے موذن کو حکم دیا کہ اذان کہے۔ جب موذن نے اذان شروع کی۔ امام علیہ السلام نے خطبہ چھوڑ کر فرمایا کہ بے شک کوئی پبیز خدا سے بزرگ و برتر نہیں ہے وہی سب سے بڑا ہے اور ہر ایک بڑے سے بڑا ہے۔ جب موذن نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ..... تو آپ نے فرمایا کہ اس کلمہ پر میرے بال اور پوست گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور جب موذن نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ ان لا الہ الا اللہ آپ نے یزید لعین کی طرف رخ کر کے فرمایا اے یزید لعین تاکہ یہ محمد جن کا

اور کہا اے سکینہ تمہارے جد رسول خدا ﷺ کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا رسول خدا
 پر سلام ہو تم کون ہو۔ کیا میں حوران بہشت سے ایک عورت ہوں۔ میں نے
 سوال کیا وہ مرد پیر نورانی صورت کون تھے اس سورت نے کہا کہ ایک اونٹ
 پر حضرت آدمؑ، دوسرے اونٹ پر حضرت ابراہیمؑ اور تیسرے حضرت موسیٰ کلیم اللہ
 اور پوتھے عیسیٰ روح اللہ تھے کہ بولنے پانے اونٹ پر سوار تھے۔ پھر میں نے
 دریافت کیا کہ پانچویں اونٹ پر کون بزرگ سوار تھے۔ اس نے کہا کہ وہ تمہارے
 جد نامدار حضرت رسول خدا تھے جو غم کی وجہ سے مڈھال ہو رہے تھے جب میں
 نے اپنے جد کا نام سنا تو ان کی طرف دوڑی کہ ان سے اپنی مصیبتیں بیان کروں
 گی۔ کہ اتنے میں پانچ ہودج اترے۔ اور پانچ بیٹیاں ان میں سے باہر آئیں میں
 نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت سوا، حضرت آسیہ، حضرت مریم، حضرت
 خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ وہ پانچویں بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا ہیں
 جو تمہارے جد ماجدہ ہیں۔ پس جب میں نے اپنی دادی کا نام سنا تو بے ساختہ میں
 ان کی طرف گئی اور فریاد کرنے لگی يَا جَدَّةَ اَهْلَيْكَ وَاللّٰهُ رَحِيْمًا وَ سَفَكَتْ
 وَاللّٰهُ دَمَاعًا - دھتکت حریمناہ - وحلنا علی الاقتاب بغیر
 و طاء نساء علی یزید لسنہ لے جد ماجدہ امت نے ہم پر
 ظلم کیے اور جہلاقی چھین لیا۔ ہماری چادر میں اتار لیں۔ میرے بابا کو قتل کر ڈالا
 میرے بھائیوں کو شہید کر دیا۔ جناب فاطمہ زہرہ نے جب سنا تو فرمایا اے سکینہ
 بس بس میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں میرا ہن سین لے کر خدا سے فریاد کروں
 گی اور خون بہا طلب کروں گی۔ لے بیٹی سکینہ تم صبر کرو۔ بعد میں نے دیکھا کہ
 ملائکہ میرے بابا کے سر کی زیارت کو نازل ہو رہے ہیں۔

بروایت دیگر جناب سکینہ فرماتی ہیں کہ وہ حور یہ مجھے ایک قصر میں لے گئی۔
 ناگاہ میں نے دیکھا کہ پانچ عورتیں اس قصر میں موجود ہیں۔ اور ان کے درمیان
 ایک عورت بیٹھی ہیں جو نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ
 کون بنی ہیں اس حور نے کہا کہ اے سکینہ یہ تمہاری دادی فاطمہ زہرہ ہیں اور
 ان کے ساتھ خوا، مریم، جابرہ اور خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ اور بروایت جابرہ کے ہاتھ
 میں ایک خون آلودہ پیرا مین ہے اور سب اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ میں اپنی دادی
 کے پاس گئی اور کہا: يَا حَيْدَاةُ قَتَلِ ابْنِي وَارِثِي يَا حَيْدَاةُ قَتَلِ ابْنِي وَارِثِي
 عصمت پناہ لے جدہ وارث روا کر یانی بابا کو قتل کر دیا اور میں صغریٰ میں
 تیم ہو گئی۔ اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔

یہ بھی روایت میں بتایا جاتا ہے کہ یزید ملعون کہتا تھا کہ میں نے کیوں حسین
 ابن علی کو قتل کیا۔ میرا حسین نے کیا بگاڑا تھا۔ یہ کہتا تھا اور وہ ملعون اپنا سر
 دھناتا تھا۔

ہندہ زہرہ یزید لعین سے روایت ہے کہ میں نے ایک شب خواب میں
 دیکھا کہ آسمان کے درپے کھل گئے ہیں اور گردہ در گردہ ملائکہ سعادت نازل ہو
 رہے ہیں جو کہ سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت کے لیے نازل ہوئے ہیں سب
 سر سید الشہداء کے پاس آئے اور سلام کیا۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ، السلام علیک
 یا ابن رسول اللہ کہ اے حسین اے فرزند رسول خدا تم پر ہمارا سلام ہو۔ اسی اثناء میں
 دیکھا کہ ابر ربادل (کا ایک ٹکڑا زمین پر اترا۔ اس پر سے بہت سے لوگ
 زمین پر اترے اور درمیان میں ایک بزرگ تھے۔ ان کا چہرہ بہت زیادہ نورانی
 تھا جب سرفراک کے نزدیک پہنچے تو فرمایا: يَا ذَكِي قَتَلُوا ابْنَنَا اَتْرَاهُمْ

مَا عَرَفُوكَ وَ مِنْ شَرِّبِ الْمَاءِ مَصْنُوكَ لے میرے نور ویدہ لے میرے فرزند
 تجھ کو قتل کر دیا۔ حالانکہ کیا وہ لوگ نہ جانتے تھے تجھ پر پانی بند کر دیا اور پیاسا
 ہی شہید کر دیا۔ فرمایا لے نور ویدہ حسینؑ میں تمہارا نانا ہوں اور یہ تمہارے
 پردہ علی المرتضیٰؑ ہیں اور یہ حسن مجتبیٰؑ ہیں اور یہ جعفر و عقیلؑ ہیں۔ یہ حمزہ و عباسؑ کہ
 تیری زیارت کے لیے آئے ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنے اہلبیتؑ میں سے ہر ایک
 کا نام لیا۔ ہندہ کہتی ہے کہ میں خواب سے اٹھی تو بہت پریشانی کی حالت
 تھی۔ میں اس سرسٹہر کے نزدیک گئی کہ جہاں آسمان کی طرف سرسٹہر نور کی
 طرح تھا۔ پھر میں خواب سے یزید کو بگننے کے لیے اس کے پاس گئی دیکھا
 کہ یزید لعین پلید اپنے بستر پر نہیں ہے۔ جب میں نے ادھر ادھر دیکھا تو معلوم
 ہوا کہ وہ مخوس و شقی ایک تاجیک ججرہ میں کہ جہاں شمع بھی نہیں تھی بیٹھا ہوا
 ہے اور اس کا منہ دیوار کی طرف ہے اور کہہ رہا ہے کہ لے حسینؑ میرا آپ
 سے کیا سروکار ہے کہ میں نے ناحق تم کو قتل کیا۔ پھر میں نے یزید کو وہاں
 سے اٹھایا اور خواب بیان کیا جس سے اس کی پریشانی اور اپنے فعل پر بہت
 زیادہ احساس ہوا کہ واصر تائیں نے کیوں حسینؑ مظلوم کو قتل کیا۔ صبح ہوئی اس
 نے اہلبیتؑ کو رہا کیا اور ان کو اختیار دیا کہ مدینہ جائیں یا شام میں بعزت و احترام
 رہیں۔ اس میں اہلبیتؑ کو اختیار ہے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ
 اول ہم کو حسینؑ مظلوم کا ماتم برپا کرنے کی اجازت دے۔ اس نے کہا کہ توہیں مظلوم
 ہو دیا عمل کرو۔ آپ کی فرمائش پر یزید نے ایک مکان آقا کاہنہ ام حسینؑ
 کے لیے دیا اور ملک شام میں جس قدر قریش اور نبی ہاشم تھے۔ وہ سب کے سب
 عزاء امام حسینؑ میں شریک ہوئے اور سات روز تک ان سب نے ماتم کیا اور

نوسر وزاری کی اور عزاداری امام حسینؑ میں مصروف ہے۔ اور یہ بھی روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب تک اہلبیتؑ اطہارِ شام میں ہے عزاداری امام حسینؑ برپا ہوتی رہی۔

ابو مخنف نقل کرتا ہے کہ یزید لعینؑ پلید نے ایک روز حکم دیا کہ محمدرات اہلبیت اطہارِ قصر بیزید میں جائیں۔ اس وقت ابوسفیان کی دختروں اور یزید کے محل کی عورتوں نے فخرہ لباس پہنے اور زیورات سے آراستہ ہوئیں کہ حضرت زینبؑ طاہرہ اور جناب ام کلثومؑ اور امام مظلوم کی بیٹیاں داخل قصر بیزید ہوئیں لیکن جب بندر کی بیٹیوں نے دیکھا کہ غم و اندوہ میں مبتلا سو گواران حسینؑ لے میں فوراً ازینت ختم کر دی سو گواران لباس پہن لیا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے استقبال کیا۔ اور تین دن تک یزید لعینؑ کے گھر میں ماتم حسینؑ مظلوم اور صف عزاء شہداء کو بلا آراستہ رہی۔ راز مترجم۔ عزاداری برپا کرنے پر مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عزاداری یزید ملعون کے گھر سے جاری ہوتی ہے۔ اس اعتراض کا مقصد عزاداری کی اہمیت اور حیثیت کو سبک کرنا ہے۔ میں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ کے قتل کے بعد دو چیزیں ابھریں جو کہ یہ ہیں۔ شہادت امام حسینؑ پر اہلبیت اطہار میں ماتم و نوسر و زاری اور قاتلان امام حسینؑ کے یہاں خوشی و سرور اور پھی صورتِ شام میں تھی کہ جب اہلبیت اطہار امیر ہو کر دربار میں پہنچے تو دربار بیزید میں خوشی ہو رہی تھی اور جب اہلبیت قصر بیزید میں پہنچے تو وہاں ماتم و نوسر ہو رہا تھا چنانچہ ماتم و عزاداری ہم نے اپنی کہ یہ مظلوم سے ہمدردی کی نشانی ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ دربار یزید ملعون کی خوشی کس کے نام الاٹ ہوئی۔ شیعہ حضرات تو عزاداری برپا کرتے ہیں۔

جو مظلوم سے ہمدردی کی نشانی ہے اور یوم عاشورا محرمِ مخالفین عزائوشی مناتے
ہیں آرائش کرتے ہیں۔ عزاداری کے خلاف زبان کھولتے ہیں پس دربارِ یزید لعین
کی خوشی مخالفین نے اپنالی ہے جو ظالم سے تعاون کی نشانی ہے۔ ہماری کتاب
مخلفاتِ عزاء ملاحظہ ہو۔

اے شیعوں جب زینبؑ و ام کلثومؑ قہرِ یزید میں گئی ہیں تو کیا حالت ہوئی ہو
گی کہ انقلابِ زمانہ کو یمن کی شہزادیوں کے لیے زندانِ شام اور یزید کی بیٹیوں کے
لیے قہرِ شام

اللعنة الله على القوم الظالمين

مکتبہ
مدنیہ اللطیفہ آباد
۱۹۱۰

چودھویں مجلس

اسیرانِ اہلیت کی شام سے رہائی

اور
مدینہ منورہ پہنچنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله على المصائب الفادحات والقوادح الحاريات والصلوة
والسلام على سيدنا محمد اشرف الكائنات وان هو النجوم الطالعات
وعلى اهل بيته الشموس الصاخيات والبدر الصاميات
سبما على فرجه وسبيله صاحب المحن الهائلات والفتن الحاربات
التي لو يسمع بمثلها في القروى الخاليات ولو تر تحوها عين
الايام السالقات صاحب الذموع الهائلات والعيون الشاهرات
والبطون الصارات والقلوب الصاريات والشفتات الذابلات
والافواه اليابسات والاكباد الطاميات والدماء حاريات و
الجروح الصاهيات والنخور الداميات والابدان الباليات
والاجسام العاريات التي احاطت الجلاب العاديات والسباع
الضاريات بالسبيون الباترات والشهام النافذات وعوده السيون
القاطعات طبائيه الزماح الطاعنات ودواؤه الدماء الحاريات

اَلْقَانَهُ عَشِيرُ السَّافِيَاتِ نَدَايَةُ الْبَنَاتِ الْخَاسِرَاتِ ه شِيَاَعُهُ
 الْاِرَامِلُ الْيَارِزَاتُ ه تَرْضُهُ الْحَيُولُ الْعَارِيَاتُ ه وَتَسْفُوهُ
 عَلَيْهِ الرِّيحُ الْاَسَافِيَاتُ ه وَهُوَ سَبِيلُ خَيْرِ الْبَرِيَّاتِ ه
 وَخَلِيقَةُ يَا مِرْحَى الْمَوْجِدَاتِ ه فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ اَسَسَ
 هَذَا الْاَسَاسَ وَصَنَّ بَعِيْ عَلَيْهِ بُنْيَانَهُ ه وَخَتَمَ ظُلْمَهُ
 وَعُدَاوَتَهُ ه لَعْنَةُ مُصَلِّةٍ ه دَاسَّةٌ بَاقِيَّةٌ ه
 مَا بَقِيَّتِ الْاَرْضُونَ وَالسَّمٰوٰتُ وَاشْرَقَتِ الْبَادِقَاتُ
 وَبَعْدُ قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهُ فِيْ كِتٰبِهِ الْعَزِيْزِ ه

آیت :-

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِرِيسِهِ سُلْطٰنًا يُسْرِفُ
 فِي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنصُوْرًا ه

سورة بنی اسرائیل

آیت نمبر ۱۲۳

ترجمہ :- اور جو شخص ناحق مارا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو (قاتل پر قصاص کا) تباہ دیا ہے تو اسے چاہیے کہ قتل (خون کا بدلہ لینے) میں زیادتی نہ کرے بے شک وہ مدد و یا جائے گا (کہ قتل ہی کرے معاف نہ کرے)

اس آیت مجیدہ سے ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ارزوئے ظلم قتل کر دیا جائے تو مقتول کے وارثوں کو غالب بنایا جائے گا کہ وہ قاتل پر غلبہ پائیں گے مگر اس کے قتل میں زیادتی نہ کریں۔ خدا کے مقتول کے درثناء کے لیے غلبہ رکھتا ہے اور اس امر کا وعدہ کیا گیا ہے کہ اس کے وارثوں کو خدا کی نصرت

لے گی۔ اس کے لیے قصاص بھی ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا لَتَرَجَعَنَّ نَفُوسٌ وَ لَيَقْتَتَنَّ يَوْمَ تَقُودُمْ۔ یعنی کہ یقیناً اگر کوئی شخص مقتول ہو گا تو اس کا قصاص لیا جائے گا۔ اور قصاص میں مقتول کی نوعیت قتل کو بھی دخل ہے۔ کہ اگر کسی نے مقتول پر عذاب کیا ہے قاتل پر بھی وہی عذاب کی صورت بخزان قصاص ہوگی۔ اگر قتل کیا ہے تو قتل قصاص ہوگا۔

یہ آئیہ مجیدہ اگرچہ عمومیت پر مبنی ہے لیکن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت خصوصی طور پر حضرت امام حسین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پنا پنچہ جیاشی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے اس قول میں ”مَنْ قَتَلَ مَظْلُومًا“ حسین ابن علی ہیں کیونکہ آپ حالتِ مظلومی میں شہید ہوئے ہیں اور ہم ان کے اولیاء یعنی حارث ہیں اور جب ہمارا قائم ظہور فرمائے گا طلبِ خون کرے گا پس وہ اس قدر لوگوں کو قتل کرے گا کہ بظاہر لوگ یہ سمجھیں گے کہ قتل کرنے میں زیادتی کی ہے۔ اسراف کیا ہے اور آپ نے پھر فرمایا کہ اس آئیہ مجیدہ میں مقتول حضرت امام حسین ہیں اور ان کے ولی یعنی وارث حضرت قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہ ہیں اور یہاں اسراف سے یہ مراد ہے کہ آپ ان لوگوں کو بھی قتل کریں گے کہ جنہوں نے اگرچہ بظاہر قتل نہیں کیا ہے اور حضرت قائم علیہ السلام من اللہ منصور ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا اس وقت فنا نہ ہوگی جب تک کہ اولاد رسول خدا میں سے آپ کا ایک فرزند ظہور نہ کرے اور وہی ظاہر ہو کہ دنیا سے ظلم مٹائے گا۔ اور دنیا کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ اور اس طرح

عدل و داد سے پُر کر گیا جیسے پہلے ظلم و جور سے پُر تھی۔ کافی میں روایت ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ راوی کہتا ہے کہ آپ سے اس آیت مذکورہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا اس کا مصداق حسین علیہ السلام کی ذات اقدس ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اَوْ قَتِلَ اَهْلُ الْاَرْضِ مَا كَانَتْ مَسْرُفًا کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگ بھی اگر قتل کر دیئے جائیں تب بھی اسراف فی القتل نہیں ہے تقاسیر سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت صادق آل محمد نے کلمہ لایسرف کو بعینہٴ نقی ارشاد فرمایا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ مقتول کے ولی کو غلبہ دیا جائے گا۔ پس قتل میں اسراف نہیں ہے خواہ کس قدر گروہ انسانی قتل ہو۔ کیونکہ خون امام حسین علیہ السلام دوسرے لوگوں کے خون کی طرح نہیں ہے بلکہ شہیدان کربلا کا خون ایک ایسا خون ناسحق ہے کہ اگر تمام عالم تلف ہو جائے تو بھی خون امام حسین سید الشہداء کا بدل نہیں ہو سکتا یہ خون حضرت صالح پیغمبر کے ناسق سے کم تر نہیں ہے جبکہ خون ناسق کے سبب سے کئی ہزار نفر ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ خون حضرت یحییٰ کے خون ناسق سے کتر نہیں ہے بلکہ حضرت یحییٰ کے خون کے ناسق بدلے میں ستر ہزار آدمی قتل کیے گئے اور یہ گناہ یعنی کہ امام برحق کو ناسق کرنا یہ ایک ایسا گناہ عظیم ہے کہ (بلا تشبیہ) جب کہ قوم لوط کی زمین کا تختہ الٹ دیا گیا تو کیا قاتلان امام حسین اور اس قتل میں شریک ہونے والے اور خاموش رہنے والوں اور خون ناسق کو پھیلانے والوں سے جس قدر بھی قتال کیا جائے وہ کم ہے اور اصحاب "سبت" ہونے جو گناہ کیا تھا وہ تو بہت ہی تھا (سبت سے ہفتہ (شعبہ) کا دن مراد ہے اور اسرائیلیوں کو اس دن چھلی کا شکار کھیلنے کی ممانعت تھی۔ ان لوگوں نے ایسا طریقہ نکالا کہ دریا کے کنارے بیٹے

بڑے گڑھے کھود دیئے ان میں دریا کا پانی بھرتا اور پھلیاں جمع ہو جاتیں
تھیں یہ لوگ جمعہ کے دن کسی آنرز وقت جا کر گڑھے کی نایاں جو دریا سے پانی
لانے کے لیے بناتی تھیں ان کا منہ بند کر دیتے تھے اور پھر اتوار کے دن جا کر
پھلیاں نکال لاتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے ہر چند کہ اس مکاری کی
مخالفت کی اور ان کو منع کیا مگر وہ اپنے کمر سے باز نہ آئے آخر کار ان پر عذاب
نازل ہوا اور وہ سب مردوزن بند رہ گئے۔ تین دن تک یہ معذب مخلوق
زندہ رہی اور بعدہ ہوا کا ایک بھونکا اور یہ سب کے سب دریا میں جا پڑے
نبی اسرائیل میں شنبہ ر ہفتہ کا دن متبرک تھا اور اہل اسلام میں روز جمعہ متبرک
تھا محض دن کی تقدیس برباد کرنے پر عذاب نازل ہو گیا تو ذات حسینؑ
تو امام اجمہ والجماعت ہے کیونکہ یہ صرف امام منصوص من اللہ کا حق ہے مگر
اب یہ لفظ عام ہو گیا ہے۔ خدا رحم کرے)

ہاں واللہ قصاص خون امام حسینؑ میں اسراف نہیں ہے عظمت امام حسینؑ
کے پیش نظر جس قدر بھی لوگ اس واقعہ سے متاثر ہوں گے اور قتل امام حسینؑ
پر راضی ہوں گے وہ جس قدر بھی قتل کیے جائیں گے خواہ ان کی اکثریت۔
اقلیت میں بدل جھانٹے پھر بھی اسراف فی القتل نہیں ہے۔ علاوہ ازیں کثرت
یقیناً منافی عدل نہیں ہے کیونکہ اس خون ناحق کے ولی، وارث حضرت امام
العصر مہدیؑ ووران عجل اللہ فرجہ میں جو اولاد فاطمہؑ اور اولاد حسینؑ سے ہیں
اور آپ کے فیصلہ جات علم باطنی کی بنا پر عل میں آئیں گے۔ جیسا کہ حضرت
نضر اور حضرت موسیٰؑ کے واقعات میں نشاندہی کی گئی ہے کہ حضرت نضرؑ کو
علم غیب حاصل تھا اور حضرت موسیٰؑ اس علم کو حاصل کرنے کے لیے نضرؑ کی

ملاش میں نکلے تھے مگر حضرت خضر نے مقام امتحان میں علم غیب کا تحمل نہ پایا اور علم غیب تعلیم نہیں کیا۔ جن لوگوں کو خونِ امام کی وجہ سے قتل کیا جائے گا ان کے بارے میں حدیث میں وارد ہوا ہے اَلَا دَاۤءُ النَّرَاضِيْنَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ شَرُّ كَاۤءُ قَتْلِ دَاۤءِ يَحْنِي كَمَا بُو لُوْغٌ قَتَلَ حُسَيْنًا پُر رَاغِي هُوْنُوْا اور آپ کے قتل میں شریک ہوئے ان سب کی اولاد در اولاد، در اولاد جو ایامِ محرم میں خوشیاں کر کے شریکِ قتلِ امام حسینؑ ہونے والوں کی عملی تائید کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب وقتِ ظہورِ امام آخر الزمان قتل کیے جائیں گے اور جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو منادیِ فدا دے گا یا کلماتِ اعلیٰؑ کہ حسینؑ کا خون طلب کیا جائے اور خون کا بدلہ لینے کے لیے لشکرِ اہل ایمان و ملائکہ ترتیب دیا جائے گا۔ اور امامِ عالی مقامِ خونِ امام حسینؑ کا انتقام لیں گے۔ علامہ کلینیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کسی

نے آپ سے اس آیت مبارکہ کا مطلب دریافت کیا جو کہ یہ آیت ہے۔ وَقَتِيْنَا اِلٰى بَنِيْ اِسْرٰٓئِيْلَ فِى الْكِتٰبِ نَفْسٌ فَاۡتٰى فِى الْاَرْضِ مَرَاتِيْنٌ وَنَتَعَلْنَ عَلٰۤٔا كَيْدًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۷)۔ یعنی کہ اور ہم

نے بنی اسرائیل سے اسی کتاب (توریت) میں صاف صاف بیان کر دیا تھا کہ تم لوگ روئے زمین پر دو مرتبہ ضرور فساد پھیلاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے اس قوم نے پہلی مرتبہ اشعیا پیغمبر کو قتل کیا اور دوسری مرتبہ حضرت ذکریا اور یحییٰ کو شہید کیا۔ اور حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرنا پس نبی و امام کو قتل کرنا سرکشی اور طغیان ہے اور ایسا ہی امتِ مسلمہ میں ہوا کہ پہلی مرتبہ امت نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو قتل کیا اور دوسری مرتبہ

امام حسنؑ کو زہر سے کر شہید کیا اور دَن تَعْلَنَ عَلَوًا كَبِيرًا یعنی کہ سرکشی
 عظیم کا رونما ہونا یہ ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام کو قتل کیا اور امام جعفر صادقؑ فرماتے
 ہیں کہ قتل امام حسینؑ تمام فسادوں میں عظیم تر فساد اور انتہائی بڑی سرکشی ہے
 اور واقعہ کربلا میں ہر قسم کے ظلم بھی جمع ہو گئے ہیں۔ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُولٰٓئِهٖمْ
 یعنی کہ پھر جب ان دو فسادوں میں پہلے کا وقت آن پہنچا تو بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ
 عِبَادًا اَلْنَا اُولٰٓئِهٖمْ شِدًّا نَبِيًّا اَفْجَا سُوًّا اَخْلَلَ الدِّيَارَ۔ کہ ہم نے تم پر کچھ
 اپنے بھروسے (بجنت نصر) اور اس کی فوج کو مسلط کر دیا۔ جو بڑے سخت لڑنے
 والے تھے تو وہ لوگ تمہارے گھروں میں گھسے اور خوب قتل و غارت کیا۔
 وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُودًا۔ اور خدا کے عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔
 ان آیات میں خداوند عالم نے اس چیز کو واضح کیا ہے کہ نبی و امام کے
 قتل ہونے کی صورت میں قاتلوں سے ضرور بدلہ لیا جائے گا جس کی نظیر بنی اسرائیل
 میں ہے کہ حضرت یحییٰؑ کے قتل ہونے کے بعد بجنت نصر کو ان پر مسلط کیا اور
 اس نے ستر ہزار افراد قتل کیے۔ ان آیات کا نزول قوم بنی اسرائیل سے متعلق
 ہے اور تاویل اس گروہ اہل اسلام سے ہے کہ جس نے امام حسینؑ اور ان کے
 پدر بزرگوار، اور ان کے بھائی حسنؑ کو شہید کیا اور انتقام خون حسینؑ لینے کا تعلق
 حضرت امام العصرؑ مہدی القائمؑ علیہ السلام کے ظہور وقت عمل میں آئے گا کیوں کہ
 آپ منصور من اللہ ہیں اور وارث خون امام حسینؑ ہیں۔

اس لیے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام العصرؑ کے اصحاب کی پہلی
 نماز آقاؑ (یہ ہو گی۔ یا کثالات الحین کہاں ہیں خون حسینؑ کا بدلہ لینے والے
 پانچ حضرت صادقؑ آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ جب مظلوم ترین اور بے کس سین گھوٹے

سے زخمی حالت میں زمین پر تشریف لائے۔ آپ استفاثہ فرما رہے تھے اور کوئی مدد کرنے والا نہ تھا۔ ملائکہ میں ایک پچھل مچ گئی بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا پروردگارا تیرے نبی کی دختر کا فرزند استفاثہ کر رہا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں سنتا۔ اور لے خداوند عالم تیری نگاہِ علمی میں یہ چیز موجود ہے۔ اس وقت نطلبِ قدرت ہوا کہ لے میرے ملائکہ تم عرش کی دائیں جانب نظر کرو۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص عبادتِ الہیہ میں مشغول ہے۔ پھر خدانے فرمایا لے ملائکہ میں اس کے ذریعہ انتقامِ خونِ حسینؑ لوں گا۔ اور لے ملائکہ میں نے بجلی کے قتل ہونے کے بعد انتقام لیا اور ستر ہزار افراد تہ تیغ ہوئے۔ ریس میں خونِ حسینؑ کا بدلہ اسی قائمِ الصلوٰۃ کے ذریعہ لوں گا اور ستر ہزار، ستر ہزار ازگروہ بنی امیہ قتل کروں گا۔ اور ان کے لیے عذابِ آخرت بھی ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے کہ جہاں ہمیشہ رہیں گے۔

مفضل ابن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور یہ حدیث طولانی ہے جو کہ بحار میں موجود ہے کہ سوال کرنے پر حضرت صادق آلِ محمدؑ نے فرمایا کہ حضرت قائم آلِ محمدؑ کے ظہور کے بعد آپ کے انصار مکہ میں آپ کے گرد اکٹھے ہوں گے۔ ملائکہ اور اشرافِ بناتِ آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کریں گے۔ اور پھر اہل مکہ کو دعوتِ بیعت دیں گے اور آپ اپنے اہل بیتؑ میں سے ایک کو اپنا سفیر بنا کر ان کی طرف مقرر کریں گے اور پھر امام عالی مقام حضرت مہدی العصر والقائم علیہ السلام دارِ ہجرت کی طرف واپس ہوں گے کہ جو کوفہ اور نجف کے درمیان ہو گا اور اس جگہ سے بسوے مدینہ روانہ ہو گئے تو عجیب و غریب امور ظاہر ہوں گے اور ان امور کو دیکھ کر ان خوش نصیب

مومنین کے دل خوش ہوں گے اور کافر و منافقین کا بزورِ و ملال زیادہ ہو جائیگا۔
 پس اس وقت سید حسینیؑ ظہور فرمائیں گے اور آپ کی بیعت کریں گے۔ اور پھر آپ
 دمشق جائیں گے اور شاہ سفیانی کی حکومت پر طرقت کریں گے رجال مالہ بلعے گا۔
 پس پھر حضرت امام حسینؑ ظاہر ہوں گے اس طرح کہ آپ کے ہمراہ بارہ ہزار
 صدیق و صادقین ہوں گے اور بہتر شہدائے کربلا بھی ہمراہ ہوں گے قِيَا كَلَّتْ
 مِنْ عِنْدِهَا مِنْ كَرْبٍ ذَهْرًا وَرَجَعَتْ بِيضًا۔ پس صدیق اکبر حضرت
 امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے اور
 اس وقت ایک ایسا قبہ نورانی آپ کے لیے آئے گا کہ جس کی ضیاء باری دیکھ کر
 آفتاب بھی رشک کرے گا۔ اس وقت ظاہر و باطن سب روشن ہو جائیں گے یعنی
 ظاہر ہو جائیں گے۔ يَوْمَ نَزَّوْنَهَا تَنْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمِيًّا اَوْ ضَعَّتْ
 وَتَضِعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ
 وَالِكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ ۝ سورۃ الحج آیت نمبر ۲۱۔ یعنی کہ
 جس دن تم اسے دیکھ لو گے تو ہر دودھ پلانے والی (ڈکے مارے) اپنے شیرخوار
 کو بھول جائے گی اور ساری حاملہ عورتیں اپنے اپنے حمل (دہشت سے) گرادیں
 گی (اور گھبراہٹ میں) لوگ تجھے متوالے معلوم ہوں گے۔ حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں
 بلکہ خدا کا عذاب بہت سخت ہے (کہ لوگ بد احساس ہو رہے ہیں)۔

پس حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ تَعْرِىطُهُمُ السَّيِّدُ الْاَجَلُ دُسُوْلٍ
 اللّٰهِ فِيْ اَنْصَارِكَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ الْيَدِ وَمَنْ اَمِنَ بِهٖ وَصَدَّقَهُ وَاَسْتَشْفَعَهُ مَعَهُ
 پس سید الانبیاء حضرت رسول خدا انصار و مہاجرین کے ساتھ ظاہر ہوں گے اور
 وہ صاحبان ایمان بھی ظاہر ہوں گے کہ جو دنیا میں آپ کی تصدیق کرتے تھے اور

ایمان کامل کہتے ہیں یا دنیا میں دین اسلام کی خاطر شہید ہوئے ہیں۔ اور پھر یہ بھی یقینی پتہ ہے کہ بن لوگوں نے آنحضرتؐ کی نبوت میں شک کیا اور آپ کی تکذیب کی۔ وہ لوگ کہ جو آنحضرتؐ کو کاہن و میزہ کہتے تھے مجنوں و شاعر سمجھتے تھے اور آپ سے محار بہ کرتے تھے موجود ہوں گے اور ان سے قصاص لیا جائے گا اور ان کو سزا دی جائے گی۔ **وَرُئِدُ اَنْ نَّمْسَ عَلَى الْاَيِّمِ اَسْتَضِعُّ فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اُمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۗ وَنَمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَرُئِدُ زُرْعَتِمْ ۗ وَهَآ صَاكٌ وَجُوْدُهُمْآ مِنْهُمْ ۗ مَا كَانُوْا يَحْضُرُوْنَ ۝**

رسورۃ القصص اور ہم تو یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر اسحاق کریں اور ان نبی لوگوں کا پیشوا بنائیں اور انہی کو اس سر زمین کا مالک بنائیں اور انہی کو روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں اور فرعون و یامان اور کونون کے لشکروں کو انہی کمزور ہاتھ سے وہ پیڑیں دکھائیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے) یعنی مقصد یہ ہے کہ جو لوگ کمزور کر دیئے گئے ہیں خدا ان پر اسحاق کرے اور انہیں قوت بخشے اس طرح کہ وارث زمین بناوے یعنی کہ ان کی بادشاہت قائم ہو۔ اور زمین ان کے تصرف میں ہو۔ مفضل نے سوال کیا کہ مولیٰ آنحضرتؐ سے کہ امام آخر الزمان مہدی القائم تک سب ہی وارث زمین ہوں گے۔ یقیناً مادرائی قاف ان سب کی حکومت ہوگی روئے زمین پر ان کا سکہ رواں ہوگا۔ ان کا کلمہ پڑھا جائے گا۔ اور روئے زمین پر دین اسلام نافد ہوگا باطل مٹ جائے گا۔ حق کا دور دورہ ہوگا۔

لے شیعو! میں دیکھتا ہوں کہ تمام آئمہ ہدی صلوة اللہ علیہم اجمعین آنحضرتؐ سے اپنے اپنے مصائب بیان کریں گے کہ لے بدنار ہمار ہم پر آپ کے بعد امت نے

کیا کیا ظلم کیے ہیں۔ سیدہ عالم فاطمہ زہرا اپنے بابا سے شکایت کریں گی کہ فلاں فلاں آگ و لکڑیاں لے کر میرے دروازہ پر جمع ہو گئے۔ فاطمہ شکایت کریں گی کہ فلاں فلاں نے دروازہ مجھ پر گرا دیا اور میرے شکم میں محسن شہید ہو گیا بیعت کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین کے گلے میں رسی ڈال دی۔ راز مترجم۔ بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے دور خلیفہ اول میں ان کی بیعت کر لی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے خلفاء ثلاثہ میں سے کسی کی بیعت نہیں کی۔ اگر آپ بیعت کر لیتے تو آپ کے بعد واقعہ کہ بلا جو انکار بیعت پر متوجع ہوتا ہے رونمانہ ہوتا۔ پس شہادت حضرت امام حسینؑ شاہد ہے کہ ان کے پدر عالی قدر نے ہرگز بیعت نہیں کی تھی۔ مفضل حالات کے لیے ہماری کتاب علیؑ اور بیعت ملاحظہ ہو۔

فاطمہ زہرا اپنے بابا کی خدمت میں عرض کریں گی کہ مجھے آپ کی میراث سے محروم رکھا گیا۔ حالانکہ گروہ انبیاء اپنی اولاد کو اپنی میراث دیتے ہیں۔ اس وقت حضرت علیؑ نے آپ سے فرمایا اے سیدہ تم رحمت اللعالمین کی دختر ہو صبر کرو صبر تمہاری میراث ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ متقی خلافت کے سلسلہ میں مہابرو انصار کے پاس بھی تشریف لے گئے ہیں اور انہوں نے جو عہد آنحضرت سے کیا تھا یاد دلایا ہے لیکن موقع پر ان لوگوں نے اظہار حق نہیں کیا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ زمانہ رجعت میں جبکہ آنحضرت کی بادشاہت ہوگی آپ اپنے مصائب بیان فرمائیں گے اور آنحضرت سے انصاف چاہیں گے۔ پھر عرض کریں گے کہ ابن ابی عمیر نے میرے سر پر حالت نماز میں ضرب لگائی اور مجھے شہید کیا۔ حضرت امام بقرہ صادقؑ فرماتے ہیں کہ فیقوم الحسین مخصیاً بدمہ ہو وجیع من قتل معاً یعنی کہ

اس وقت حضرت امام حسینؑ اپنے خون میں آلودہ اور تمام شہداء کربلا اپنے اپنے خون میں آلودہ آئیں گے۔ اور آنحضرتؐ سے داد چاہیں گے۔ امام حسن مجتبیٰؑ تشریف لائیں گے اور زہر کا واقعہ بیان کریں گے اور پھر سیدہ عالم فریاد کریں گے تضرع و زاری فاطمہؑ دیکھی نہ جائے گی۔ آنحضرتؐ فاطمہؑ زہر کو پیار کریں گے اور فرمائیں گے اے بیٹی صبر کرو اب خون حسینؑ کے انتقام کا وقت آ گیا ہے۔ یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد حضرت صادق آل محمدؑ پر گریہ طاری ہوا اور آپ خوب روئے اور فرمایا۔ لَا عَيْنَ لَا تَبْكِي حَسْبَكَ هَذَا الْبَدَنُ عَرَبِيٌّ كَمَا أَنَّهُمْ أَمْكَهُمْ نَهَيْتُمْ هِيَ كَمَا أَنَّكَ كَرَمَصَابِ الْبَلْبِيَّتِ اطهار سنے اور آنکھ سے آنسو نہ نکلیں۔ مفضل کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت بہت گریہ کیا۔ پھر میں نے مولا کی خدمت میں عرض کیا یا مولائی مَسَا فِي الدَّمْعِ یعنی کہ لے میرے مولا اسی گریہ کا کس قدر ثواب ہے تو ارشاد فرمایا کہ اگر ایک قطرہ اشک ہماری مصیبت میں انسان کی آنکھ سے نکل آئے تو اس کا بے حد ثواب و اجر ہے۔

مفضل کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اس وقت فاطمہ بنت رسول اللہؑ خداوند عالم سے عرض کریں گی۔ اَللَّهُمَّ اِنْجِزْ وَعْدَكَ وَ مَوِّعَتَكَ اِلَيَّ فِي مَنْ ظَلَمْتَنِي وَ غَضَبْتَنِي وَ صَدَقْتَنِي وَ جِزْ عَنِّي فَوَئِزِ اَوْلَادِي يَعْنِي كَرَامَةَ بَارَايَهَا تُو اِپنا وعدہ وفا کر۔ اور مجھے داد دے اور بن لوگوں نے مجھ پر اور میری اولاد پر ظلم کیا ہے۔ میرا اور میری اولاد کا حق پھینکا ہے میری اولاد کو قتل کیا ہے مجھے میری اولاد کے غم میں مصیبت زدہ کیا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں فریاد لاتی ہوں تو فیصلہ کر تو حکم جاری کر۔ پس اس وقت گریہ و بکا کا شور

برپا ہو گا۔ اور تمام کائنات میں شور و غوغا بلند ہو گا۔ خداوند ا تو قاتلوں سے انتقام لے۔ الا قتل فی ذالک الیوم العن قتلتہ۔ یعنی کہ اس روز درجہ بدرجہ ہزاروں آدمی قتل کیے جائیں۔ یہ حدیث بہت طولانی ہے مگر بقدر ضرورت اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کی یہ سزا اگرچہ عذاب ہے مگر آخرت کا عذاب اس سے بھی شدید تر ہے۔ کیونکہ خون امام حسین کا ولی خود ذات خداوند عالم ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اَللّٰہُ یَطْلُبُہُ اَللّٰہُ کہ یہ خون وہ خون ہے کہ خدا طلب کرے گا۔ پناہ پنج روز محشر میدان حشر میں ایک عجیب ہنگامہ گریہ و بکا بلند ہو گا کہ جب سربریدہ امام حسین لایا جائے گا۔ سیدہ عالمین فاطمہؑ نوحہ کنال فریاد کریں گی اور اس وقت عرش الہی تنزل میں آئے گا۔ ملائکہ مقربین گریہ کنال ہیں۔ واقعہ کہ بلانے حاملان عرش کو عزادار بنا دیا۔ کہ امت نے نواسہ رسول خدا کو شہید کر دیا۔ فاطمہ کا شیر لہو ہو کر بہہ گیا۔ جسم نازنین ریگ گرم پر پڑا رہا۔ اگر اس گروہ نابکار کا ایمان بختہ ہوتا اور وہ خدا و رسول کا پاس و لحاظ کرتے تو حسینؑ کو شہید کرتے معلوم ہوا کہ ان کا ایمان ہی نہیں تھا اور نہ یہ صحیح طور پر اسلام لائے تھے۔ یہ مہدی طباطبائی نے بہت خوب فرمایا ہے۔ فَا اَصْنِ الْقَوْمَ وَقَدِّمًا اَوْ هُمْرَ كَفَرُوا مِنْ بَعْدِ اَیْکُمْ ہُوَ قَوْمٌ مَّسْعُودٌ۔ یہ جماعت روز اول ہی سے ایمان بخدا و رسول نہیں لائی تھی۔ انہوں نے ظاہراً اسلام قبول کر لیا تھا اور آنحضرتؐ کے بعد یہ لوگ اسلام سے پھر گئے تھے۔ پناہ پنج احادیث صحیحہ سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ قَدْ حَارَ بَوَّاءُ الْمُصْطَفَىٰ فِي حَرْبِهِ عَدُوِّہٖ وَ لَوْ اَخَارَ شِعْرُہٗ فِي حَرْبِہٖ ابْتَدَأَ بَرْدًا یَعْنِی کہ آنحضرتؐ پر ان لوگوں کا کیا ایمان تھا۔ حالانکہ انہوں نے رسول خداؐ

سے محاربر کیا پیغمبر خدا پر تلوار کھینچی، آنحضرتؐ نے فرمایا ہے حربك حربى
 وِسْمِكَ سَلْبِيحِي یعنی کہ میری عزت سے اور علیؑ سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ
 کرنا ہے چنانچہ زمانہ اول اسلام میں جنگ کی ہے۔ لَا كَلَانَ يَنْزِلُ عَنْ سُلْطَانِهِ
 مَلَكٌ وَلَا لَمْنِيَةِ السَّاعِي لِبَقَايِنِهِ — یعنی کہ ان لوگوں کو زمانہ رسولؐ کے
 ایسا موقعہ نہیں ملا کہ بے سختی دلی جنگ کرتے اور وہ لوگ ہاتھ روکے رہے۔ خَلَا
 انسى الحسينَ وَقَدْ كَرَّتْ عَلَى قَتْلِهِ الْاَفْوَاجُ وَالرَّصَنُ — یعنی کہ
 اگر تم نے فراموش کر دیا ہے تو میں نے تو فراموش نہیں کیا کہ حضرت امام حسینؑ
 کو لشکر کفر و ضلالت نے اپنے گھیرے میں لے کر چاروں طرف سے آپ پر حملہ کیا۔
 كَمَا قَامَ فِيهِمْ خَطِيْبًا مَتْنًا رَادًا تَلَامِيًا فَمَا اَعْتَدَتِ الْاِيَامَاتُ وَالسَّنَنُ —
 یعنی کہ کثیر تعداد میں خطیبہ دیا اور مواظظ بیان کیے اور ان لوگوں کو حضرت
 رسولؐ خدا کی عظمت اور جلت سمجھائی مگر ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا
 قَالَ اَسْبَدَنِي فَجَدَتْنِي اِحْمَدُ وَسَلُّوا مَا قَالَتْ فِي فَاكَمْ يَكْنِي بَكُو الْخَبْرُ — جب یہ
 دیکھا کہ ان لوگوں پر مواظظ کچھ اثر نہیں کرتے فرمایا کیا مجھے پہچانتے ہو کہ میں
 کون ہوں اگر نہیں پہچانتے ہو تو آگاہ رہو کہ میں فرزند محمد مصطفیٰؐ جگر گوشہ
 علی المرتضیٰؑ نور دیدہ فاطمہ زہرہ ہوں۔ وَ يَتَادَى اِنِي الذُّصْحَرَادُ بَابِي الْمَرْتَضَى
 وَرَسُولُ اللّٰهِ جِدْتُمْهَا الْقَوْمَ اِحْوَى پھر آپ نے با آواز بلند فرمایا کہ میری ماں
 فاطمہ زہرہ ہیں۔ میرے بابا علی المرتضیٰؑ ہیں اور میرے نانا رسولؐ خدا ہیں۔ اے قوم
 ان کی خاطر مجھ پر رحم کرو۔ پھر سوال کیا۔ رسولؐ خدا نے میرے متعلق امت سے
 کیا فرمایا ہے۔ یہاں نہیں جانتے میرے نانا نے فرمایا ہے حُسَيْنٌ وَسَيِّدِي وَ اَنَا مِنْ
 الْحُسَيْنِ — نانا نے فرمایا ہے الحسن والحسين سيد اشباب اهل الجنة یعنی کہ

میں اور میرے بھائی دونوں کو جو انانِ بخت کا سردار قرار دیا ہے۔ دَعُو
 تُوْنِي لِضَرْبِ اَيْنَ نَضْرُكُوْا اَيْنَ مَا خَطَّتِ الْاَقْلَامُ وَالزَّبْرُ۔ مجھے
 تم نے بہت خطوط بھیج کر بلا یا ہے تم میری نصرت کرو۔ تم نے تو پانی تک بند
 کر دیا ہے حالانکہ تمام جانور تک آبِ فرات سے سیراب ہوتے ہیں۔ هَلْ مِنْ
 مَغِيْبَةٍ يَغِيْبُ الْاِلَالُ مِنْ ظُلْمٍ بِشْرِكِيَّةٍ مِنْ غَيْرِ مَا لَهَا خَطَرٌ —
 کوئی فریاد رس ہے کہ مجھے ایک گھونٹ آبِ سرد پلا کر میری فریاد کو پہنچے۔
 اور ہمیں تشنگی سے نجات دلائے۔ وَهَلْ رَاِحَةٌ يَرْحَمُ الْوَطْفِلَ الرَّضِيْعُ
 فَقَدْ جَعَلَ الزَّمَاعَ وَمَا لِلْفَعْلِ مَقْطِعًا كَوْنِي رَحِمَ كَرْنِ وَاللَّهِ كَرْمِي
 شہرِ نِوَارٍ پَر رَحْمِ كَرْمِي اور اس کو ایک گھونٹ پانی پلائے کہ اس کی ماں کا
 دودھ خشک ہو گیا ہے۔ هَلْ مِنْ نَضِيْرٍ مُخَاوِرٍ اِدَاخِي حَسْبِ مِيْرَعَالِيْبِي
 فَمَا حَامُوا وَكَذَلِكَ نَضْرُوْا۔ آیا ہے کوئی مددگار آیا ہے کوئی جو میری کفایت
 و مددگاری کرے۔ اور حرمتِ رسولِ خدا کی رعایت کرے مگر کوئی حمایت نہیں
 کرتا تھا۔ تِلْكَ الزَّرَايَا كَوَانُ الْاَتْلَابِ مِنْ حَجِرٍ اَصْوَرَ كَانْ لَادِنَا هُنْتِ
 يَنْفَطِرُ۔ ان مصیبتوں میں چند مصیبتیں ایسی ہیں کہ جن کو سن کر دل شکافتہ ہو
 جاتا ہے کہ اس گروہِ نابکار نے امامِ حسین علیہ السلام پر مصائب کے پہاڑ توڑ
 دیئے خدا کے حکم سے زمانہ رجعت اور قیامت میں ان کفار سے انتقامِ خونِ
 حسینِ مظلوم لیا جائے گا۔ اور یہ لوگ داخلِ جہنم ہوں گے۔

سید ابن طاووسؒ و ابن شہر آشوب نے عبد اللہ بن رباح سے روایت
 کی ہے کہ اس نے کہا میں نے ایک مرد نابینا کو دیکھا میں نے اس سے
 دریافت کیا کہ نابینا اراندھا کیونکر ہوا۔ اس شخص نے کہا کہ میں ان لوگوں

میں سے ہوں کہ جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے گئے تھے میں
 نو آدمیوں کے ہمراہ تھا مگر میں نے امام عالی مقام سے جنگ نہیں کی نہ کوئی نیزہ
 ان کی طرف پھینکا اور نہ کوئی تیر مارا جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں
 اپنے گھر واپس آ گیا۔ نماز عشاء پڑھنے کے بعد میں سو گیا۔ میں نے خواب میں
 دیکھا کہ مہیب صورت شخص آیا اور کہا تجھے حضرت رسول خداؐ بلا تے ہیں۔ میں
 نے کہا کہ انہیں مجھ سے کیا کام ہے مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ شخص
 مجھے کٹاں کٹاں لے گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک صحرا میں آنحضرتؐ مغموم و محزون
 تشریف فرمائی اور آستینوں کو کہنیوں تک پڑھائے ہیں اور ایک سربہ دست
 مبارک میں ہے اور آنحضرتؐ کے سامنے ”نطح“ یعنی چمڑے کا فرش بچھا ہوا ہے
 اور ایک فرشتہ کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں آتشیں تلوار ہے۔ اور ان نو آدمیوں
 کو جو میرے ساتھی تھے اس تلوار سے قتل کر رہا ہے۔ اپنی تلوار جس شخص پر لگاتا
 ہے وہی شخص آگ میں بہل جاتا ہے۔ پھر وہ زندہ ہوتا ہے اور پھر وہ فرشتہ
 آگ کی تلوار سے ضرب لگاتا ہے جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں نے
 دو زانو بیٹھ کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے جواب نہ دیا۔ اور
 ایک ساعت سر مبارک بھکائے رہے اور فرمایا اے دشمن خدا تو نے میری حرمت
 ضائع کی اور میری عزت کو قتل کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے مگر تو
 نے لشکر اپنی زیادگی کثرت میں امانہ کیا فرمایا۔ میرے نزدیک آ رہے ہیں
 قریب گیا تو ایک گشت خون سے بھرا رکھا تھا۔ فرمایا یہ میرے فرزند حسینؑ کا
 خون ہے یہ کہہ کر آپ نے سلائی میں خون لگا کر میری دونوں آنکھوں میں پھیر
 دیا۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو امدھا تھا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر قاسم ابن اصبح بن نبیاء سے روایت کی ہے کہ ایک ملعون قبیلہ وارزم سے لشکر ابن زیاد میں شریک ہو کر کربلا وارو ہوا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہنگ کرے اس شخص کا چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ اور واقعہ کربلا سے پہلے وہ شخص خوب رو اور برنگ سفید تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا یہ حال ہو گیا کہ چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا ہے یہ کیا بات ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ میں نے لشکر امام حسین علیہ السلام میں سے ایک خوبصورت ماہ رو انسان کا قتل کیا ہے۔ اس کی پیشانی مبارک سے عبادت کے آثار ہویدا تھے اور میں اس کا سر لایا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ ملعون ایک گھوڑے پر سوار تھا اور وہ سر مقدس زمین میں لٹکا ہوا تھا اور گھوڑے کی رانوں سے لگتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کاش یہ شخص اس سر مبارک کو ذرا اونچا باندھتا کہ گھوڑے کی رانوں سے نہ لگتا۔

میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ اے بیٹا کہ اس سراقہ اس کا صاحب جو بلا اس پر نازل کرتا ہے وہ اس صدمہ سے کہ جو سر مبارک پر ہے زیادہ ہوتی ہے۔ اس سیاہ رونے بیان کیا کہ جس دن سے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے ہر شب میرے خواب میں آتا ہے اور کہتا ہے چل، بس مجھے جانب جہنم لے جاتا ہے اور جہنم میں ڈال دیتا ہے اور صبح تک عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ میں نے اس کے ہمسایہ لوگوں سے سنا وہ کہتے تھے کہ راتوں کو اسکی صدائے فریاد سے میں نیند نہیں آتی ہے۔ میں اس عورت کے پاس گیا اور حقیقت حال دریافت کی اسکی زوجہ نے کہا کہ اس کم بخت نے خود اپنے کو سوا کیا ہے اور واقعاً ایسا ہی اس کا حال ہے جیسا اس تم سے بیان کیا ہے۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس کسی شخص نے حضرت سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام سے محاربہ کیا وہ فرد مرصع جزام میں مبتلا ہوا یا پاگل ہو گیا اور اس کے اثرات اس کی اولاد میں نمایاں رہے۔ ایک اور حدیث میں حضرت صادق اکبرؑ سے مروی ہے کہ ابوسنیان کی اولاد نے حضرت امام حسین کو شہید کیا۔ پس خداوند عالم نے ابوسنیان کی اولاد سے مکہ چھین لیا۔ ہشام ابن عبدالملک نے زید ابن علی زین العابدین کو شہید کیا خداوند عالم نے اس سے حکومت چھین لی۔ ولید ملعون نے یحییٰ ابن زید شہید کر قتل کیا یا خدا نے اس سے اس کا ملک چھین لیا۔ پس جس کسی شخص نے امام حسین کے ساتھ سلوک کیا وہ کبیر کو دار کو پہنچا دینا و آخرت میں ذلیل ہو گیا اور اس نے اپنی آخرت تباہ کر لی۔ اس کے بالمقابل آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا اور عزاداری کرنا عزا امام حسین پر از کثیر خرچ کرنا۔ بقتل شہادت امام حسین کے لیے تقدیراً آخرت کا کام باعث خیر و برکت اور موجب ثواب آخرت ہے۔ اور دنیا میں بھی اس کی عزت و وقار ملتا ہے۔ اور اس پر اکثر احادیث شاہد ہے۔ اور جو شخص ان چیزوں کو ٹھاننا چاہتا ہے اور بخورنے کے لیے عمل سے رہے آخرت میں اس کے لیے خسارہ اور دہنا س اس کے لیے ذمت و مoadی سے منقول ہے کہ معتزاً اللہ جو خلفائے بنی عباس سے ایک خلیفہ تھا۔ اس نے خزانہ امام حسین کو لوٹ لیا اور سارا مال دزرا اپنی فرج کے لوگوں کو بانٹ دیا اور کہا کہ قبر کو خزانہ کی احتیاج نہیں ہے جب وہ کربلا سے باہر نکلا۔ وہ شقی ازلی اور اس کا بیٹا دونوں قتل کر دیئے گئے عقابیت سعود بن عبدالعزیز ابن عبدالوہاب اس طرح پر ہے کہ یہ شخص بخدی تھا اس نے بدعتیں جاری کیں اور اکثر شہروں اور قروں کے لوگوں کو قتل کیا۔ اور ان پر غلبہ پاکر عربیہ حکومت کا ناہدار بن گیا۔ اور اپنے عقائد باطلہ لوگوں میں پھیلانا شروع کئے۔ اور روضہ بار مبارک کی تعظیم و تقدیس کرنے کو دایم قرار دیا کہ وہ ان چیزوں کو بت پرستی سمجھتا تھا۔ پھر اس نے کربلا معلیٰ کا رخ کیا اور باشندگان کربلا کو قتل کیا اور اپنا رعب اور اپنی

دہشت پھیلا کر لوگوں کی زبانوں کو بند کر دیا۔ تقریباً چار ہزار افراد کو بے گناہ تہ تیغ کیا۔ اور قبر مبارک حضرت شہداء علیہ السلام فریخ مبارکہ کو غارت کیا اور سیم وزر لوٹا۔ صندوق مبارک کو توڑ ڈالا۔ یہ واقعہ ہائلہ حذر ۱۲۱۶ھ صحیح کو پیش آیا ہے۔ اس کی تاریخ لفظ ”بغذیر“ سے نکلتی ہے (ب + ۲ غ + ۱۰۰۰ + ۴ + ۱۰ + ۱۰ = ۲۰۰۱ = مجموعہ ۱۲۱۶ ہوا۔ یعنی کہ سال تباہی ۱۲۱۶ھ) اور جب وہ کربلا کو برباد کر کے واپس ہوا تو وہ اسی اپنے وطن نہیں پہنچا تھا کہ ذیل و خوار ہوا۔ اور طرح طرح کی مہیتوں نے ان گھیرا۔ نوعیت یہاں تک پہنچی کہ وہ اصل جہنم ہو۔ اس کی سلطنت چونکہ قوی گئی تھی مضبوط ہو گئی تھی۔ اسی قوم پر مسلط ہو چکا تھا کہ ان میں دہشت گردی پیدا کی۔ کچھ لوگوں کو قتل کیا۔ اس کی اولاد اقرباہ کی تعداد قریب قریب دو سو نفر تھی کہ جن کو امیر کے مہر لینگئے۔ اور اس کے خاندان کے چند بزرگ لوگ اسلامیوں پہنچائے گئے۔ اور جب ان کو سلطان روم کے سامنے پیش کیا تو اس نے ان کو قتل کر دیا۔ وَالْحَسْبُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ابن قولیہ کے معادیرہ ابن دہب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کہ مرد عمر رسیدہ۔ کہ تم تھی کہ خدمت امام عالی مقام میں آیا اور سلام کر کے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنا ہاتھ برائے بوسہ دین۔ امام عالی مقام نے جواب سلام دینے کے لیے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھایا اس مرد میر نے آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ اور اس پر گریہ طاری ہو گیا آپ نے اس سے سبب گریہ دریافت کیا فرمایا تو کس لیے روتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں آپ پر خدا بوجاؤں اب سے سو برس بیشتر میں آپ کے در دولت پر حاضر ہوا اس سال مفید ہے اور وہی روز ہے کہ میں جب حاضر ہوا تھا لیکن میری حسرت آج پوری نہ ہوئی (اَزْیَمُوْهُمُ مَقْتُوْلِیْنَ مَشْوَءَ دِیْنٍ وَاَرْحٰی اَعْنَ اَبْنُوْکُمْ یَطْرُوْنَ بِالْاَوْحٰی)۔ یعنی کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اکل رسولی در بدر ہو رہے ہیں اور دشمنان دین۔ ہواؤں میں اڑ رہے ہیں یہ سن کر حضرت صادق آل محمد کی آنکھوں میں

انسوا گئے۔ اور فرمایا اے شیخ کہ اگر خدا تجھے ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ کے ظہور تک باقی رہے تم اس وقت ہمارے درجات عالیہ دیکھو گے کہ ہمارا روضے زمین پر اقتدار اظہار باطنی ہوگا۔ اور اگر تم رحلت کر گئے تو ہر روز قیامت ہمارا اقتدار دیکھو گے کہ خداوند عالم نے ہمیں کیا کیا قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں اور ہماری کیا شان ہے آپ نے فرمایا کہ اے شیخ ہمارے جد نامدار حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو گونا گوار جبرئیل پھوڑے جانا ہوں اگر ان دونوں سے متمسک رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک میری عسرت ہے اور دوسری پیڑ کتاب خدا (قرآن) ہے اس شخص نے کہا اے مولا اس حدیث کو سننے کے بعد میں خوش ہو گیا کہ یہ دونوں چیزیں حوض کوثر تک ساتھ ساتھ ہیں۔ پھر آپ نے سوال کیا اے شیخ کیا تو کووند کا رہنے والا اس نے کہا۔ البتہ کووند کے گرد و نواح کے قبروں میں سے ایک قبر کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو قبر حسین مظلوم سے کس قدر فاصلہ پر رہتا ہے اس نے عرض کیا کہ زیادہ فاصلہ نہیں ہے بلکہ قبر مبارک کے نزدیک تر رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے جیسا کیا تو قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کو جاتا ہے اس نے عرض کیا مولیٰ بارہا زیارت کر چکا ہوں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں مَا أَضْيَبَ إِسْمِي وَلَا فَاطِمَةَ وَلَا يَصَابُونَ بِمَثَلِ الْحُسَيْنِ یعنی کہ اولاد فاطمہ کی کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جیسی کہ حسین پر مصیبتیں پڑی ہیں کیونکہ امام حسینؑ کے ساتھ اپنا رہ بی بی ہانم ایسے شہید ہوتے ہیں کہ جن کی مثل و نظیر دنیا میں نہ ملتی۔ خداوند عالم بہترین جزا دے گا۔ امام حسین اور آپ کے رفقاء اعزاز نے جہر کیا ہے۔ روز قیامت امام حسینؑ وارد میدان قیامت ہوں گے اور سر پریدہ آنحضرتؐ کے ہاتھوں پر ہو گا اس وقت آنحضرتؐ بارگاہِ خدا میں فریاد کریں گے۔ خداوند امیری امت نے میرے فرزند حسینؑ کو بے گناہ قتل کر ڈالا پس حضرت امام جعفر علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جن جن خزاں مکروہ ہے بفرج جزا و جزا مصیبت امام حسینؑ۔ یعنی کہ اپنے عموں میں عم حسینؑ پر گروہ

کرے تو نسب و بہتر ہے ان عباس سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ پر وحی کی کہ اے میرے حبیبؐ - تجھی پیغمبر کے بے گناہ قتل ہونے پر ستر ہزار لوگ قتل کئے گئے اور حسینؑ فرزند فاطمہ کے قتل ہونے پر ستر ہزار اور ستر ہزار لوگ قتل کئے جائیں گے۔ ہاں اے دوستوں - قتل امام حسینؑ کو فی ایسا قتل نہیں ہے کہ جس کی تلافی ایک دفعہ قاتل کو قتل کر کے ہو سکے۔ اگر دینا سرنگوں پر جاتے تب بھی کما حقہ تلافی ممکن نہیں ہے روایت ہے کہ حضرت صادق آل محمدؑ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شاعر البلیت جعفر بن صفیان آئے۔ اور آپ نے ان کو یہ تعظیم اپنے پاس جگہ دی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم معلوم ہوا ہے کہ تم مرثیہ امام حسینؑ میں اشعار کہتے ہیں۔ اور خوب کہتے ہیں۔ جعفر نے عرض کیا ہاں مولیٰ ہیں مرثیہ کہتا ہوں۔ ایک علی الاسلام (من کان باکیاً فقد ضیت عشت اذ کما منہ واستحکمت) چاہتے کہ رونے والے ذاتی اسلام پر گریہ کریں کہ اسلام کے احکام ضائع کر دیتے گئے اور ارکان اسلام غلام بنا دیتے گئے۔ عداۃ حسینؑ للذمماج ذریۃ وقد نفلت منہ السیوف وعلت عی وہ زمانہ فزانش نہیں ہوتا کہ جب چاروں طرف نیزے کی انسان چل رہی تھیں۔ اور نیزے بلند تھے اور آہ نیزے امام حسینؑ کے جسم نازنین پر پڑ رہے تھے۔ اور دشمنوں کی جسم مبارک پر پڑ رہی تھیں کہ خون حسینؑ بے یارب ہوں۔ دعوز ذنی الصحراء لعمنا مبدل اعلیہ عشاق الطیر یاتمت وظلمت یہاں تک کہ آپ کا بدن مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور زمین کو بھلا کر بھگا گیا۔ اب تمہارا گئے۔ اور پرندے ان پر سایہ کر رہے تھے۔

فَمَا نَصَرَتهُ اُمَّه السَّوَادُ دَعَا لِقَتْلِ ظَهْرَ الْاِحْلَامِ مِنْهَا اَوْصَلَتْ اس بدترین گروہ نابالگار نے ان کی یادری نہ کی۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کو استغاثہ بلند کرنا پڑا۔ ان ظالموں کے ظلمانہ کردار نے عقل کو میران کر دیا ہے۔ الدیل محو النوار هم

بِأَكْفِهِمْ فَلَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
 کی۔ بلکہ خود اس نور کو بجھانے کی کوشش کی۔ ان کے ہاتھ شل ہو جائیں اور کٹ جائیں یعنی کہ
 جن ہاتھوں نے شیخ امامت کو گل کرنا چاہا وہ شل ہو جائیں گئے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
 مُحَمَّدٍ فَإِنَّ أُمَّتَهُ مِنْ نَفْسِهِ حَدِيثٌ حَدَّثَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
 علیہ وسلم کافرند میرے جدِ بزرگوار کے نام پر۔ میرے نانا کی خاطر میری مدد کرو میری نصرت
 کرو۔ اور اپنے ہاتھوں کو روک یعنی ظلم نہ کرو۔ فَمَا حَفِظُوا قُرْبَ الرَّسُولِ فَمَا رَعَوْا وَ
 رَكَّتْ بِيَهُمْ أَقْدَامُهُمْ وَاسْتَرْكَبَتْ أَذْقَانَهُمْ حَسْرَةَ الْقَتْلِ أُمَّةٌ جَدَّ
 فِي كُفْرِهِمْ وَذَلَّتْ۔ یعنی کہ حق رسولِ خدا کی کوئی رعایت نہ کی۔ بلکہ حق رسولِ خدا
 کو فراموش کر دیا اپنے پیغمبر کے رشتہ داروں اور ان کے فرزند کو قتل کیا۔ اس امت نے
 سخت ترین گناہ کیا ہے۔ جو ناقابلِ معافی ہے فَلَا قَدْرَ مِنَ الرَّحْمَنِ أُمَّةٌ
 جَدَّ وَرَأَتْ هِيَ مَا مَاتَ لِإِلَهِهِ وَصَلَّتْ لَهَا نَجَعَتْ بِنْتُ الرَّسُولِ
 بِنْسِلِهَا دَكَ نَوَاحِمَا الْعَرَبِ حِينَ اسْتَقَلَّتْ یعنی کہ خدا اس امت کو ان کے گناہ
 معاف کر کے پاک نہ کرے۔ یعنی کہ خدا اس گروہ نابکار کو نہ پیچھے بہر چند کہ یہ لوگ حضرت
 امام حسین کو قتل کر رہے تھے حالانکہ نمازیں بھی پڑھ رہے تھے اور روزے رکھتے تھے۔
 بی بی جعفر مرثیہ پڑھ رہے تو حضرت صادق آل محمد پر گریہ طاری ہوا۔ اور جس قدر مجلس
 عالی مقام میں لوگ موجود تھے سب ہی رورہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بخدا یہاں ملائکہ
 موجود تھے اور وہ بھی مرثیہ سن کر رورہے تھے۔ اور فرمایا کہ وہ ہم سے زیادہ رورہے
 تھے۔ اور اے جعفر خدا نے تمہارے لیے بہشت واجب کیا ہے اور تمہارے گناہ بخش
 دیتے ہیں پھر فرمایا اے جعفر اگر تم چاہتے ہو تو اس سے بھی زیادہ فضیلت بیان کروں
 میں نے عرض کیا اے سولی فرمائے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مرثیہ امام حسین میں ایک

شعر پڑھ کر خود بھی رو سے اور لوگوں کو بھی رلاتے تو خدا کی رحمت کے گناہ بخش دیگا اور بہشت میں جاگے گا۔

بہر حال جب کہ ذکر کیا جا چکا کہ یہ گروہ نابکار حضرت حسین علیہ السلام کو شہید بھی کر رہا تھا۔ نماز بھی پڑھ رہا تھا اور یہ بد بخت روزے بھی رکھتے تھے۔ اور بنی زنادیوں کو اس پر کر رہے تھے۔ دل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دل فاطمہ زہرا زنجی ہو رہا تھا۔ اور یزید ملعون نے کونسا ظلم تھا کہ جو ایران اہلیت پر نہیں کیا۔ دربار یزید کو کجا اور بنی زادیاں کجا۔ یزید کجا یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری تین عادتیں بر لاؤں گا۔ ایک ہفتہ کے بعد یزید نے سید سجاد کو طلب کیا اور اس بد نہاد نے حضرت کی اور کہا کہ آپ مع اہلیت شام میں رہیں یا مدینہ تشریف لائیں چنانچہ مفقول ہے کہ جب حضرت زید غاتون کو معلوم ہوا کہ یزید نے ہمیں رہا کر دیا ہے فرمایا اے سجاد اس سے کہہ دو کہ اول ہم کو ماتم حسین مظلوم پر پا کرنے کا موقع ہے کہ ہم اپنے شہیدوں پر دل بھر دو سکیں۔ یزید سے حضرت سید سجاد نے جا کر کہا کہ ہماری بھوی زینب بنت علی فرماتی ہیں کہ ہمیں ایک مکان خالی کراہے کہ ہم کہ بلا کے شہیدوں کا ماتم کریں اس نے ایک مکان مقرر کیا۔ اہلیت اظہار نے ماتمی ہوا کی یعنی سیاہ لباس پہنا۔ اور ملک شام میں جس قدر قریش اور بنی ہاشم تھے وہ ماتم و گریہ و زاری میں شریک اہلیت اظہار ہوئے اور سات روز تک ماتم ہوتا رہا۔ اس نے پھر آٹھویں روز آپ کو طلب کیا۔ اور بہر خد خواہی کے بعد شام میں رہنے کا ان کو تکلیف دی۔ اور جب اہلیت نے قبول کیا۔ تو اس نے واپس بیٹھنے کا انتظام کیا حضرت سید سجاد نے فرمایا ہماری تین حاجتوں میں سے اول حاجت یہ ہے کہ تو ہمارے بابا کا سر بریدہ دے تاکہ ہم سب اپنے بدر کے اسر کی ایک مرتبہ آخری زیارت کریں۔ اور سر سطر کو وادع کر لیں۔ اور دوسری ہماری حاجت یہ ہے کہ جو مال دہ

بایا گیا ہے وہ واپس کر دے۔ اور تیری حاجت یہ ہے کہ اگر تجھے قتل کر چاہتا ہے تجھے
 مہلت دے کہ میں ان ایسروں کو مدینہ رسول خدا پہنچا سکوں۔ یزید ملعون نے کہا کہ اسے
 علی ابن الحسین، اب تم اپنے بایا کے سر کی زیارت نہیں کر سکیں۔ بعض روایات میں ہے کہ
 کبھی ہی اس ملعون نے یہ کہا اس وقت سر مطہر امام حسین طشت میں رکھا ہوا تھا سر مطہر سے
 تعلق اور السلام علیکم اعلیٰ ابن الحسین نے کہا۔ وعلیکم السلام آیتیمی علی صغری
 اسے بدر بزرگوار آپ نے مجھے صغریٰ میں یتیم کر دیا۔ اور اب مجھ میں اور آپ میں جڑا ہی
 پڑ گئی۔ اور اب میں بسوے حرم رسول خدا ایسروں کو لے کر جا رہا ہوں۔

ابن طاووس فرماتے ہیں کہ یزید نے کہا کہ میں تمہیں قتل نہیں کروں گا اور اب تم عورت
 اور بچوں کو لے کر مدینہ چلے جاؤ۔ اور جمال و مناع لوٹ لیا گیا ہے وہ اپنے خزانے
 پورا کر لگا اور اس سے بھی زائد دو لگا۔ چنانچہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہماری بھرتہ
 کی چادر اور مقنعہ اور ان کا پیرا بن و قلابہ ہمیں دیدے کہ وہ ہماری میراث ہیں اور ہمارے
 لیے تبرک ہیں۔ پس یزید نے حکم دیا کہ یہ تمام چیزیں واپس دیں جائیں۔ اور اس کے علاوہ
 یزید نے دو دینار بھی دے کر وہ حضرت سید سجاد نے بطور غریب مساکین میں تقسیم کر دیئے
 یزید نے حکم دیا کہ ایسروں کو مدینہ واپس پہنچا دیا جائے۔ شیخ مفیدؒ و صاحب مناقب روایت
 کرتے ہیں کہ نعمان بن بشیر کو ہمراہ کیا۔ اس کے بعد یزید نے بطور رفع اعتراض کیا کہ خدا تعالیٰ
 کے ابن سر جانہ (ابن زیاد) پر کہ اس نے حضرت امام حسین کو قتل کر دیا اگر میں اس کی جگہ
 کا تو ہرگز ان کے قتل پر رضی نہ ہوتا پھر حضرت سید سجاد سے کہا کہ آپ مجھے ہمیشہ خطا تحریر
 کیا کریں۔ اور جو حاجت ہو وہ طلب فرمائیں میں پوری کروں گا۔ بعد ازاں جس شخص کو ان کی
 رفاقت اور نگہبانی پر مقرر کیا تھا اسے ہلا کر کہا دوران سفر حضرت کو کوئی گزند نہ پہنچے اور جو
 کچھ فرمائیں اس پر عمل کیا جائے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب یزید نے مال و زمینیں کیا کہ

کہا کہ یہ اس ظلم کا عوض ہے کہ جو تم پر ہوئے جناب ام کلثوم نے فرمایا کہ یزید یا یزید
مَا أَقْتَلْ حَيَاؤُكَ وَأَصْلَبَ وَجْهَكَ تَقْتُلُنِي وَأَهْلِي بَيْتِي وَتُعْطِيَنِي
عَوْدُ ضَرْهُو مَمْلَا۔

اسے یزید تو کس قدر حیا و شرم سے دور ہے ہمارے بھائیوں اور عزیزوں
کو قتل کر کے کہتا ہے کہ یہ عوض ہے اس فعل کا کہ جو میں نے انجام دیا ہے۔ حالانکہ
تمام دنیا کا معاوضہ ان کے قتل کے بارے میں بھیج ہے بلکہ ان کے جسم مبارک
ایک روٹے کا عوض یورپی کائنات نہیں ہے۔

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ جب ایران اہل بیت رہائی کے بعد
شام سے بظرف عراق روانہ ہوئے اور شام سے باہر نکلے اور عراق کی
سرحد میں داخل ہوئے تو حضرت سید سجادؑ نے اس پاسبان سے کہ جو
بمراہ تھا فرمایا کہ ہمیں پہلے کربلائے چلو۔ اور دیان سے مدینہ کی جانب
روانہ ہونا۔ اس پاسبان نے منظور کر لیا قافلہ کربلا پہنچا اسی دن حضرت
جابر بن عبد اللہ انصاری علیہ السلام اور گروه بن ہاشم اور امام حسینؑ کے
اقرباء زیارت قبر مبارک کے لیے آئے تھے۔ جب حضرت جابر بن عبد اللہ
انصاری اور بنی ہاشم نے اسیروں کا قافلہ دیکھا ایک گہرا مہر پہاڑ
گب۔ و احسینا و ام محمد اہ کی صدائیں بلند ہوئیں
یہ بھی واضح رہے کہ جو شخص جس رسم زیارت قبر امام حسینؑ قائم
کی وہ جابر بن عبد اللہ انصاری ہے۔ سب نے قبر میں مظلوم
پر جی بھس کے ماتم کیا۔ نوحہ دزاری اور فرس یاد کا۔ اور کربلا کے آس
پاس کے قبروں سے عورت جمع ہو گئیں۔

اور قتل کی زمین ماتم سر ابرن گئی۔ فَتَّاحُ لِسَانِ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ - وَهُنَّ
 مِنَ الْكَاذِبَةِ يَزْتَمِنُنَا فَقَدْ نَا هَيْهَتَ قَمَرًا مُضِيًّا
 بسورِ صُمدَاءَهُ يَهْدِي السَّائِبِينَ . . .
 . . . یعنی کہ نبی زادویوں نے بزبان حال یہ پوچھ پڑھا کہ یہاں بدر ٹلک
 امارت تو ملن تھا کہ جو اپنی ضیاء باریوں سے وادی ضلالت پر آشوب میں روشنی پھیللا
 رہا تھا اور اب غروب کر گیا۔ فَقَدْ نَا هَيْهَتَ رُوحًا وَرِيحَاتًا
 وَرِيحُونَ وَتَبِينًا اس جگہ رُوحِ مَالِئِينَ رَاحَتِ جَانِ سَرُورٍ دُو عَالَمِ اَدْرَسُورِ
 دِلِ مَوْسَمَانَا، اور ریحانِ پُغْمِیرِ اِذَا الزَّمَانُ كَمُ هُوَ كَمَا هُوَ۔ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ
 کہ جسے خدا قرآن میں فرماتا ہے یہی حسین ہے صُحْبَاتُ سَنِّ الْحَرَابِ
 عُلُوجِ حَوْرٍ صُمْنَا شَدَّتْ حَيُولُ الْعُرْبِ قَيْنَا اس جگہ اولادِ عرب نے جنگ و جدل
 کی بنیاد رکھی۔ اور ہمیں غارت و برباد کر دیا۔ صُنْنَا ذَرْبِ الْحُسَيْنِ بِسَفِ
 شَمِيرِ صُنْنَا قَدْ تَرَبُّوا مَسْمَاءُ الْحَيْنَا یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں شمر و
 اللہ الحرام نے شمشیرِ بیداد سے کام لیا اور حسین کو ذبح کیا۔ اور امام حسین کی پیشانی
 مبارک خاک آلودہ کی۔ صُحْبَاتُ الْعَبَّاسِ فِي يَوْمِ عُبُوسِ حِيَالِ الْمَاءِ
 قَدْ آمَنِي رَضِحِينَا یہ جگہ ہے کہ جہاں عباس ابن امیر المومنین کے کنار
 فراتِ دست و بازو قائم ہوئے۔ صُحْبَاتُ ذَبْحِ الرَضِيعِ بِسَهْوِ حَقْدِ
 فَمَا رَجِمُوا صغَارَ الْمَرْضَعِينَا یہ جگہ ہے کہ جہاں ہمارے
 صغیرین کو نشانہ بن کر ظلم بنا صُحْبَاتُ قَدْ طَيَّرَتْ أَسْيَافُ جَوْرِ اَكْفَا
 كَفَاتِينِ الْمَنَا قَتَلِينَا یہ جگہ ہے کہ جہاں ظلم و جور کی تلوار
 دستِ باد مبارک قطع کے آور خدائے اہمیں دو پر عطا کئے ہیں۔ صُحْبَاتُ صَبْغَتِ

نَوَاحِيْنَا دِمَاحٌ بِنِجِّ بْنِ سَبْحِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 یہ جگہ ہے کہ جہاں ہمارے چہرے اور پیشانیاں شہیدوں کے خون سے رنگین ہو
 گئیں تھیں۔ صُحْبًا عَلَوَادُ سِ بَنِي عَلِيٍّ دَرُؤْسُ بَنِي عَقِيلِ
 العاقليتنا یہ ہی وہ جگہ ہے کہ جہاں سر ہاء اولاد امیر المؤمنین نیزوں پر بلند کئے
 گئے۔ اور سر ہاء اولاد عقیل و جعفر نوک سنان پر بلند کئے گئے۔ صُحْبًا حَرَقُوا
 حَيَاتَهُ دَاخِرًا قَوْصَحَادُ قَسْمِهِ قَيْدَاتُ فِي الْغَايِبِيْنَ نَا یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں آل رسول
 کے فیوض کو آگ لگا دی گئی۔ اور مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ اور ہماری چادریں
 اتاری گئیں۔ بعض روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زینب خاتون جب اپنے بھائی
 قبر مبارک کے نزدیک گئیں۔ تو اپنے سر پیٹ لیا اور گریبان چاک کر لیا اور
 باوا زین کہار و احسینا و اَحْبَبِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا بَنِ مَكَّةَ وَيَمِيْنِي
 يَا بَنِ الزُّمَرِ اِيَّا بَنِ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَىٰ ہائے حسین، ہائے ولید رسول خدا ہائے
 مکہ و نبی کے وارث اے فالمد زہرا کے نور نظر علی کے لال۔ ہائے حسین کہا کہ گڑ پڑیں
 حضرت ام کلثوم نے بال پریشان کئے اور کہا۔ اَلْيَوْمَ مَاتَ اَبْنِي الْمُرْتَضَىٰ
 اَلْيَوْمَ حَلَّ الشَّكْلُ بِالزُّمَرِ اس وقت سیکندریہ اور
 تمام حذرات گریہ و ماتم کر رہے تھے۔ عجب قیامت خیز کہرام برپا تھا۔ صحرا کہ بلا کی
 فضا ہائے حسین ہائے حسین سے گونج رہی تھی۔ بروایت تین دن اہلیت کے بلا میں ٹھہرے
 اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگے اور تصور کیا کہ اس پر بھول گیا بان میں تھیں
 کی قبروں پر کون ہے کہ جو شمع جلائے گا اس وقت پھر کہرام گریہ پھاوار جباران عبد اللہ
 انصاری اور دیگر نبی ہاشم جو زیارت کے لئے کہلائے تھے حضرت سید سجاد کے ہمراہ ہوتے
 باہر سینا، ہائے حسینا کہتا ہوا تافکہ کہ بلا سے بچوئے مدینہ روانہ ہوا۔

محمد ابن ابی القاسم طبری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عالم نے بیان کیا اور انہوں
 نے عطیہ معونی سے روایت کی ہے۔ عطیہ معونی کہتے ہیں کہ میں جابر ابن عبداللہ انصاری کے ہمراہ
 برائے زیارت قبر حسینؑ کر بلا گیا۔ وہاں پہنچنے کے بعد جابر ابن عبداللہ انصاری نے کنارہ فرات
 میں غسل کیا۔ اور لباس تبدیل کر کے توشہ لگا کر قید امام حسینؑ کی طرف چلے۔ ذکر خدا کرتے
 جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ قبر مطہر کے نزدیک پہنچے مجھ سے کہا کہ میرا
 ہاتھ قبر منور تک پہنچا دے۔ میں نے ان کا ہاتھ تھاما اور قبر مبارک پر ہاتھ رکھا رجب انہوں نے
 قبر مطہر پر اپنا ہاتھ رکھا میں نے دیکھا کہ وہ قبر پر گر پڑے اور عرش کر گئے۔ میں نے ان پر پانی
 چھڑکا۔ ان کو قدر سے ہوش آیا۔ تین مرتبہ کہا۔ یا حسین یا حسین یا حسین اور پھر کہا حَبِيبٌ
 لَا يَجِيبُ حَبِيبَهُ اے حسین محبت میں کیا ہوئی کہ جواب نہ ملے۔ اپنے حبیب کو
 جواب نہیں دیتے ہیں پکار رہا ہوں اور کوئی جواب نہیں دیتے۔ پس کہا وَ اِنِّى لَلْكَا
 بِالْحَبَابِ وَقَدْ شَحَطْتُ اُو راجيكَ اَعْلَىٰ تَبَاكُلَا
 اشاحك وَ كُنُو قَىٰ بَيْنَ بَقَىٰ تَاك وَ رَا سِيكَ اے مولیٰ آپ کیونکر
 جواب دیں کہ خون میں آلودہ ہیں گلے کی گلیں کٹی ہوئی ہیں سر بریدہ جدا ہو گیا ہے۔ ہائے مولیٰ
 حسینؑ کہا اور روتے روتے بے حال ہو گئے اور زیارت تمام کی اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ
 اہلبیت اطہار شام سے رہا ہونے کے بعد کربلا ہوتے ہوئے مدینہ نہیں گئے ہیں بلکہ شام سے
 سیدے مدینہ منورہ پہنچے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کربلا پہنچنے کے بعد حضرت سید سجاد
 علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب بسوے مدینہ روانہ ہوں۔ اس وقت اسیران اہلبیت نے
 عجیب درد و یاس کے عالم میں قبر حسینؑ کو دوا کیا۔ امام حسینؑ کی بیٹیوں نے عجب حسرت و درد
 کے ساتھ شہیدوں کی قبروں کو رخصت کیا اور کربلا کے کوچ فرمایا۔
 سید ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ بشیر ابن بزم جو کہ آپ کے ہمراہوں میں سے تھا



کہتا ہے کہ حبیب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت سید مجاہد علیہ السلام نے ایک جگہ میری مدینہ
تسول اجلال فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں بیٹھے نصیب کئے جائیں اور تقاضا کی کھڑکی کج جائیں۔ پھر
آپ نے مجھ سے فرمایا۔ **يَا بَشِيرُ رَحِمَ اللهُ اَمَّاكَ لَقَدْ كَانَ شَاعِرًا**
فَقَوْلُ نَقْدِي رُوِيَ عَلَى شَيْءٍ مِنْهُ اے بشیر خدا تیرے باپ پر رحمت نازل
کے تیرا باپ شاعر تھا۔ اپنے باپ کا قصہ تو نے بھی پایا ہے۔ بشیر نے کہا یا بن رسول اللہ
ہاں میں بھی شعر کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مدینہ میں جا کر حضرت سید الشہداء کا مشیر پڑھے
اہل مدینہ کو ہمارے آنے کی خبر کہ بشیر کہتا ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا اور
مسجد رسول خدا کے قریب پہنچا صدمے گریہ و زاری بلند کی اور یہ اشعار پڑھے۔

يَا اَهْلَ اَهْلٍ يَتَقَرَّبُ لِمَقَامِهِ لَكُوْبِهِمَا
قَتَلَ الصَّالِحِينَ فَاَدَّعَى مَدِينًا

اسے اہل شہر بے جگہ (مدینہ) رہنے کے قابل نہیں رہا کیونکہ صالحین شہید ہو گئے اور اس
سبب سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ **الْحِجْرُ مِنْهُ مَكْرٌ بِلَا مَضْرُوحٍ**
وَالرَّاسُ مِنْهُ عَلَى الْقَتْلِ كَيْدٌ اَرٌ

ان کا بدن مبارک کہ بلا میں درمیان خاک و خون پڑا ہے۔ اور ان کا سر مبارک تیرے پر
شہر بر شہر بھرا یا جا رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ علی ابن الصلیٰ اور بشیر اہل بیت تمہارے
قریب آگئے ہیں۔ اور میں ان کا قاصد ہوں میں ہی قتل صالحین کی خبر سننا آئی ہے۔ جب یہ آواز
مدینہ میں بلند ہوئی تمام محذرات نبی ہاشم اور زنان مہاجرین پادریہ ہنزا اپنے اپنے گھروں سے
نکل آئیں اپنے منہ پر طمانچہ مارتی تھیں۔ بال پریشان کہے ہوئے تھے۔ سب لوگ میرے پاس
آئے اور پوچھا اے قاصد تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں بشیر ابن عبدالم

اَوْلَى نَاعٍ نَاعًا فَاَوْجِعَا وَ اَمْرٌ صَنِيْتِي نَاعٍ نَاعًا فَاَفْجَعَا

اور اپنے سولی و آقا حسین کے قتل ہونے کی خبر لیا ہوں۔ اس خبر سے دل سے چین ہو گیا ہے اور مجھے میرے آقا علی ابن الحسین نے تمہارے سب کے پاس بھیجا ہے کہ خیر تکل حسین دوں۔ اور سید سجاد مدینہ سے باہر فلاں مقام پر مقیم ہیں۔ فعینتی جودا بالذموع واسکنا وجود امید مع تعدد معکما و معا۔ پس اے ان کی نیکیا کیونتی تم حسین شہید میں رو اور پے و پے آسو برس۔ علی من د صعی عرق الحلیل
 فَزَعَزَعْنَا مَا صَبَّحَ هَذَا الدِّينُ وَالْمَجْدُ
 أَحَدٌ بَصَحًا اے آنکھوں آسو یہاں اس پر کہ جسکی صحبت سے عمر شہدا مترزل ہو گیا۔ اور دین رسول خدا تراب ہو گیا۔ بزرگیاں اور شرافتیں جاتی ہیں
 علی ابن نبی اللہ و ابن د صبحہ وان کان عنا شاخص
 السدایر امتعا اے آنکھوں فرزند رسول خدا پر گریہ کرو وہی خدا کے نور دیدہ کا نام کرو اس پر گریہ وزاری کرو کہ جو یہاں سے ہمت دور دفن کیا گیا ہے۔ پس لوگوں نے کہا اے قاصد تو نے ہمارا غم و اندوہ تازہ کر دیا۔

فرض کہ سب مردوزن روتے پٹتے، نالہ و فریاد کرتے اس طرف روانہ ہوتے کہ یہاں حضرت سید سجاد غم زان تھے۔ بشیر کہتا ہے کہ میں ہر چند اپنا گھوڑا دوڑاتا تھا مگر کثرت ہجوم سے مجھے راہ نہ ملتی تھی۔ حبیب میں حضرت علی ابن الحسین کے نزدیک پہنچا میں نے دیکھا کہ آپ کسی پر بیٹھے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور چاروں طرف سے صلے گریہ وزاری آرہی ہے۔ مردوزن گروہ در گروہ آرہے ہیں اور حضرت سجاد علیہ السلام کو پرس دیتے ہیں صدکے و احسیناہ انا لہ و امطلوماہ و اعنیریبہ
 بلند ہے۔ فضاء عالم نگیں نظر آرہی ہے۔ آپ نے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ حبیب گریہ کا ہوش کم ہوا۔ آپ نے خطبہ پڑھا اور حمد خدا کے تعالیٰ ادا کی۔ فرمایا میں اس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں

جو رب العالمین ہے اور رحیم و رحمان ہے وہی صاحب روز جزا ہے وہی خلاق کائنات ہے اور اس کی معرفت عقل و ادراک سے بالاتر ہے پھر فرمایا کہ حمد کرتا ہوں میں اس کے لئے کہ جس کی طرف سے بندوں کا امتحان لیا جاتا ہے اور ان امتحان میں ڈالا جاتا ہے۔ اور غم و اندھ میں دامن میرا ہاتھ سے نہیں جاتا ہے۔ **أَيُّهَا النَّاسُ قَتَلَ ابُو عَبْدِ اللَّهِ وَعَدَّتُهُ وَ سَيِّئُ نَسَائِهِ وَصَبِيَّتُهُ وَ أُرْدُوا بِرَأْسِهِ فِي الْبِلْدَانِ**۔

یعنی کہ میرے باپا ابو عبد اللہ اطمینان قتل ہو گئے۔ ان کی عترت و اولاد اور عورتوں کو اسیر بنایا اور لشکر اعدائے سر بریدہ حسین کو نیزے پر بلند کر کے کوفہ سے شام تک ہنر بہنر تشریف لے گئے۔ پس کون ہے کہ جو اس مصیبت کے بعد خوشی کرے۔ چاہیے کہ آکھیں اشکِ خوین برسائیں۔ اہل آسمان نے اس غم میں سات روز و شب گریہ کیا۔ **أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَلْبِي لَا يَتَصَدَّقُ لِقَتْلِهِمْ أَمْ آتَى فَوَادٍ لَمْ يَجِدْ الْيَتِيمَ يَا**

یعنی کہ کوئی سادل ہے کہ اس غم جان کاہ میں شگافتہ نہیں ہوا۔ کون سادل ہے کہ بابا کو دیکھنے کے لئے بے چین نہیں ہے ہر ایک بابا کی زیارت کا مشتاق ہے کسی کان نے ایسی مصیبت کی خبر نہ سنی ہوگی جو کہ کہہ لیں ہم پر گزر گئی۔ **أَيُّهَا النَّاسُ أَصْبَحْنَا مَطْرُودِينَ شَا سِعِينَ عَنِ الْأَمْصَارِ كَأَنَّ أَوْلَادُ تَرْجِي وَ كَأَنَّ بَيْلِي**

اے مدینہ والو ہمیں مطرود قرار دیا یعنی کہ راندہ درگاہ تصور کیا حالانکہ وہ جفا کار خود ذلیل و رسوا ہوا ہم اگرچہ ہم سب کہتے تھے کہ شہر شہرت پھراؤ گے ہماری آواز پر کسی نے لیک نہ کہا۔ ہمیں ترک و کابل کے قیدیوں کی طرح اسیر کیا اگرچہ ہمارا کوئی مقصد نہ تھا۔ اگر بخدا آنحضرت ان لوگوں سے اس طرح کے مظالم اور ذات اور قطع نسل کی سفارش کرتے تب بھی اس سے زیادہ مظالم ہوتے۔ حالانکہ رسول اللہ نے ہمارے اعزاز و کھرام و احترام کرنے کی بابت فرمایا تھا ہماری عورت کو اجبر رسالت

قرار دیا تھا۔ اور ہمارے حقوق کی رعایت کے بارے میں سفارش کی تھی مگر امت نے کوئی حکم رسول نہ مانا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ بس خدا ہی ہمارے صبر پر ہمیں ثواب عطا کرنے والا ہے اور ان ظالموں سے انتقام لینے والا ہے۔ اس وقت صوحان بن معصہ اٹھا کہ مذکر کیا کہ میں زمین گیر ہو گیا ہوں اس سبب سے آپ کی نفرت سے محروم رہا۔ حضرت سید سجاد علیہ السلام نے ان کے عذر کو قبول کر کے اس کے باپ کو کلمہ رحمت کے ساتھ یاد کیا۔

بعض باتوں میں سے یہ بھی ایک ہے کہ جب حضرت محمد ابن حنفیہ کو خیر آمد حضرت امام زین العابدین معلوم ہوتی اور یہ بھی سنا کہ زینب و ام کلثوم امیر ہو کر آئی ہیں بہت تیزی کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے دیکھا کہ سیاہ علم کھلے ہوئے ہیں اور خیمے حسین سے خالی ہیں دل چاہتا ہے کہ آپ سے عرض کروں۔ اے محمد ابن حنفیہ، اے سپر علی ابن ابوطالب، عرض حسین سے زخم خالی نہیں ہے بلکہ عباس علمدار سے بھی تہمت خالی ہے۔ نہ کہیر ہے، نہ قاتل نہ ہلاک۔ اب تو بنی ہاشم میں زین العابدین اور محمد باقر محمد ابن حنفیہ نے جب سیاہ علم دیکھے گھوڑے سے زمین پر گئے ہائے حسین کہا اور عشق کے گئے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خود آپ کے نزدیک آئے مبادا عم محترم ہلاک نہ ہو جائیں۔

حقیقت یہی ہے کہ غلام محمد ابن حنفیہ نے یہ عظیم حد سے کیے برداشت کے جب حضرت محمد ابن حنفیہ کی نظر سید سجاد پر پڑی تو فرمایا۔ یا ابن اعنی، یا ابن اعنی

ابن قریظ عینی ابن شمرۃ خوادی۔

اے زور دیدہ برادر اے جگر گوشہ حسین، اے مہمان حسین کے جانشین، اے امت کے امام میرے مہمان حسین کہاں ہیں سید سجاد نے فرمایا۔ "یا عینی" اے چچا جان میں یتیم ہو گیا ہمارے سارے مرد مارے گئے۔ میں مہمانوں اور چچاؤں

کے بغیر رہ گیا۔ کسی نے ہم پر رحم نہ کیا گروہ نبی امیہ ہمیں قتل کرتے تھے اور خوشیاں مناتے تھے۔ اپنے چچا جان پاپا کو شہید ہوتے دم بھی پانی نہ پلایا۔ پیاسا ہی شہید کیا بعد ازاں حضرت سید مجاہد علیہ السلام داخل شہر مدینہ ہوئے اس وقت حضرت ام کلثوم نے مدینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ مَدِينَةُ حَبَدْنَا لَا تَقْبَلُنَا فَبِالْحَسْرَاتِ وَالْاِحْزَانِ جِيئْنَا۔ اے مدینہ تو ہمیں قبول نہ کر ہمیں داخل ہونے کی اجازت نہ دے کہ ہم حسرت و ماس زدہ ہیں۔ اَلَا قَدْ خَيْرٌ رَّسُولَ اللّٰهِ عَنَّا وَاَتَاكَ قَدْ فَجَعًا فِي اٰيَاتِنَا وَاَنْ رَّجَا لَنَّا يَا لَطْفِ صِرْعِي بَلَا رُوْيسٍ وَقَدْ ذَاب حُوسَا الْبَنِيْنَآ۔

یعنی کہ کون ہے جو رسول خدا کو خیر کرے کہ ہمیں سب کو بھائی مصلیٰ اور نبیوں کے غم میں مبتلا نہ رکھیں۔ اور میں اسیر کیا گیا قیدی بنایا اور بھائی مصلیٰ کے سر کو نیزہ پر بند کر کے شہر بٹہر چھرایا دَرَّ هَطْلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْحَوْا عَدَايَا بِالطَّوْفِ صَبِيْنَا اے رسول خدا آپ کی اولاد کے سر و دل سے چادریں اتار لی گئیں۔ ہمیں بہ ستر سر کیا اور بھائی کی لاش بے گور و کفن پڑی ہمیں۔ وَقَدْ ذَاب حُوسَا الْحَسِيْنِ وَ كَوْنُ رُوْعُوْنَا جَنَابِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَيَنْتَا اے تانا جان آپ کے حسین کو ذبح کر ڈالا اور آپ کی حرمت کا کوئی خیال نہ کیا۔ اَفَا طَمُوْ كُوْنُظَرْتِ اِلَى السَّبَايَا نَبَا مَكَتِ فِي السَّلَادِ مُشْتَقِيْتَا۔ اے مادر گرامی اے فاطمہ زہرا آپ کا بیٹوں کو اسیر کیا اور مٹو کیا۔ اَفَا طَمُوْ كُوْرَا يَتِيْنَا سَهْمَا رِي وَا مِنْ سَهْرِ اللِّيْتَايِي قَدْ عَيِيْنَا۔ اے امان جان آپ راہ سفر شام میں ہوئیں تو ملاحظہ فرمائیں کہ ہماری بندیں اڑ گئی تھیں قریب تھا کہ ہماری بیٹائی جاتی رہے۔ فَلَوْ دَامَتْ حَيُوْتِكَ لَكُوْ تَرْتَلِي اِلَى لِيَوْمِ

الْبَقِيَا مَا تَنَدَّ بَيْتًا اَكْبَارًا زَنْدَةً هُوَتْ فِي قِيَامَتِكَ هَمَّامًا
 حال پر آنسو بہا تیں۔ اور اے مادرِ گرانی! آپ کے حسین کو تشہ لبا شہید کیلئے بھائی حسین
 یعنی حسینؑ کے لئے گئے۔ آپ کا قائم پاناں ہم اسپان ہو گیا۔ شہیدوں کی لاشیں ریگ گم پر
 پڑی رہیں۔ بہر حال اہل بیتؑ باحال پریشان۔ نوہر کنان۔ آہ و نادی کرنے ہوئے مدینہ
 میں داخل ہوئے اور حرم رسولؐ لپٹے زینبؑ خاتون نے در مسجد ہر قدم یاد و الحماہ اے
 نانا ذرا قبر سے لگے آپ کی بیٹی اسیر ہو کر آئی در و دیوار حرم سے رونے کی صدا آ رہی تھی
 قبر مبارک تشرُّز میں تھی۔

آج قبر مصطفیٰ پر اک ہجوم عام ہے

اگلی زینبؑ مدینہ میں پیا کھرام ہے۔

جب اہل بیتؑ اپنے گھروں میں پہنچے تو اپنے مکانوں کو ویران دیکھا اور صاحب
 خانہ کے پیڑ دیکھا۔ مردان اہل بیتؑ بہت زیادہ اے کہ جو رات دن عبادت الہی کیا کرتے
 تھے اور بیچ و شام ان گھروں سے تسبیح و تہلیل بلند ہوتی تھیں۔ اب یہ گھر و مکان آواز
 بلند پوری تھیں۔ آنحضرتؐ کے گھر سے کوئی صداے تکبیر و تہلیل بلند نہیں ہو رہی تھی۔ یہ وہ مکان
 تھے کہ جہاں ہمیشہ دنیا والوں کو پناہ ملتی تھی لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی تھیں کبھی ان گھروں
 سے ساکن نالی نہیں جاتا تھا۔ فَأَقْوَمَتْ مِنَ السَّادَاتِ مِنْ آلِ صَاحِبِ الشَّيْخِ
 وَ كَرِيحْتُمْ بَعْدَ الْحُسَيْنِ شَتَاؤُهُ يَعْنِي أَمَامِ عَيْنِ كِي شَهَادَتِ كِي بَدِيرِ مَكَانَاتِ
 منازل و حرمی نہ رہے۔ اور نہ اب نرول ملائکہ رہا۔ اس طرح یہ گھر برباد ہوئے کچھ آباد نہ ہو
 سکے۔ اور جو اہل خانہ بچھڑ گئے اب وہ کہاں آسکے ہیں۔ فَعَيْنِي لِقَاتِلِ السَّبْطِ
 عَبْرِي وَلَوْ عَتَى عَلِي فَقَدْ صَحَّ مَا تَنْقَضِي زَنْدَاتِهَا -
 شہادت سبٹ پیغمبر دیکھی میں ہمیشہ گریان ہوں گا۔ اور میرا دل غم امام حسینؑ شہیدِ مظلوم میں مغنوم

سے گار دنیا کبھی گو تَصْبِيرِ بْنِ عَلِيٍّ الْأَدْنِيِّ أَمَا ان ان
تَفْقِيءٌ اِذَا حَسَرْنَا تَقَا سِءَالِ دَلِ تَوَكُّبِ تَمَنُّانِ وَيُنِ اِوِرِ اِعْدَا اِهْلِ بَيْتِ كِ مَرْطَامِ
سُيُؤِ كُوبِرَا شَتِّ كِرِيَا كِبِ تَمِ مِبِرِ كُوزِ نَا اِبِ وَهَ وَتِ اُنِّ مَالَا اِبِ كِ مَوْلَا يِ
عَالِمِيَانِ حَضْرَتِ مَوْلَى الْعَصْرِ حُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ عَمَلِ اللَّهِ فَوْجِ پَرُوهِ غَيْبَتِ سِ نَكَلِيْنَ كِ
اِوِرِ اِبِ مَرْطَامِ كِ تَا كِرِ اِعْدَا وَيُنِ سِ اِنْتِقَامِ لِيْنِ اِوِرِ مَارِ سِ دِلُولِ كِي حَصْرَتِ پُورِي پُورِ اِمَامِ زَانِ
كَانُورِ پُرُوهِ اِوِرِ اِبِ زِيَارَتِ نَضْبِ اِبِ مَوْلَا فِ زَاقِ الصَّدْرِ قَلِّ
الصَّبْرِ كَالِ تَضْرَعِ الْمَتَضَّرِعِ قُو غَيْرِ مَا مَوِرِ
عَلِيٍّ اَسْوَ اللّٰهَ وَاَعْمِدَةَ بِهَامَةَ كَلِي رَجَسِ مِيْدَاعِ اِرْحِ الْبِلَادِ
مِنِ الْفَسَادِ وَقَوِ بِاَعْبَاءِ الْجِهَادِ وَيُبِّ لَذَاكَ وَاَسْرَعِ
يَا رَبِّ رَمَكُنْ عَوْتَالَهُ وَمَوْبِدًا وَاَزَلِ بِهِ جُورَ الْمَعَانِدِ
وَاقْتَعِ - مَوْلَانِ كِتَابِ هَذَا -

جناب ابن محمد بن علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ رسالہ شریف بڑی مجلس
کے سامحہ مولوں و مرتب کیا ہے امید ہے کہ قارئین رسالہ اس میں کوئی کٹوتی یا خامی پائیں
تو اس سے درگزر کریں گے اور مجھے و ماہ معفرت سے نوازیں گے۔ اللہم اعف
عَنْ خَطِيئَاتِنَا وَانْتَامِنَا وَاخْتَمِرْنَا بِالْحَسَنِ وَارْزُقْنَا التَّقْوَى
وَجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْكِينِ بَوْلَايَةَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ
وَكَانَ الْخَتَامُ فِي يَوْمِ الْعَمِينَ الرَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ بَعْدَ
الْآلَفِ مِنَ الْهَجْرَةِ الشَّرِيفَةِ فِي الْقِصَّةِ الْمَقْدَسَةِ الْحُسَيْنِيَّةِ
عَلَى سَاكِنَتِهَا الْآلَفِ تَنَاءً وَصَلَوَاتٍ وَتَحِيَّاتٍ تَمَّتْ الْكِتَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ
الْوَسَّابِ عَلِيِّ يَدِ قَلِّ الْكِتَابِ وَالْعِبَادِ ابْنِ مُحَمَّدٍ صَادِقِ

محمد علی الخوانساری۔

تاریخ اختتام

جمعرات ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۴ ھجری

تاریخ ترجمہ کتاب

چهارشنبه ۹ ربیع الاول ۱۳۱۰ ھجری

نظر ثانی محرم ۱۳۱۱ ھجری

مترجم

خطیب آل محمد حمزوی سید ظل حسین زیدی سرسوی

